مرکز برائے فاصلاتی و آنلائن تعلیم، یونیورسٹی آف جموں، جموں

کلاس ایم۔اے

سمسٹر دوم

مضمون : اردو صحافت

کورس نمبر : 206

یونٹ : I-IV

سبق : 1-18

پروفیسر (ڈاکٹر) شہاب عنایت ملک

کورس کوآرڈی نیٹر، ایم اے اردو، سی، ڈی، او، ای

صدر شعبہ اردو، جموں یونیورسٹی، جموں

ڈاکٹر پرشوتم پال سنگھ اسسٹنٹ پروفیسر

انچارج ٹیچر، اردو

سی، ڈی، او، ای، جموں یونیورسٹی، جموں

© جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ کسی شکل میں جموں یونیورسٹی کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

زیر اہتمام مرکز برائے فاصلاتی و آنلائن تعلیم، یونیورسٹی آف جموں، جموں

مضمون نگار:

1۔ **ڈاکٹر عبدالرشید منہاس**

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو جموں یونیورسٹی

2۔ **ڈاکٹر پرشوتم پال سنگھ اسسٹنٹ پروفیسر**

انچارج ٹیچر، اردو، سی، ڈی، او، ای، جموں یونیورسٹی، جموں۔

اڈیٹنگ/ پروف ریڈنگ:۔

ڈاکٹر پرشوتم پال سنگھ

انچارج ٹیچر، اردو، سی، ڈی، او، ای، جموں یونیورسٹی، جموں۔

استقبالیہ پیغام





عزیز مُتعلّم

سمسٹر دوم کے کورس ''اردو صحافت'' میں آپ کا خیر مقدم ہے۔

یہ کورس اردو صحافت کے مفہوم، ارتقا، تاریخ اور مختلف پہلوؤں کے مطالعے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے آپ صحافت کی بنیادی اصطلاحات، خبر نگاری، رپورٹنگ، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، انٹرویو، پریس کانفرنس، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، آن لائن صحافت اور اردو اخبارات کی روایت سے واقف ہوں گے۔ یہ کورس نہ صرف اردو صحافت کی تاریخی اور فکری بنیادوں کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا بلکہ عصرِ حاضر کے ذرائع ابلاغ اور ابلاغی نظام کے عملی تقاضوں سے بھی آگاہ کرے گا۔ اس میں شامل اسباق کو غور و فکر کے ساتھ پڑھنے سے آپ صحافتی اصولوں، خبر کی اہمیت اور میڈیا کے سماجی کردار کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ مقررہ اسباق کا بغور مطالعہ کریں اور سرگرمیوں میں حصہ لیں۔ مزید معلومات اور گہرے مطالعے کے لیے کتب خانے میں موجود متعلقہ کتب سے بھی رجوع کریں۔''

آپ کی علمی ترقی اور کامیابی کے لیے نیک خواہشات۔

ڈاکٹر پی پی سنگھ

اسسٹنٹ پروفیسر اردو

مرکز برائے فاصلاتی و آن لائن تعلیم

جموں یونیورسٹی، جموں

Syllabus and Courses of Study in the Subject of Urdu under NON-CBCS Scheme (CDOE)

SEMESTER- II
COURSE CODE URD-206

Examination to be held in May 2026,2027 and 2028.

Title:Urdu Journalism اُردوصحافت
Duration of Examination :-2:30 hours

Credit:4
Maximum Marks: 100
a) Semester External:70
b) Internal Assessment: 30

Objectives:

The Course intends to provide sufficient knowledge of both history and development of Journalism in general and an insight into technical aspects of the subject in particular.

یونٹ۔I

۱۔ صحافت۔مفہوم اورفن

۲۔ صحافت۔اغراض ومقاصد

۳۔ صحافت کی مختلف اقسام

۴۔ زردصحافت

۵۔ صحافی کے اوصاف

۶۔ ایڈیٹر کے اوصاف

یونٹ۔II

۱۔ عالمی سطح پر صحافت کا آغاز

۲۔ ہندوستان میں مطبوعہ صحافت، فارسی۔انگریزی

۳۔ اُردو کے ابتدائی اخبارات۔دہلی اُردو اخبار، سیدالاخبار اور اودھ پنچ

۴۔ پہلی جنگِ آزادی اور اُردو صحافت

۵۔ بیسویں صدی اور عصرِ حاضر کے اُردو اخبارات

۶۔ آن لائن اخبارات اور پورٹل۔ایک تعارف

یونٹ۔III

۱۔ پرنٹ اور الیکٹرانک خبر رساں ادارے (ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات)

۲۔ اخبار نویسی کا فن (خبر نگاری، سرخیاں، کالم نگاری، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، خط بنام مدیر، انٹرویو، پریس کانفرنس)

۳۔ رپورٹنگ اور اس کی اقسام

۴۔ خبر کے بنیادی عناصر اور خبری اقدار

۵۔ خبر رساں ایجنسیاں

۶۔ خبروں کا اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریاں

۷۔ صحافت اور انسانی حقوق

یونٹ۔IV

۱۔ صحافتی قوانین و اخلاقیات

۲۔ اخبار کی خبریں اور ریڈیو کی پیش کش میں فرق

۳۔ ٹیلی ویژن کی صحافت اور تکنیک۔ایک تعارف

۴۔ اُردو کی ادبی صحافت۔رسائل و جرائد

۵۔ صحافت میں زبان کی اہمیت

۶۔ بدلتی ہوئی دُنیا میں صحافت کا کردار

Note for Paper Setter:

Internal Assessment carry 30% marks in each course. The format of the internal is given below.

Assignment I: Long Answer Questions

Two questions:One each from unit-I and Unit-II shall be given And the learner has to attempt any one question in 800-1000 words (15 Marks)

Assignment II: Short Answer Questions

Three questions:One each from unit-III and Unit-IV in 350-450 words.

(7.2 X2=15 Marks)

Mode of Examination:

There are four units in the course no-206

Mode of Examination: The term and examination shall carry 70% marks in each course. The format of the question paper is given below.

Term End Examination would be of 70 marks. Two short answer type questions from Unit-I and Unit-II having 7 marks each be asked. Two descriptive type questions from Unit III and IV of 14 marks each be asked. Two short answer type questions from Unit III and IV having 7 marks each be asked. 14 Objective type questions of 14 marks carrying 1 mark each be also asked from Unit III and IV.

حوالہ جاتی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت، صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت و رفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

☆☆☆

فہرست

یونٹ اول

۱۔ صحافت۔مفہوم۔فن اور اغراض ومقاصد _____ 7

۲۔ صحافت کی مختلف اقسام اور زرد صحافت _____ 23

۳۔ صحافی اور ایڈیٹر کے اوصاف _____ 34

یونٹ دوم

۴۔ عالمی سطح پر صحافت کا آغاز ہندوستان میں مطبوعہ صحافت، فارسی۔انگریزی _____ 44

۵۔ اُردو کے ابتدائی اخبارات۔دہلی اُردو اخبار، سیدالاخبار اور اودھ پنچ _____ 63

۶۔ پہلی جنگِ آزادی اور اُردو صحافت _____ 78

۷۔ بیسویں صدی۔عصرِ حاضر کے اُردو اخبارات، آن لائن اخبارات اور پورٹل۔ایک تعارف _____ 86

یونٹ سوم

۸۔ پرنٹ اور الیکٹرانک خبر رساں ادارے (ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات) _____ 106

۹۔ اخبار نویسی کا فن (خبر نگاری، سرخیاں، کالم نگاری، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، خط بنام مدیر، انٹرویو، پریس کانفرنس) __ 125

۱۰۔ رپورٹنگ اور اس کی اقسام _____ 160

۱۱۔ خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیاں _____ 183

۱۲۔ خبروں کا اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریاں _____ 211

۱۳۔ صحافت اور انسانی حقوق _____ 238

یونٹ چہارم

۱۴۔ صحافتی قوانین واخلاقیات _____ 260

۱۵۔ اخبار کی خبریں اور ریڈیو کی پیش کش میں فرق _____ 282

۱۶۔ ٹیلی ویژن کی صحافت اور تکنیک۔ایک تعارف _____ 305

۱۷۔ اُردو کی ادبی صحافت۔رسائل وجرائد _____ 319

۱۸۔ صحافت میں زبان کی اہمیت اور بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کا کردار _____ 349

سبق نمبر 1۔صحافت۔مفہوم۔فن اوراغراض ومقاصد

ساخت

1.0 اغراض ومقاصد

1.1 تعارف

1.2 صحافت۔مفہوم اورفن

1.2.1 صحافت کے اغراض ومقاصد

1.3 صحافت کی تعریف

1.3.1 صحافت کے بنیادی عناصر

1.3.2 صحافت کا عہد بہ عہد ارتقاء

1.3.3 سرگرمی آؤ اپنی معلومات جانچیں

1.4 عمومی جائزہ

1.5 فرہنگ

1.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1.7 مشقی سوالات

1.8 مشقی سوالات کے جواب/ جواباتِ سرگرمی

1.9 کتب برائے مطالعہ

1.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد طلبہ:

صحافت کے مفہوم اور تعریف سے واقف ہوسکیں گے۔

صحافت کی اہمیت اور معاشرے میں اس کے کردار کو سمجھ سکیں گے۔

صحافت کے فن اور اس کی بنیادی خصوصیات کا ادراک حاصل کرسکیں گے۔

صحافت کے مختلف ذرائع اور اقسام کی شناخت کرسکیں گے۔

صحافت کے اغراض ومقاصد کو تفصیل سے بیان کرسکیں گے۔

عوامی رائے کی تشکیل میں صحافت کے کردار کا جائزہ لے سکیں گے۔

صحافت اور ابلاغِ عامہ کے باہمی تعلق کو سمجھ سکیں گے۔

صحافتی اخلاقیات اور ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل کرسکیں گے۔

جدید دور میں صحافت کو درپیش چیلنجز کا تجزیہ کرسکیں گے۔

قومی، سماجی اور ثقافتی ترقی میں صحافت کی اہمیت کو واضح کرسکیں گے۔

1.1۔تعارف

صحافت کے آغاز نے دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کا کام کیا۔صحافت نے سماج کے ہر فرد کو اطلاع بہم پہنچائی۔اطلاعاتی سماج کی تعمیر میں صحافت کا رول سب سے اہم رہا ہے۔انسان کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان کے بعد سب سے زیادہ ضروری شئے ترسیل یعنی کمیونی کیشن ہے۔انگریزی لفظ (Communication) کے معنی ترسیل یا ابلاغ کے ہوتے ہیں۔صحافت کے بنیادی مقاصد میں ترسیل کو عام وسہل بنانا اور ترسیل کے دائرے کو وسیع تر کرنا بھی ہے۔پروفیسر محمد شاہد حسین اپنی کتاب ''ابلاغیات'' میں لکھتے ہیں ''ترسیل عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مفہوم ہے بھیجنا، روانہ کرنا۔اُردو میں یہ انگریزی لفظ کمیونیکیشن (Communication) کی جگہ استعمال کیا جارہا ہے جو لاطینی لفظ کمیونس (Communis) سے بنا ہے۔جس کے معنی ہیں کامن یعنی مشترک۔جب ہم کسی جذبے، خیال، معلومات یا محسوسات کو دوسرے تک بھیجتے ہیں

تو اسے مشترک کرتے ہیں گویا اس میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ لہٰذا، خیالات، تجربات و محسوسات میں دوسروں کو شریک کرنے کا عمل ترسیل کہلاتا ہے'' صحافت کا جمہوریت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ جمہوریت میں عوام کو سب کچھ جاننے کا حق ہے۔ عوام کو جانکاری دینے کے لئے صحافت سے بہتر اور کارآمد کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ دورِ بادشاہت میں عوام کو جانکاری دینا یا نہ دینا بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھا لیکن جمہوریت میں یہ عوام کا حق ہے۔ اس لئے بہتر اور صحت مند جمہوریت کے لئے بہتر صحافتی نظام کی بہت ضرورت ہے۔ جمہوریت میں صحافت کی اہمیت اس قدر ہے کہ اسے جمہوریت کا چوتھا ستون کہتے ہیں۔ ہنگری کے رہنے والے جوسف پلتزر کو صحافت کا باوا آدم (Father of Journalism) کہا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر کے نام پر صحافت کا پُر وقار ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر 10 اپریل 1847 کو پیدا ہوا، اس نے ایک صحافی اور ایک بے باک پبلشر کی حیثیت سے ابتدائی زمانے میں ہی صحافت کے خدوخال نمایا کرنے کا کام کیا۔ جوسف پلتزر نے ہی صحافت کو بڑے طاقت ور تجارتی اداروں سے آزاد کرانے کا کام کیا۔ اس نے کہا اور کر کے دکھایا بھی کہ صحافت عام لوگوں کے لئے ہے اور بدعنوانی کے خلاف ہے۔ گویا صحافت نے اپنے ابتدائی ایام میں ہی اصول وضع کر لئے تھے کہ صحافت ہر قسم کی بدعنوانی کے خلاف ہے۔ اور سچ بات یہ ہے کہ آج بھی صحافت کو اسی نقش قدم پر چلنا ہے۔

صحافت کے بنیادی مقاصد میں ایک اہم مقصد ہے لوگوں تک اطلاعات بہم پہنچانا تاکہ لوگ خود اچھے برے کی تمیز کر سکیں۔ عوام حقائق کی روشنی میں خود فیصلہ کر سکے اس کے لئے اطلاعات کو ہونا بہت ضروری ہے۔ عوام تک درست اور بروقت اطلاعات کا پہنچانا صحافت کا بنیادی کام ہے۔ صحافت کا مقصد براہ راست رائے عامہ کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ صحافت عوام تک اطلاعات پہنچا دے اور عوام کو صحیح غلط کا فیصلہ کرنے دے۔ یہی صحافت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔ صحافت کے لئے جو اصول بنائے گئے ان میں صداقت اور معروضیت کو سرفہرست رکھا گیا۔ صحافی کا کام حقائق کو من وعن پہنچا دینا ہے خواہ وہ ان حقائق کو پسند کرے یا ناپسند۔ صحافت میں ذاتی پسند یا ناپسند کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ یہاں بنیادی مقصد ہے حقائق کو عوام تک پہنچانا۔ صداقت اور درستگی کے ساتھ ساتھ بے باکی، آزاد خیالی، انسانیت، حق گوئی اور غیر جانب داری کو بھی صحافت کے اہم اصولوں میں شامل کیا گیا ہے۔

1.2۔ صحافت: مفہوم اور فن

صحافت کسی بھی ریاست، ملک یا حکومت کا ایک اہم اور طاقتور ستون ہے۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس کی اہمیت ہر دور میں

تسلیم کی گئی ہے۔ کسی بھی معاشرے میں صحافت کی ایک مخصوص طاقت ہوتی ہے جو اپنا جداگانہ اثر رکھتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ صحافت نے حکومتیں قائم کیں، کئی حکومتوں کو استحکام بخشا اور کئی حکومتوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔ مشہور مؤرخ H.G.Wells نے لکھا ہے کہ روم کی طاقتور حکومت اس وجہ سے بھی دیرپا نہ رہی کیوں کہ اس زمانے میں اخبارات عام نہ تھے۔

مشہور فاتح نپولین کو صحافت کی طاقت کا بخوبی اندازہ تھا ان کا مشہور قول ہے کہ ایک مخالف اخبار کا ایک ہزار بندوقوں سے بھی زیادہ خوف کھانا چاہئے۔ ایک مشہور مشرقی منقولہ ہے کہ چھوٹے حکمران شہنشاہِ اکبر کی تلوار سے زیادہ ابوالفضل کی قلم سے خوف زدہ رہتے تھے۔ صحافت ایک ایسا شعبہ ہے جو قوموں کو زندگی عطا کرتا ہے اور انھیں ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ صحافت کے فن اور اس کی اقسام کے مطالعے کا بنیادی مقصد آپ کو یہ سمجھانا ہے کہ صحافت نے دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کا کام کیا۔ اس کے ذریعے سماج کے ہر فرد کو اطلاع بہم پہنچائی۔ اطلاعاتی سماج کی تعمیر میں صحافت کا رول سب سے اہم رہا ہے۔ انسان کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان کے بعد سب سے زیادہ ضروری شئے ترسیل یعنی کمیونی کیشن ہے۔ انگریزی لفظ (Communication) کے معنی ترسیل یا ابلاغ کے ہوتے ہیں۔ صحافت کے بنیادی مقاصد میں ترسیل کو عام و سہل بنانا اور ترسیل کے دائرے کو وسیع تر کرنا بھی ہے۔

اس سبق کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ صحافت کا جمہوریت سے بڑا تعلق ہے۔ جمہوریت میں عوام کو سب کچھ جاننے کا حق ہے۔ عوام کو جانکاری دینے کے لئے صحافت سے بہتر اور کارآمد کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ دورِ بادشاہت میں عوام کو جانکاری دینا یا نہ دینا بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھا لیکن جمہوریت میں یہ عوام کا حق ہے۔ اس لئے بہتر اور صحت مند جمہوریت کے لئے بہتر صحافتی نظام کی بہت ضرورت ہے۔ جمہوریت میں صحافت کی اہمیت اس قدر ہے کہ اسے جمہوریت کا چوتھا ستون کہتے ہیں۔

ہم روز کتنے لوگوں سے ملتے ہیں اُن سے گفتگو کرتے ہیں لیکن یہ ملنے کا سلسلہ بیچ میں کبھی منقطع بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم تک اطلاع کسی نہ کسی صورت میں پہنچتی رہے۔ اس طرح صحافت کے بنیادی مقاصد میں ایک اہم مقصد ہے لوگوں تک اطلاعات بہم پہنچانا تاکہ لوگ خود اچھے برے کی تمیز کر سکیں۔ عوام حقائق کی روشنی میں خود فیصلہ کر سکے اس کے لئے اطلاعات کو ہونا بہت ضروری ہے۔ عوام تک درست اور بروقت اطلاعات کا پہنچانا صحافت کا بنیادی کام ہے۔ صحافت کا مقصد براہ راست رائے عامہ کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ صحافت عوام تک اطلاعات پہنچا دے اور عوام کو صحیح غلط کا فیصلہ کرنے دے۔ یہی صحافت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔ صحافت کے لئے جو اصول بنائے گئے ان میں صداقت اور معروضیت کو سرفہرست رکھا گیا۔ صحافی کا کام حقائق کو من وعن پہنچا دینا ہے خواہ وہ ان حقائق کو پسند کرے یا ناپسند۔ صحافت میں ذاتی

پسند یا ناپسند کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ یہاں بنیادی مقصد ہے حقائق کو عوام تک پہنچانا۔ صداقت اور درستگی کے ساتھ ساتھ بے باکی، آزاد خیالی، انسانیت، حق گوئی اور غیر جانب داری کو بھی صحافت کے اہم اصولوں میں شامل کیا گیا ہے۔

لغت کے اعتبار سے 'صحافت' عربی لفظ ہے جس کے معنی اخبار نویسی کے ہیں۔ اصطلاح میں صحافت تحریر کی اس ہیت کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کو وہ بتایا گیا ہو جو واقعی رونما ہوا ہو اور لوگوں کو اس کا علم نہ ہو۔ عبدالسلام خورشید اپنی کتاب ''فن صحافت'' میں لکھتے ہیں: صحیفے سے مراد ایسا مطبوعہ مواد ہے جو مقررہ وقفے کے بعد شائع ہوتا ہے چنانچہ تمام اخبارات ورسائل صحیفے ہیں، اور جو لوگ اس ترتیب وتحسین اور تحریر سے وابستہ ہیں انھیں صحافی کہا جاتا ہے، اور ان کے پیشے کو صحافت کا نام دیا گیا ہے''۔ مختلف ماہرین نے صحافت کی تعریف کی ہے۔ ابلاغیات میں صحافت کی ایک تعریف یوں بھی کی گئی ہے۔ ''صحافت جدید وسائل کے ذریعے عوامی معلومات رائے عامہ اور عوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتی ہے۔'' دراصل صحافت ایک پیشہ ہے جس میں کچھ ماہر افراد اپنی پیشہ ورانہ مہارت کو بروئے کار لاتے ہوئے عوام کو اطلاعات پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔

1.2.1۔ صحافت کے اغراض ومقاصد

صحافت کے بنیادی عناصر میں ایک اہم عنصر سچائی اور حقیقت ہے۔ حقیقت اور صداقت کے بغیر صحافت کا تصور بے معنی ہے۔ دوسرا اہم عنصر عوام کی طرف داری ہے۔ صحافت حکومت کی طرفدار نہیں ہوتی بلکہ عوام کے تئیں ایماندار اور مخلص ہوگی۔ صحافت افواہ پر نہیں بلکہ حقیقت پر اپنی خبروں کی بنیاد رکھے گی۔ سچائی کو پرکھنا بھی صحافت کا ایک اہم عنصر ہے۔ جن اجزا سے صحافت کی دنیا کی تعمیر ہوتی ہے ان میں خبروں کی غیر جانب داری بھی ایک اہم جز ہے۔ اسی کے ساتھ صحافیوں کو اپنے ضمیر کی آواز پر حق و باطل کا امتیاز کرنا بھی صحافت کا ایک اہم جز ہے۔ اس سلسلے میں پروفیسر محمد شاہد حسین اپنی کتاب ''ابلاغیات'' میں لکھتے ہیں ''صحافت معاشرے کی بہتر تربیت بھی کرتی ہے، انتظام وامن کے قیام میں مدد بھی دیتی ہے، معاشرے کی مختلف اقدار کے تحفظ میں معاون بھی ہوتی ہے اور عوامی رجحانات کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق کی حفاظت بھی کرتی ہے''۔ صحافت کے بنیادی عناصر میں کا ذکر کرتے ہوئے زیادہ تر ماہرین نے لکھا ہے کہ صحافت کسی بھی ملک میں حکمرانوں کی طرف داری کے بجائے شہریوں کی طرف دار ہوتی ہے۔

ہنگری کے رہنے والے جوسف پلتزر کو صحافت کا باوا آدم (Father of Journalism) کہا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر کے نام پر

صحافت کا پُر وقار ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر 10 اپریل 1847 کو پیدا ہوا، اس نے ایک صحافی اور ایک بے باک پبلشر کی حیثیت سے ابتدائی زمانے میں ہی صحافت کے خدوخال نمایا کرنے کا کام کیا۔ جوسف پلتزر نے ہی صحافت کو بڑے طاقت ور تجارتی اداروں سے آزاد کرانے کا کام کیا۔ اس نے کہا اور کر کے دکھایا بھی کہ صحافت عام لوگوں کے لئے ہے اور بدعنوانی کے خلاف ہے۔ گویا صحافت نے اپنے ابتدائی ایام میں ہی اصول وضع کر لئے تھے کہ صحافت ہر قسم کی بدعنوانی کے خلاف ہے۔ اور سچ بات یہ ہے کہ آج بھی صحافت کو اسی نقش قدم پر چلنا ہے۔

1.3 صحافت کی تعریف

لغت کے اعتبار سے 'صحافت' عربی لفظ ہے جس کے معنی اخبار نویسی کے ہیں۔ اصطلاح میں صحافت تحریر کی اس ہیت کو کہتے ہیں جس میں لوگوں کو وہ بتایا گیا ہو جو واقعی رونما ہوا ہو اور لوگوں کو اس کا علم نہ ہو۔ عبدالسلام خورشید اپنی کتاب ''فن صحافت'' میں لکھتے ہیں: صحیفے سے مراد ایسا مطبوعہ مواد ہے جو مقررہ وقفے کے بعد شائع ہوتا ہے چنانچہ تمام اخبارات و رسائل صحیفے ہیں، اور جو لوگ اس ترتیب و تحسین اور تحریر سے وابستہ ہیں انھیں صحافی کہا جاتا ہے، اور ان کے پیشے کو صحافت کا نام دیا گیا ہے''۔ مختلف ماہرین نے صحافت کی تعریف کی ہے۔ ابلاغیات میں صحافت کی ایک تعریف یوں بھی کی گئی ہے۔ ''صحافت جدید وسائل کے ذریعے عوامی معلومات رائے عامہ اور عوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتی ہے۔'' دراصل صحافت ایک پیشہ ہے جس میں کچھ ماہر افراد اپنی پیشہ ورانہ مہارت کو بروئے کار لاتے ہوئے عوام کو اطلاعات پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔

1.3.1 : صحافت کے بنیادی عناصر

صحافت کے بنیادی عناصر میں ایک اہم عنصر سچائی اور حقیقت ہے۔ حقیقت اور صداقت کے بغیر صحافت کا تصور بے معنی ہے۔ دوسرا اہم عنصر عوام کی طرف داری ہے۔ صحافت حکومت کی طرفدار نہیں ہوگی بلکہ عوام کے تئیں ایماندار اور مخلص ہوگی۔ صحافت افواہ پر نہیں بلکہ حقیقت پر اپنی خبروں کی بنیاد رکھے گی۔ سچائی کو پرکھنا بھی صحافت کا ایک اہم عنصر ہے۔ جن اجزا سے صحافت کی دنیا کی تعمیر ہوتی ہے ان میں خبروں کی غیر جانب داری بھی ایک اہم جز ہے۔ اسی کے ساتھ صحافیوں کو اپنے ضمیر کی آواز پر حق و باطل کا امتیاز کرنا بھی صحافت کا ایک اہم جز ہے۔ اس سلسلے میں پروفیسر محمد شاہد حسین اپنی کتاب ''ابلاغیات'' میں لکھتے ہیں ''صحافت معاشرے کی بہتر تربیت بھی کرتی ہے، انتظام و امن کے قیام میں مدد بھی دیتی ہے، معاشرے کی مختلف اقدار کے تحفظ میں معاون بھی ہوتی ہے اور عوامی رجحانات کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق کی حفاظت بھی کرتی

ہے''۔صحافت کے بنیادی عناصر میں کا ذکر کرتے ہوئے زیادہ تر ماہرین نے لکھا ہے کہ صحافت کسی بھی ملک میں حکمرانوں کی طرف داری کے بجائے شہریوں کی طرف دار ہوتی ہے۔

1.3.2: صحافت کا عہد بہ عہد ارتقاء

دنیا میں چھاپہ خانے کی ایجاد سے پہلے صحافت کا آغاز ہو چکا تھا۔مطبوعہ صحافت سے بہت پہلے قلمی صحافت کا آغاز ہوا۔کہیں کوئی واقعہ یا حادثہ رونما ہوا تو اس کی خبر ہاتھ سے لکھ کر لوگوں تک پہنچائی جاتی تھی۔''ہندستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں''محمد عتیق صدیقی کی بہت مشہور کتاب ہے،اس کتاب کے صفحہ نمبر 19 پر رقم طراز ہیں:

> ''حضرت مسیح سے کوئی 751 برس پہلے رومن راج میں روزانہ ایک قلمی خبر نامہ جاری کیا جاتا تھا۔جس میں سرکاری اطلاعیں نیز میدان جنگ کی خبریں ہوتی تھیں۔اس قلمی خبر نامے کو''اکٹا ڈیورنیا'' کہتے تھے۔یہ لاطینی زبان کا لفظ ہے، جو ACTA اور DURNA سے مرکب ہے۔اول الذکر کے معنی ہیں کارروائی اور موخر الذکر کے معنی ہیں روزانہ''

جب ہم صحافت کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں، یا صحافت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔پہلا حصہ دنیا میں صحافت کا آغاز وارتقاء اور دوسرا حصہ ہندستان میں صحافت کا آغاز وارتقاء سے متعلق ہوتا ہے۔اور پھر جب ہم ہندستان میں صحافت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اردو صحافت کی تاریخ پر خصوصی دھیان دیتے ہیں۔جہاں تک صحافت کی تاریخ کے پہلے حصے کا تعلق ہے تو جرمنی میں مطبوعہ صحافت کے آغاز سے پہلے اٹلی کے مشہور تاریخی شہر وینس (Vanice) میں خبریں سنانے کا جو رواج برسوں چلتا رہا اسے جدید اخبار نویسی کا نقش اول قرار دیا جاتا ہے۔1566ء کے آس پاس قدیم شہر وینس میں یہ طریقہ عام تھا کہ ایک شخص سڑک کے کنارے ایک مقام پہ کھڑے ہو کر لوگوں کو ان کی دلچسپی کی خبریں پڑھ کر سناتا تھا۔جن قلمی مسودوں سے یہ خبریں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں وہ مسودے حکومت کی نگرانی میں مرتب کئے جاتے تھے۔ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ جو لوگ یہ خبریں سنتے تھے ان سے ایک گزیٹا (Gazetta) وصول کیا جاتا تھا۔اس وقت شہر وینس میں رائج سکے کو گزیٹا کہتے تھے۔اسی لفظ گزیٹا سے گزٹ ایجاد ہوا جسے اخبار کے معنی میں ادا کرتے تھے۔یہیں سے یہ لفظ ہندستان بھی پہنچا اور جب 1780 میں کلکتہ سے جیمس اگسٹس ہکی نے انگریزی زبان میں پہلا اخبار جاری کیا تو اس کا نام''ہکیز بنگال گزٹ'' رکھا گیا۔شہر وینس میں جب یہ

تجربہ کامیاب رہا تو پھر برطانیہ میں بھی اسے دہرایا گیا اور حکومت کی نگرانی میں ایک قلمی خبر نامہ جاری کیا گیا جسے ''نیوز شیٹ'' (News Sheet) کہتے تھے۔ جہاں تک پہلے مطبوعہ اخبار کی بات ہے تو اس کا سہرا جرمنی کے سر ہے۔ انور علی دہلوی اپنی مشہور کتاب ''اردو صحافت'' کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''پہلا مطبوعہ خبر نامہ ۱۶۰۹ء میں جرمنی میں جاری کیا گیا۔ اس کا نام تھا ''اویسا ریلیشن اڈر زیٹنگ'' (Avisa Relation Order Zeitung) اور پھر دو سال بعد اسی طرح کا ایک چھپا ہوا خبر نامہ انگلستان میں پہلے پہل ۱۶۱۱ء میں ''نیوز فروم اسپین'' News From Spain کے نام سے شائع ہوا۔ لیکن اس کی شکل وصورت اور اس کا رنگ ڈھنگ اخباری نہ تھا۔ پہلا باضابطہ اخبار انگریزی زبان میں ۱۶۲۰ء میں شائع ہوا۔ اس کا نام ویکلی نیوز تھا اور اس کے ایڈیٹر نے تھانیل بٹلر (Nathanial Buttler) تھے۔ اس کے بعد ۱۶۳۱ء میں فرانس سے ''گزٹ دافران سے'' (Gazette de France) جاری ہوا۔ امریکا کا پہلا اخبار ''پبلک آکورینس'' تھا جس کا ۱۶۹۰ء میں بوسٹن سے اجرا ہوا۔''

جہاں تک ہندستان میں اخبار نویسی کی تاریخ کا تعلق ہے تو یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مغلوں کے عہد میں شاہی محل کے لئے روزانہ ایک قلمی اخبار جاری کیا جاتا تھا۔ یہ قلمی اخبارات شاہی محل کے باہر دور دراز کے علاقوں میں بھی بھیجے جاتے تھے۔ لیکن مطبوعہ صحافت کی جہاں تک بات ہے تو سب سے پہلے شہر کلکتہ سے انگریز افسر مسٹر جیمس اگسٹس ہکی نے سن 1780 میں اپنا اخبار ''ہکیز بنگال گزٹ'' جاری کیا۔ اس اخبار کا ایک اور نام ''کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر'' بھی تھا اور جب ہم اردو صحافت کی تاریخ پہ نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندستان میں 1822 سے پہلے اردو صحافت کا وجود نہیں تھا۔ 1780 میں ہندستان میں مطبوعہ صحافت کا آغاز ہوتا ہے اور اس کے تقریباً بیالیس برس بعد اردو صحافت کا جنم اسی کلکتہ شہر سے ہوا جہاں سے جیمس اگسٹس ہکی نے انگریزی زبان میں پہلا اخبار شائع کیا تھا۔ ''جام جہاں نما'' اردو کا پہلا اخبار تھا جو کلکتہ سے شائع ہوا۔ یہ اخبار ہفتہ وار تھا اور کبھی اردو، کبھی فارسی اور کبھی دونوں زبانوں میں نکلا۔ اس کے مالک ہری ہردت بنگو اور مدیر منشی سدا سکھ تھے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ ابتدا میں اخبارات ہفتہ وار ہی تھے۔ روزنامہ اخبار کی ابتدا بہت بعد میں ہوئی۔ پہلا اردو روزنامہ اخبار 1858 میں کلکتہ سے شائع ہوا جس کا نام ''اردو گائیڈ'' تھا۔ ایک زمانے تک دہلی سے شائع ہونے والے اخبار ''دہلی اردو اخبار'' کو ہی اردو کا پہلا اخبار سمجھا جاتا تھا۔ لیکن صحافی اور محقق گربچن داس چندن کی تحقیق نے یہ ثابت کر دیا کہ اردو کا پہلا اخبار کلکتہ سے شائع ہونے والا ''جام جہاں نما'' تھا۔ مشہور ادیب

اورادبی مورخ مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے 1837 میں دہلی سے اپنا اخبار ''دہلی اردو اخبار'' جاری کیا تھا۔ 1857 کے انقلاب کے بعد یہ اخبار بند ہو گیا تھا۔ 'پیام آزادی' 'سراج الاخبار' اور 'صادق الاخبار' کے ساتھ 'دہلی اردو اخبار' ہی ایک ایسا اخبار تھا جس کی اشاعت ۱۸۵۷ء کے ہنگامی حالات میں بھی ہو رہی تھی۔ اور یہ اخبارات انقلابی جذبات وخیالات کی ترجمانی کر رہے تھے۔ خورشید مصطفیٰ رضوی نے اپنی کتاب 'تاریخ جنگ آزادی ۱۸۵۷' میں لکھا ہے:

''اگر صرف دہلی کے اخبارات پر نظر ڈالیں تو ان میں انقلابی جذبات کا دریا موجزن دکھائی دے گا۔ دہلی سے بغاوت کے دوران چند اخبارات خاص طور پر نمایاں تھے۔ مثلاً 'دہلی اردو اخبار' 'صادق الاخبار' 'سراج الاخبار' (فارسی) وغیرہ۔ 'دہلی اردو اخبار' جولائی ۱۸۵۷ء میں 'اخبار الظفر' کے نام سے نکلا۔ 'سراج الاخبار' فارسی میں تھا اور بہادر شاہ ظفر کے روزنامچے کی حیثیت رکھتا تھا۔''

(خورشید مصطفیٰ رضوی، تاریخ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ،ص ۳۴۴)

بعض ناقدین اور مورخین نے ''دہلی اخبار'' اور ''دہلی اردو اخبار'' کو دو الگ الگ اخبار قرار دیا ہے۔ احسن مارہروی نے بھی اپنی کتاب تاریخ نثر اردو میں اس کا تذکرہ اس انداز سے کیا ہے کہ گویا یہ دو الگ الگ اخبارات تھے۔ لیکن تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ ایک ہی اخبار دو الگ الگ ناموں سے جاری ہوا۔ جن غیر ملکی دانشوروں نے اردو زبان و ادب کی بے پناہ خدمت کی ہے ان میں گارساں دتاسی کا نام بہت اہم ہے۔ گارساں دتاسی بھی ''دہلی اردو اخبار کے حوالے سے غلط فہمی کا شکار ہوئے۔ انھوں نے دہلی میں صحافت کی ابتدا کا ذکر کرتے ہوئے ''سراج الاخبار'' کو دہلی کا سب سے پرانا اخبار قرار دیا ہے۔ لیکن یہ گارساں دتاسی کے قیاس پر مبنی ہے۔ چونکہ بادشاہ بہادر شاہ ظفر کا نام سراج الدین تھا اس لئے گارساں دتاسی نے قیاس کیا کہ یہ اخبار بہادر شاہ ظفر نے جاری کیا ہوگا۔ اور بادشاہ سے پہلے بھلا کون اخبار جاری کر سکتا تھا۔ اس لئے گارساں دتاسی نے قیاس کیا کہ دہلی سے شائع ہونے والا اردو کا پہلا اخبار ''سراج الاخبار'' ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ''سراج الاخبار'' ۱۸۴۱ء میں جاری ہوا جبکہ اس سے چار سال پہلے ۱۸۳۷ء میں ''دہلی اردو اخبار'' جاری ہو چکا تھا۔ مولانا محمد حسین آزاد نے ۱۸۳۶ء میں اخبار کا جاری ہونا بیان کیا ہے مارگریٹا بارنس اپنی تصنیف انڈین پریس میں اس اخبار کو ۱۸۳۸ میں شائع ہونا بیان کرتی ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ اخبار کے نمبر اس کی تردید کرتے ہیں۔ پروفیسر اشتیاق حسین قریشی اور مولانا امداد صابری کی تحقیق کے مطابق ''دہلی اردو اخبار'' کا اجرا جنوری ۱۸۳۷ء میں ہوا۔ پہلے شمارے میں سید حسین صاحب کا نام بطور مہتمم شائع ہوا۔ پس پردہ سب کام مولوی محمد باقر کرتے تھے لیکن بطور مہتمم کئی نام الگ الگ وقت میں

شائع ہوتے رہے۔سید حسین صاحب کے بعد معین الدین صاحب مہتمم ہوئے اور اس کے بعد موتی لعل کا نام بطور مہتمم اور پریس مینیجر کے شائع ہوا۔اخبار کے ریکارڈ کے مطابق اپریل ۱۸۴۸ء میں مولوی محمد باقر بطور مہتمم کام کر رہے تھے۔اپریل ۱۸۴۹ء میں محمد حسین (مولانا محمد حسین آزاد) بطور مینیجر روشناس کرائے گئے۔ان کے علاوہ بھی کئی اور نام بطور پرنٹر پبلشر اخبار میں شائع ہوئے لیکن زیادہ تر مورخین کا خیال ہے کہ اخبار میں جو بھی تحریر ان حضرات کے نام سے چھپتی تھی وہ تحریر مولوی محمد باقر کی ہوتی تھی۔

۱۸۵۷ء تک شائع ہونے والے اردو کے اہم اخبارات میں جام جہاں نما، دہلی اردو اخبار، سید الاخبار، صادق الاخبار، کوہ نور، کریم الاخبار، شملہ اخبار، گلزار پنجاب، اعظم الاخبار، صدر الاخبار، قلب الاخبار، آفتاب عالم تاب اور چشمۂ فیض کا شمار کیا جاتا ہے۔ہری ہردت بنگو، منشی سدا سکھ لعل، مولوی محمد باقر، منشی کنڈا مل، منشی ہرسکھ رائے، فقیر سراج الدین، شیخ امداد، مولوی کریم الدین اور سید محمد خاں جیسے صحافیوں نے اردو صحافت کی بنیاد رکھی۔۱۸۵۷ء تک خبر رسانی کے ذرائع محدود تھے۔محدود وسائل کے ساتھ خبروں کو جمع کرنا آسان نہیں تھا۔لیکن اردو صحافت نے مشکل حالات میں اپنے قارئین تک تازہ ترین خبریں پہنچانے کا کام کیا۔انقلاب ۱۸۵۷ء تک اردو صحافت کی بنیادیں مضبوط ہو چکی تھیں۔

پنجاب کے مشہور اور دلیر رہنما مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں پنجاب سے کوئی اخبار نہیں نکلتا تھا۔مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت کا زمانہ ۱۸۰۱ء سے ۱۸۳۹ء تک ہے۔ان کے جانشین مہاراجہ دلیپ سنگھ کو معزول کرنے کے بعد انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔پنجاب پر انگریزوں کے باضابطہ طور پر قبضہ کر لینے کے چند ماہ بعد ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء کو منشی ہرسکھ رائے نے اخبار ''کوہ نور'' لاہور سے جاری کیا۔کوہ نور اپنے زمانے کا بڑا مشہور اخبار تھا۔نہ صرف ہندوستانی بلکہ بعض بڑے انگریز افسر بھی اس اخبار کے خریدار تھے۔کافی حد تک یہ اخبار انگریزی حکومت کا طرفدار تھا۔انگریزی کی کئی کتابوں کا ترجمہ کرنے والے منشی سورج بھان اخبار ''کوہ نور'' کے پہلے مدیر تھے۔منشی سورج بھان کے علاوہ اور کئی اہم شخصیات نے اس اخبار کی ادارت کی۔

ریاض الاخبار: منشی دیوان چند نے ۱۸۵۱ء میں سیالکوٹ سے ہفتہ روزہ ''ریاض الاخبار'' جاری کیا۔منشی دیوان چند اپنے زمانے کے مشہور ترین صحافی تھے۔انھوں نے ''ریاض الاخبار'' کے علاوہ بھی کئی اخبار جاری کئے۔منشی دیوان چند نے ''چشمۂ فیض'' اور ''خورشید عالم'' نام کے ہفت روزہ اخبارات بھی جاری کئے۔ان کا ایک مشہور اخبار ''وکٹوریہ پیپر'' ۱۹۲۵ء تک جاری رہا۔منشی دیوان چند اور ان کے اخبار کو انگریزوں کی سرپرستی حاصل تھی۔بعد میں انھوں نے سیالکوٹ کے بجائے گوجرانوالہ کو مرکز بنا کر اپنا مکتبہ قائم کیا۔مکتبہ دیوان چند میں اردو، ہندی اور گرمکھی میں مذہبی کتابیں شائع ہوتی تھیں۔اس مکتبہ سے منشی دیوان چند کو خاطر خواہ مالی فائدہ بھی پہنچتا تھا۔وہ نہ صرف ایک تجربہ کار صحافی تھے بلکہ ایک

کامیاب تاجر بھی تھے۔منشی ہرسکھ رائے سے ان کی معاصرانہ چشمک تھی۔منشی ہرسکھ رائے اردو کے بہت بڑے طرفدار تھے۔وہ اردو تعلیم کے شیدائی تھے۔جبکہ اردو میں اخبار نکالنے کے باوجود منشی دیوان چند اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کی مخالفت کرتے تھے۔

دہلی اردو اخبار کے ہم عصر اخباروں میں سیدالاخبار کا نام بہت اہم ہے۔اس اخبار کی اہمیت کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اسے مصلح قوم سر سید احمد خاں کے بھائی سید محمد خاں نے جاری کیا تھا۔یہ اخبار بھی ۱۸۳۷ء میں دہلی سے جاری ہوا تھا۔۱۸۴۶ء تک کی اس اخبار کی ادارت سید محمد خاں نے کی۔۱۸۴۶ء میں ان کے انتقال کے بعد کچھ عرصے تک سر سید احمد خاں نے اس اخبار کی ادارت کی۔بعد کے زمانے میں جب سر سید احمد خاں برطانیہ سے واپس آ کر اسپیکٹیٹر اور ٹیٹلر کی طرز پر صحافت کا آغاز کرتے ہیں تو ''سیدالاخبار'' کے زمانے کی ادارت سے جو تجربہ حاصل ہوا تھا وہ بہت کام آیا۔''سیدالاخبار'' کے تجربے نے ''علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ'' اور ''تہذیب الاخلاق'' کی ادارت میں بہت ساتھ دیا۔ایک طرف مولوی محمد باقر کا اخبار ''دہلی اردو اخبار'' مرزا غالب کی مخالفت میں خبریں چھاپنے کو اولیت دے رہا تھا تو دوسری جانب ''سیدالاخبار'' میں غالب کے کلام کو نمایاں انداز میں شائع کیا جاتا تھا۔اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ خود سر سید احمد خاں مرزا اسد اللہ خاں غالب کے بڑے مداح اور قدردان تھے۔اس لئے وہ غالب کی عظمت کے شایان شان ان کا کلام ''سیدالاخبار'' میں شائع کرتے تھے۔دہلی اور اطراف کے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ اخبار قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔''سیدالاخبار'' کے ساتھ جس اخبار کا ذکر بار بار ہوا ہے وہ ''صادق الاخبار'' ہے۔۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ء کے درمیان ''صادق الاخبار'' نام کے کئی اخبار دہلی سے شائع ہوئے۔محمد عتیق صدیقی کی تحقیق کے مطابق اس نام کے پانچ سے زیادہ اخبار الگ الگ وقت میں دہلی سے شائع ہوئے۔۱۸۴۴ء میں دہلی سے شیخ امداد حسین نے اخبار ''صادق الاخبار'' جاری کیا۔۱۸۵۶ء میں دہلی سے ہی شیخ خدا بخش نے ''صادق الاخبار'' جاری کیا۔۱۸۴۵ء میں دہلی سے مولوی کریم الدین نے ''کریم الاخبار'' جاری کیا۔مولوی کریم الدین نے رسالہ ''گل رعنا'' بھی شائع کیا تھا۔انھوں نے اپنے اخبار کا نام اپنے نام کی مناسبت سے رکھا تھا۔

جنگ آزادی ہند میں کچھ ایسے اخبار اور کچھ ایسے بہادر صحافی ہیں جن کا نام سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ان میں مولانا حسرتؔ موہانی اور ان کا رسالہ ''اُردوئے معلیٰ''، مولانا ابوالکلام آزاد اور ان کا سب سے مشہور اخبار ''الہلال'' اور مولانا محمد علی جوہرؔ اور ان کا اخبار ''ہمدرد'' قابل ذکر ہیں۔مولانا فضل الحسن حسرتؔ موہانی کی ایک اہم پہچان شاعر کی ہے، بلا شک وہ ایک ممتاز غزل گو شاعر تھے اور اردو کی غزلیہ شاعری میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔لیکن وہ ایک بے باک اور بے خوف مجاہد آزادی بھی تھے۔علی گڑھ سے انھوں نے سن 1903 میں رسالہ ''اُردوئے معلیٰ'' جاری کیا۔اس میں وہ حب الوطنی سے لبریز مضامین شائع کرتے تھے۔انھیں اس کی قیمت جیل جا کر چکانی پڑی۔اسی طرح مولانا

ابولکلام آزاد ایک اعلیٰ پائے کے ادیب و مفکر تھے، وہ ایک عالم دین اور مفسر قران بھی تھے۔ وہ آزاد ہندستان کے پہلے وزیر تعلیم تھے۔ لیکن صحافتی دنیا میں بھی ان کے کارنامے نا قابل فراموش ہیں۔ یوں تو وہ کئی اخبارات سے منسلک رہے لیکن جس ایک اخبار پر وہ خود فریفتہ تھے اور جس کو انھوں نے اپنی خصوصی توجہ سے تمام اخبارات کے لئے ایک معیار بنا دیا تھا وہ اخبار ہفتہ وار ''الہلال'' تھا۔ مشہور ادیب و نقاد مالک رام الہلال کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''الہلال اپنی اشاعتی زندگی کے تین ادوار سے گزرا۔ الہلال کا پہلا دور 13 جولائی 1912 سے شروع ہو کر 18 نومبر 1914 پر ختم ہوتا ہے۔ اس درمیان اس کے کل ایک سو گیارہ (111) شمارے شائع ہوئے۔ اس کا دوسرا دور ''البلاغ'' ہے جو 12 نومبر سے 31 مارچ 1916 کے زمانے کو محیط ہے۔ الہلال کو تیسرا اور آخری دور 10 جون 1927 سے شروع ہوتا ہے اور 9 دسمبر 1927 پر ختم ہوتا ہے۔''
>
> (حوالہ: مالک رام، کچھ ابولکلام آزاد کے بارے میں، مکتبہ جامعہ، نئی دہلی، ص ۶۰)

مولانا محمد علی جوہر جنگ آزادی کے ایک بہادر سپاہی تھے۔ انھوں نے انگریزی زبان میں اخبار ''کامریڈ'' اور اردو میں اخبار ''ہمدرد'' جاری کیا۔ ان کا یہ اخبار آزادی کا طرفدار تھا۔ اپنی بیباکی کے سبب بہت جلد اخبار ''ہمدرد'' مقبول ہوا لیکن انتظامی معاملات میں کمی کی وجہ سے یہ زیادہ دنوں تک شائع نہ ہو سکا۔ اس زمانے میں مولانا ظفر علی خاں کا اخبار ''زمیندار'' اور منشی محبوب عالم کا اخبار ''پیسہ اخبار'' بھی بہت مقبول اخبار تھا۔ لالہ لاجپت رائے اور منشی دیا نرائن نگم بھی اردو صحافت کی دنیا کے بہت اہم نام ہیں۔ منشی دیا نرائن نگم نے ''زمانہ'' اور لالہ لاجپت رائے نے ''بندے ماترم'' جیسے اخبار نکال کر ہندستانی عوام میں بے داری لانے کا کام کیا۔

1947 میں ہمارا ملک آزاد ہوا۔ اب صحافت کے سامنے بھی نئے چیلینجیز تھے۔ دہلی سے ''ملاپ'' اور ''پرتاپ'' تو جالندھر سے ''ہند سماچار'' نے اردو کی مشعل روشن کی۔ حیدرآباد دکن سے ''منصف'' ''سیاست'' اور ''رہنمائے دکن'' نے اردو صحافت کی بنیاد کو مضبوط کرنے کا کام کیا۔ بمبئی سے ہفتہ وار ''بلٹز'' اور روزنامہ ''انقلاب'' نے آزادی کے بعد کے مسائل کو اردو صحافت کا موضوع بنایا۔

سرگرمی (آؤاپنی معلومات کو جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔اب جبکہ آپ نے صحافت، مفہوم اورفن اوراس کے اغراض ومقاصد کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 1.8 سے رجوع کریں

خالی جگہ پر کیجیے:۔

1۔_____ تک شائع ہونے والے اردو کے اہم اخبارات میں جام جہاں نما، دہلی اردو اخبار، سیدالاخبار، صادق الاخبار، کوہ نور، کریم الاخبار، شملہ اخبار، گلزار پنجاب، اعظم الاخبار، صدرالاخبار، قلب الاخبار، آفتاب عالم تاب اور چشمۂ فیض کا شمار کیا جاتا ہے۔

2۔ ہری ہردت بنگو، منشی سدا سکھ لعل، مولوی محمد باقر، منشی کنڈا مل، منشی ہرسکھ رائے، فقیر سراج الدین، شیخ امداد، مولوی کریم الدین اور سید محمد خاں جیسے _____ نے اردو صحافت کی بنیاد رکھی۔

3۔ انقلاب ۱۸۵۷ء تک اردو صحافت کی بنیادیں _____ ہو چکی تھیں۔

4۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت کا زمانہ _____ تک ہے۔

1.4 : عمومی جائزہ

صحافت انسانی معاشرے کا ایک اہم اور مؤثر ادارہ ہے جو عوام تک خبروں، معلومات، خیالات اور واقعات کو پہنچانے کا فریضہ انجام دیتا ہے۔موجودہ دور کو ذرائع ابلاغ کا دور کہا جاتا ہے، اس لیے صحافت کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔صحافت نہ صرف لوگوں کو اپنے گردو پیش کے حالات سے باخبر رکھتی ہے بلکہ ان کے شعور وادراک میں بھی اضافہ کرتی ہے۔اس کے ذریعے افرادِ معاشرہ ملکی اور بین الاقوامی حالات، سیاسی تبدیلیوں، سماجی مسائل، معاشی سرگرمیوں اور ثقافتی رجحانات سے آگاہ ہوتے ہیں۔

صحافت ایک فن بھی ہے کیونکہ اس میں معلومات کو درست، مؤثر، دل چسپ اور ذمہ دارانہ انداز میں پیش کرنے کی مہارت درکار ہوتی ہے۔ایک کامیاب صحافی کو حقائق کی تلاش، تحقیق، تجزیہ، مشاہدہ اور اظہارِ بیان کی صلاحیتوں سے آراستہ ہونا چاہیے۔صحافت کا فن معاشرے کے مختلف طبقات کے درمیان رابطے کو مضبوط بنانے اور معلومات کی بروقت ترسیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔صحافت کے اغراض ومقاصد میں عوام کو

درست اور بروقت خبریں فراہم کرنا،تعلیم وتربیت کا فروغ،تفریح مہیا کرنا،عوامی مسائل کو اجاگر کرنا، رائے عامہ کی تشکیل کرنا اور سماجی برائیوں کی نشاندہی کرنا شامل ہے۔صحافت جمہوری نظام کی مضبوطی میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ یہ عوام اور حکومت کے درمیان ایک مؤثر رابطے کا ذریعہ بنتی ہے۔ایک آزاد، غیر جانبدار اور ذمہ دار صحافت معاشرے میں انصاف، شفافیت اور جواب دہی کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

مختصراً،صحافت محض خبر رسانی کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک مؤثر سماجی قوت اور فن ہے جو معاشرے کی فکری، تعلیمی، ثقافتی اور جمہوری ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس کے ذریعے نہ صرف معلومات کی فراہمی ممکن ہوتی ہے بلکہ عوامی شعور کی بیداری، اصلاحِ معاشرہ اور قومی ترقی کی راہیں بھی ہموار ہوتی ہیں۔

1.5 : فرہنگ

لفظ	معنی
من وعن	بالکل اسی طرح، جیسا ہے
ترسیل	بھیجنا، روانہ کرنا
معاون	اعانت کرنے والا، مددگار
صعوبت	سختی، تکلیف، مصیبت
مطبوعہ	چھپا ہوا
نقش اول	پہلی تحریر، مسودہ
تردید	رد کرنا، جواب دینا
تصنیف	کتاب لکھنا، مضمون بنانا
مہتمم	اہتمام کرنے والا، منتظم، مینیجر
موجزن	ٹھاٹھیں مارنے والا
رخشندہ	چمکیلا، روشن

رائے عامہ　　پبلک کی رائے، عوام کا خیال

منسلک　　شامل، نتھی کیا ہوا

1.6 : نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ صحافت کا سب سے اہم مقصد کیا ہے۔

2۔ بیسویں صدی کے پانچ اہم صحافیوں کے نام بتائیں۔

3۔ جنگ آزادی میں قید و بند کی صعوبت برداشت کرنے والے دو صحافیوں کے نام بتائیں۔

4۔ اردو کا پہلا روزنامہ اخبار کا کیا نام تھا اور کہاں سے شائع ہوا؟

5۔ دہلی سے شائع ہونے والے چار اہم اردو اخباروں کے نام لکھیں۔

1.7۔ مشقی سوالات

1۔ کیا صحافت کو جمہوریت کا چوتھا ستون کہا جا سکتا ہے؟ دلائل کے ساتھ جواب دیجیے۔

2۔ جدید الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نے صحافت کے کردار میں کیا تبدیلیاں پیدا کی ہیں؟

3۔ صحافت کی ذمہ داریوں اور چیلنجز کا جائزہ لیجیے۔

4۔ صحافت اور عوامی رائے کے باہمی تعلق پر بحث کیجیے۔

صحافت معاشرے کی اصلاح اور ترقی میں کس طرح معاون ثابت ہوتی ہے؟ وضاحت کیجیے۔

1.8 : مشقی سوالات کے جواب۔ جوابات سرگرمی

1۔ صحافت کا سب سے اہم مقصد ہے عوام تک اطلاعات و خبر کا پہنچانا۔

2۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی، لالا لاجپت رائے، دیش بندھو گپتا۔

3۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسرت موہانی۔

4۔ اردو کا پہلا روزنامہ اخبار ''اردو گائیڈ'' تھا جو کلکتہ سے شائع ہوا۔

5۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا، روزنامہ انقلاب، روزنامہ پرتاپ، روزنامہ ملاپ، روزنامہ اخبار مشرق۔

جوابات سرگرمی

ا۔ ۱۸۵۷ء 2۔صحافیوں۔

3۔مضبوط 4۔ ۱۸۰۱ء سے ۱۸۳۹ء

1.9 : کتب برائے مطالعہ

1۔ ڈاکٹر محمد شاہد حسین، ''ابلاغیات'' ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، کوچہ پنڈت، لال کنواں دہلی، 2003

2۔ نادر علی خاں، ''اُردو صحافت کی تاریخ'' ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ، یوپی، 1987

3۔ محمد افتخار کھوکھر، ''تاریخ صحافت'' مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1995

4۔ عبدالسلام خورشید، ''صحافت پاک و ہند میں''، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1963

5۔ غلام حیدر، ''اخبار کی کہانی'' ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی 1988

6۔ انور دہلوی، ''اُردو صحافت'' (مرتبہ) دہلی اردو اکادمی، دہلی، 1987

7۔ سید اقبال قادری، ''رہبر اخبار نویسی'' ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی 1089

سبق نمبر 2: صحافت کی مختلف اقسام اور زرد صحافت

ساخت

2.0 اغراض ومقاصد

2.1 تعارف

2.2 صحافت کی مختلف اقسام

2.2.1 پرنٹ صحافت

2.2.2 الیکٹرانک صحافت

2.3 زرد صحافت

2.3.1 سرگرمی آؤ اپنی معلومات جانچیں

2.4 عمومی جائزہ

2.5 فرہنگ

2.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

2.7 مشقی سوالات

2.8 سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

2.9 امدادی کتب

2.0. اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد طلبہ:

صحافت کی مختلف اقسام سے واقفیت حاصل کرسکیں گے۔

پرنٹ صحافت کی خصوصیات اور افادیت کو سمجھ سکیں گے۔

الیکٹرانک صحافت کے کردار اور اہمیت کا جائزہ لے سکیں گے۔

ڈیجیٹل صحافت کی نئی جہات سے آگاہی حاصل کرسکیں گے۔

تحقیقی صحافت کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کرسکیں گے۔

زرد صحافت کے نقصانات کو سمجھ سکیں گے۔

اخباری کالم نگاری کی بنیادی خصوصیات سے واقف ہوسکیں گے۔

تصویری صحافت کی افادیت کو جان سکیں گے۔

مختلف اقسامِ صحافت کا تقابلی مطالعہ کرسکیں گے۔

عصر حاضر میں صحافت کے بدلتے ہوئے رجحانات کو سمجھ سکیں گے۔

2.1۔تعارف

صحافت جدید معاشرے کا ایک اہم ستون ہے جو معلومات، خیالات اور خبروں کی ترسیل کے ذریعے عوام اور معاشرے کے درمیان رابطے کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ میں وسعت پیدا ہوئی تو صحافت کی مختلف صورتیں بھی سامنے آئیں۔ ابتدا میں صحافت صرف اخبارات اور رسائل تک محدود تھی لیکن سائنسی اور تکنیکی ترقی نے اسے ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا تک پھیلا دیا۔ موجودہ دور میں صحافت نہ صرف خبروں کی ترسیل کا ذریعہ ہے بلکہ تعلیم، تفریح، عوامی شعور کی بیداری اور سماجی اصلاح کا ایک مؤثر وسیلہ بھی ہے۔ ہر قسم کی صحافت اپنے مخصوص طریقہ کار، اسلوب اور مقاصد کے تحت کام کرتی ہے۔ بعض اقسام فوری خبر رسانی پر زور دیتی ہیں جبکہ بعض تحقیق اور تجزیے کو ترجیح دیتی ہیں۔ اسی تنوع نے صحافت کو ایک ہمہ گیر اور مؤثر سماجی ادارے کی شکل عطا کی ہے۔

2.2۔ صحافت کی مختلف اقسام

صحافت کی کئی اقسام ہیں جو خبروں کے (Journalism) صحافت حصول اور پیش کرنے کے انداز کے مطابق مختلف ہوتی ہیں۔ اہم

اقسام میں پرنٹ (اخبار/رسالے)،الیکٹرانک (ٹی۔وی/ریڈیو) اورڈیجیٹل (آن لائن/سوشل میڈیا)شامل ہیں۔صحافت کی قسمیں مواداور رپورٹنگ کے انداز (خبر،فیچر،تصویری،تحقیقی) کے لحاظ سے بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔

صحافت کی اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

(۱) پرنٹ میڈیا: اخبارات، رسائل اور جرائد کے ذریعے خبریں پہنچانا

(۲) الیکٹرانک میڈیا: ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے ذریعے خبریں پہنچانا

(۳) ڈیجیٹل یا آن لائن صحافت: ویب سائٹس، بلاگز اور سوشل میڈیا کے ذریعے فوری خبریں

(۴) تحقیقی صحافت: کسی معاملے کی گہرائی سے تحقیق کر کے سچ سامنے لانا۔

(۵) سنسنی خیز اور زرد صحافت (Yellow Journalism)۔جھوٹی خبروں پر مبنی صحافت

(۶) فیچر رائٹنگ: کسی موضوع پر تفصیلی اور معلوماتی مضمون

(۷) تصویری صحافت: تصاویر کے ذریعے کہانی بیان کرنا۔

یہ اقسام معلومات کو عوام تک پہنچانے کے مختلف ذرائع اور طریقے فراہم کرتی ہے۔

2.2.1۔ پرنٹ صحافت

پرنٹ صحافت صحافت کی قدیم ترین اور بنیادی شکل ہے۔اس سے مراد وہ صحافتی سرگرمیاں ہیں جو اخبارات، رسائل، جرائد اور دیگر مطبوعہ ذرائع کے ذریعے انجام دی جاتی ہیں۔جب ذرائع ابلاغ کی جدید صورتیں موجود نہیں تھیں تو اخبارات ہی معلومات اور خبروں کی فراہمی کا سب سے اہم ذریعہ تھے۔عوام اپنے گردوپیش کے حالات، سیاسی سرگرمیوں، سماجی تبدیلیوں اور معاشی معاملات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے اخبارات کا مطالعہ کرتے تھے۔پرنٹ صحافت نے معاشرے میں شعور بیدار کرنے، تعلیم کے فروغ اور عوامی رائے کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔برصغیر میں آزادی کی تحریک کے دوران مختلف اخبارات نے قومی بیداری پیدا کرنے میں اہم خدمات انجام دیں۔اس قسم کی صحافت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں شائع شدہ مواد محفوظ رہتا ہے اور بعد میں بھی اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔اگرچہ جدید دور میں الیکٹرانک اور ڈیجیٹل ذرائع نے تیزی سے ترقی کی ہے، تاہم پرنٹ صحافت آج بھی اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔تحقیقی اور علمی مقاصد کے لیے مطبوعہ

موادکونسبتاً زیادہ مستند تصور کیا جاتا ہے۔

2.2.2۔الیکٹرانک صحافت

الیکٹرانک صحافت سے مراد وہ صحافت ہے جو ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر برقی ذرائع کے ذریعے انجام دی جاتی ہے۔اس قسم کی صحافت کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی رفتار اور فوری رسائی ہے۔کسی بھی واقعے کی خبر چند لمحوں میں لاکھوں افراد تک پہنچائی جاسکتی ہے۔ریڈیو نے اپنی آواز کے ذریعے عوام تک معلومات پہنچانے کا اہم کام انجام دیا جبکہ ٹیلی ویژن نے خبر کے ساتھ منظر بھی فراہم کر دیا۔اس طرح عوام نہ صرف خبر سنتے ہیں بلکہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی سکتے ہیں۔ براہِ راست نشریات، مباحثے، انٹرویوز اور دستاویزی پروگرام الیکٹرانک صحافت کے اہم اجزاء • ہیں۔الیکٹرانک صحافت نے تعلیم، صحت، زراعت، سیاست اور سماجی آگاہی کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔اس کے ذریعے عوام کو مختلف قومی اور بین الاقوامی معاملات سے بروقت آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

ڈیجیٹل صحافت

ڈیجیٹل صحافت جدید ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کی پیداوار ہے۔اس میں آن لائن اخبارات، ویب سائٹس، بلاگز، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اور موبائل ایپلی کیشنز شامل ہیں۔انٹرنیٹ کی بدولت خبر رسانی کا عمل نہایت تیز، آسان اور وسیع ہو گیا ہے۔ڈیجیٹل صحافت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں متن، تصویر، آڈیو اور ویڈیو کو بیک وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔صارفین نہ صرف خبریں پڑھ سکتے ہیں بلکہ ان پر اپنی رائے بھی دے سکتے ہیں۔اس طرح صحافت کا عمل یک طرفہ نہ رہ کر باہمی رابطے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔تاہم ڈیجیٹل صحافت کے ساتھ بعض مسائل بھی وابستہ ہیں، مثلاً جھوٹی خبروں، افواہوں اور غیر مصدقہ معلومات کا پھیلاؤ۔اس لیے ڈیجیٹل صحافت میں پیشہ ورانہ ذمہ داری اور حقائق کی جانچ پڑتال کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

تحقیقی صحافت

تحقیقی صحافت صحافت کی ایک اہم اور ذمہ دارانہ قسم ہے جس کا مقصد پوشیدہ حقائق کو سامنے لانا اور عوام کو درست معلومات فراہم کرنا ہے۔اس میں صحافی کسی موضوع، مسئلے یا واقعے کی گہرائی میں جا کر تحقیق کرتا ہے اور مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کر کے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔تحقیقی صحافت میں وقت، محنت اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔صحافی دستاویزات کا مطالعہ کرتا ہے، مختلف افراد کے انٹرویوز لیتا ہے

اور شواہد جمع کرتا ہے تا کہ معلومات کی صحت کو یقینی بنایا جا سکے۔ بدعنوانی، انتظامی بے ضابطگیوں، مالی گھپلوں اور سماجی مسائل کو بے نقاب کرنے میں تحقیقی صحافت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جمہوری معاشروں میں تحقیقی صحافت کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ شفافیت، احتساب اور قانون کی بالادستی کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

تصویری صحافت

تصویری صحافت یا فوٹو جرنلزم صحافت کی وہ قسم ہے جس میں تصاویر کے ذریعے معلومات اور واقعات کو عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک تصویر ایسے جذبات اور حقائق بیان کر دیتی ہے جو طویل تحریر سے بھی بیان نہیں ہو پاتے۔ تصویری صحافت جنگوں، قدرتی آفات، کھیلوں، سیاسی سرگرمیوں اور سماجی حالات کی عکاسی میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تصویری صحافی کا کام صرف تصویر لینا نہیں بلکہ ایسے لمحے کو محفوظ کرنا بھی ہے جو کسی واقعے کی اصل حقیقت کو نمایاں کر سکے۔ موجودہ دور میں ڈیجیٹل کیمروں اور جدید ٹیکنالوجی نے تصویری صحافت کو مزید مؤثر بنا دیا ہے۔ اخبارات، رسائل، ویب سائٹس اور سوشل میڈیا میں تصاویر خبر کی اہمیت اور اثر پذیری میں اضافہ کرتی ہیں۔

2.3۔ زرد صحافت

زرد صحافت ایسی صحافت کو کہا جاتا ہے جس میں سنسنی خیزی، مبالغہ آرائی اور غیر مصدقہ معلومات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد عموماً عوام کی توجہ حاصل کرنا اور اشاعت یا ناظرین کی تعداد میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ زرد صحافت میں اکثر خبروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے یا بعض اوقات حقائق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس طرزِ صحافت سے عوام میں غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور صحافت کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔ ایک ذمہ دار صحافی کا فرض ہے کہ وہ غیر جانبداری، دیانت داری اور حقائق پر مبنی رپورٹنگ کو ترجیح دے۔

صحافتی اصولوں کے مطابق زرد صحافت کو صحافت کی ایک منفی صورت سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ عوامی اعتماد کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ زرد صحافت سے مراد ایسی صحافت ہے جس کا مقصد سنسنی پھیلا کر قارئین کی زیادہ سے زیادہ توجہ حاصل کرنا ہے۔ اس منزل کو پانے کے لئے جان بوجھ کر ایسی خبریں شائع کی جاتی ہیں جن میں صداقت تو بہت کم ہوتی ہے لیکن وہ قاری کے لئے بے پناہ کشش کا باعث ہوتی ہیں۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے ایسا مواد استعمال میں لایا جاتا ہے جو قاری کے دل و دماغ پر سوار ہو کر اسے اپنے شکنجے میں اس طرح جکڑ لیتا ہے قارئین کی گرفت کے ساتھ ہی ساتھ اسلوب بھی ایسا ہی برتا جاتا ہے جس میں حیرانی اور استعجاب کا عنصر بھرپور ہی نہیں جادوئی بھی ہوتا ہے۔ بعض اوقات

مثالوں اور تصویروں سے یہ جادو جگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سنسنی پھیلانے والے عناصر کی مثالیں اکادکا صحافت کے ابتداء ہی سے ہمارے سامنے آنے لگتی ہیں لیکن اس کا باقاعدہ آغاز 1890ء کے آس پاس دو اخباروں New Yark World اور New Yark Journel سے ہوا اور New Yark World نے 1889ء ہی سے مزاحیہ خاکوں اور تصویروں کو برتنا شروع کر دیا تھا۔ 1893ء New Yark World نے پہلی بار رنگین صحافت کا آغاز کیا۔ 1896ء میں اس نے پوری طرح ایک بدشکل لباس کو ہلکا زرد رنگ دینے کے لئے اپنے رنگین پریس کو استعمال کیا جسے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے ایک خوشحال شخص نے پہن رکھا تھا۔ Richard-F- out calt جو کہ ایک مصور تھا، وہ اس نوعیت کی متعدد تصویروں کا مرکزی کردار تھا۔ یہ تصویریں سستے فلیٹوں والے شہر میں ہوئے خیالی واقعات کو پیش کرتی تھیں ان دو اخباروں میں اس طرح کی کوشش ایک نئی چیز تھی اور اس سے اخبار کی اشاعت میں خاصہ اضافہ ہوا۔ 1895ء Willium Randolph hearst نے فرانسیسی Examination کو چلانے کے لئے New Yark Journel کو بھی خرید لیا اور اس طرح New Yark World کے مدمقابل سامنے آ گیا۔ اوٹ کالٹ کی تصویروں کی شہرت کو دیکھتے ہوئے Thearet نے اسے اچھے معاوضے کا لالچ دے کر اپنے Journel کے لئے بھی زرد بچیکو استعمال کرنے کی ترغیب دی چنانچہ اسے اس نے 1696ء سے شائع کرنا شروع کیا New Yark World کے ایڈیٹر نے اب New York George B. Luks کو ایک اور زرد بچہ تخلیق کرنے کا کام سپرد کیا جو اوٹ کالٹ کے زرد بچے کا مدمقابل ہو سکتا ہے World کی گاڑیوں اور دیواروں پر اشتہار چپکا کر اس زرد بچے کو خاصی شہرت عطا کی گئی۔ Journel اور World اس کے علاوہ ایسے راستے اپنا رہے تھے جن سے ان کی اشاعت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ خاص طور سے قارئین کے جذبات کو استعمال کرنے والوں نے دونوں اخباروں کو خوب برتا، اس مقصد کے لئے ہر طرح کے جرائم خاص طور سے مار دھاڑ کے واقعات اور جنسی جرائم کو موضوع بنایا گیا۔ اسپین کے خلاف قیوبا کی جو بغاوت اس وقت ہوئی اور جس کی وجہ سے 1889ء میں اسپین اور امریکہ کی جنگ واقع ہوئی کو ہی برتا گیا طویل سرخیوں کو استعمال کیا گیا جو بعض اوقات آدھے صفحے پر محیط ہوتی تھیں اور جن کا مقصد غلط تاثرات کو ابھارنا ہوتا تھا۔ یہ سب ذرائع ان دونوں اخباروں نے اپنی اشاعت کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے برتے۔ اس دور میں متذکرہ اخبار اس حد تک نکل گئے کہ ان کی شرمناک حرکات نے بہنوں کی بے حرمتی کر کے ان کے دل دکھائے۔ اور اس وجہ سے New Yark World پریس کے ایڈیٹر نے اس کو زرد Yellow Press کے عنوان سے منسوب کیا جس سے بعد میں زرد جرنل ازم کی اصطلاح پھوٹی۔

2.3.1 سرگرمی (آؤاپنی معلومات کو جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔اب جبکہ آپ نے صحافت کی مختلف اقسام اورزردصحافت کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے،تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 2.8 سے رجوع کریں

خالی جگہ پر کیجیے:۔

1۔ پرنٹ صحافت صحافت کی _____ شکل ہے۔

2۔ زردصحافت ایسی صحافت کو کہا جاتا ہے جس میں _____ معلومات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

3۔ جمہوری معاشروں میں تحقیقی صحافت کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ شفافیت،احتساب اور قانون کی _____ کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

4۔ ڈیجیٹل صحافت جدید ٹیکنالوجی اور _____ کی پیداوار ہے۔

5۔ صحافت جمہوریت کا _____ ستون ہے۔

2.4۔عمومی جائزہ

صحافت کے ذریعے خبر،اطلاع اور جانکاری ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچائی جاتی ہے۔یہ انسان کی اس خواہش کی تکمیل کرتی ہے جس کے تحت وہ ہرنئی بات جاننے کے لئے ہے بے چین رہتا ہے۔لیکن صحافت صرف اطلاع ہی نہیں دیتی بلکہ کسی مسئلے پر رائے عامہ کی وضاحت وتفصیل بھی پیش کرتی ہے۔اس کے ذریعے رائے عامہ ہموار کرنے اور متاثر کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔صحافت سماج کی بہتر تربیت بھی کرتی ہے۔انتظام اورامن کے قیام میں مدد بھی دیتی ہے اورعوامی رجحانات کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق کی حفاظت بھی کرتی ہے۔صحافت کی مختلف اقسام اپنے اپنے دائرہ کار اور مقاصد کے اعتبار سے اہمیت رکھتی ہیں۔پرنٹ صحافت معلومات کے تحفظ اور تفصیلی مطالعے کا ذریعہ ہے، جبکہ الیکٹرانک صحافت فوری خبر رسانی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ڈیجیٹل صحافت نے خبر رسانی کو عالمی سطح پر وسعت دی ہے۔تحقیقی صحافت

حقائق کو بے نقاب کرتی ہے، کالم نگاری فکری رہنمائی فراہم کرتی ہے اور تصویری صحافت واقعات کو مؤثر انداز میں پیش کرتی ہے۔ اس کے برعکس زرد صحافت صحافتی اقدار کے منافی سمجھی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر صحافت کی یہ تمام اقسام معاشرے کی معلوماتی، تعلیمی اور فکری ضروریات پوری کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

2.5. فرہنگ

لفظ	معنی
من وعن۔	بالکل اسی طرح جیسا ہے۔
ترسیل۔	بھیجنا، روانہ کرنا
معاون	اعانت کرنے والا، مددگار
صعوبت	۔سختی، تکلیف، مصیبت
مطبوعہ	چھپا ہوا
نقش اول	پہلی تحریر، مسعودہ
تردید	رد کرنا
رائے عامہ۔	پبلک کی رائے۔ عوام کا خیال
صحافت	خبروں اور معلومات کی ترسیل کا عمل
ذرائع ابلاغ	معلومات پہنچانے کے وسائل
پرنٹ صحافت	مطبوعہ ذرائع سے وابستہ صحافت
الیکٹرانک صحافت	ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے صحافت
ڈیجیٹل صحافت	انٹرنیٹ پر مبنی صحافت
تحقیقی صحافت	تحقیق اور حقائق کی تلاش پر مبنی صحافت

زرد صحافت	سنسنی خیزی پر مبنی صحافت
تصویری صحافت	تصاویر کے ذریعے خبر رسانی
رائے عامہ	عوام کی اجتماعی سوچ اور نقطۂ نظر

2.6۔ نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ صحافت کی تعریف کیا ہے؟

2۔ دُنیا میں صحافت کن مراحل سے گزری ہے؟

3۔ صحافت کا اصل مقصد کیا ہے؟

4۔ صحافت نے انسانی سماج کو کس طرح متاثر کیا ہے؟

5۔ صحافت کی مختلف اقسام سے کیا مراد ہے؟

6۔ پرنٹ صحافت کی دو نمایاں خصوصیات بیان کیجیے۔

7۔ الیکٹرانک صحافت کن ذرائع پر مشتمل ہے؟

8۔ ڈیجیٹل صحافت کی اہمیت بیان کیجیے۔

9۔ تحقیقی صحافت کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

10۔ زرد صحافت سے کیا مراد ہے؟

11۔ الیکٹرانک اور پرنٹ صحافت میں ایک فرق بیان کیجیے۔

12۔ موجودہ دور میں ڈیجیٹل صحافت کی مقبولیت کی وجوہات بیان کیجیے۔

2.7 مشقی سوالات

1۔ صحافت کا سب سے اہم مقصد کیا ہے۔

2۔ بیسویں صدی کے پانچ اہم صحافیوں کے نام بتائیں۔

3۔ جنگ آزادی میں قید و بند کی صعوبت برداشت کرنے والے دو صحافیوں کے نام بتائیں۔

4۔ اُردو کا پہلا مطبوعہ اخبار کا کیا نام تھا اور کہاں سے شائع ہوا۔

5۔ دہلی سے شائع ہونے والے چار اہم اُردو اخباروں کے نام لکھیں۔

2.8۔ مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

1۔ صحافت کا سب سے اہم مقصد عوام تک اطلاعات و خبر پہنچانا ہے۔

2۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی، لالہ لاجپت رائے، دیش بندھو گپتا۔

3۔ مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا حسرت موہانی

4۔ اُردو کا پہلا مطبوعہ اخبار ''جام جہاں نما'' ہے جو کلکتہ سے شائع ہوا۔

5۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا، روزنامہ انقلاب، روزنامہ پرتاپ، روزنامہ ملاپ، روزنامہ اخبار مشرق

جوابات سرگرمی

1۔ قدیم ترین اور بنیادی

2۔ غیر مصدقہ

3۔ بالادستی

4۔ انٹرنیٹ

5۔ چوتھا

2.9۔ امدادی کتب

ا۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فن صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔ عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت، صداقت اور آزادی رائے۔ ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان۔ ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت و رفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 3۔ صحافی اور ایڈیٹر کے اوصاف

ساخت

3.0 اغراض ومقاصد

3.1 تعارف

3.2 صحافی کا مفہوم اور اہمیت

3.2.1 صحافی کے اوصاف

3.3 ایڈیٹر کا مفہوم اور اہمیت

3.3.1 ایڈیٹر کے اوصاف

3.3.2 ایڈیٹر اور صحافی کا باہمی تعلق

3.3.4 سرگرمی (آؤ اپنی معلومات کو جانچیں)

3.4 عمومی جائزہ

3.5 فرہنگ

3.6۔ نمونہ برائے امتحانی سوالات/خود جانچ سوالات

3.7 مشقی سوالات

3.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

3.9 امدادی کتب

3.0۔اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد طلبہ:

صحافی کے مفہوم اور کردار کو سمجھ سکیں گے۔

صحافی کی بنیادی ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل کر سکیں گے۔

ایک کامیاب صحافی کے اوصاف بیان کر سکیں گے۔

صحافتی اخلاقیات کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔

ایڈیٹر کے منصب اور فرائض کا جائزہ لے سکیں گے۔

ایک اچھے ایڈیٹر کی خصوصیات کو بیان کر سکیں گے۔

صحافی اور ایڈیٹر کے باہمی تعلق کو سمجھ سکیں گے۔

جدید ذرائع ابلاغ میں صحافی اور ایڈیٹر کے کردار کا تجزیہ کر سکیں گے۔

صحافت کو درپیش چیلنجز کی نشاندہی کر سکیں گے۔

ذمہ دار صحافت کی اہمیت کا ادراک حاصل کر سکیں گے۔

3.1تعارف

صحافت کو معاشرے کی آنکھ اور کان کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عوام کو ان کے گرد و پیش کے حالات سے باخبر رکھتی ہے۔صحافت کے میدان میں دو شخصیات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں: صحافی اور ایڈیٹر۔صحافی وہ فرد ہوتا ہے جو خبریں، معلومات اور واقعات جمع کر کے عوام تک پہنچاتا ہے، جبکہ ایڈیٹر ان خبروں اور مضامین کی جانچ، ترتیب اور اصلاح کا کام انجام دیتا ہے۔ان دونوں کے کردار کے بغیر صحافت کا نظام مؤثر انداز میں کام نہیں کر سکتا۔موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی وسعت اور تیز رفتار اطلاعاتی نظام نے صحافی اور ایڈیٹر کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ آج صرف خبر دینا کافی نہیں بلکہ خبر کی صحت، غیر جانبداری اور عوامی مفاد کو بھی یقینی بنانا ضروری ہے۔اسی لیے صحافی اور ایڈیٹر دونوں کو اعلیٰ اخلاقی اقدار، پیشہ ورانہ مہارت اور وسیع مطالعے کا حامل ہونا چاہیے۔

3.2 صحافی کا مفہوم اور اہمیت

صحافی وہ شخص ہے جو مختلف ذرائع سے معلومات اور خبریں حاصل کر کے انہیں عوام تک پہنچاتا ہے۔ وہ معاشرے میں رونما ہونے والے واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے، حقائق جمع کرتا ہے اور انہیں خبر، رپورٹ، مضمون یا تجزیے کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ صحافی عوام اور ریاستی اداروں کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ ہوتا ہے۔ ایک ذمہ دار صحافی صرف معلومات فراہم نہیں کرتا بلکہ عوامی مسائل کو اجاگر کرتا ہے، سماجی برائیوں کی نشاندہی کرتا ہے اور معاشرے میں مثبت شعور پیدا کرنے میں بھی کردار ادا کرتا ہے۔ اسی لیے صحافی کو جمہوری معاشرے کا ایک اہم ستون تصور کیا جاتا ہے۔

3.2.1 صحافی کے اوصاف

ایک کامیاب صحافی میں کئی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ سب سے پہلی خوبی سچائی اور دیانت داری ہے۔ صحافی کو ہمیشہ حقائق پر مبنی معلومات فراہم کرنی چاہئیں اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر کام کرنا چاہیے۔ صحافی میں مشاہدے کی قوت بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ واقعات کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ تحقیقی صلاحیت، وسیع مطالعہ، بہتر اظہارِ بیان اور غیر جانبداری بھی ایک اچھے صحافی کی اہم خصوصیات ہیں۔ صحافی کو حالات کے مطابق فوری فیصلہ کرنے، عوامی مسائل کو سمجھنے اور مختلف طبقاتِ زندگی کے ساتھ مؤثر رابطہ قائم کرنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیے۔ ایک باشعور اور ذمہ دار صحافی معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

صحافی کی ذمہ داریاں

صحافی کی سب سے اہم ذمہ داری درست اور مصدقہ معلومات عوام تک پہنچانا ہے۔ اسے خبر کی اشاعت سے پہلے حقائق کی جانچ کرنی چاہیے اور افواہوں سے گریز کرنا چاہیے۔ صحافی عوامی مسائل، سماجی ناانصافیوں اور قومی اہمیت کے معاملات کو اجاگر کرتا ہے۔ وہ حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کا کام بھی انجام دیتا ہے۔ اس کے علاوہ صحافی کو قومی مفاد، اخلاقی اقدار اور صحافتی اصولوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

صحافی کے پیشہ ورانہ اصول

صحافت ایک ذمہ دار پیشہ ہے، اس لیے صحافی کو چند بنیادی اصولوں کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ ان اصولوں میں سچائی، غیر جانبداری، دیانت داری، رازداری، ذمہ داری اور عوامی مفاد کو ترجیح دینا شامل ہے۔ ایک اچھا صحافی کسی خبر کو شائع کرنے سے پہلے اس کی تصدیق کرتا ہے اور

خبر کے تمام پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح وہ ذاتی تعصب اور جانبداری سے گریز کرتا ہے اور حقائق کو درست انداز میں پیش کرتا ہے۔ یہ حصہ 3.3 ایڈیٹر کا مفہوم و اہمیت تک پہنچ گیا ہے۔ اسی معیار اور تفصیل کے ساتھ اگلے حصے (3.3 تا 3.11) میں ایڈیٹر کے اوصاف، ذمہ داریاں، چیلنجز، عمومی جائزہ، فرہنگ، سوالات اور جوابات تیار کیے جائیں گے۔ یہ SLM کے لیے مکمل اور اصل (Original) مواد ہوگا۔

3.3 ایڈیٹر کا مفہوم اور اہمیت

ایڈیٹر صحافتی ادارے کا ایک نہایت اہم رکن ہوتا ہے جو اخبار، رسالے، جریدے یا کسی بھی ابلاغی ادارے کے مواد کی نگرانی، جانچ اور ترتیب کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ایڈیٹر کا کام صرف مضامین اور خبروں کی اصلاح تک محدود نہیں ہوتا بلکہ وہ ادارے کی پالیسی، معیار اور سمت کا بھی تعین کرتا ہے۔ صحافتی ادارے کی ساکھ اور معیار کو برقرار رکھنے میں ایڈیٹر بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ایڈیٹر اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ شائع ہونے والا مواد حقائق پر مبنی، متوازن، معیاری اور عوامی مفاد کے مطابق ہو۔ وہ خبر کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے اور اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ کوئی ایسی بات شائع نہ ہو جو اخلاقی، قانونی یا پیشہ ورانہ اصولوں کے خلاف ہو۔ اسی لیے ایڈیٹر کو صحافتی ادارے کا فکری رہنما بھی کہا جاتا ہے۔

3.3.1 ایڈیٹر کے اوصاف

ایک کامیاب ایڈیٹر کے لیے وسیع مطالعہ، گہرا مشاہدہ اور وسیع علمی بصیرت ضروری ہے۔ اسے زبان و بیان پر مکمل عبور حاصل ہونا چاہیے تاکہ وہ مواد کی اصلاح اور بہتری کا کام مؤثر انداز میں انجام دے سکے۔ ایڈیٹر میں فیصلہ سازی کی صلاحیت، غیر جانبداری، دیانت داری اور قائدانہ اوصاف بھی پائے جانے چاہئیں۔ اسے موجودہ حالات، قومی و بین الاقوامی مسائل اور صحافتی رجحانات سے آگاہ ہونا چاہیے۔ ایک اچھا ایڈیٹر اپنے ادارے کے کارکنوں کی رہنمائی کرتا ہے اور ان کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں بھی مدد دیتا ہے۔ بردباری، تحمل اور تنقیدی شعور بھی ایڈیٹر کی اہم خصوصیات ہیں۔ اسے مختلف آراء اور نظریات کا احترام کرتے ہوئے متوازن انداز اختیار کرنا چاہیے تاکہ ادارے کی غیر جانبداری برقرار رہے۔ یہ سچ ہے کہ صحافی یا رپورٹر میں جو صلاحیتیں ہونی چاہئیں وہ عام طور پر خداداد ہی ہوتی ہیں اور کسی کورس کی تکمیل کر لینا، کسی طرح بھی صحافی بننے کی ضمانت نہیں ہے۔ لیکن صحافی کے لیے بنیادی طور پر یہ بات ضروری ہے کہ وہ صحافت کے میدان میں دلچسپی رکھتا ہو اور صبر آزما حالات میں بھی کام کرنے کے لیے تیار ہو۔ کسی بھی اخبار کے ایڈیٹر کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ راست گوئی سے کام کرے۔ اخبار کا کام دودھ کا دودھ اور پانی

کا پابند کرنا ہوتا ہے اور اس لیے ایسے حقائق کو فوقیت دی جانی چاہیئے جس میں خبر کا پہلو زیادہ قوی اور قابل قبول ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ صحافی اپنی ذمہ داریاں نبھاتے وقت سیاسی اثر رسوخ میں نہ آئے۔

M.L.C، M.L.A اور M.P یہاں تک کہ وزراء بھی صحافیوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ طرح طرح کی لالچ دینے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ صحافی اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ صحافی ایسے دباؤ میں نہ آئے اور اپنے اصول پابندی کو قربان نہ کرے۔ ہر اخبار میں مدیر کا ایک محترم اور امتیازی مقام ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ مدیر اخلاقی ذمہ داریوں کا پابند رہے۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہونے دے۔ صحافی اپنے پیشے میں کامیاب رہنے کے لئے کسی نہ کسی ذریعے سے خبریں جمع کرتا ہے۔ اسے مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنی خبروں کا وسیلہ ظاہر کرے۔ ممکن ہے کہ صحافی نے اطلاع دینے والے سے وعدہ کرلیا کہ وہ خبر کے ذرائع کا راز صیغہ راز ہی رکھے گا۔ اہم معلومات اکثر و بیشتر ایسے وعدوں کے بعد حاصل ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعتماد کی حفاظت کرے اور کسی بھی قیمت پر راز داری کے حلف کو برقرار رکھے۔

ایک آزاد اور بیباک پریس کسی بھی سماج کے لیے بڑی قوت ہوتا ہے۔ اور اس قوت کو کچلنے کی ہر کوشش آزادی کی روح کو مجروح کرتی ہے۔ طاقت اقتدار اور قوت کا اخلاق اصول اور خودی سے مقابلہ بہت قدیم ہے۔ اس مقابلے میں سخت جان کامیاب ہوتے ہیں اگر ذرا دب گئے تو پھر سر اٹھانے کا موقع نہیں ملتا۔ اگر ہمت کر کے مردانہ وار مقابلہ کیا جائے تو زور زبردستی کرنے والے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور اس لیے یہ صحافتی اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ صحافت کی آزادی کو ہر قیمت پر برقرار رکھنا جائے۔

ظاہر ہے کہ جو اصول وضوابط صحافت کے لیے بنائے جاتے ہیں وہی اصول وضوابط کی پابندی ہر اچھے صحافی اور ایک اچھے ایڈیٹر کے لیے لازمی ہے اس لیے ان سے انحراف کرنا صحافت کے وجود کے لیے خطرناک ہے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ ایسے صحافتی اصول ہیں جنھیں ایک صحافی اور ایڈیٹر کو ہمیشہ ذہن میں رکھ کر کام کرنا ہوگا۔ اخبار کے مالکان اکثر ایڈیٹر بھی ہوتے ہیں انھیں ایمانداری، دیانتداری، راست گوئی، بے باکی اور بلا کسی خوف کے کام کرنا چاہیئے تاکہ صحافت کا معیار قائم رہے کیوں کہ اخبارات کسی بھی ملک یا قوم کے ضامن ہوتے ہیں۔

ایڈیٹر کی ذمہ داریاں

ایڈیٹر کی سب سے اہم ذمہ داری ادارے کے تمام مواد کی نگرانی اور جانچ پڑتال ہے۔ وہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ خبریں اور مضامین حقائق پر مبنی ہوں اور ان میں کسی قسم کی غلط بیانی یا مبالغہ آرائی نہ ہو۔ ایڈیٹر ادارے کی ادارتی پالیسی کو نافذ کرتا ہے اور اس کے مطابق مواد کی اشاعت کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ رپورٹرز، کالم نگاروں اور دیگر کارکنوں کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ زبان، اسلوب، عنوانات اور مواد کے

معیار کو بہتر بنانا بھی اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ایڈیٹر کو معاشرتی، قومی اور اخلاقی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہونا چاہیے۔اسے ایسے مواد کی اشاعت سے گریز کرنا چاہیے جو نفرت، تعصب یا انتشار کو فروغ دے۔

3.3.2 ایڈیٹر اور صحافی کا باہمی تعلق

صحافی اور ایڈیٹر ایک ہی نظام کے دو اہم ستون ہیں۔صحافی میدانِ عمل سے خبریں اور معلومات جمع کرتا ہے جبکہ ایڈیٹر ان خبروں کی جانچ، ترتیب اور اشاعت کا انتظام کرتا ہے۔دونوں کے درمیان باہمی تعاون صحافتی ادارے کی کامیابی کے لیے ناگزیر ہے۔اگر صحافی درست اور مکمل معلومات فراہم کرے اور ایڈیٹر ان معلومات کو مناسب انداز میں پیش کرے تو عوام تک معیاری اور مستند خبریں پہنچتی ہیں۔اسی طرح اگر ان دونوں کے درمیان اعتماد، رابطہ اور پیشہ ورانہ ہم آہنگی موجود ہو تو صحافتی ادارہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

جدید دور میں صحافی اور ایڈیٹر کو درپیش چیلنجز

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی دنیا تیزی سے بدل رہی ہے۔انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے خبر رسانی کو بہت تیز کر دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ کئی نئے چیلنجز بھی پیدا ہوئے ہیں۔جھوٹی خبروں، افواہوں اور غیر مصدقہ معلومات کا پھیلاؤ صحافیوں اور ایڈیٹروں کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے۔انہیں ہر خبر کی تصدیق کرنی پڑتی ہے تاکہ غلط معلومات عوام تک نہ پہنچ سکیں۔اسی طرح خبروں کی دوڑ میں رفتار اور درستگی کے درمیان توازن قائم رکھنا بھی ایک اہم چیلنج ہے۔سیاسی دباؤ، معاشی مسائل، تجارتی مفادات اور سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے اثرات بھی صحافتی آزادی اور غیر جانبداری کے لیے مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ایسے حالات میں صحافی اور ایڈیٹر دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پیشہ ورانہ دیانت داری اور اخلاقی اصولوں کی پابندی کریں۔

3.3.3 سرگرمی (آؤاپنی معلومات کو جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔اب جبکہ آپ نے صحافی اورایڈیٹر کے اوصاف کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے،تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 3.8 سے رجوع کریں

خالی جگہ پر کیجیے:۔

1۔ صحافی کا بنیادی فرض عوام تک _____ پہنچانا ہے۔

2۔ ایک کامیاب صحافی کے لیے وسیع مطالعہ کی _____ ضروری ہوتی ہے۔

3۔ ایڈیٹر اخبار یا رسالے کے مواد کی _____ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

4۔ صحافی خبر جمع کرتا ہے جبکہ ایڈیٹر اس کی _____ کا کام انجام دیتا ہے۔

5۔ غیر جانبداری صحافت کے بنیادی _____ میں شامل ہے۔

3.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں صحافی اور ایڈیٹر کے مفہوم، اہمیت، اوصاف اور ذمہ داریوں کا مطالعہ کیا گیا۔صحافی معلومات اور خبروں کو جمع کر کے عوام تک پہنچاتا ہے جبکہ ایڈیٹر ان خبروں کی جانچ، اصلاح اور اشاعت کا انتظام کرتا ہے۔دونوں صحافت کے بنیادی ستون ہیں اور ایک دوسرے کے بغیر صحافتی نظام مکمل نہیں ہوسکتا۔ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک کامیاب صحافی اور ایڈیٹر کے لیے دیانت داری، غیر جانبداری، وسیع مطالعہ، تحقیقی صلاحیت اور پیشہ ورانہ اخلاقیات نہایت ضروری ہیں۔ جدید دور میں اگرچہ صحافت کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے، لیکن ذمہ دار صحافت آج بھی معاشرے کی ترقی اور عوامی شعور کی بیداری میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔اس سبق سے ہمیں معلوم ہوا کہ صحافی اور ایڈیٹر صحافت کے دو بنیادی اور ناگزیر عناصر ہیں۔صحافی خبر کی تلاش، تحقیق اور ترسیل کا کام انجام دیتا ہے جبکہ ایڈیٹر خبر اور مواد کے معیار، صحت اور توازن کو یقینی بناتا ہے۔ایک اچھے صحافی اور ایڈیٹر کے لیے سچائی، دیانت داری، غیر جانبداری، وسیع مطالعہ اور پیشہ ورانہ مہارت ضروری ہیں۔ جدید دور میں ذرائع ابلاغ کی وسعت کے ساتھ ان کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

3.5 فرہنگ

لفظ	معنی
صحافی	خبر جمع کرنے اور شائع کرنے والا شخص
ایڈیٹر	مواد کی جانچ اور ترتیب کا ذمہ دار
ادارت	مواد کی نگرانی اور اصلاح کا عمل
غیر جانبداری	کسی تعصب کے بغیر فیصلہ کرنا
دیانت داری	سچائی اور امانت داری
ادارتی پالیسی	ادارے کے اصول وضوابط
تحقیق	حقائق کی تلاش اور جانچ
ابلاغ	معلومات کی ترسیل
تجزیہ	کسی معاملے کا گہرائی سے جائزہ
صحافتی اخلاقیات	صحافت کے اخلاقی اصول

3.6۔خود جانچ سوالات

1۔ صحافی سے کیا مراد ہے؟

2۔ ایڈیٹر کے بنیادی فرائض کیا ہیں؟

3۔ ایک کامیاب صحافی کی تین خصوصیات بیان کیجیے۔

4۔ ایڈیٹر کے لیے زبان پر عبور کیوں ضروری ہے؟

5۔ صحافی اور ایڈیٹر کے باہمی تعلق کی وضاحت کیجیے۔

6۔ صحافتی اخلاقیات سے کیا مراد ہے؟

7۔ جدید دور میں صحافیوں کو کن چیلنجز کا سامنا ہے؟

8۔ غیر جانبداری صحافت میں کیوں اہم ہے؟

9۔ ایڈیٹر ادارے کے معیار کو کیسے برقرار رکھتا ہے؟

10۔ ذمہ دار صحافت کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

3.7 مشقی سوالات

1۔ صحافی کی تعریف کیجیے۔

2۔ ایڈیٹر کسے کہتے ہیں؟

3۔ صحافی کے دو اوصاف بیان کیجیے۔

4۔ ایڈیٹر کی دو ذمہ داریاں تحریر کیجیے۔

5۔ صحافتی اخلاقیات سے کیا مراد ہے؟

3.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

1۔ صحافی وہ شخص ہے جو خبریں اور معلومات جمع کر کے عوام تک پہنچاتا ہے۔

2۔ ایڈیٹر وہ فرد ہے جو خبروں اور مضامین کی جانچ، اصلاح اور اشاعت کی نگرانی کرتا ہے۔

3۔ دیانت داری اور غیر جانبداری۔

4۔ مواد کی جانچ پڑتال اور ادارتی معیار کو برقرار رکھنا۔

5۔ وہ اصول و ضوابط جن کی پابندی صحافی اور ایڈیٹر پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کرتے ہیں۔

جوابات سرگرمی

1۔ درست اور مصدقہ معلومات

2۔ صلاحیت

3۔ جانچ اوراصلاح

4۔ جانچ اورترتیب

5۔ اصولوں

2.9۔امدادی کتب

۱۔ اُردوصحافت کی تاریخ۔نادرعلی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردوصحافت کی تاریخ۔عمادصابری

۳۔ فنِ صحافت۔پروفیسرظہورالدین۔انٹرنیشنل اُردوپبلی کیشنز

۴۔ اُردوصحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کافن۔ڈاکٹرشکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبارنویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹرمحمدعمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہندمیں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردوصحافت،صداقت اورآزادی رائے۔ڈاکٹرعشرت علی صدیقی

۹۔ اُردوصحافت اور جنگ آزادی1857ء۔ڈاکٹرمعصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیاروپ بہروپ۔ڈاکٹرسہیل انجم

۱۱۔ ریڈیواورٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹرکمال احمدصدیقی

۱۲۔ اُردوصحافت(سمت ورفتار)ڈاکٹراعجازحسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیونشریات۔ڈاکٹرزبیرشاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 4: عالمی سطح پر صحافت کا آغاز اور ہندوستان میں مطبوعہ صحافت (فارسی اور انگریزی)

ساخت

4.0 اغراض ومقاصد

4.1 تعارف

4.2 عالمی سطح پر صحافت کا آغاز

4.2.1 پرنٹنگ پریس کی عہد بہ عہد ترقی اور صحافت

4.3 ہندوستان میں مطبوعہ صحافت: فارسی اور انگریزی

4.3.1 ہندوستانی معاشرے پر مطبوعہ صحافت کے اثرات

4.3.2 سرگرمی (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

4.4 عمومی جائزہ

4.5 فرہنگ

4.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

4.7 مشقی سوالات

4.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

4.9 امدادی کتب

4.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کا مقصد آپ کو عالمی سطح پر صحافت کا آغاز کب ہوا سمجھنے میں مدد کرے گا۔ پہلا مطبوعہ اخبار کس ملک سے جاری ہوا۔ پرنٹنگ پریس کب قائم ہوا۔ دُنیا کے دوسرے ممالک میں صحافت نے کیا رول ادا کیا۔ ان مذکورہ نکات کو اُبھارنا ہی اس سبق کے مقصد میں شامل ہے۔

اس سبق کے مطالعے کے بعد عزیز طلبہ آپ:

عالمی سطح پر صحافت کے آغاز سے واقف ہوسکیں گے۔

ابتدائی صحافتی سرگرمیوں کی نوعیت کو سمجھ سکیں گے۔

طباعت کی ایجاد کے اثرات کا جائزہ لے سکیں گے۔

یورپ میں صحافت کے ارتقا کو بیان کرسکیں گے۔

ہندوستان میں مطبوعہ صحافت کے آغاز کو سمجھ سکیں گے۔

ہندوستان میں انگریزی صحافت کی تاریخ سے آگاہ ہوسکیں گے۔

ہندوستان میں فارسی صحافت کی خدمات کا جائزہ لے سکیں گے۔

انگریزی اور فارسی صحافت کا تقابلی مطالعہ کرسکیں گے۔

مطبوعہ صحافت کے سماجی اور فکری اثرات کو سمجھ سکیں گے۔

صحافت کی تاریخی اہمیت کا ادراک حاصل کرسکیں گے۔

4.1۔تعارف

پرنٹنگ پریس کی ایجاد سے پہلے صحافت اور اخبار نویسی کا تصور بہت محدود تھا۔ قلمی اخبارات ایک محدود اور مخصوص حلقے تک ہی پہنچ سکتے تھے۔ اس طرح عوامی ترسیل کا تصور بہت ناقص اور غیر متاثر کن تھا۔ قلمی اخبارات تیار کرنے میں کافی وقت لگتا تھا۔ لیکن جب چھاپہ خانہ یعنی پرنٹنگ پریس کی ایجاد ہوئی تو صحافت کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ اس سے اخبار نویسی کو بہت فائدہ پہنچا۔ دُنیا کے کئی ممالک میں پریس قائم کیے گئے جس سے صحافت کا میدان وسیع تر ہوتا گیا۔

صحافت انسانی تہذیب کے ارتقاء کے ساتھ ترقی پانے والا ایک اہم شعبہ ہے۔ انسان فطری طور پر اپنے گرد و پیش کے حالات اور واقعات سے آگاہ رہنے کا خواہش مند رہا ہے۔ اسی ضرورت نے اطلاعات کی ترسیل کے مختلف ذرائع کو جنم دیا۔ ابتدا میں خبریں زبانی طور پر یا سرکاری اعلانات کے ذریعے عوام تک پہنچائی جاتی تھیں، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ صحافت نے باقاعدہ اور منظّم صورت اختیار کر لی۔ ابتدائی دور میں اطلاعات کی ترسیل زبانی ذرائع، قاصدوں اور سرکاری اعلانات کے ذریعے کی جاتی تھی۔ قدیم مصر، یونان اور روم میں اہم حکومتی فیصلے عوام تک پہنچانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے تھے۔ رومی سلطنت میں "ایکٹا ڈائرنا" (Acta Diurna) نامی سرکاری اطلاعاتی دستاویز کو صحافت کی ابتدائی شکلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں حکومتی احکامات، عدالتی فیصلے اور عوامی دلچسپی کے دیگر معاملات درج کیے جاتے تھے۔ یہی روایت آگے چل کر باقاعدہ اخبارات کی بنیاد بنی۔ طباعت کی ایجاد نے صحافت کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ اخبارات اور رسائل کے ذریعے معلومات کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہونے لگی اور عوامی شعور میں اضافہ ہوا۔ ہندوستان میں بھی مطبوعہ صحافت نے سیاسی، سماجی، تعلیمی اور ادبی میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ اس سبق میں عالمی سطح پر صحافت کے آغاز اور ہندوستان میں انگریزی و فارسی صحافت کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے گا۔

4.2۔ عالمی سطح پر صحافت کا آغاز

صحافت کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ قدیم زمانے میں حکمران اپنے احکامات اور اطلاعات عوام تک پہنچانے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کرتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان ذرائع میں تبدیلی آتی گئی اور بالآخر جدید صحافت کی بنیاد پڑی۔ آج صحافت دنیا بھر میں معلومات، تعلیم اور عوامی آگاہی کا ایک اہم ذریعہ سمجھی جاتی ہے۔ اس بات کو لے کر ماہرین میں اختلاف رہا ہے کہ دنیا کا پہلا مطبوعہ اخبار کون سا ہے۔ لیکن زیادہ تر ماہرین کا اتفاق ہے کہ جس طرح پہلا پرنٹنگ پریس جرمنی میں قائم ہوا اسی طرح دنیا کا پہلا مطبوعہ اخبار بھی جرمنی سے شائع ہوا ۔ پہلے اخبار کا نام ''دی ریلیشن'' تھا جس کے پبلشر مسٹر جان کارلوس تھے۔ مسٹر جان کارلوس 1575 میں پیدا ہوئے اور سن 1634 میں ان کا انتقال ہوا۔ مسٹر جان کارلوس نے سن 1605 میں پہلا اخبار ''دی ریلیشن'' شائع کیا۔ جہاں تک انگریزی زبان میں شائع ہونے والے پہلے اخبار کی بات ہے تو سن 1665 میں لندن سے '' آکسفورڈ گزٹ'' کی اشاعت سے انگریزی میں مطبوعہ صحافت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ تمام ابتدائی اخبارات ہفتہ وار تھے جو ایک شیٹ پر شائع ہوتے تھے جنھیں موڑ کر چار صفحات کا اخبار بنا لیا جاتا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ قلمی اخبارات کے مقابلے میں

یہ چھپے ہوئے اخبارات زیادہ لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچنے لگے۔ابتدا میں اخبار کے لیئے گزٹ (Gazzette) کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔سترہویں صدی کی آخری دہائیوں میں اخبار کے لئے گزٹ کے بجائے انگریزی لفظ نیوز پیپر (News Paper) کا استعمال شروع ہوا۔جرمنی میں مطبوعہ صحافت کے آغاز کے بعد ہالینڈ اور خصوصی طور پر ہالینڈ کا شہر ایمسٹرڈم اخبار نویسی کا ایک اہم مرکز بن گیا۔اس زمانے میں ہالینڈ برطانیہ سے زیادہ طاقت ور تھا اور شہر ایمسٹرڈم ایک اہم تجارتی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ایمسٹرڈم سے کئی اہم اخبارات ڈچ زبان میں شائع ہوئے۔''کرانٹے ایوٹ اٹالین'' ڈچ زبان میں شائع ہونے والا پہلا اخبار تھا۔سن 1631 میں فرانس سے پہلا اخبار''لاگزٹ'' شائع ہوا۔پرتگال کے شہر لسبن میں 1641 میں''اے گزٹ دار سٹاریکو'' نام کا پہلا اخبار شائع ہوا تھا۔جبکہ اسپین میں پہلے اخبار کی اشاعت 1661 میں ہوئی۔''دی ڈیلی کورینٹ'' انگریزی زبان کا پہلا کامیاب اخبار تصور کیا جاتا ہے جو سن 1702 میں شائع ہوا اور سن 1735 تک اس کی اشاعت ہوتی رہی۔امریکا میں سن 1704 سے باقائدہ صحافت کا آغاز ہوتا ہے۔''دی بوسٹن نیوز لیٹر'' امریکا سے شائع ہونے والا پہلا کامیاب اخبار تھا۔جس نے پڑھنے والوں کو متاثر کیا اور یہ تاثر بھی قائم ہوا کہ مستقبل میں اخباروں سے سماجی تبدیلی بھی لائی جاسکے گی۔

نصف سترہویں صدی تک صحافت کے اصول وضوابط بہت واضح نہیں تھے۔لیکن اب صحافت کا دائرہ بھی بڑھ رہا تھا اور سماج پر اس کے اثرات بھی نمایاں ہورہے تھے۔اس لئے الگ الگ ملکوں میں حکومتیں اب صحافت کے لئے اصول وضوابط بنانے کے لئے بے تاب تھیں۔سن 1800 میں صرف امریکا میں 234 اخبارات شائع ہورہے تھے۔اسی طرح دوسرے ممالک میں بھی صحافت کا دائرہ بڑھتا جارہا تھا۔یہاں یہ بات بھی واضح ہونی چاہئے کہ اس وقت صحافت کے نام پر صرف مطبوعہ صحافت کا وجود تھا۔جسے آج ہم پرنٹ میڈیا کے نام سے جانتے ہیں۔اس وقت الکٹرانک میڈیا اور سائبر میڈیا کا کوئی تصور نہیں تھا۔الکٹرانک میڈیا بیسویں صدی کی اور سائبر میڈیا اکیسویں صدی کی دین ہے۔حالانکہ بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں سائبر میڈیا ایک شکل اختیار کرنے لگی تھی لیکن آن لائن صحافت کا تصور اکیسویں صدی کا تصور ہے۔جبکہ فلم، ریڈیو اور ٹیلی ویژن بیسویں صدی کی ایجاد ہے۔حالانکہ ہندستان میں 1896 میں پہلی خاموش فلم بن چکی تھی لیکن فلموں کا حقیقی آغاز بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے مانا جاتا ہے۔اسی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی بیسویں صدی میں ہی صحافت کی ایک نئی تاریخ لکھنے میں کامیاب ہوسکے۔ریڈیو کے وجود میں آنے سے پہلے کئی صدیوں تک صحافت سے مراد اخبار نویسی ہی تھا۔اخبار ہی عوامی ترسیل کا ایک سب سے موثر ذریعہ رہا۔لیکن اخبارات جب طاقتور ہونے لگے تو حکومتوں کی دقت بڑھنے لگی۔اب بحث یہ شروع ہوئی کہ اخبارات آزادانہ طور پر خبروں کا انتخاب کرسکیں گے اور حکومت کی تنقید کرسکیں گے یا نہیں؟ یہ ایک بہت اہم سوال تھا۔صحافت کی سات سو سالہ تاریخ میں کئی ایسے مقام آئے جب حکومتوں نے سخت

قوانین بنا کر اخبارات کی آزادی کو ختم کرنے یا کم کرنے کی کوشش کی۔لیکن صحافت نے بھی حکومتوں پر پلٹ وار کئے۔صحافت نے کوشش کی کہ وہ عوام کی ترجمان بنے۔حکومتوں نے کوشش کی کہ صحافت بے لگام نہ ہونے پائے۔عوامی بے داری سے بھی کئی بار حکومتوں کو دقت ہونے لگتی ہے اور صحافت ابتدا سے ہی عوامی بے داری پھیلانے کا کام کرتے رہے ہیں۔یہیں اس حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہئے اور تسلیم کرنا چاہئے کہ صحافت کی دنیا میں ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے کہ کچھ اخبارات یا کچھ صحافی حکومت کے طرفدار بھی ہوتے ہیں۔حکومت سے کچھ فائدہ حاصل کرنے کے لئے یا پھر حکومت کے خوف سے کچھ اخبارات اپنی سماجی اور عوامی ذمہ داری نبھانے کے بجائے حکومت کی طرف داری کرتے رہے ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ ایسے اخبارات اپنی عوامی مقبولیت رفتہ رفتہ کھو دیتے ہیں۔صحافت، جمہوریت اور ٹیکنالوجی کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔جمہوری نظام حکومت میں ہی صحافت کو بھرپور فروغ حاصل ہوتا ہے۔جبکہ ٹیکنالوجی کے فروغ سے صحافت کو طاقت ملتی ہے۔

جب ہم صحافت کے تعلق سے ٹیکنالوجی کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کی ترقی پر غور کرتے ہیں۔ قدیم روم، چین، جرمنی، فرانس، انگلینڈ، پرتگال، اسپین اور ہالینڈ کے علاوہ زمانہ قدیم میں میکسیکو شہر کا نام بھی پرنٹنگ پریس اور صحافت کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔سن 1530 میں میکسیکو شہر میں پہلا پرنٹنگ پریس قائم ہوا تھا۔جس نے سن 1541 میں ''نیوز بک'' شائع کیا۔سن 1665 اس لئے صحافت کی تاریخ میں اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال ایک ایسا اخبار شائع ہوا جو تمام نشیب و فراز دیکھتا ہوا لگاتار جاری رہا۔ یہ اخبار سب سے پہلے 07 نومبر 1665 کو'' آکسفورڈ گزٹ'' کے نام سے شائع ہوا۔ بعد میں یہی اخبار ''لندن گزٹ'' کے نام سے جاری رہا۔24 اپریل 1704 کو ''بوسٹن نیوز لیٹر'' کی اشاعت نے اخبار نویسی کی دنیا میں ایک الگ مقام حاصل کیا۔اس اخبار کے سالانہ خریدار بنائے جاتے تھے۔یہ اخبار یعنی ''بوسٹن نیوز لیٹر'' ہر عام قاری تک نہیں پہنچتا تھا۔اس کے پبلشر اور مدیران کی خواہش تھی کہ یہ اخبار کچھ خاص لوگوں تک ہی پہنچے۔یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سن 1800 سے پہلے گلیوں میں، چوراہوں پر اخبار فروخت کرنے کا رواج نہیں تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ پرنٹنگ پریس آنے کے باوجود اخبارات اتنی بڑی تعداد میں چھاپنا ممکن نہیں تھا کہ شہر کے ہر آدمی تک اخبار پہنچایا جا سکے۔رفتہ رفتہ جب پرنٹنگ پریس کی ٹیکنالوجی میں ترقی ہوتی گئی تو اخبار کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں چھاپنا ممکن ہو سکا۔

امریکی صحافت کی تاریخ میں ''دی بوسٹن گزٹ'' کو سب سے متاثر کن اخبار تصور کیا جاتا ہے۔19 دسمبر 1719 کو پہلی بار یہ اخبار شائع ہوا۔''دی بوسٹن گزٹ'' کے پہلے پرنٹر اور پبلشر مسٹر جیمس فرنکلن تھے۔جیمس فرینکلن نے 1732 میں ایک اور اخبار ''روڈ آئی لینڈ گزٹ'' بھی نکالنا شروع کیا۔اس نے انگریزی زبان کی صحافت کو کئی نئے راستے دکھائے۔جیمس فرینکلن نے صحافت میں نت نئے تجربات کئے۔اس وقت

زیادہ تر اخبارات ہفتہ وار تھے۔کئی صحافی ایسے تھے جو چاہتے تھے کہ روزنامہ اخبارات شائع کئے جائیں۔سن 1783 میں امریکا سے پہلا روزنامہ اخبار شائع ہوا جس کا نام ''پن سل وینیا ایوننگ پوسٹ'' تھا۔''دی نیویارک مارننگ پوسٹ'' اور ''دی نیویارک سن'' دو ایسے اخبارات تھے جنھوں نے عام لوگوں تک پہنچ بنانے کی شعوری کوشش کی۔ یہ اخبار 'ایک پینی' یعنی اس زمانے کا ایک پیسہ میں فروخت کیا جاتا تھا۔ پہلے جہاں اخبارات کے لئے صرف سالانہ چندہ ہی اخبار حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تھا وہیں اب اور بھی ذرائع پیدا کئے گئے۔اسی اخبار نے سب سے پہلے گھر گھر اخبار پہنچانے کا کام شروع کیا۔

سن 1860 تک معاملہ یہ تھا کہ جو خبریں امریکی اخبارات میں شائع ہوتی تھیں وہ زمانے بعد یوروپی اخبارات تک پہنچ پاتی تھیں۔ادھر یوروپ کی خبریں بھی امریکی اخبارات تک بہت دیر سے پہنچتی تھیں۔اس درمیان ٹیلیگراف کی سہولت کو عام کرنے کے لئے بہت محنت کی جارہی تھی۔آخر کار سن 1866 میں یوروپ اور امریکا کے درمیان ٹیلیگراف کی خدمات بھرپور ڈھنگ سے کام کرنے لگیں۔ٹرانس اٹلانٹک کیبل کے ذریعے یوروپ اور امریکا کے اخبارات ایک دوسرے سے جڑ سکے۔اخبارات میں فوٹو شائع کرنے کا سلسلہ بھی امریکا سے شروع ہوا۔میتھو براڈے کو فوٹو جرنلزم کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔انھوں نے سن 1861 میں پہلی بار امریکی خانہ جنگی کی تصویریں شائع کرنے کا کام کیا۔اسی زمانے میں مسٹر تھامس نوسٹ نے کارٹون بنانے کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ کارٹون اس وقت کے کئی امریکی اخبارات مین شائع ہوتے تھے۔سن 1876 میں جب گراہم بیل نے ٹیلی فون ایجاد کیا تو اس کے دس سال بعد ''دی نیویارک ٹائمس'' نے پہلا ٹیلی فون نمبر حاصل کیا۔کسی اخبار کے دفتر میں جو پہلا فون لگا اس کا نمبر تھا John 470۔نیویارک ٹائمس ہی وہ پہلا اخبار تھا جس نے سن 1882 میں بجلی کا کنکشن حاصل کیا۔سن 1883 میں جوسف پلٹزر صحافت کے منظر نامے پر نمودار ہوئے اور صحافت کی دنیا میں کئی انقلاب برپا کرنے میں کامیاب رہے۔جوسف پلتزر نے کئی کامیاب تجربات کئے جس کے سبب اس زمانے میں اخبار کا سرکولیشن پندرہ ہزار کاپی سے بڑھ کر چھ لاکھ کاپی تک پہنچ گیا۔بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ صحافت کی دنیا میں دو اہم واقعات رونما ہوئے۔ پہلا واقعہ کسی نیوز ایجنسی کا قیام تھا اور دوسرا اہم واقعہ ریڈیو کی ایجاد تھا۔ پہلے سبھی اخبارات اپنے اپنے ذرائع سے خبریں جمع کرتے تھے۔جس کے لئے انھیں ہر شہر اور اہم مقامات پہ اپنے نمائندے رکھنے پڑتے تھے۔سن 1907 میں یونائیٹڈ پریس ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔اس نیوز اجنسی سے ابتدا میں تین اہم اخبارات کو خبریں فراہم کی جانے لگیں۔سن 1912 میں کیلیفورنیا میں ریڈیو کا آغاز ہوا۔اب تک صحافت کے نام پر ہمارے پاس اخبارات تھے لیکن اب صحافت کی دنیا میں ریڈیو ایک انقلاب برپا کرنے جارہا تھا۔ یہاں سے ''براڈ کاسٹنگ جرنلزم'' کا آغاز ہوتا ہے۔جس کے دوررس نتائج صحافت کی دنیا میں دیکھنے کو ملے۔سن 1920 میں

پٹس برگ میں پہلا باقائدہ ریڈیو اسٹیشن شروع ہوا۔1920 کے امریکی صدارتی انتخابات کی خبریں ریڈیو سے نشر کی گئیں۔18 اکتوبر 1922 سے بی بی سی نے اپنی نشریات کا آغاز کیا۔اس طرح صحافت اب ایک نئے روپ میں دنیا کے سامنے آئی۔سن 1930 میں پہلی بار ریڈیو پر ریکارڈنگ کی سہولت کو استعمال کیا گیا۔اب تک لائیو براڈ کاسٹ کے ذریعے ہی خبریں پہنچائی جاتی تھیں۔لیکن اب یہ ممکن ہوسکا کہ خبروں کو پہلے ریکارڈ کرلیا جائے اور بعد میں جب ضرورت ہو اسے نشر کیا جائے۔بیسویں صدی کی تیسری دہائی تک ریڈیو نے کافی ترقی کر لی تھی۔اسی درمیان آواز کے ساتھ تصویریں بھی ایک دوسرے مقام تک بھیجنے کی کوششیں جاری تھیں۔یہ تجربات ٹیلی ویژن کی بنیاد رکھنے کے لئے ضروری اقدام کے طور پر دیکھے جاتے ہیں۔دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں خبروں کے لئے ریڈیو پر کافی انحصار بڑھ چکا تھا۔اب صحافت صرف پرنٹ میڈیا تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ سمعی اور بصری میڈیا تک اپنا دامن پھیلا چکا تھا۔

4.2.1۔ پرنٹنگ پریس کی عہد بہ عہد ترقی اور صحافت

لیٹر پریس انیسویں صدی کی ایجاد ہے۔لیتھو کی چھپائی کے بعد جب آفسیٹ پریس آیا تو چھپائی کی دنیا میں ایک نیا انقلاب آ گیا۔اور اب اکیسویں صدی میں ڈیجیٹل پریس سے چھپائی کا کام چل رہا ہے۔لیتھو پریس، آفسیٹ پریس، لیٹر پریس، اسکرین پریس، فلیکسو گرافی اور ڈیجیٹل پریس کی اپنی ایک کہانی ہے۔صحافت، اخبار نویسی اور ماس میڈیا میں دلچسپی رکھنے والے افراد کے لئے پرنٹنگ پریس کی ان تمام تکنیکی مسائل سے تھوڑی بہت جانکاری ضروری ہے۔پرنٹنگ پریس کی ترقی نے ہی اخبار نویسی کی ترقی کی بنیاد رکھی۔سن 1903 میں جب علی گڑھ سے مولانا فضل الحسن حسرتؔ موہانی نے اپنا رسالہ ''اردوئے معلیٰ'' جاری کیا تو چھپائی کا کام اس قدر مشکل اور محنت طلب تھا کہ مولانا خود اپنے ہاتھوں سے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر سیٹ کرتے تھے۔بڑی مشکل سے کسی اخبار کی سو کاپیاں چھپا کرتی تھیں۔آج پریس نے وہ ترقی کی ہے کہ چند گھنٹوں میں اخبار کی بیس لاکھ سے زیادہ کاپیاں چھپ جاتی ہیں۔ایک ایک اخبار کے پچیس لاکھ سے زیادہ کاپیاں شائع ہو رہی ہیں۔یہ سب پرنٹنگ پریس کی ترقی کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

لیٹر پریس ٹیکنک چھپائی کا بہت ابتدائی ماڈل ہے۔اس میں روشنائی کی مدد سے جو تصویر پلیٹس پر ابھرتی ہے اسے ڈائریکٹ کاغذ شیٹ پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔متن کی چھپائی کے لئے ٹائپ کا جو بلاک تیار کیا جاتا ہے وہ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ابھری ہوئی سطح پر روشنائی پوت دیتے ہیں اور پھر اسے ایک خاص انداز سے دبایا جاتا ہے جس سے کاغذ پر تحریر ابھر آتی ہے۔جب تک چھپائی کا کام بہت

بڑے پیمانے پر نہ ہوتب تک تو یہ تکنیک کام آسکتی تھی لیکن تجارتی اور کاروباری سطح پر جب بڑے پیمانے پر چھپائی کا کام کرنا ہوتو یہ ٹیکنک بہت کارگر نہیں ہے۔اس ٹیکنک میں روشنائی کے استعمال میں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔روشنائی کے پھیل جانے کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ دوسری دقت بلاک کوکس طاقت سے دبانا ہے یہ بھی فیصلہ مشکل ہوتا ہے۔بہت زیادہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔جوکاریگر کام میں بہت زیادہ مہارت حاصل کر لیتے ہیں ان پہ انحصار بہت بڑھ جاتا ہے۔نئے آدمی کو بہت محنت اورلگن کی ضرورت ہوتی ہے تب کہیں جا کر وہ اس ٹیکنک میں مہارت حاصل کر پاتا ہے۔کاریگر کی مہارت اور روشنائی کا مناسب پھیلاؤ ہی چھپائی کا معیار طے کرتا ہے ورنہ روشنائی کاغذ پر بکھر کر چھپائی کو بد رنگ بھی کر دیتی ہے۔

آفسیٹ پرنٹنگ نے بیسویں صدی میں چھپائی کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا۔آفسیٹ پرنٹنگ میں چھپائی کے لئے پلیٹوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔عموماً یہ پلیٹس المونیم کے بنے ہوتے ہیں۔چھپائی کی اس تکنیک میں روشنائی سے جوتصویر بنتی ہے اسے المونیم پلیٹس سے ربر بلنکیٹس پر بھیجا جاتا ہے جہاں سے وہ کاغذ کی شیٹ پر پہنچ کر چھپائی کے عمل کومکمل کرتے ہیں۔اس تکنیک کا نام 'آفسیٹ'' اسی لئے پڑا کیونکہ اس میں جوتصویر روشنائی کے استعمال سے ابھرتی ہے وہ ڈائریکٹ کاغذ کی شیٹ پر نہیں پہنچتی بلکہ پہلے ربر بلینکیٹ پر پہنچتی ہے۔اس تکنیک میں حروف بہت صاف صاف کاغذ پر ابھرتے ہیں۔اس کی دو قسمیں پلینو گرافی اور لیتھو گرافی بہت مشہور رہی ہیں۔

لیٹر پریس کی جدید ترین تکنیک کوفلیکسو گرافی کہتے ہیں۔اسے صرف فلیکسو بھی کہتے ہیں کیونکہ ابتدائی زمانے میں اس تکنیک سے اخبار یا کتاب کی چھپائی کے بجائے کارڈ بورڈ وغیرہ کی چھپائی کا کام ہوتا تھا۔اب بھی اس تکنیک کا استعمال پیکنگ وغیرہ کی چھپائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ اس میں 'تھری ڈی' تکنیک کے ذریعے پالیمر وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس میں چھپائی کے لئے پرنٹنگ سلنڈر کا استعمال ہوتا ہے۔اس تکنیک میں روشنائی کی کھپت کم ہوتی ہے اور روشنائی کے پھیل جانے کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔آجکل کاغذ کے بجائے پلاسٹک اور پالیتھین وغیرہ پر بھی چھپائی کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔دواؤں کے بند ڈبے یا مشروبات کی بوتلوں پہ جو چھپائی ہم دیکھتے ہیں وہ اسی تکنیک سے ممکن ہے۔جدید تجارتی اور کاروباری تقاضوں کو پورا کرنے مین فلیکسو گرافی کا بہت اہم رول ہے۔

اسکرین پرنٹنگ میں نفاست زیادہ پائی جاتی ہے۔اس میں اسٹینسل کے استعمال سے ایک تیز دھاردار تصویر ابھرتی ہے۔الومینیم فریم کا استعمال اس تکنیک میں بھی کیا جاتا ہے۔پھر چھپائی والے حصے کو اسٹینسل کے استعمال سے بلاک کیا جاتا ہے۔یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسکرین پرنٹنگ کا استعمال اخبار یا کتابوں کی چھپائی کے لئے نہیں کرتے ہیں بلکہ کپڑوں پر چھپائی کے لئے اسکرین پرنٹنگ کا

استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈریس ڈایزائینگ کی دنیا میں اسکرین پرنٹنگ کی بڑی اہمیت ہے۔ ساڑیوں پر جو رنگ برنگے ڈیزائن ہم دیکھتے ہیں وہ اسکرین پرنگ کا کمال ہے۔ گارمنٹ انڈسٹری کے لئے اسکرین پرنٹنگ ایک ضروری شے ہے۔ ویسے صرف پہننے کے کپڑوں پر ہی چھپائی نہیں ہوتی ہو بلکہ کچھ ایسے کپڑوں پر بھی اسکرین پرنٹنگ کے ذریعے چھپائی ہوتی ہے جسے پڑھنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے کسی بڑی نمائش میں بڑے بڑے بینر لگائے جاتے ہیں جن پر کچھ ضروری اطلاعات چھپی ہوتی ہیں۔ یہ بینر زیادہ تر کپڑوں سے بنائے جاتے ہیں جن پر اسکرین پرنٹنگ کے ذریعے چھپائی ہوتی ہے۔ کاغذ پر بنے بینر کے مقابلے کپڑوں پر بنے بینر دیرپا ہوتے ہیں۔ اور انھیں ایک سے زیادہ بار آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کپڑوں پر کسی بھی طرح کی چھپائی کے لئے آفسیٹ کے بجائے اسکرین پرنٹنگ زیادہ کارگر ہے۔ کپڑوں پر حروف کی چھپائی ہو یا تصویروں کی چھپائی، اس چھپائی کے لئے اسکرین پرنٹنگ کی ٹیکنک کا ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

جہاں تک ہندوستان میں پرنٹنگ پریس کی ترقی کا سوال ہے تو اس کی کہانی بھی بڑی دلچسپ ہے۔ ہندوستان میں پرتگالی اور انگریز مشنریوں نے اپنے مذاہب کی تبلیغ کے لئے سب سے پہلے چھاپہ خانہ قائم کئے۔ اے کے پرولکر کی مشہور کتاب ''ہندوستان میں چھاپہ خانہ'' ایک مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کتاب میں لکھتے ہیں:

> ''چھاپہ خانہ کی تاریخ میں یہ بات اب وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ سب سے پہلے چین میں سن 868 عیسوی کے قریب چھپائی کا آغاز ہوا۔ عربوں نے یہ فن اور کاغذ بنانا چین سے سیکھا اور پھر کافی ترقی دی۔ بغداد اور قاہرہ نے کاغذ بنانے اور نتیجتاً چھپائی کے فن کو فروغ دینے میں اہم حصہ ادا کیا۔ اور جب یہاں تہذیب وتمدن کی رفتار ماند ہونے لگی تو یہ فن پندرھویں صدی میں یوروپ منتقل ہوا۔ یوروپ سے سفر کرتا ہوا یہ فن سن 1556 میں گوا کے مقام پر ہندوستان میں سکونت پذیر ہوا۔''

گوا میں پرنٹنگ پریس قائم کرنے کے بعد تقریباً ایک صدی تک چھپائی کے کام میں کوئی بڑی انقلابی تبدیلی نہیں آئی۔ اس کا سبب راہبوں کا آپسی تنازعہ تھا۔ اس میں کوئی بھی راہب مقامی زبان سیکھنے کی ایماندارانہ کوشش نہیں کرتا تھا۔ اس لئے تقریباً ایک صدی بعد پرنٹنگ پریس کی ترقی کے لئے کوششیں شروع ہوئیں۔ اس سلسلے میں پرولکر نے لکھا ہے: ''گوا میں چھاپہ خانہ دوبارہ 1821 تک ظہور میں نہیں آیا۔ سال مذکورہ کے 16 ستمبر کو وائسرائے کوندے ریو پارودو کو عوامی مہم کے نتیجہ میں ہٹا دیا گیا۔ اس وقت حکومت نے بمبئی سے ایک مطبع گوا لانے میں پیش قدمی کی۔''

گوا کے پرنٹنگ پریس کے بعد بمبئی ،ٹراونکور (مدراس)، کوچن اور کلکتہ وسیرام پور وغیرہ میں پرنٹنگ پریس قائم کئے گئے۔اس وقت ہندوستانیوں میں ابھی وہ شعور بے دار نہیں ہوا تھا کہ مقامی زبانوں میں اخبارات شائع کرنے کے لئے وہ پرنٹنگ پریس کی ترقی کے لئے کوشش کریں۔لیکن انگریزوں میں پرنٹنگ پریس کو لے کر دو طرح کی رائیں پائی جاتی تھیں۔ایک طرف ترقی پسند انگریز چاہتے تھے کہ پرنٹنگ پریس کو خوب ترقی حاصل ہو۔تا کہ علم کا فروغ ہو سکے۔لیکن انگریزوں میں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو خوف زدہ تھا کہ پرنٹنگ پریس کے آنے سے اخبارات آسانی سے شائع ہونگے۔اور جب اخبارات عام لوگوں تک پہنچے گے تو ان کو ہر طرح کی خبریں ملنے لگیں گی۔اس طرح عوام کہیں حکومت کے خلاف صف آرا نہ ہونے لگیں۔

عہد بہ عہد پرنٹنگ پریس کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے سن 200 عیسوی کے قریب وڈ بلاک پرنٹنگ کا زمانہ نظر آتا ہے۔سن 1875 عیسوی کے آس پاس آفسیٹ پرنٹنگ کا دور شروع ہوتا ہے۔سن 1950 عیسوی کے قریب اِنک جیٹ پرنٹنگ اور سن 1987 عیسوی کے قریب سالیڈ اِنک پرنٹنگ کا زمانہ آتا ہے۔جانس گٹن برگ نے جو پرنٹنگ پریس بنایا تھا اس میں ایک گھنٹے میں محض پچیس کاپیاں چھپ سکتی تھیں لیکن آج ہمارے پاس ایسے پرنٹنگ پریس موجود ہیں جن سے ایک گھنٹے میں نو ہزار سے زیادہ کاپیاں چھپتی ہیں۔اب ایسے پرنٹنگ پریس بھی موجود ہیں جہاں ہر بیس منٹ میں چھ ہزار کاپیاں چھپ سکتی ہیں۔ایک زمانے میں پرنٹنگ مشین کو ہاتھ سے چلانا پڑتا تھا۔بہت زیادہ جسمانی محنت درکار تھی۔اب کمپیوٹر نے پرنٹنگ کے کام کو بھی بہت آسان بنا دیا ہے۔ڈیجیٹل پرنٹنگ کے اس زمانے میں رنگوں کا استعمال بھی بہت آسان ہو گیا ہے۔شروعاتی زمانے میں صرف ایک رنگ میں ہی پرنٹنگ کی گنجائش تھی۔پھر رفتہ رفتہ کئی رنگوں کو ملا کر ایک ساتھ پرنٹنگ کی سہولت ممکن ہوا۔اور آج ایک ساتھ ملٹی کلر پرنٹنگ بس کمپیوٹر کے ایک اشارے پر ممکن ہے۔کمپیوٹر سے پرنٹنگ آلات کو جوڑ کر جو تکنیک ہمارے سامنے آئی ہے اس نے طباعت کی دنیا میں ایسا انقلاب برپا کیا ہے کہ آج ایک اخبار کے متعدد ایڈیشن بیک وقت مختلف شہروں سے نکل رہے ہیں۔شب کے چند گھنٹوں میں کسی اخبار کی لاکھوں کاپیاں تیار کر دینا اب محض خواب نہیں ہے۔بلکہ کئی اخبارات کا روزانہ سرکولیشن لاکھوں میں ہے۔یہ سب ڈیجیٹل پرنٹنگ کے بغیر ممکن نہیں تھا۔

صحافت کی ترقی میں طباعت کی ایجاد بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔جرمن موجد جوہانس گٹن برگ نے پندرھویں صدی میں متحرک حروف کے ذریعے چھاپہ خانے کی ایجاد کی جس نے معلومات کی اشاعت میں انقلاب برپا کر دیا۔

اس ایجاد کے نتیجے میں کتابوں،رسائل اور اخبارات کی اشاعت آسان اور کم خرچ ہو گئی۔عوام کی بڑی تعداد تک معلومات پہنچانا ممکن ہوا

اور صحافت کو فروغ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ طباعت کی ایجاد کو جدید صحافت کی ترقی کا سنگِ میل تصور کیا جاتا ہے۔

4.3۔ ہندوستان میں مطبوعہ صحافت: فارسی۔انگریزی

مغلوں کے زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں صحافت کا وجود تھا۔ شہنشاہ کو حالات حاضرہ سے واقفیت کرانے کے لئے یا سلطنت کے واقعات اور حالات سے باخبر رکھنے کے لئے ایسے اہل کار اور ہرکارے ملازم رکھے گئے تھے جو بڑی تیز رفتاری سے خبروں کے پرچے یا حالات سے متعلق رپورٹوں کی نقول ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے اور اس طرح یہ سلسلہ بادشاہ تک جاری رہتا۔ جگہ جگہ ایسے گھوڑ سوار متعین کئے گئے تھے جو بڑی تیز رفتاری سے اُن پرچوں کو مقررہ مقام تک پہنچاتے اور اس طرح شام ہوتے ہوئے شہنشاہ، وزیر یا حاکم اپنی سلطنت میں ایسے واقعات سے روشناس ہوجاتے اور پھر اُن کے سدباب کے لئے یا ماحول کے حل کے لئے ضروری احکامات بھی جاری کرتے یہ ساری کی ساری خط و کتابت یا اخبار نویسی فارسی زبان میں ہوتی تھی کیونکہ فارسی مغلوں کی سرکاری یا درباری زبان تھی۔ ان پرچوں سے ایسی اطلاعات بھی ہر ایک تک پہنچی تھیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مغلوں کے ہی زمانے میں فارسی زبان میں باقاعدہ اخبار جاری کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ چند ایک اخبار جاری بھی کیے گئے لیکن ان کے نمونے ہمارے سامنے نہ ہونے کی وجہ سے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان اخباروں کا معیار کیا تھا یا وہ کس طرح کی صحافت کیا کرتے تھے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے اثر و رسوخ بڑھنے کے ساتھ ہی ساتھ یہ کوششیں بھی کیں جانے لگیں کہ ہندوستان میں باقاعدہ صحافت کا آغاز کیا ہی جائے۔ چنانچہ موجود انگریزی صحافت کا سنگِ بنیاد ایسٹ انڈیا کمپنی کی ہی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ یہاں یہ بات کہہ دینا بھی بجا ہے کہ کمپنی کے اکثر ملازمین یورپی اقوام سے تعلق رکھتے تھے اور یورپ کے مختلف ممالک سے آئے تھے۔ جہاں صحافت کی باقاعدہ روایت خاصی پروان چڑھ چکی تھی۔ چنانچہ انہیں صحافت کی اہمیت کا اندازہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم تھا کہ صحافت ایک خطرناک پیشہ ہے اور اس کی باقاعدہ حوصلہ افزائی کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ یورپین ممالک میں احکام اکثر اخبار نویسوں سے خائف رہتے تھے چنانچہ یہاں بھی ایسٹ انڈیا کمپنی ارباب حل وعقد نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی لیکن انہیں کے ایسے مقدر بن گئے جو ذاتی وجوہات کی بنا پر کمپنی کی ملازمت سے نکالے گئے۔ یہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں انگریزی صحافت کا آغاز ہوا چنانچہ کمپنی کے چند مطعوب ملازمین نے اس کا بیڑا اٹھایا انہیں میں سب سے اہم نام Wiluam Bolts کا ہے کمپنی کے زمانے میں کمپنی کے اندر آہستہ آہستہ ایسے لوگ پیدا ہوگئے جو کمپنی کی ملازمت کرنے کے ساتھ

ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ لوٹ مار کرنے کیلئے ذاتی یا نجی تجارت بھی کرنے لگے۔Wiluam Bolts ایسے ہی اشخاص میں سے ایک تھا جو کمپنی کی ملازمت کے باوجود شخصی تجارت بھی کر رہا تھا۔ یہی جرم بالآخر ترک ملازمت کا باعث بنا چنانچہ کمپنی کے حکام سے فارغ ہو کر بھی اس نے اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ کمپنی کی سیاہ کاریوں کو منظر عام پر لایا جا سکے لیکن جلد ہی کمپنی کے احکام نے اسے ہندوستان سے نکال دینے کا فیصلہ کیا اور جو حکم جاری کیا اس کا متن حسب ذیل ہے۔

''اس موقعے پر اور اس سے قبل Mr. Bolts کمپنی کے نظم ونسق کے خلاف نفرت اور شہر میں بدامنی پھیلانے کی کوشش کر چکے ہیں اور اس طرح انہوں نے کمپنی کے تحفظ کا اہل ثابت نہیں کیا۔ اس لئے ان کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ فوراً حدود بنگال سے نکل جائیں۔ جولائی کے مہینے میں جو جہاز مدراس جائے اس سے وہ مدراس چلے جائیں اور ستمبر کے مہینے میں وہاں سے یورپ کے لئے روانہ ہوں۔

بالآخر (Bolts) انگلستان کے لئے روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر انہوں نے (Consideration on Indian affairs) کے نام سے پانچ سو صفحات پر مشتمل اپنی معرکہ آرا کتاب شائع کی۔ جس سے کمپنی کی سیاہ کاریوں کا کچا چھٹا سامنے آ گیا۔Wiluam Bolt کی جلاوطنی کے بعد جیسم اگسٹس ہکی کمپنی کے جور وستم اور اطاعت کا شکار ہوئے تو انہوں نے 25 جنوری 1780ء کو ایک انگریزی اخبار بنگال گزٹ کے نام سے جاری کیا۔ جو 12x8 سائز کے چار صفحات پر شائع ہوتا تھا اور سرے ورق پر جلی حروف میں حسب ذیل عبارت درج ہوئی تھی۔

''ہفتہ وار سیاسی اور تجارتی اخبار ہے جس کے صفحات ہر پارٹی کے لئے کھلے ہوتے ہیں لیکن اخبار کو کسی پارٹی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔''

ہکی اپنے اندر فکر اور جرت رندانہ اور بیباکی میں Bolts کا جانشین اور ہمعصر ہی نہیں بلکہ بعض معاملات میں اس کا امام تھا۔ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زبردست نکتہ چین تھے اور ان کے فریب تشدد اور انسانیت سوز رویئے پر نڈر ہو کر لکھتے تھے۔ انہوں نے گورنر جنرل واران ہیسٹنگیز کو ہی نہیں بلکہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس تک نہیں بخشا ایسٹ انڈیا حکام کے علاوہ مذہبی رہنما بھی ان سے نیم جان تھے چنانچہ پادری جان زکریا جو کلکتے سے پہلے انگریزی کلیسا کے پادری تھے، کے حرص وطمع اور خیانت کی دستان جب زینت اخبار بنی تو مسٹر ہکی کو چار ماہ کی جیل کی سزا دی گئی۔ پانچ سو روپیہ جرمانہ بھی کیا گیا لیکن یہ سزا بھی ہکی کے جوش وجذبے کو کم نہیں کر سکی بلکہ ان کی عبارت میں اور بھی بجلی کی لپک پیدا ہو گئی چنانچہ گورنر جنرل نے ڈاک کی مسودات ضبط کر لیں اور حسب ذیل احکامات جاری کئے۔

''عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہفتہ وار بنگال گزٹ یا کلکتہ advertisor جس کے ناشر اے ہکی ہیں اور جس میں عرصے سے ایسے غیر مہذب مضامین شائع ہو رہے ہیں جن کا مقصد لوگوں کو بدنام کرنا اور شہر کے امن کو مکدر کرنا ہے اس لئے جنرل پوسٹ آفس سے اس اخبار کا تقسیم ہونا بند کیا جاتا ہے۔''

ہکی نے اس حکم کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اخبار کی تقسیم کے لئے اپنے انتظامات کئے جس کے لئے انہوں نے 20 سرکاری ملازم رکھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت نے بالآخر 1782ء میں اس اخبار اور اس کے پریس کو ضبط کر لیا۔ جس کے بعد یہ اخبار بند ہو گیا۔ قانونی داروگیر کے علاوہ مسٹر ہکی کے حریفوں نے میدانِ صحافت میں بھی مقابلہ کیا نومبر 1780ء میں انڈیا گزٹ کے نام ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا یہ اخبار کمپنی کا وفادار تھا۔ انہیں خدمات کے عوض میں اس اخبار کا موصول ڈاک بھی معاف تھا۔ ان ابتدائی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا صاحب علم و فضل لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور لوگوں میں آہستہ آہستہ اخبار جاری کرنے کا شوق بڑھتا گیا اور کچھ ہی عرصہ بعد جبکہ صحافت کے مضامین میں توازن و اعتدال پیدا ہوا۔ چنانچہ اس طرح کے ایک شخص Francees Gladon نے کلکتہ گزٹ کے نام ایک اخبار جاری کیا۔ یہ نیم سرکاری اخبار تھا جو 4 مارچ 1784ء کو جاری کیا گیا۔ اس کے سرورق پر ایسٹ انڈیا کمپنی کا نشان بھی شائع ہوتا تھا اور بغیر موصول کے تقسیم ہوتا تھا (مسٹر گلیدون) چونکہ فارسی کے زبردست عالم تھے اس لئے اس انگریزی اخبار کے ایک کالم میں فارسی خبریں بھی شائع ہوتی تھیں۔ کلکتہ گزٹ ہفتہ وار اخبار تھا جو ہر جمعرات کو شائع ہوتا تھا۔ ویسے ابتدا کے سبھی اخبار ہفتہ وار ہی تھے۔ کلکتہ گزٹ میں خبروں کے علاوہ مراسلے اور نظمیں بھی شائع ہوتیں تھیں۔ چار پانچ سال کی جدوجہد اور کاوش کے بعد اخبار بینی کا شوق اس درجہ عام ہوا کہ علمی اور ادبی رسائل کو جاری کرنے کے امکانات پیدا ہو گئے چنانچہ 1785ء میں Gardon اور Hay نے Ashiatic Miscellanry and Bengal Rigester کے نام سے سہ ماہی پرچہ شائع کیا جو شرفائے یورپ میں مقبول اور قدر و منزلت سے دیکھا گیا۔

جلد ہی 1785ء میں بنگال جرنل کے نام سے ایک اور ہفتہ وار اخبار بھی جاری کیا اس کے ایک اور مدیر Tome John Sons جو بڑے نیک اور صلاح پسند انسان تھے۔ 1791ء میں جب یہ اخبار دو وکیلوں نے خرید لیا تو چند ہی ماہ کے بعد اس اخبار میں لارڈ کارنوالیس کی موت کی غلط خبر شائع کی گئی۔ اس زمانے میں لارڈ موصوف مرہٹوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھے۔ چنانچہ ان دو وکلا کے خلاف جلاوطنی کی سزا مقرر کی گئی لیکن بعد میں ان کے معذرت کرنے پر انہیں بخش دیا لیکن اخبار کو ملکیت اور ادارت سے الگ کر دیا گیا۔ ملک کی تیزی سے بدلتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر اخباروں کی ضرورت دن بدن بڑھتی گئی چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ 1891ء میں Indian World کے

نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا لیکن 1794ء میں اخبار کا حکومت سے تصادم ہو گیا اور اس کے ایڈیٹر کو جبراً انگلستان روانہ کر دیا گیا اپریل 1785ء میں ایک ماہنامہ رسالہ Orental Magzine جاری ہوا۔ فروری 1786ء Cronic جاری ہوا یہ بھی ہفتہ وار اخبار تھا۔

15 جنوری 1782ء کو Bengal Asheatic Sociey کا قیام عمل میں آیا۔ اس سوسائٹی کی تحقیقات دائرہ اشیا کے جغرافیائی حد تک تھا چنانچہ اس تحقیق، تفیش کی اشاعت کے بعد 1788ء میں ایک علمی رسالہ Asheatic Research کے نام سے جاری کیا 1895ء میں ڈاکٹر چارلس مسکین نے بنگال ہرکارو کے نام سے ہفتہ وار اخبار جاری کیا۔ 1799ء میں Asatic Miror کا اجرا ہوا یہ ہفتہ وار اخبار تھا اور 1799ء سے کلکتہ سے تین اخبار جاری کئے اور Orental Star بنگال سے صحافت کی شروعات نے پورے ہندوستان کو متاثر کیا اور مدراس کمپنی اور ملک کے دوسرے مقامات سے چھوٹے بڑے انگریزی اخبار جاری کئے مثلاً مدراس کا پہلا اخبار Konour 1785ء میں جاری ہوا ایک اور اخبار جس کا نام ممبئی گزٹ تھا جو 1790ء میں جاری کیا گیا۔ اسی طرح جیسے جیسے اخبارات و رسائل کی ضرورت بڑھتی گئی اور سیاسی سماجی حالات میں تبدیلی آتی گئی نئے نئے ہفتہ وار اخبار جاری ہوتے رہے۔ انگریزی زبان میں انہیں صحافتی سرگرمیوں کی وجہ سے مقامی زبانوں کے ادیبوں اور دانشوروں نے بھی اس طرف توجہ دینی شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مقامی زبانوں میں صحافتی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔

انگریزی اور فارسی صحافت کا تقابلی جائزہ

ہندوستان میں انگریزی اور فارسی صحافت دونوں نے صحافتی روایت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا، تاہم ان کے دائرہ اثر اور مقاصد میں کچھ فرق پایا جاتا تھا۔ انگریزی صحافت بنیادی طور پر برطانوی حکام، تاجروں اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کے لیے شائع کی جاتی تھی۔ اس میں انتظامی امور، سیاسی حالات، تجارتی سرگرمیوں اور بین الاقوامی خبروں کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ اس کے برعکس فارسی صحافت کا تعلق ہندوستان کے علمی، ادبی اور دانشور طبقے سے زیادہ تھا۔ فارسی اخبارات میں ادبی مضامین، فکری مباحث، سماجی اصلاح اور تعلیمی موضوعات کو نمایاں مقام حاصل تھا۔ دونوں صحافتی روایات نے ہندوستانی معاشرے میں معلومات کے فروغ، عوامی شعور کی بیداری اور جدید صحافت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے میں مشترکہ کردار ادا کیا۔ انگریزی صحافت نے جدید صحافتی اصولوں کو متعارف کرایا جبکہ فارسی صحافت نے علمی و فکری روایت کو تقویت بخشی۔

4.3.1 ہندوستانی معاشرے پر مطبوعہ صحافت کے اثرات

مطبوعہ صحافت نے ہندوستانی معاشرے میں دور رس اثرات مرتب کیے۔ اخبارات اور رسائل نے عوام کو مختلف سماجی، سیاسی، معاشی

اور تعلیمی مسائل سے آگاہ کیا۔اس کے نتیجے میں عوامی شعور میں اضافہ ہوا اور مختلف اصلاحی تحریکوں کو فروغ ملا۔صحافت نے تعلیم کی اہمیت اجاگر کی اور لوگوں کو جدید علوم وفنون کی طرف راغب کیا۔مختلف اخبارات نے سماجی برائیوں، جہالت، فرسودہ رسومات اور ناانصافیوں کے خلاف آواز بلند کی جس سے اصلاحِ معاشرہ کی تحریکوں کو تقویت ملی۔سیاسی میدان میں بھی مطبوعہ صحافت نے اہم کردار ادا کیا۔اس نے عوام کو حکومتی پالیسیوں سے آگاہ کیا، سیاسی شعور پیدا کیا اور قومی یکجہتی کو فروغ دیا۔بعد کے ادوار میں یہی صحافت ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں بھی ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہوئی۔ادبی میدان میں مطبوعہ صحافت نے نئی تحریری روایت کو فروغ دیا، ادیبوں اور شاعروں کو اظہار کا پلیٹ فارم فراہم کیا اور مختلف زبانوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔اس طرح مطبوعہ صحافت ہندوستانی معاشرے کی فکری، ادبی اور سیاسی ترقی کا ایک مؤثر ذریعہ بن گئی۔

4.4۔ عمومی جائزہ

جب ہم صحافت کے تعلق سے بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کی ترقی پر غور کرتے ہیں ۔قدیم روم، چین، جرمنی، فرانس، انگلینڈ، پرتگال، اسپین اور ہالینڈ کے علاوہ زمانہ قدیم میں میکسیکو شہر کا نام بھی پرنٹنگ پریس اور صحافت کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔اس کے بعد صحافت نے پوری دُنیا میں اپنے قدم جما لئے۔اس سبق میں ہم نے عالمی سطح پر صحافت کے آغاز وارتقاء، پرنٹنگ پریس کا عالمی سطح پر آغاز کے بارے میں پڑھا اور یہ جانا کہ کس طرح صحافت نے مختلف ممالک میں ترقی کی۔اس سبق میں عالمی سطح پر صحافت کے آغاز، اس کے تدریجی ارتقاء اور ہندوستان میں مطبوعہ صحافت کی ابتدا کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ہم نے دیکھا کہ انسان نے اپنی ضروریات اور حالات کے پیش نظر مختلف ادوار میں اطلاعات کی ترسیل کے لیے گوناگوں ذرائع اختیار کیے۔قدیم تہذیبوں میں سرکاری اعلانات، قاصدوں اور تحریری فرمانوں کے ذریعے اطلاعات پہنچائی جاتی تھیں، جنہیں صحافت کی ابتدائی شکلیں قرار دیا جا سکتا ہے۔قدیم روم کا ''ایکٹا ڈائرنا'' اور چین کے سرکاری اطلاعاتی نظام صحافت کی ابتدائی تاریخ کے اہم مظاہر ہیں۔

اس سبق میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ طباعت کی ایجاد نے صحافت کی ترقی میں بنیادی اور انقلابی کردار ادا کیا۔جوہانس گٹن برگ کے چھاپہ خانے نے معلومات کی اشاعت کو آسان، تیز اور مؤثر بنا دیا۔اس ایجاد کے نتیجے میں یورپ میں اخبارات اور رسائل کا اجرا ممکن ہوا اور صحافت نے ایک منظّم اور باقاعدہ ادارے کی شکل اختیار کر لی۔یورپ میں علمی بیداری، سیاسی تبدیلیوں اور جمہوری تحریکوں کے فروغ میں صحافت نے نمایاں کردار ادا کیا اور عوامی رائے کی تشکیل کا ایک مؤثر ذریعہ بن گئی۔سبق کے دوسرے حصے میں ہندوستان میں مطبوعہ صحافت کے آغاز اور

ارتقاء • کا جائزہ لیا گیا۔ برطانوی دور میں انگریزی صحافت نے ہندوستان میں جدید صحافتی روایت کی بنیاد رکھی۔ ہکیز بنگال گزٹ جیسے اخبارات نے خبر رسانی اور معلومات کی ترسیل کے نئے امکانات پیدا کیے۔ انگریزی صحافت نے انتظامی، سیاسی اور تجارتی امور کو عوام تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ جدید صحافتی اصولوں کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اسی طرح فارسی صحافت نے ہندوستان کے علمی، ادبی اور فکری حلقوں میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ جامِ جہاں نما اور مرآت الاخبار جیسے اخبارات نے علمی و ادبی شعور کی بیداری، سماجی اصلاح اور فکری مباحث کے فروغ میں اہم خدمات انجام دیں۔ فارسی صحافت نے ہندوستانی معاشرے میں جدید افکار اور اصلاحی رجحانات کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور بعد میں اردو صحافت کے فروغ کے لیے بھی راہ ہموار کی۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو انگریزی اور فارسی صحافت نے ہندوستان میں صحافتی روایت کے استحکام، عوامی شعور کی بیداری، علمی و ادبی ترقی اور سماجی اصلاح میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان اخبارات اور رسائل نے نہ صرف اطلاعات کی فراہمی کا فریضہ سرانجام دیا بلکہ معاشرتی تبدیلی، فکری بیداری اور عوامی آگاہی کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ یہی صحافتی روایت بعد میں اردو صحافت اور برصغیر کی جدید صحافتی تحریکوں کی بنیاد بنی۔

4.3.2 سرگرمی

عزیز طلبہ و طالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔ اب جبکہ آپ نے صحافی اور ایڈیٹر کے اوصاف کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔ اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 4.8 سے رجوع کریں

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ ایکٹا ڈائرنا کو صحافت کی ابتدائی شکلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ( )

2۔ گٹن برگ کی ایجاد نے صحافت کی ترقی میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ ( )

3۔ ہکیز بنگال گزٹ ہندوستان کا پہلا انگریزی اخبار تھا۔ ( )

4۔ فارسی صحافت کا علمی اور ادبی حلقوں سے گہرا تعلق تھا۔ ( )

5۔ انگریزی صحافت صرف مذہبی موضوعات تک محدود تھی۔ ( )

4.5 : فرہنگ

لفظ	معنی
ایجاد	نئی بات پیدا کرنا، اختراع
ترویج	رواج دینا، اشاعت کرنا
ترقی	آگے بڑھنا، اضافہ، بلندی، برتری
وارد	آنے والا، موجود
من وعن	بالکل اسی طرح، جیسا ہے
ہیئت	بناوٹ، شکل، حالت
فروغ	روشنی، نور، رونق
منتقل	ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے والا،
مشروبات	شربت
سنگ	پتھر، وزن، بوجھ
آتش	آگ
اصطلاح	کسی علمی یا فنی گروہ کا کسی لفظ کے عام معنوں کے علاوہ کوئی خاص مفہوم مقرر کر لینا
سعی	کوشش
نصف	آدھا
مراکز	مرکز کی جمع
لیتھوگرافی	طباعت کا وہ طریقہ جس میں پیلے کاغذ پر لکھ کر پتھر یا دھات کی پلیٹ سے چھپائی کرتے ہیں
طباعت	چھپائی

4.6۔ اپنا امتحان خود لیجیے/خود جانچ سوالات

1۔ عالمی سطح پر صحافت کے آغاز اور ارتقاء پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

2۔ طباعت کی ایجاد نے صحافت کی ترقی میں کیا کردار ادا کیا؟ وضاحت کیجیے۔

3۔ ہندوستان میں انگریزی صحافت کے آغاز اور اس کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

4۔ ہندوستان میں فارسی صحافت کی اہمیت اور خدمات پر مفصل نوٹ لکھیے۔

5۔ انگریزی اور فارسی صحافت کا تقابلی مطالعہ پیش کیجیے۔

6۔ ہندوستانی معاشرے پر مطبوعہ صحافت کے اثرات بیان کیجیے۔

7۔ مطبوعہ صحافت نے عوامی شعور اور سماجی اصلاح میں کیا کردار ادا کیا؟ وضاحت کیجیے۔

4.7۔ مشقی سوالات

1۔ پرنٹنگ پریس کی ایجاد کس نے کی؟

2۔ دنیا کی قدیم ترین کتاب کون ہے؟ کب اور کہاں چھپی؟

3۔ آفسیٹ پرنٹنگ کا زمانہ کیا ہے؟

4۔ کارڈ بورڈ پر چھپائی کے لئے پرنٹنگ کی کون سی تکنیک استعمال کرتے ہیں؟

4.8 : سوالات کے جواب/ جوابات سرگرمی

1۔ پرنٹنگ پریس کی ایجاد جرمنی کے رہنے والے جانس گٹن برگ نے کی۔

2۔ دنیا کی قدیم ترین کتاب کا نام ''دی ڈائمنڈ سوتر'' ہے۔ یہ کتاب چین میں سن 868 عیسوی میں چھپی۔

3۔ آفسیٹ پرنٹنگ کا زمانہ 1875 کے آس پاس کا ہے۔

4۔ کارڈ بورڈ پر چھپائی کے لئے فلیکسو گرافی کا استعمال کرتے ہیں۔

جوابات سرگرمی

1۔صحیح　　2۔غلط　　3۔صحیح　　4۔صحیح　　5۔غلط

4.9: امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فن صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 5: اردو کے ابتدائی اخبارات: دہلی اردو اخبار، سیدالاخبار، فوائدالناظرین، اودھ اخبار اور اودھ پنچ

ساخت

5.0 اغراض ومقاصد
5.1 تعارف
5.2 اردو صحافت کا ابتدائی پس منظر
5.2.1 اردو صحافت کی ابتداء
5.3 اردو کے ابتدائی اخبارات
5.3.1 سیدالاخبار، فوائدالناظرین اور دہلی اُردو اخبار
5.3.2 اودھ اخبار اور اودھ پنچ
5.3.3 سرگرمی آؤ اپنی معلومات جانچیں
5.4 عمومی جائزہ
5.5 فرہنگ
5.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات
5.7 مشقی سوالات
5.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی
5.9 امدادی کتب

5.0۔اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ اردو صحافت کے ابتدائی دور اور اس کے تاریخی پس منظر کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔اس سبق کا ہدف

طلباء کو اردو کے تین مشہور زمانہ اخبار سید الاخبار، فوائد الناظرین اور دہلی اردو اخبار کی سرگرمیوں سے متعارف کرانا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بتانے کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ کس طرح ان مذکورہ اخبارات نے وقتی خبروں کے علاوہ علمی و ادبی خدمات بھی انجام دیں جو بعد میں شائع ہونے والے اخبارات کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئیں۔ آپ اس بات سے واقف ہو جائیں گے کہ اردو صحافت کا آغاز کن حالات میں ہوا اور اس کے فروغ میں کن عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ اردو صحافت کی ابتدائی خصوصیات اور اس کی سماجی، ادبی اور فکری اہمیت کا جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس سبق کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ مولوی محمد باقر اور دیگر ابتدائی صحافیوں کی خدمات کو سمجھ سکیں گے اور اردو صحافت کے ارتقائی سفر کا جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ یہ بھی جان سکیں گے کہ ان اخبارات نے اردو زبان و ادب کے فروغ، اصلاحِ معاشرہ، قومی شعور کی بیداری اور فکری تربیت میں کس حد تک اہم کردار ادا کیا۔ مزید برآں، آپ اردو کے ابتدائی اخبارات کا تنقیدی مطالعہ کر سکیں گے، ان کے اسلوب، موضوعات اور صحافتی خدمات کا تجزیہ کر سکیں گے اور اردو صحافت کی تاریخ میں ان کی اہمیت و افادیت کا ادراک حاصل کر سکیں گے۔ اس طرح یہ سبق آپ کو اردو صحافت کے ابتدائی نقوش اور اس کے تاریخی ارتقاء کو سمجھنے میں مدد فراہم کرے گا۔

5.1۔تعارف

اردو صحافت برصغیر کی علمی، ادبی اور سماجی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ اردو زبان نے جس تیزی سے عوامی مقبولیت حاصل کی، اسی رفتار سے صحافت کے میدان میں بھی اپنی شناخت قائم کی۔ انیسویں صدی میں اردو اخبارات نے عوامی شعور بیدار کرنے، علمی و ادبی رجحانات کو فروغ دینے اور سماجی مسائل کو اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ابتدائی اردو اخبارات محدود وسائل کے باوجود اپنے عہد کے اہم مسائل کو عوام تک پہنچاتے تھے۔ ان اخبارات نے نہ صرف خبروں کی ترسیل کا کام انجام دیا بلکہ اردو زبان و ادب کی ترویج، اصلاحِ معاشرہ اور قومی شعور کی بیداری میں بھی اہم خدمات سرانجام دیں۔ اردو صحافت کی تاریخ میں بعض اخبارات کو سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے جنہوں نے بعد کی صحافتی روایت کی بنیاد رکھی۔

5.2۔اُردو صحافت کا ابتدائی پس منظر

اردو صحافت کا آغاز ایسے دور میں ہوا جب برصغیر سیاسی، سماجی اور ثقافتی تبدیلیوں سے گزر رہا تھا۔ عوام میں معلومات کے حصول اور حالاتِ حاضرہ سے واقفیت کی خواہش بڑھ رہی تھی۔ اسی ضرورت نے اردو صحافت کے فروغ کی راہ ہموار کی۔ اردو صحافت کا ابتدائی پس منظر

صحافت انسانی معاشرے کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ انسان فطری طور پر اپنے اردگرد کے حالات و واقعات سے آگاہ رہنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ اسی ضرورت نے مختلف ادوار میں اطلاعات کی ترسیل کے مختلف ذرائع کو جنم دیا۔ موجودہ دور میں اگرچہ صحافت جدید ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ اور الیکٹرانک ذرائع سے وابستہ ہو چکی ہے، لیکن اس کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ برصغیر میں اردو صحافت کی روایت بھی ایک طویل تاریخی سفر کا نتیجہ ہے جس نے سماجی، سیاسی، ادبی اور تہذیبی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

برصغیر میں صحافت کا آغاز دراصل طباعت کے فن کے فروغ سے وابستہ ہے۔ جب یورپی اقوام ہندوستان پہنچیں تو ان کے ساتھ جدید چھاپہ خانے بھی آئے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں ہندوستان میں مطبوعہ اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابتدا میں انگریزی زبان کے اخبارات شائع ہوئے کیونکہ ان کا مقصد برطانوی حکام اور یورپی باشندوں تک اطلاعات پہنچانا تھا۔ 1780ء میں جیمز آگسٹس ہکی نے ''ہکیز بنگال گزٹ'' جاری کیا جسے ہندوستان کا پہلا مطبوعہ اخبار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دیگر زبانوں میں بھی اخبارات اور رسائل شائع ہونے لگے۔ اس زمانے میں فارسی زبان سرکاری امور، عدالتی معاملات اور علمی حلقوں میں خاص اہمیت رکھتی تھی، اس لیے ابتدائی صحافتی سرگرمیوں میں فارسی اخبارات کو نمایاں مقام حاصل ہوا۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ اردو زبان عوامی سطح پر مقبول ہوتی گئی اور شمالی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں رابطے کی زبان بن گئی۔ اردو کی اسی مقبولیت نے صحافت کے میدان میں اس کے فروغ کی راہ ہموار کی۔

انیسویں صدی کے آغاز تک اردو زبان نے ادبی اور سماجی سطح پر اپنی مضبوط شناخت قائم کر لی تھی۔ عوام کی ایک بڑی تعداد اردو کو سمجھتی اور بولتی تھی، اس لیے ضرورت محسوس کی گئی کہ خبروں، معلومات اور خیالات کی ترسیل کے لیے اردو زبان کو بھی ذریعہ بنایا جائے۔ یہی وہ پس منظر تھا جس میں اردو صحافت کی بنیاد رکھی گئی۔ اردو اخبارات نے عوام تک مقامی اور عالمی حالات و واقعات پہنچانے کے ساتھ ساتھ علمی، ادبی اور سماجی مباحث کو بھی فروغ دیا۔ اردو صحافت کے ابتدائی دور میں اخبارات کی اشاعت محدود وسائل کے باوجود مسلسل آگے بڑھتی رہی۔ اس زمانے کے اخبارات صرف خبروں تک محدود نہیں تھے بلکہ ان میں ادبی مضامین، اصلاحی تحریریں، مذہبی مباحث اور تعلیمی موضوعات بھی شامل ہوتے تھے۔ اردو صحافت نے عام لوگوں میں مطالعے کا ذوق پیدا کیا اور انہیں ملکی و بین الاقوامی حالات سے روشناس کرایا۔

اردو صحافت کی تاریخ میں مولوی محمد باقر کا نام نہایت احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ انہوں نے 1837ء میں ''دہلی اردو اخبار'' جاری کیا جو اردو صحافت کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اخبار نے اردو زبان میں صحافتی روایت کو مضبوط بنیاد فراہم کی اور عوامی مسائل، سیاسی حالات اور سماجی موضوعات کو مؤثر انداز میں پیش کیا۔ مولوی محمد باقر کو اردو صحافت کا بانی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اردو

صحافت کو ایک نئی سمت عطا کی۔

اردو صحافت کے ابتدائی دور میں متعدد اہم اخبارات منظر عام پر آئے جنہوں نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ''سیدالاخبار''، ''فوائدالناظرین''، ''اودھ اخبار'' اور ''اودھ پنچ'' جیسے اخبارات نے اپنے اپنے زمانے میں عوامی شعور کو بیدار کرنے اور علمی و ادبی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں اہم خدمات انجام دیں۔ ان اخبارات نے نہ صرف خبروں کی اشاعت کی بلکہ معاشرتی اصلاح، تعلیم کے فروغ اور قومی بیداری میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

1857ء کی جنگِ آزادی اردو صحافت کی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس دور میں اردو اخبارات نے عوام میں آزادی اور حریت کا جذبہ پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بہت سے اخبارات نے برطانوی حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کی اور عوامی احساسات کی ترجمانی کی۔ اس کے نتیجے میں انگریز حکومت نے صحافت پر سخت پابندیاں عائد کیں۔ متعدد اخبارات بند کر دیے گئے اور کئی صحافیوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ مولوی محمد باقر کو آزادی کی حمایت کے جرم میں شہید کر دیا گیا، جس کی وجہ سے انہیں اردو صحافت کا پہلا شہید بھی کہا جاتا ہے۔

جنگِ آزادی کے بعد اردو صحافت نے نئے حالات میں اپنے سفر کو جاری رکھا۔ اس دور میں صحافت محض خبروں کی ترسیل کا ذریعہ نہیں رہی بلکہ قومی شعور، سیاسی بیداری اور سماجی اصلاح کا مؤثر وسیلہ بن گئی۔ اردو اخبارات نے عوامی مسائل کو اجاگر کیا، تعلیم کے فروغ پر زور دیا اور معاشرتی برائیوں کے خلاف آواز بلند کی۔ اس طرح اردو صحافت نے برصغیر کے فکری اور سماجی ارتقا میں اہم کردار ادا کیا۔

اردو صحافت کے ابتدائی پس منظر کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اس کی بنیاد صرف خبروں کی اشاعت پر نہیں بلکہ عوامی شعور کی بیداری، علمی ترقی، سماجی اصلاح اور قومی خدمت کے جذبے پر قائم تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو صحافت نے مختصر مدت میں غیر معمولی ترقی کی اور برصغیر کی فکری و تہذیبی زندگی کا ایک اہم حصہ بن گئی۔ بعد کے ادوار میں اردو صحافت نے مزید وسعت اختیار کی اور آج بھی عوامی رائے سازی، معلومات کی فراہمی اور سماجی رہنمائی میں اپنا اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

5.2.1۔ اردو صحافت کی ابتدا

اردو صحافت کا آغاز انیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں ہوا۔ اس زمانے میں فارسی سرکاری اور علمی زبان تھی، لیکن اردو عوامی رابطے کی زبان بن چکی تھی۔ چنانچہ اخبارات کے لیے اردو زبان کا استعمال بڑھنے لگا۔ اردو اخبارات نے عام لوگوں تک معلومات پہنچانے میں اہم

کردار ادا کیا۔ان اخبارات نے مقامی اور بین الاقوامی خبروں کے ساتھ ساتھ ادبی، سماجی اور تعلیمی موضوعات کو بھی شامل کیا، جس سے اردو زبان کی مقبولیت میں مزید اضافہ ہوا۔

5.3۔اُردو کے ابتدائی اخبارات

اردو صحافت کے فروغ میں کئی عوامل کارفرما تھے۔ چھاپہ خانے کی ترقی، تعلیم کے فروغ، شہری مراکز کی توسیع اور عوام میں معلومات کے حصول کے بڑھتے ہوئے رجحان نے اردو اخبارات کی اشاعت کو فروغ دیا۔اس کے علاوہ اردو زبان کی مقبولیت اور اس کی عوامی رسائی نے بھی صحافت کے میدان میں اسے ایک مضبوط ذریعہ اظہار بنا دیا۔مختلف علمی اور ادبی حلقوں نے بھی اردو اخبارات کی سرپرستی کی جس سے ان کی اشاعت میں اضافہ ہوا۔ابتدائی اردو اخبارات کی زبان نسبتاً سادہ اور عوامی انداز کی تھی۔ان میں خبروں کے ساتھ ساتھ ادبی مضامین، مذہبی مباحث، تعلیمی موضوعات اور سماجی اصلاح کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔یہ اخبارات عوامی مسائل کی نشاندہی کرتے تھے اور قارئین میں فکری بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔اگرچہ وسائل محدود تھے لیکن ان کی ادبی اور صحافتی اہمیت بہت زیادہ تھی۔

دہلی اُردو اخبار، سیدالاخبار، فوائدالناظرین، اودھ اخبار اور اودھ پنچ ''سیدالاخبار'' سرسید احمد خان کے برادرِ اکبر سید محمد خان مرحوم نے 1837ء میں دہلی سے جاری کیا۔اس کی ادارت سید الغفور کرتے تھے۔سید محمد خان کے انتقال کے بعد سرسید احمد خان نے اس اخبار کو خود شائع کرنے کی کوشش کی اس ضمن میں انھوں نے ایک مطبع قائم کیا جس سے سرسید احمد خان کی کئی کتابیں بھی شائع ہوئیں۔ چند برس ہی یہ اخبار شائع ہوتا رہا۔بلآخر 1849ء میں بعض وجوہات کے سبب یہ اخبار بند ہو گیا۔''فوائدالناظرین'' دہلی کالج کے مایہ ناز استاد ماسٹر رام چندر نے 1845ء میں پندرہ روزہ رسالہ نما اخبار کی صورت میں جاری کیا۔ یہ اخبار ''دہلی اردو اخبار'' کے ایڈیٹر محمد باقر کے مطبع خانہ سے شائع ہوا۔اس کی ادارت خود ماسٹر رام چندر کرتے تھے۔اس رسالہ نما اخبار میں مختلف علوم وفنون پر مبنی مضامین شائع ہوتے تھے۔''دہلی اردو اخبار'' مولانہ محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے 1837ء میں دہلی سے جاری کیا۔اس اخبار کو دہلی کا پہلا اردو اخبار ہونے کا شرف حاصل ہے۔اس اخبار کے ذریعہ اس عہد کے سیاسی حالات کے علاوہ علمی و ادبی سرگرمیوں کا حال بھی بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ یہ اخبار بہادر شاہ ظفر کا حمایتی اور انگریزوں کا مخالف تھا۔اس ضمن میں انگریزوں نے مولوی محمد باقر کو شہید کر دیا۔مولوی محمد باقر کی شہادت کے ساتھ ہی یہ اخبار دم توڑنے لگا۔13 ستمبر 1857ء کو یہ اخبار ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

5.3.1۔سیدالاخبار،فوائدالناظراوردہلی اردواخبار

دہلی سے 1837ء میں اردو کا ایک اہم اخبار جاری ہوا جس کا نام ''سیدالاخبار'' تھا۔ اخبار کو سرسید احمد کے بڑے بھائی سید محمد خان مرحوم نے جاری کیا تھا۔ جو سید الغفور کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ مولانا حالؔی نے حیات جاوید اور آثارالصنادید کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمناً ''سیدالخبار'' کا بھی ذکر کیا ہے۔''اسی زمانے میں جبکہ وہ (سرسید) دہلی میں مقیم تھے ان کو عمارات شہر اور نوائے شہر کی تحقیقات کا شوق ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی آمدنی گھر کے اخراجات کو مشکل سے پوری کرتی تھی۔ان کے بڑے بھائی کا انتقال ہو چکا تھا۔جس سے سو روپئے ماہوار کی آمدنی کم ہو چکی تھی قلعے کی تنخواہیں تقریباً بند ہو گئیں تھیں۔باپ کی ملکیت بھی بہ سبب حسین حیات ہونے کے ضبط ہو گئی تھی۔کرایہ کی آمدنی بہت قلیل تھی۔صرف سرسید کی تنخواہ کے ماہوار سو روپئے تھے۔جو سارے کنبے کا خرچ تھا۔سرسید ابتداء سے نہایت فراخ طبع،حوصلہ منداور کشادہ دل تھے خرچ کی تنگی سے اکثر پریشان رہتے تھے۔لہٰذا ان کو یہ خیال ہوا کہ کسی تدبیر سے تنگی رفع ہو''سیدالخبار'' جو ان کے بڑے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اس کو ترقی دینا چاہئے اور کچھ عمارات دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورت میں جمع کر کے شائع کرنے کا ارادہ کیا۔سرسید نے ''سیدالخبار'' کا اہتمام اگرچہ برائے نام ایک اور شخص کے سپرد کر رکھا تھا مگر اس کیلئے زیادہ مضامین سرسید خود لکھا کرتے تھے لیکن یہ اخبار ایک مدت تک جاری رہ کر بند ہو گیا تھا۔کسی حوالے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ اخبار جاری کب ہوا لیکن بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ یہ اخبار 1837ء میں جاری ہوا جو کسی طرح سے بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا۔سرکاری رپورٹوں کے مطابق اس کا سنہ اجراء 1841ء قرار پاتا ہے۔

سرسید احمد خان نے 1841ء میں جب ''سیدالخبار'' جاری کرنے کا ارادہ کیا تو ایک لتھو گرافک پریس بھی قائم کیا اس پریس میں صرف ''سیدالخبار'' شائع نہیں ہوتا تھا بلکہ متقدمین اور ہمعصر علمائے اکرام اور شعرائے نامدار کی تصانیف بھی چھپتی تھیں،مرزا غالب کے اردو دیوان کا پہلا ایڈیشن اسی پریس سے شائع ہوا تھا۔ان شواہد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اخبار کے ساتھ ساتھ پریس کے قیام کی وجہ سے اس اخبار نے ایک ادارے کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔سرسید کی بہت سی کتابیں اسی ادارے سے شائع ہوئی۔سرسید احمد خان نے جب 1841ء میں سیدالخبار جاری کیا تو اس کی ادارت سید عبدالغفور کے سپرد ہوئی کچھ برسوں تک اس اخبار کی ادارت کے فرائض بحسن وخوبی سے انجام دیتے رہے لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ اخبار تنزل کا شکار ہو گیا اور سرسید کے دہلی میں مقیم رہنے کے باوجود بھی اس کی حالت نہ سنبھل سکی اور آخر کار 1849ء میں یہ اخبار بند ہو گیا۔اس اخبار کی فاعلوں کی ورق گردانی سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس اخبار نے بھی خبریں شائع کرنے اور ملک کے حالات سے متعلق معلومات فراہم کرنے کے سلسلے میں وہی راستہ اپنایا جو اس وقت کے دوسرے اخبار اپنا رہے تھے۔خبروں کے علاوہ اس اخبار میں علمی ادبی

سرگرمیوں کے بارے میں بھی معلومات فراہم کی جاتی تھیں۔ زبان و بیان کے اعتبار سے اس اخبار کا مرتبہ خاصا بلند تھا۔ سادہ نثر کو عام کرنے میں اس اخبار کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔

فوائدالناظرین

ماسٹر رام چندر کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ قدیم دہلی کالج کے مایہ ناز اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ اور اپنی علمی و ادبی سرگرمیوں کے سبب انیسویں صدی کی ممتاز شخصیات میں ایک منفرد اور اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے صرف سائنس، انگریزی اور ریاضیات میں ہی ماہرین فن سے خراج تحسین حاصل نہ کیا بلکہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی اپنے ملک اور قوم کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ مغربی علوم و فنون کا ذوق عام کرنے اور شعور انسانی کو بیدار کرنے کے لئے آپ نے 22 مارچ 1845ء کو ''فوائدلناظرین'' کے نام سے ایک پندرہ روزہ رسالہ نما اخبار جاری کیا۔ یہ اخبار بھی دہلی اردو اخبار کے ایڈیٹر محمد باقر کے گھر اور پریس سے شائع ہو کر نکلنے لگا اور یہ اخبار ستمبر 1845ء تک ''دہلی اردو اخبار'' کے ضمیمے کے طور پر نکلتا رہا۔ 4 اکتوبر 1846ء سے اس اخبار کے آخری صفحے پر ماسٹر رام چندر کا نام چھپنے لگا۔ یہ صرف کاغذی کارروائی تھی ورنہ شروع ہی سے یہ اخبار ماسٹر رام چندر کی ادارت میں نکلتا تھا۔ اور انہیں اس سلسلے میں کالج کے سبھی اساتذہ اور طلبہ کا تعاون حاصل تھا۔ ''فوائدالناظرین'' ہمعصر رسائل و اخبارات سے مختلف علمی مجلّہ تھا۔ جس کا بنیادی مقصد خالص علمی احیا تھا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ماسٹر رام چندر خود لکھتے ہیں۔

> ''پرچہ'' فوائدالناظرین'' کا واسطے فائدہ ان اشخاص کے جاری کیا گیا ہے جو واقفیت علوم و فنون نہیں رکھتے ہیں اور ان کے لئے جنہوں نے مدرسہ سرکاری میں کسی اور جائے علوم حکمیہ اور فنون سے واقفیت حاصل کی ہے۔ بس اب لازم ہے کہ اس پرچے میں ایسے ایسے مضامین درج کئے جائیں جو ان ناواقف آدمیوں کی سمجھ میں آجائیں۔''

لیکن ماسٹر رام چندر جی کی ان کوششوں کے باوجود اس پرچے کے قارئین کا حلقہ بہت محدود رہا۔ چنانچہ وہ خود یکم نومبر 1848ء کے شمارے میں لکھتے ہیں ''واضح ہو کہ جب پرچہ ''فوائدالناظرین'' جاری ہوا تھا اس وقت اس کی یہی رائے تھی کہ سوائے طبیات و ریاضیات کے اور کوئی بات پرچہ مذکورہ میں نہ چھپے چنانچہ ایسا ہی مدت تک عمل میں آیا لیکن اس عرصے میں ہر طرف سے ہی فریاد سنی کہ مضامین پرچہ ''فوائدالناظرین'' کے کسی کی سمجھ میں نہیں آتے چنانچہ علوم عصریہ سے مناسبت پیدا کرنے اور علوم جدید کا ذوق عام کرنے کے لئے خالص علمی مقالات کو صرف نظر کر کے دوسرے موضوعات سے بحث کرنا بھی لازمی ہو گیا ہے'' چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس اخبار کے صفحات

کو چار سے آٹھ کر دیا گیا۔اور اس اخبار میں طرح طرح کے مضامین شائع ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی تخلیقات بھی شائع ہونے لگیں 22 مارچ 1847ء کے شمارے میں بہادر شاہ ظفر کی غزل بھی چھاپی گئی۔اس رسالے کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں جو بھی مضمون شائع ہوتے تھے ان کا تعلق اخلاق واصلاح ، سیاسی ،سماجی ومعاشی حالات اور سائنسی معلومات وغیرہ سے ہوتا تھا۔اس اخبار کے اوپر ایک عنوان دیا رہتا تھا اور نیچے اس عنوان کے متعلق ساری جانکاری درج کی جاتی تھی۔مثلاً سائنسی مضامین کے عنوان سے ساری سائنسی معلومات درج کر دی جاتی تھی۔اس طرح اخلاقی واصلاحی مضامین کا عنوان دے کر ساری معلومات درج کر دی جاتی تھی۔زبان و بیان کے اعتبار سے بھی یہ اخبار اپنے زمانے کا ایک اہم اخبار تھا۔آسان زبان میں مشکل سے مشکل مضامین کو درج کر دیا جاتا تھا جس سے اردو نثر کو عام ہونے میں خاصی مدد ملی۔

دہلی اُردو اخبار

دہلی اردو اخبار اردو صحافت کی تاریخ کا ایک نہایت اہم اور مؤثر اخبار تھا جسے اردو صحافت کی ابتدائی اور بنیادی کاوشوں میں شمار کیا جاتا ہے۔یہ اخبار انیسویں صدی کے اس دور میں منظرِ عام پر آیا جب برصغیر سیاسی ،سماجی اور ثقافتی تبدیلیوں کے ایک اہم مرحلے سے گزر رہا تھا۔اس زمانے میں عوام تک معلومات پہنچانے کے ذرائع محدود تھے اور اخبارات ہی حالاتِ حاضرہ، سیاسی واقعات اور سماجی تبدیلیوں سے آگاہی کا ایک اہم ذریعہ سمجھے جاتے تھے۔دہلی اردو اخبار نے اسی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے اردو صحافت کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا۔دہلی اردو اخبار کے بانی اور مدیر مولوی محمد باقر تھے جنہیں اردو صحافت کے اولین معماروں میں شمار کیا جاتا ہے۔مولوی محمد باقر ایک صاحبِ علم، باشعور اور باہمت صحافی تھے۔انہوں نے صحافت کو محض خبر رسانی کا ذریعہ نہیں سمجھا بلکہ اسے عوامی بیداری، اصلاحِ معاشرہ اور حق گوئی کا مؤثر وسیلہ بنایا۔ان کی ادارت میں دہلی اردو اخبار نے جلد ہی عوام اور اہلِ علم میں مقبولیت حاصل کر لی۔

دہلی اردو اخبار کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صرف سیاسی خبریں ہی شائع نہیں ہوتی تھیں بلکہ سماجی، تعلیمی، ادبی اور ثقافتی موضوعات کو بھی جگہ دی جاتی تھی۔اخبار کے ذریعے عوام کو ملکی اور بین الاقوامی حالات سے آگاہ کیا جاتا تھا۔اس کے مضامین اور خبریں نہ صرف معلوماتی ہوتی تھیں بلکہ ان میں فکری رہنمائی کا پہلو بھی نمایاں ہوتا تھا۔اس طرح دہلی اردو اخبار اپنے عہد کا ایک جامع اور مؤثر صحافتی پلیٹ فارم بن گیا تھا۔1857ء کی جنگِ آزادی کے دوران دہلی اردو اخبار کی اہمیت مزید بڑھ گئی۔اس دور میں یہ اخبار دہلی اور اس کے گرد و نواح کے حالات و واقعات کی عکاسی کرنے والا ایک معتبر ذریعہ بن گیا۔اخبار میں جنگِ آزادی سے متعلق خبریں، عوامی ردِعمل اور سیاسی حالات کی تفصیلات شائع

کی جاتی تھیں۔اس کے ذریعے عوام کو بدلتے ہوئے حالات سے باخبر رکھا جاتا تھا۔اگر چہ اس زمانے میں صحافتی آزادی محدود تھی،لیکن اس کے باوجود اخبار نے اپنے فرائض انجام دینے کی کوشش جاری رکھی۔

مولوی محمد باقر نے جنگِ آزادی کے دوران نہایت جرا?ت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔انگریز حکومت اردو اخبارات کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھے ہوئے تھی اور ایسے اخبارات کو شک کی نگاہ سے دیکھتی تھی جو عوامی جذبات کی ترجمانی کرتے تھے۔دہلی اردو اخبار بھی اس سرکاری نگرانی سے محفوظ نہ رہ سکا۔جنگِ آزادی کے بعد مولوی محمد باقر کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں شہید کر دیا گیا۔اسی بنا پر انہیں اردو صحافت کا پہلا شہید صحافی کہا جاتا ہے۔دہلی اردو اخبار کی خدمات صرف خبر رسانی تک محدود نہیں تھیں بلکہ اس نے اردو زبان وادب کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔اس اخبار نے اردو نثر کے ارتقاء ، عوامی زبان کے فروغ اور صحافتی اسلوب کی تشکیل میں نمایاں حصہ لیا۔اس کے ذریعے اردو زبان میں صحافتی اظہار کی ایک مضبوط روایت قائم ہوئی جس نے بعد میں آنے والے اخبارات اور رسائل کے لیے راہ ہموار کی۔اردو صحافت کی تاریخ میں دہلی اردو اخبار کو ایک سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے۔اس اخبار نے حق گوئی،عوامی خدمت اور قومی شعور کی بیداری کی جو روایت قائم کی وہ بعد کے ادوار میں بھی اردو صحافت کا نمایاں وصف بنی رہی۔مولوی محمد باقر اور دہلی اردو اخبار کی خدمات اردو صحافت کے روشن اور قابلِ فخر باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ان کی جدوجہد اس حقیقت کی یاد دلاتی ہے کہ صحافت صرف خبر پہنچانے کا نام نہیں بلکہ معاشرے کی رہنمائی،حقائق کی ترجمانی اور عوامی شعور کی بیداری کا ایک اہم فریضہ بھی ہے۔

5.3.2 اودھ اخبار اور اودھ پنچ

اودھ اخبار اور اودھ پنچ اخبار اپنے عہد کے مقبول ومعروف اردو اخبار رہے ہیں۔اردو صحافت کی ترویج وترقی میں ان دونوں اخباروں کا نمایاں کردار رہا ہے۔اودھ اخبار 26/نومبر 1858ء میں منشی نول کشور نے لکھنؤ سے جاری کیا۔پہلے یہ اخبار ہفت روزہ تھا۔1874ء میں یہ روزنامہ کے طور پر شائع ہونے لگا۔مولوی غلام محمد خان تپش،مولوی احمد حسن شوکت،عبدالحلیم شرؔر،سید امجد علی، پنڈت رتن ناتھ سرشار اور مرزا حیرت دہلوی جیسی معتبر شخصیات اس اخبار سے وابستہ رہیں۔پنڈت رتن ناتھ سرشاؔر کا ضخیم ناول ''فسانہ آزاد'' اسی اخبار میں قسط وار شائع ہوتا رہا۔ 7 جنوری 1877ء کو لکھنؤ سے جس تاریخی طنزیہ ومزاحیہ اخبار کا اجرا ہوا وہ اخبار اردو دنیا میں ''اودھ پنچ'' کے نام سے مشہور ہوا۔اس کے مالک اور ایڈیٹر منشی سجاد حسین تھے۔اس اخبار نے اردو ادب میں طنز ومزاح کی راہوں کو وسعت دی اور پرانی روشوں کے ساتھ ایک الگ راستے پر چلنے کی

ابتداء کی۔''اودھ اخبار'' لکھنؤ سے نکلنے والے اخباروں میں ایک اہم اخبار تھا۔ یہ اخبار 1858ء کو جاری ہوا تھا اس کی تائید علامہ کیفی نے بھی اپنے ایک مضمون میں کی ہے جو رسالہ اردو اپریل 1935ء میں شائع ہوا اس اخبار کی جتنی ذی علم اور معروف ہستیاں ایڈیٹر ہوئیں اردو کے کسی اور دوسرے اخبار کو نصیب نہیں ہوئیں۔اس اخبار کے ساتھ اس وقت کے مشہور ادیب جوالہ پرشاد، مولانا عبدالحلیم شرر پنڈت رتن ناتھ سرشار، جالب دہلوی ،یگانہ چنگیزی، شوکت تھانوی، مرزا محمد عسکری، اور پیارے لال شاکر وغیرہ قابل ذکر ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کے دور کا کوئی دوسرا اخبار اس کا ہم پلہ نہیں تھا۔ یہ اخبار لکھنؤ کے محلّہ حضرت گنج سے نکلنا شروع ہوا۔ پہلے ہفتہ وار اخبار کے طور پر سولہ سال تک نکلتا رہا پھر ہفتے میں دوبار پھر تین بار نکلا۔ 1876ء میں ہر دوسرے روز شائع ہونے لگا۔اور 1877ء میں رونامہ ہوگیا۔ ہفتہ وار اخبار کا سالانہ چندہ ساٹھ روپئے اور روزانہ کا 30 روپئے تھا پہلے یہ چار صفحوں پر پھر چودہ صفحوں پر اور پھر سولہ صفحوں پر اور پھر 48 صفحات پر مشتمل چھپتا رہا اس اخبار میں ابتداء میں کچھ مضامین دیوناگری میں بھی چھپے تھے۔ ابتداء میں اس اخبار کی کوئی پالیسی نہیں تھی صرف ان خبروں کا مجموعہ ہوتا۔ جو انگریزی اخباروں سے ترجمہ کرکے اس میں شائع کردئے جاتے پھر اس نے اپنی پالیسی مرتب کی جو کافی معیاری تھی یعنی ہندوستانی ادب کی خدمت کرنا تباہ کن اور ضرر رساں رسم ورواج سے قوم کو بچانا اصلاحی اور ادبی انجمنوں کا پروپگنڈہ کرنا یہ اپنی اس پالیسی پر مضبوطی سے قائم رہا۔ یہ اخبار اپنے عہد کی ادبی تمدنی معاشرتی اور سیاسی تاریخ کی مستند اور باوقار دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔اس میں اس عہد کے ایسے نادر واقعات ملتے ہیں جن سے موجودہ تاریخیں بالکل خالی ہیں اس اخبار میں ادبی مضامین کے علاوہ تاریخی اور جغرافیائی مضامین کے ساتھ ساتھ اور اعلیٰ پایہ کی فارسی اور اردو کی نظمیں کتابوں اور اخباروں پر بے لاگ تبصرے کئے جاتے تھے اس اخبار کا ایک ضمیمہ یکم ستمبر 1865ء میں کانپور گزٹ کے نام سے جاری ہوا تھا۔ جس کے ایڈیٹر مولوی اسمٰعیل صاحب تھے اور یہ اخبار بعد میں 1860ء میں بند ہوگیا۔

اس اخبار کا انداز تحریر سنجیدہ اور متعین تھا اس اخبار نے حکومت کے بڑے بڑے حاکموں کو بھی نہیں بخشا۔یوں تو بظاہر'' اودھ اخبار'' انگریزوں کا مداح تھا لیکن ان کی غلطیوں کی بھی ایسی پکڑ کرتا کہ ان کے پاس بھی اس کا کوئی جواب نہ ہوتا تھا یورپین عورتوں کی بے حیائی اور بے شرمی کے واقعات پر مضامین شائع کرتا اور اپنی قوم کو اس سے بچنے کی تلقین کرتا''اودھ اخبار'' جہاں انگریزوں کی بدانتظامی کی گرفت کرتا وہاں وہ ہندوستان کو بھی سامنے لاتا اور ان پر کڑی تنقید کرتا۔1857ء کے ہنگامے میں جن لوگوں نے مادروطن کے لئے قربانیاں دیں ان کے نام تک ہماری تاریخوں میں نہیں ملتے لیکن اودھ اخبار نے ان جاں نثاروں پر مضامین شائع کرکے ان کی خدمات اور قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔1857ء کے شہدا کی تاریخ اگر مرتب کرنی مطلوب ہو تو ''اودھ اخبار'' کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس دور کے دیگر اخبارات میں اس

اخبار کی اہمیت اس اعتبار سے بھی زیادہ ہے کہ اس اخبار میں اپنے دور کی اردو تاریخ بھی محفوظ ہے۔اس دور کے اکثر شعراء اور ادباء کے بارے میں نادر معلومات اس اخبار کی فاعلوں میں موجود ہیں اس لئے کسی بھی شاعر یا ادیب کی حیات اور وفات کے بارے میں کچھ جاننا ہو تو ''اودھ اخبار'' اٹھا لیجئے سب کچھ مل جائے گا۔ میر اُنیس، مرزا دبیر، منشی محمد فداح علی، سید عابد علی عابد، مولانا حکیم محمد لطف اللہ، مولوی محمد حسین فائز بنارسی اور دوسرے شعراء نے وقتاً فوقتاً جو تاریخ وفات کہیں وہ اس اخبار کے صفحات میں موجود ہیں یہی نہیں بلکہ واجد علی شاہ اور لکھنؤ کے دوسرے نوابوں کے بارے میں بھی اہم معلومات ''اودھ اخبار'' میں محفوظ ہیں۔اس زمانے میں جتنے نئے اخبار جاری ہوئے ان کے متعلق اس میں تمام معلومات محفوظ ہیں

5.3.4 سرگرمی (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔اب جبکہ آپ نے صحافی اور ایڈیٹر کے اوصاف کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 5.8 سے رجوع کریں۔

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ اردو صحافت کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا۔ (__)

2۔ اردو صحافت کے فروغ میں چھاپہ خانے کا کوئی کردار نہیں تھا۔ (__)

3۔ ابتدائی اردو اخبارات میں ادبی مضامین بھی شامل ہوتے تھے۔ (__)

4۔ اردو زبان عوامی رابطے کی زبان بن چکی تھی۔ (__)

5۔ اردو صحافت نے عوامی شعور کی بیداری میں کردار ادا کیا۔ (__)

5.4۔عمومی جائزہ

اس سبق میں اردو صحافت کے ابتدائی دور اور اس کی تاریخی اہمیت کا مطالعہ کیا گیا۔ہم نے دیکھا کہ اردو صحافت کا آغاز ایسے دور میں ہوا جب برصغیر میں سماجی، سیاسی اور تعلیمی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔اردو زبان عوامی رابطے کی زبان بن چکی تھی، اس لیے اخبارات نے عوام تک

معلومات پہنچانے کے لیے اردو کو ذریعۂ اظہار بنایا۔اس سبق میں اردو کے اہم ابتدائی اخبارات، یعنی دہلی اردو اخبار، سید الاخبار، فوائد الناظرین، اودھ اخبار اور اودھ پنچ کا تعارف پیش کیا گیا۔ان اخبارات نے صرف خبر رسانی کا فریضہ انجام نہیں دیا بلکہ عوامی شعور کی بیداری، سماجی اصلاح، ادبی ترقی اور سیاسی آگاہی میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔خصوصاً دہلی اردو اخبار نے 1857ء کے حالات کی عکاسی کی جبکہ اودھ پنچ نے طنز و مزاح کے ذریعے معاشرتی مسائل کو اجاگر کیا۔ان اخبارات کی خدمات نے اردو صحافت کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی اور بعد کے اخبارات کے لیے راہ ہموار کی ۔ دہلی اردو اخبار، سید الاخبار، فوائد الناظرین، اودھ اخبار اور اودھ پنچ نے اردو صحافت کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ان اخبارات نے اردو زبان کو اظہار کا ایک مؤثر ذریعہ بنایا اور عوام تک معلومات پہنچانے کا فریضہ انجام دیا۔ان اخبارات نے ادبی شعور، سیاسی آگاہی، سماجی اصلاح اور قومی بیداری میں نمایاں خدمات انجام دیں۔یہی اخبارات بعد کی اردو صحافت کے لیے بنیاد اور رہنمائی کا ذریعہ بنے۔ اردو صحافت کی تاریخ میں ان اخبارات کا کردار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

5.5 فرہنگ

لفظ	معنی
صحافت	خبروں اور معلومات کی ترسیل کا عمل
اخبار	خبریں اور معلومات شائع کرنے والا مطبوعہ پرچہ
مدیر	اخبار یا رسالے کا نگران
مطبوعہ	چھپا ہوا
ادارت	اخبار یا رسالے کی نگرانی اور ترتیب
طنز	اصلاح کی غرض سے تنقیدی اندازِ بیان
مزاح	ظرافت اور خوش طبعی پر مبنی اظہار
عوامی شعور	عوام میں آگاہی اور فکری بیداری
اصلاحِ معاشرہ	معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش

باقر	دہلی اردو اخبار کے مدیر مولوی محمد باقر سے منسوب نام
ناظرین	دیکھنے یا پڑھنے والے افراد
ابلاغ	معلومات کی ترسیل

5.6۔ نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ اردو صحافت کے آغاز کے اسباب بیان کیجیے۔

2۔ ابتدائی اردو اخبارات کی دو نمایاں خصوصیات تحریر کیجیے۔

3۔ دہلی اردو اخبار کی اہمیت کیا ہے؟

4۔ مولوی محمد باقر کون تھے؟

6۔ سید الاخبار کا اردو صحافت میں کیا مقام ہے؟

7۔ فوائد الناظرین کے مقاصد بیان کیجیے۔

8۔ اودھ اخبار کی خدمات پر مختصر نوٹ لکھیے۔

9۔ اودھ پنچ کو منفرد حیثیت کیوں حاصل ہے؟

10۔ اردو صحافت نے عوامی شعور کی بیداری میں کیا کردار ادا کیا؟

11۔ ابتدائی اردو اخبارات نے اردو زبان و ادب کی ترقی میں کس طرح مدد کی؟

5.7۔ مشقی سوالات

1۔ اردو صحافت سے کیا مراد ہے؟

2۔ دہلی اردو اخبار کے بانی کا نام لکھیے۔

3۔ سید الاخبار کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔

4۔ فوائد الناظرین کے بنیادی مقاصد کیا تھے؟

5۔ اودھ اخبار کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

6۔ اودھ پنچ کو طنزیہ اخبار کیوں کہا جاتا ہے؟

5.8۔ مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

1۔ اردو زبان میں خبروں، مضامین اور معلومات کی اشاعت و ترسیل کے عمل کو اردو صحافت کہا جاتا ہے۔

2۔ مولوی محمد باقر۔

3۔ سیدالاخبار اردو کے ابتدائی اخبارات میں شمار ہوتا ہے جس نے ملکی و غیر ملکی خبروں اور علمی مضامین کی اشاعت کے ذریعے اردو صحافت کو فروغ دیا۔

4۔ عوام کی علمی و فکری تربیت، سماجی اصلاح اور معلومات کی فراہمی۔

5۔ جواب: (الف) عوامی مسائل کی ترجمانی (ب) سادہ اور مؤثر زبان

6۔ کیونکہ اس میں طنز و مزاح کے ذریعے سیاسی، سماجی اور ثقافتی مسائل کو پیش کیا جاتا تھا۔

جوابات سرگرمی

1۔ صحیح 2۔ غلط 3۔ صحیح 4۔ صحیح 5۔ صحیح

5.9۔ امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فن صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 6۔ پہلی جنگ آزادی اور اُردو صحافت

ساخت

6.0 اغراض ومقاصد

6.1 تعارف

6.2 پہلی جنگِ آزادی: تاریخی پس منظر

6.2.1 جنگِ آزادی اور اُردو صحافت

6.3 سرگرمی (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

6.4 عمومی جائزہ

6.5 فرہنگ

6.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

6.7 مشقی سوالات

6.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

6.9 امدادی کتب

6.0۔ اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ پہلی جنگِ آزادی 1857ء کے تاریخی پس منظر، اسباب اور نتائج کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔ آپ جنگِ آزادی کے دوران اردو صحافت کے کردار اور خدمات سے واقف ہو جائیں گے۔ آپ اس قابل ہوں گے کہ جنگِ آزادی میں اردو اخبارات کی اہمیت اور عوامی شعور کی بیداری میں ان کے کردار کا جائزہ لے سکیں۔ آپ مولوی محمد باقر اور دہلی اردو اخبار کی تاریخی خدمات کو سمجھ سکیں گے اور

جنگِ آزادی کے بعد اردو صحافت کو درپیش مشکلات اور چیلنجز کا تجزیہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس سبق کے ذریعے آپ اردو صحافت کی قومی خدمات اور قربانیوں کا ادراک بھی حاصل کر سکیں گے۔

6.1۔تعارف

1857ء کی جنگِ آزادی برصغیر کی تاریخ کا ایک اہم اور فیصلہ کن واقعہ ہے۔ اگرچہ انگریز مؤرخین اسے "غدر" یا "بغاوت" قرار دیتے ہیں، لیکن ہندوستانی نقطۂ نظر سے یہ آزادی کے حصول کی پہلی منظّم کوشش تھی۔ اس تحریک میں مختلف طبقاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے حصہ لیا اور انگریز اقتدار کے خلاف آواز بلند کی۔ اس دور میں اردو صحافت ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھی، لیکن اس کے باوجود اردو اخبارات نے عوامی شعور کی بیداری اور قومی جذبات کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ بعض اخبارات نے انگریز حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کی اور عوامی مسائل کو اجاگر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جنگِ آزادی کے بعد اردو صحافت کو سخت پابندیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلی جنگِ آزادی اور اردو صحافت کا تعلق محض خبروں کی اشاعت تک محدود نہیں تھا بلکہ اردو صحافت اس دور کے سیاسی، سماجی اور قومی حالات کی ترجمان بن کر سامنے آئی۔ اس سبق میں جنگِ آزادی اور اردو صحافت کے باہمی تعلق کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

6.2۔پہلی جنگِ آزادی: تاریخی پس منظر

انیسویں صدی کے وسط تک برصغیر کا بڑا حصہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیرِ اقتدار آ چکا تھا۔ انگریز حکومت کی سیاسی، معاشی اور مذہبی پالیسیوں کے باعث عوام میں بے چینی پیدا ہو رہی تھی۔ مختلف طبقے خود کو محرومی اور استحصال کا شکار محسوس کر رہے تھے۔ یہی حالات 1857ء کی جنگِ آزادی کا سبب بنے۔ جنگِ آزادی صرف ایک فوجی بغاوت نہیں تھی بلکہ اس کے پیچھے سیاسی، معاشی، مذہبی اور سماجی عوامل کارفرما تھے۔ اس تحریک نے ہندوستانی عوام میں آزادی کے جذبے کو تقویت دی اور بعد کی قومی تحریکوں کے لیے بنیاد فراہم کی۔

1857ء کی جنگِ آزادی کے متعدد اسباب تھے۔ سیاسی اعتبار سے انگریزوں کی توسیع پسندانہ پالیسیوں نے مقامی حکمرانوں میں بے چینی پیدا کر دی تھی۔ "نظریہ الحاق (Doctrine of Lapse)" کے تحت کئی ریاستوں کو برطانوی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ معاشی میدان میں انگریزوں کی پالیسیوں نے کسانوں، دستکاروں اور تاجروں کو شدید متاثر کیا۔ مقامی صنعتیں زوال کا شکار ہو گئیں اور معاشی بدحالی میں اضافہ ہوا۔ مذہبی اور سماجی سطح پر بھی عوام میں یہ احساس پیدا ہو گیا تھا کہ انگریز ان کے مذہبی اور ثقافتی معاملات میں مداخلت کر رہے ہیں۔ نئی رائفلوں

کے کارتوسوں سے متعلق افواہوں نے اس بے چینی کو مزید بڑھا دیا اور بالآخر بغاوت کی صورت اختیار کر لی۔

جنگِ آزادی کا آغاز مئی 1857ء میں میرٹھ سے ہوا۔ باغی سپاہیوں نے انگریز حکومت کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا اور دہلی پہنچ کر بہادر شاہ ظفر کو اپنا قائد تسلیم کیا۔ دہلی، کانپور، لکھنؤ، جھانسی اور دیگر علاقوں میں جنگ کے اہم مراکز قائم ہوئے۔ رانی لکشمی بائی، تانتیا ٹوپے، بیگم حضرت محل اور دیگر رہنماؤں نے آزادی کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اگرچہ انگریز حکومت نے بالآخر اس تحریک کو طاقت کے ذریعے دبا دیا، لیکن اس جنگ نے ہندوستانی عوام کے دلوں میں آزادی کی خواہش کو مزید مضبوط کر دیا۔

6.2.1۔ جنگِ آزادی اور اُردو صحافت

پہلی جنگِ عظیم جولائی ۱۹۱۴ء سے لے کر نومبر ۱۹۱۸ء تک لڑی گئی جس میں جرمن کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ بیسویں صدی ہندوستانیوں کے لئے کئی انقلاب لے کر رونما ہوئی۔ سیاسی بیداری کے ساتھ ہی ساتھ عالمی سطح پر بھی ایسے واقعات رونما ہوئے جنہوں نے انسان کو کئی ایک فکری انقلابات سے ہمکنار کر دیا اس زمانے میں ملکی سطحی پر کانگریس جدوجہد آزادی کیلئے برسر پیکار ہوئی مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا افریقہ اور مغربی ملکوں کو تخت وتاراج کیا گیا ترکی کی سلطنت کی تباہی رونما ہوئی جس نے عالمی سطح پر بھی کئی انقلابات کی راہ ہموار کی ان سبھی واقعات نے اردو صحافت کیلئے بھی کئی نئی راہیں روشن کیں جس سے اردو صحافت کے فروغ وارتقاء کے دروازے بھی کھلے۔ ان قومی اور بین الاقوامی حالات وواقعات سے اردو صحافت بہت متاثر ہوئی۔ نئے نئے اخبار نکلے اور وہ اخبار یا تو دب گئے یا بند ہو گئے جو انگریزوں کے خوش آمدید اخبار سمجھے جاتے تھے۔ انگریزوں کی مخالفت نے اخباروں کو نڈر اور بے خوف بنا دیا جس سے فکری اور فنی اعتبار سے اردو صحافت میں نکھار پیدا ہوا۔ اسی لئے اس دور کو اردو صحافت کا سنہری دور قرار دیا جاتا ہے۔ جنگ عظیم سے کچھ پہلے یا اس کے دوران بے شمار اخبار ایسے نکلے جنہوں نے قومی مسائل کو حل کرنے کے لئے آواز بلند کرنا شروع کری ایسے اخباروں یا رسالوں میں حسرت موہانی کا اردوئے معلیٰ مولانا ابوالکلام آزاد کا، لسان الصدق، الہلال اور البلاغ اخبار مدینہ، زمیندار، ہمدرد، روزانہ سند، خلاف ممبئی، روزنامہ کوہستان، خصوصاً قابل ذکر ہے حسرت موہانی نے اردو معلیٰ علی گڑھ سے نکالا۔ الہلال اور البلاغ کلکتہ سے جاری کئے گئے۔ زمیندار لاہور سے نکلا۔ کوہستان پشاور سے اور ہمدرد لاہور سے ان اخباروں کیساتھ ایسی نامور شخصیات وابستہ تھیں جنہوں نے جدوجہد آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مثلاً مولانا ظفر علی خان اور مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی قاضی عدیل احمد عباسی، مولانا آزاد وغیرہ ان لوگوں نے نہ صرف ملک کی سیاست کا رُخ قومیت کی طرف موڑ دیا

بلکہ اردو صحافت کے ذریعے قوم میں بے پناہ بیداری پیدا کی۔

پہلی جنگ عظیم نے یورپ کو خاص طور سے اور پوری دنیا کو عام طور سے اس قدر متاثر کیا کہ عوام کی تشفع کے لئے نئے نئے اخبار جاری کئے گئے تا کہ ملک اور قوم کو ان تمام واقعات سے واقف کرایا جاتا رہے جن کی وجہ سے دنیا میں سیاسی و علمی انقلابات رونما ہوئے تھے۔اس دور کی صحافت نے یہ فریضہ کما حقہ ہوادا کیا اور عوام افکار اور خیالات میں تبدیلی لاتے ہوئے یہ احساس پیدا کیا کہ ان کے یاں وہ سب کچھ ہونا چاہئے جن کی وجہ سے اقوام نے ترقی پائی تھی خصوصاً سائنس اور ٹیکنالوجی کی پیش رفت نے یورپ میں جس صنعتی انقلاب کو جنم دیا تھا اور لوگوں کو دائرہ تنگ سے نکال کر عالم انسانیت کے وسیع دائرے میں کارہائے نمایاں انجام دینے کی تحریک دی تھی اسے ہندوستان میں عام کیا جائے چنانچہ انہیں ضرورتوں کے پیش نظر اس دور میں اردو صحافت نے بھی نئے انقلابات کی طرف قدم بڑھایا۔اس دور میں جو اخبار مختلف مرکزی مقامات سے جاری کئے گئے انہیں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو جواب تک نکل رہے ہیں ایسے اخباروں میں سیاست، پیام، روزانہ ہند، اجالا، ملاپ، پرتاپ بھی قابل ذکر ہیں۔

6.3 سرگرمی (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔اب جبکہ آپ نے پہلی جنگ آزادی کے اوصاف کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 6.8 سے رجوع کریں۔

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کا آغاز میرٹھ سے ہوا۔ (___)

2۔ بہادر شاہ ظفر کو باغیوں نے اپنا قائد تسلیم کیا۔ (___)

3۔ جنگِ آزادی صرف معاشی وجوہات کی بنا پر لڑی گئی تھی۔ (___)

4۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت جنگِ آزادی کے بعد ختم ہوگئی۔ (___)

5۔ رانی لکشمی بائی نے جنگِ آزادی میں حصہ لیا۔ (___)

6.4۔عمومی جائزہ

اس سبق میں پہلی جنگِ آزادی 1857 اور اردو صحافت کے باہمی تعلق کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ہم نے دیکھا کہ 1857ء کی جنگِ آزادی برصغیر کی تاریخ کا ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن واقعہ تھا جس نے نہ صرف سیاسی حالات کو متاثر کیا بلکہ سماجی، ثقافتی اور فکری زندگی پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ اگرچہ اس جنگ کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، لیکن ہندوستانی نقطہ نظر سے یہ آزادی کے حصول کی پہلی منظّم اور وسیع جدوجہد تھی۔ اس تحریک میں مختلف طبقاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی اور انگریز اقتدار کے خلاف اپنی مزاحمت کا اظہار کیا۔ اس سبق میں جنگِ آزادی کے اسباب، اہم واقعات اور نتائج کا بھی جائزہ لیا گیا۔ سیاسی استحصال، معاشی بدحالی، مذہبی خدشات اور انگریز حکومت کی توسیع پسندانہ پالیسیوں نے عوام میں بے چینی پیدا کی جس کے نتیجے میں 1857ء کی تحریک وجود میں آئی۔ میرٹھ سے شروع ہونے والی یہ تحریک جلد ہی دہلی، لکھنؤ، کانپور، جھانسی اور دیگر علاقوں تک پھیل گئی۔ اگرچہ یہ جنگ اپنے فوری مقاصد حاصل نہ کر سکی، لیکن اس نے ہندوستانی عوام میں آزادی، خودمختاری اور قومی شعور کے جذبے کو مضبوط کیا اور مستقبل کی آزادی کی تحریکوں کے لیے فکری بنیاد فراہم کی۔

سبق کے دوسرے اور اہم حصے میں اردو صحافت کے کردار کو موضوعِ بحث بنایا گیا۔ اس دور میں اردو صحافت ابھی ارتقاء کے ابتدائی مراحل میں تھی، لیکن اس کے باوجود اس نے عوامی شعور کی بیداری اور حالاتِ حاضرہ سے آگاہی پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اردو اخبارات نے سیاسی، سماجی اور عوامی مسائل کو اپنے صفحات میں جگہ دی اور قارئین کو اپنے گردوپیش کے حالات سے باخبر رکھنے کی کوشش کی۔ اس طرح اردو صحافت عوام اور حالاتِ زمانہ کے درمیان ایک مؤثر رابطے کا ذریعہ بن گئی۔ دہلی اردو اخبار اور اس کے مدیر مولوی محمد باقر کی خدمات اس سبق کا ایک اہم حصہ ہیں۔ مولوی محمد باقر نے صحافت کو حق گوئی، دیانت داری اور عوامی خدمت کا وسیلہ بنایا۔ جنگِ آزادی کے دوران دہلی اردو اخبار نے حالات و واقعات کی عکاسی کی اور عوامی جذبات کی ترجمانی کی۔ مولوی محمد باقر کی جرات، صحافتی بصیرت اور قربانی اردو صحافت کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان کی شہادت اس بات کی علامت ہے کہ صحافت صرف ایک پیشہ نہیں بلکہ حق اور سچائی کے لیے جدوجہد کا نام بھی ہے۔

اس سبق میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ جنگِ آزادی کے بعد اردو صحافت کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انگریز حکومت نے اخبارات پر کڑی نگرانی عائد کی، متعدد اخبارات بند کیے گئے اور صحافیوں کی سرگرمیوں کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے باوجود اردو صحافت نے اپنی روایت کو برقرار رکھا اور آنے والے ادوار میں مزید مضبوط ہو کر سامنے آئی۔ اردو صحافیوں نے ہر دور میں عوامی مسائل، قومی مفادات اور سماجی اصلاح کے لیے اپنی خدمات جاری رکھیں۔ مجموعی طور پر یہ سبق اس حقیقت کو اجاگر کرتا ہے کہ پہلی جنگِ آزادی اور اردو صحافت ایک دوسرے سے

گہرے طور پر وابستہ ہیں۔ جنگِ آزادی نے اردو صحافت کو نئی سمت عطا کی جبکہ اردو صحافت نے عوامی شعور، قومی احساسات اور آزادی کے جذبے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اردو اخبارات اور صحافیوں کی خدمات و قربانیاں برصغیر کی صحافتی تاریخ کا قیمتی سرمایہ ہیں اور آج بھی صحافتی دیانت، حق گوئی اور عوامی خدمت کی روشن مثال سمجھی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پہلی جنگِ آزادی اور اردو صحافت کا مطالعہ نہ صرف تاریخی اہمیت رکھتا ہے بلکہ صحافت کی قومی اور سماجی ذمہ داریوں کو سمجھنے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

6.5۔ فرہنگ

لفظ	معنی
جنگِ آزادی	آزادی کے حصول کے لیے لڑی جانے والی جدوجہد
بغاوت	حکمران کے خلاف مزاحمت
صحافت	خبروں اور معلومات کی ترسیل کا عمل
مدیر	اخبار کا نگران
قومی شعور	قوم کے مسائل اور مقاصد کا احساس
آزادی	غلامی سے نجات
قربانی	کسی مقصد کے لیے جان یا مفاد کا نذرانہ
شہادت	حق اور اصول کے لیے جان دینا
عوامی بیداری	لوگوں میں آگاہی پیدا کرنا

6.6۔ نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے دو اہم اسباب بیان کیجیے۔

2۔ جنگِ آزادی کا آغاز کہاں سے ہوا؟

3۔ بہادر شاہ ظفر کا جنگِ آزادی میں کیا کردار تھا؟

4۔ جنگِ آزادی سے قبل اردو صحافت کی صورتِ حال بیان کیجیے۔

6۔ دہلی اردو اخبار کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

7۔ مولوی محمد باقر کون تھے؟

6.7 مشقی سوالات (مختصر جواب والے سوالات)

1۔ پہلی جنگِ آزادی سے کیا مراد ہے؟

2۔ ایکٹا ڈائرنا اور جنگِ آزادی میں کیا فرق ہے؟

3۔ مولوی محمد باقر کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔

4۔ دہلی اردو اخبار کا اردو صحافت میں کیا مقام ہے؟

5۔ جنگِ آزادی کے بعد اردو صحافت پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

6.8۔ مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

1۔ 1857ء میں برطانوی حکومت کے خلاف برصغیر کے مختلف طبقات کی مشترکہ جدوجہد کو پہلی جنگِ آزادی کہا جاتا ہے۔ ہندوستانی مؤرخین اسے آزادی کی پہلی منظّم تحریک قرار دیتے ہیں۔

2۔ مولوی محمد باقر اردو صحافت کے ممتاز صحافی اور دہلی اردو اخبار کے مدیر تھے۔ انہوں نے جنگِ آزادی 1857ء کے دوران حق گوئی اور عوامی شعور کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا اور بعد میں انگریز حکومت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

3۔ دہلی اردو اخبار اردو صحافت کے اولین اور مؤثر اخبارات میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے سیاسی، سماجی اور قومی مسائل کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

4۔ جنگِ آزادی کے بعد اردو صحافت پر سخت نگرانی عائد کی گئی، کئی اخبارات بند کر دیے گئے اور صحافیوں کو مختلف مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

5۔ اردو صحافت نے عوامی شعور بیدار کیا، قومی احساسات کو فروغ دیا، سماجی اصلاح کی تحریکوں کی حمایت کی اور آزادی کے جذبے کو تقویت بخشی۔

جوابات سرگرمی

صحیح صحیح غلط صحیح صحیح

6.9۔امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فن صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 7۔ بیسویں صدی اور عصر حاضر کے اُردو اخبارات
آن لائن اخبارات اور پورٹل ۔ ایک تعارف

ساخت

7.0 اغراض ومقاصد

7.1 تعارف

7.2 بیسویں صدی میں اردو صحافت

7.2.1 بیسویں صدی کا تاریخی وصحافتی پس منظر

7.2.2 سرگرمی 1 (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

7.3 عصر حاضر کے اردو اخبارات ،آن لائن اخبارات اور اردو پورٹل

7.3.1 سرگرمی 2 (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

7.4 عمومی جائزہ

7.5 فرہنگ

7.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

7.7 مشقی سوالات

7.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

7.9 امدادی کتب

7.0۔اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ بیسویں صدی میں اردو صحافت کے ارتقاء اور اس کے نمایاں رجحانات کو سمجھ سکیں گے۔آپ اس بات سے واقف ہو جائیں گے کہ بیسویں صدی کے اردو اخبارات نے سیاسی، سماجی، ادبی اور قومی زندگی میں کیا کردار ادا کیا۔آپ قومی تحریکِ آزادی میں اردو صحافت کی خدمات کا جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے اور اردو کے اہم اخبارات کی صحافتی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔اس سبق کے ذریعے آپ عصرِ حاضر کی اردو صحافت کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل کریں گے۔آپ جدید اردو اخبارات کے کردار، ان کے مسائل اور بدلتے ہوئے صحافتی رجحانات کو سمجھ سکیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ آن لائن صحافت، اردو ویب پورٹلز اور ڈیجیٹل میڈیا کی اہمیت اور افادیت کا بھی جائزہ لے سکیں گے۔اس سبق کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ روایتی اور جدید صحافت کے درمیان فرق کو سمجھ سکیں گے، آن لائن اخبارات کے فوائد اور چیلنجز کا تجزیہ کر سکیں گے اور اردو صحافت کے مستقبل کے امکانات پر غور کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔اس طرح یہ سبق آپ کو اردو صحافت کے ماضی، حال اور مستقبل کا ایک جامع تصور فراہم کرے گا۔

7.1۔تعارف

اردو صحافت کی تاریخ مسلسل ارتقاء اور تبدیلی کی داستان ہے۔انیسویں صدی میں جن اخبارات نے اردو صحافت کی بنیاد رکھی، بیسویں صدی میں انہی روایات نے مزید ترقی کی اور اردو صحافت ایک مؤثر سماجی، سیاسی اور ادبی قوت بن کر ابھری۔اس دور میں اردو اخبارات نے قومی بیداری، آزادی کی تحریک، ادبی ترقی اور سماجی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔بیسویں صدی کے اختتام اور اکیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ذرائع ابلاغ میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے صحافت کی دنیا کو یکسر بدل دیا۔اخبارات صرف طباعت تک محدود نہیں رہے بلکہ آن لائن شکل میں دنیا بھر کے قارئین تک پہنچنے لگے۔

اردو صحافت نے بھی ان تبدیلیوں کو قبول کیا اور ویب سائٹس، آن لائن اخبارات اور ڈیجیٹل پورٹلز کی صورت میں اپنی موجودگی کو مضبوط بنایا۔عصرِ حاضر میں اردو صحافت روایتی اور جدید ذرائع ابلاغ کے امتزاج کی صورت اختیار کر چکی ہے۔اس سبق میں بیسویں صدی کے اردو اخبارات، جدید اردو صحافت، آن لائن اخبارات اور اردو پورٹلز کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔بیسویں صدی کی شروعات یعنی ۱۹۰۱ء میں شیخ عبدالقادر نے لاہور سے ''مخزن'' جاری کیا جس نے اردو ادب کی بہت خدمت کی۔اردو کے مشہور شاعر اور تحریک آزادی کے سپاہی مولانا فضل

الحسن حسرت موہانی نے ۱۹۰۳ء میں ''اردو معلیٰ'' نکالا۔۱۹۱۳ء تک یہ کام کرتا رہا پھر اسے بند کرنا پڑا۔اس دوران جو سب سے اہم اخبار نکلا وہ ''زمیندار'' تھا۔اسے منشی سراج الدین احمد نے شروع کیا تھا ان کے انتقال کے بعد اس کی ادارت ان کے بیٹے مولانا ظفر علی خاں نے سنبھالی اس کے بعد ہی اس کی شہرت کا آغاز ہوا۔''زمیندار'' نے لوگوں میں اخبار بینی کا شوق پیدا کیا۔اردو اخبارات میں اس نے سب سے پہلے ''رائٹر'' اور ''ایسوسی ایٹیڈ پریس'' جیسی عالمی خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات حاصل کیں جس کی وجہ سے اس نے ہم عصر اخبارات کو کافی پیچھے چھوڑ دیا۔

خواتین میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور سماجی اصلاحات کی غرض سے خواتین کا رسالہ ''عصمت'' دلی سے ۱۹۰۸ء میں جاری ہوا۔اس دوران مولانا برکت اللہ بھوپالی نے ''اسلامک فریٹرنٹی'' کے نام سے ایک اردو رسالہ ۱۹۱۰ء میں ٹوکیو سے بھی جاری کیا جو برطانوی حکومت کے خلاف نبرد آزما تھا۔اور اسے دور دور تک بھیجا جاتا تھا۔بعد میں انہوں نے ''البلاغ'' بھی جاری کیا۔۱۹۱۲ء میں مولانا محمد علی جوہر نے دہلی سے اخبار ''ہمدرد'' جاری کیا۔ یہ اخبار حکومت کا سخت نکتہ چیں تھا۔بالآخر اسے سنسر کا سامنا کرنا پڑا۔جس کے سبب ۱۹۱۵ء میں یہ بند ہو گیا اور پھر دوبارہ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۹ء تک نکلا۔آزادی سے قبل سب سے اہم اخبار اردو کا ''قومی آواز'' ہے۔جو پنڈت جواہر لال نہرو کی سرپرستی اور حیات اللہ انصاری کی ادارت میں ۱۹۴۵ء میں لکھنؤ سے جاری ہوا۔اس اخبار نے اردو میں جدید صحافت کی بنیاد ڈالی اور بہت سے معیارات قائم کئے۔

7.2 بیسویں صدی میں اردو صحافت

بیسویں صدی اردو صحافت کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔اس صدی میں اردو صحافت نے نہ صرف اپنے دائرۂ اثر کو وسیع کیا بلکہ قومی، سیاسی، ادبی اور سماجی میدانوں میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔آزادی کی تحریک، تعلیمی بیداری، سماجی اصلاح اور ادبی ترقی جیسے موضوعات اردو اخبارات کے اہم مباحث بن گئے۔اس دور میں اردو صحافت محض خبر رسانی تک محدود نہ رہی بلکہ قوم کی فکری اور سیاسی رہنمائی کا ذریعہ بھی بن گئی۔بیسویں صدی میں اردو صحافت

بیسویں صدی اردو صحافت کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔یہ وہ دور تھا جب برصغیر سیاسی، سماجی، تعلیمی اور تہذیبی اعتبار سے بڑی تبدیلیوں سے گزر رہا تھا۔ایک طرف آزادی کی تحریک زور پکڑ رہی تھی تو دوسری جانب جدید تعلیم، سائنسی شعور اور سیاسی بیداری کے رجحانات فروغ پا رہے تھے۔ان حالات میں اردو صحافت نے نہ صرف عوام تک خبروں اور اطلاعات کی ترسیل کا فریضہ انجام دیا بلکہ قومی بیداری، سیاسی

شعور اور سماجی اصلاح میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اسی وجہ سے بیسویں صدی کو اردو صحافت کے عروج کا دور قرار دیا جاتا ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز تک اردو صحافت ایک مضبوط بنیاد حاصل کر چکی تھی۔ انیسویں صدی میں قائم ہونے والے اخبارات اور رسائل نے اس کی ترقی کی راہ ہموار کر دی تھی۔ اب اردو اخبارات صرف مقامی خبروں تک محدود نہیں رہے بلکہ قومی اور بین الاقوامی معاملات پر بھی اظہارِ خیال کرنے لگے۔ اس دور میں صحافت عوامی رائے سازی کا ایک مؤثر ذریعہ بن گئی اور اخبارات قومی زندگی کا اہم حصہ تصور کیے جانے لگے۔

اس صدی کے آغاز میں کئی ایسے اخبارات اور رسائل منظرِ عام پر آئے جنہوں نے اردو صحافت کو نئی جہت عطا کی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا ہفت روزہ الہلال اردو صحافت کی تاریخ میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ الہلال نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے اور آزادی کی تحریک کو تقویت دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کی زبان شستہ، پرجوش اور مؤثر تھی جس نے قارئین کو بہت متاثر کیا۔ بعد میں مولانا آزاد نے البلاغ بھی جاری کیا جس نے بھی قومی اور سیاسی شعور کی ترویج میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

اسی دور میں مولانا محمد علی جوہر کے اخبارات ہمدرد اور کامریڈ نے بھی سیاسی صحافت کو فروغ دیا۔ اگرچہ کامریڈ انگریزی زبان میں شائع ہوتا تھا، تاہم ہمدرد اردو زبان کا ایک اہم اخبار تھا جس نے آزادی، خودداری اور قومی اتحاد کے نظریات کو عام کیا۔ ان اخبارات نے برطانوی حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کی اور عوام کو اپنے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا۔

بیسویں صدی میں مولانا ظفر علی خان کا اخبار زمیندار بھی بے حد مقبول ہوا۔ زمیندار نے قومی تحریکوں کی حمایت کی اور عوام کے مسائل کو مؤثر انداز میں اجاگر کیا۔ اس اخبار کی جرات مندانہ پالیسی اور عوامی اندازِ بیان نے اسے برصغیر کے مقبول ترین اردو اخبارات میں شامل کر دیا۔ مولانا ظفر علی خان کی صحافتی خدمات نے اردو صحافت کو ایک نئی قوت اور توانائی عطا کی۔

اس دور میں اردو صحافت نے آزادی کی تحریک میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔ اخبارات اور رسائل نے قومی رہنماؤں کے خیالات کو عوام تک پہنچایا، سیاسی تحریکوں کی حمایت کی اور آزادی کے جذبے کو فروغ دیا۔ برطانوی حکومت نے اس سرگرمی کو اپنے لیے خطرہ محسوس کیا اور کئی اخبارات پر پابندیاں عائد کیں، جرمانے کیے اور مدیران کو قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے باوجود اردو صحافیوں نے حق گوئی اور بے باکی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

سیاسی صحافت کے ساتھ ساتھ ادبی صحافت بھی بیسویں صدی میں ترقی کی نئی منزلوں تک پہنچی۔ مختلف ادبی رسائل نے اردو ادب کی ترویج اور ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ نگار، مخزن، معارف، ساقی، شب خون اور دیگر رسائل نے ادب، تنقید، تحقیق اور تخلیقی سرگرمیوں کو فروغ دیا۔

ان رسائل نے اردو زبان وادب کے بڑے ادیبوں، شاعروں اور نقادوں کو اظہار کا مؤثر پلیٹ فارم فراہم کیا۔

بیسویں صدی میں اردو صحافت نے سماجی اصلاح کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ اخبارات و رسائل نے تعلیم کے فروغ، خواتین کی حالتِ زار، سماجی برائیوں کے خاتمے اور جدید افکار کی ترویج کے لیے مسلسل کوششیں کیں۔ سرسید تحریک کے اثرات اور بعد کی اصلاحی تحریکوں نے اردو صحافت کو معاشرتی تبدیلی کا ایک مؤثر ذریعہ بنا دیا۔

تقسیمِ ہند کے بعد بھی اردو صحافت نے اپنی اہمیت برقرار رکھی۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک میں اردو اخبارات اور رسائل شائع ہوتے رہے۔ اگرچہ نئے سیاسی اور لسانی حالات نے بعض مشکلات پیدا کیں، تاہم اردو صحافت نے اپنے وجود اور اثر و رسوخ کو برقرار رکھا۔ اس دور میں روزنامہ اخبارات کی تعداد میں اضافہ ہوا اور صحافت کے نئے اسالیب سامنے آئے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیسویں صدی اردو صحافت کی ترقی، وسعت اور اثر پذیری کا دور ہے۔ اس صدی میں اردو صحافت نے آزادی کی تحریک، قومی بیداری، ادبی فروغ اور سماجی اصلاح میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ الہلال، البلاغ، ہمدرد، زمیندار، نگار، مخزن اور دیگر اخبارات و رسائل نے اردو صحافت کو نئی بلندیوں تک پہنچایا اور اسے برصغیر کی فکری و تہذیبی زندگی کا ایک مؤثر اور فعال ذریعہ بنا دیا۔

7.2.1 بیسویں صدی کا تاریخی و صحافتی پس منظر

بیسویں صدی برصغیر کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ صدی سیاسی، سماجی، معاشی اور تہذیبی تبدیلیوں کی صدی تھی۔ اس دور میں ایک طرف برطانوی استعمار کے خلاف آزادی کی تحریکیں زور پکڑ رہی تھیں تو دوسری طرف جدید تعلیم، سائنسی شعور، جمہوری افکار اور قومی بیداری کے رجحانات فروغ پا رہے تھے۔ ان تمام تبدیلیوں نے برصغیر کی صحافت کو بھی گہرے طور پر متاثر کیا۔ چنانچہ بیسویں صدی کا صحافتی منظرنامہ گزشتہ ادوار کے مقابلے میں زیادہ متحرک، مؤثر اور وسیع نظر آتا ہے۔

انیسویں صدی کے اختتام تک برصغیر میں سیاسی شعور بیدار ہو چکا تھا۔ 1885ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے قیام اور بعد ازاں مختلف سیاسی و سماجی تحریکوں نے عوامی زندگی میں نئی ہلچل پیدا کی۔ مسلمانوں میں تعلیمی اور سیاسی بیداری کے لیے سرسید احمد خاں اور علی گڑھ تحریک کی خدمات نمایاں تھیں۔ ان تحریکوں کے اثرات بیسویں صدی میں مزید واضح ہوئے اور صحافت ان نظریات کی ترویج کا اہم ذریعہ بن گئی۔

اس زمانے میں اخبارات اور رسائل محض خبروں کی ترسیل تک محدود نہیں تھے بلکہ وہ سیاسی شعور، قومی بیداری اور سماجی اصلاح کے مؤثر

ذرائع کے طور پر کام کر رہے تھے۔ صحافی اور مدیر اپنے اخبارات کے ذریعے عوامی مسائل کو اجاگر کرتے، حکومتی پالیسیوں پر تنقید کرتے اور آزادی و خودمختاری کے تصورات کو فروغ دیتے تھے۔ اسی لیے صحافت کو قومی تحریکوں کا ایک اہم ستون سمجھا جانے لگا۔ بیسویں صدی کے ابتدائی برسوں میں برطانوی حکومت کی استعماری پالیسیوں کے خلاف عوامی ردِعمل میں اضافہ ہوا۔ 1905ء میں تقسیمِ بنگال کے بعد سیاسی سرگرمیوں میں تیزی آئی اور اخبارات نے عوامی جذبات کی ترجمانی میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی دور میں اردو صحافت نے بھی نئی توانائی کے ساتھ ترقی کی اور مختلف اخبارات و رسائل عوامی شعور بیدار کرنے میں سرگرم ہو گئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار الہلال اور البلاغ، مولانا محمد علی جوہر کے ہمدرد، اور مولانا ظفر علی خان کے زمیندار نے برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی آگہی پیدا کرنے اور آزادی کی تحریک کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان اخبارات نے نہ صرف قومی مسائل کو موضوع بنایا بلکہ عوام کو سیاسی حالات سے بھی باخبر رکھا۔ ان کی زبان میں جوش، فکری پختگی اور قومی جذبہ نمایاں تھا۔ سیاسی صحافت کے ساتھ ساتھ ادبی صحافت بھی بیسویں صدی میں ترقی کی نئی منزلوں تک پہنچی۔ مختلف ادبی رسائل نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ نگار، مخزن، معارف، ساقی اور دوسرے ادبی جرائد نے ادبی مباحث، تنقیدی مضامین اور تخلیقی ادب کی اشاعت کے ذریعے اردو صحافت کے دائرہ کار کو وسیع کیا۔ بیسویں صدی کا صحافتی پس منظر اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ صحافت محض اطلاعات کی فراہمی کا ذریعہ نہیں رہی بلکہ اس نے قومی تعمیر، سیاسی بیداری، ادبی ترقی اور سماجی اصلاح میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس صدی کو اردو صحافت کے عروج، وسعت اور اثر پذیری کا دور قرار دیا جاتا ہے۔ اس دور کی صحافت نے برصغیر کی سیاسی اور فکری تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے اور آنے والے زمانوں کے لیے مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ بیسویں صدی کا آغاز برصغیر میں سیاسی بیداری، سماجی تبدیلی اور قومی تحریکوں کے عروج کا دور تھا۔ انگریز حکومت کے خلاف مختلف سیاسی تحریکیں جنم لے رہی تھیں اور عوام میں آزادی کا شعور پیدا ہو رہا تھا۔ ایسے حالات میں صحافت کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی۔ اردو اخبارات نے اس دور میں عوامی جذبات کی ترجمانی کی اور مختلف قومی مسائل کو اجاگر کیا۔ اخبارات نے تعلیم، تہذیب، مذہب، سیاست اور ادب سے متعلق مباحث کو فروغ دیا۔ اسی وجہ سے اردو صحافت عوامی زندگی کا ایک مؤثر حصہ بن گئی۔ اس دور میں طباعت کے بہتر ذرائع، تعلیم کے فروغ اور قارئین کی بڑھتی ہوئی تعداد نے بھی اردو صحافت کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف شہروں سے متعدد اخبارات اور رسائل شائع ہونے لگے جنہوں نے اردو صحافت کو نئی وسعت عطا کی۔

بیسویں صدی میں کئی ایسے اردو اخبارات منظرِ عام پر آئے جنہوں نے صحافتی تاریخ میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان اخبارات نے نہ صرف خبروں کی ترسیل کا کام انجام دیا بلکہ سیاسی شعور اور ادبی ذوق کو بھی فروغ دیا۔ زمیندار، الہلال، البلاغ، انقلاب، رہبر، جنگ اور سیاست

جیسے اخبارات نے مختلف ادوار میں اردو صحافت کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا ابوالکلام آزاد اور ظفر علی خان جیسے صحافیوں اور مدیران نے اردو صحافت کو ایک نئی سمت عطا کی۔ ان اخبارات نے قومی مسائل، آزادی کی تحریک، تعلیمی اصلاحات اور عوامی حقوق کے موضوعات کو نمایاں طور پر پیش کیا۔ اسی وجہ سے اردو صحافت عوامی زندگی میں ایک مؤثر قوت کے طور پر سامنے آئی۔ بیسویں صدی ہندوستان کی تاریخ میں ایک انقلاب انگیز صدی کی حیثیت رکھتی ہے۔ نہ صرف جدوجہد آزادی نے اس زمانے میں شدت اختیار کی بلکہ متعدد سیاسی پارٹیوں کے پیام و پرچار کی وجہ سے قوم میں سیاسی بیداری پیدا ہوئی جس نے ایک طرف قومی اتحاد کو اگر تقویت پہنچائی تو دوسری طرف انہیں ایسے مقاصد کی تکمیل کے لئے نیا حوصلہ بھی عطا کیا۔ عالمی سطح پر کئی ایک انقلابات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ایشیاء اور افریقہ کے ممالک نے مغربی ملکوں نے جس طرح لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیا تھا۔ اس نے بھی ان علاقوں کی اقوام کو یہ احساس دلایا کہ انہیں اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر اپنی نئی منزلوں کی سعی کا تعین کرنا چاہیئے۔ ان حقائق کے ساتھ یہی نہیں اور دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں نے قوموں کو ماضی کی دی ہوئی قدروں سے نجات حاصل کرنے پر اکسایا ملکی سطح پر وہ زمانہ ہے۔ جب جلیاں والا باغ میں خون ریزی واقع ہوئی سوراج اور خلافت تحریک نے جنم لیا۔

بنگال کی تقسیم نے لوگوں کو متحد کیا اور کشاں کشاں نئے راستوں کو اختیار کرنے کی طرف راغب کیا۔ یہی وہ زمانہ بھی ہے کہ جب انگریز حکومت ظلم و زبردستی کا سہارا لے کر اپنے قدم سرزمین ہندوستان میں مضبوطی سے جمانے کی کوشش بھی کی لیکن انہوں نے اس سلسلے میں جتنی زیادہ کوشش کی اتنے میں زیادہ ان کے پاؤں اکھڑتے چلے گئے۔ یہ تمام واقعات اردو صحافت کیلئے نیک شگون ثابت ہوئے اردو صحافت نے انگریزوں کے ہتھکنڈوں کو تمام کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور وہ ان کے خلاف پوری شدومد کے ساتھ صف آرا ہوگئی۔ اس زمانے میں انہیں واقعات کی وجہ سے اردو اخباروں میں بھی اضافہ ہوا اور ان کی اشاعت میں بھی خاصہ اضافہ ہوا اسی لئے بیسویں صدی کے اس زمانے کو اردو صحافت کا سنہری دور قرار دیا جاتا ہے۔ اس زمانے میں اخبار جاری ہوئے انہوں نے سیاسی، سماجی اور علمی و ادبی ہر سطح پر کارہائے نمایاں انجام دئے۔ مثلاً 1903ء میں مولانا حسرت موہانی کا رسالہ اردوئے معلیٰ علی گڑھ سے نکلا یہ رسالہ علی گڑھ کے اس مزاج کی ترجمانی کرتا تھا۔ جیسے سرسید احمد نے پروان چڑھانے کی کوشش کی تھی۔ جس کا بنیادی مقصد قوم کو انگریز کی وفاداری کا سبق پڑھانا تھا۔ ان دنوں اخباروں نے آزادی جدوجہد میں بے مثال قربانیاں دیں ایک بیان یہ بھی ہے کہ ''انقلاب زندہ باد'' کا نعرہ مولانا حسرت موہانی کی دین تھا۔

کچھ مدت کے بعد مولانا ابوالکام آزاد نے ہفتہ وار اخبارات الہلال اور البلاغ جاری کئے۔ اردو صحافت میں خصوصاً قوم میں بیداری پیدا کرنے کی خاطر بجنور سے مولوی مجید حسن نے سہ روزہ اخبار مدینہ جاری کیا۔ جو مضامین کی بلندی خبروں کے انتخاب، خبروں کی ترکیب، عمدہ

کتابت اور عمدہ طباعت کے ساتھ ہی ساتھ سستا ہونے کی وجہ سے سارے ملک میں مشہو ہو گیا۔1930ء کے بعد اسے روزانہ کر دیا گیا۔لیکن مرکز سے دور ہونے کی وجہ سے یہ روزانہ صحافت کی ذمہ داری بخوبی انجام نہ دے سکا۔اس لئے کچھ مدت کے بعد یہ سہ روزہ اخبار بن گیا۔اس اخبار کے ایڈیٹروں میں بڑے بڑے نام شامل ہیں۔

مثلاً قاضی عدلیل احمد عباسی جنہوں نے مولانا حسرت موہانی کی وجہ سے صحافت میں قدم رکھا لیکن 1922ء لاہور جا کر زمیندار کے ایڈیٹر ہو گئے۔ان کے علاوہ حامد الہ انصاری، نصر اللہ خان عزیز، ابوسعید بزمی بھوپالی، بدرالحسن جلالی حمد احسن، اور قدوس صہبائی بھی مدینہ کے ایڈیٹر رہے۔قدوس بھوپالی بعد میں روزانہ ہند کلکتہ خلافت بمبئی کے ایڈیٹر بھی رہے، انہوں نے آخر میں پشاور جا کر روزانہ کوہستان کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔اسی زمانے میں مولانا ظفر علی خان نے زمیندار کو لاہور سے روزنامے کے طور پر نکالنا شروع کیا۔زمیندار نے 1910ء سے 1930ء تک آزادی کی تحریک کی زبردست خدمت انجام دی اور انگریز قوم کی خامیوں کے پرخچے اڑا دئے۔ اس اخبار نے اپنی پالیسیوں کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کیا لیکن مولانا ظفر علی نے کسی بات کی پراوہ نہیں کی اور آخر دم تک اس اخبار کو نکالتے رہے۔اسی زمانے میں مولانا احمد علی جوہر نے ''ہمدرد'' جاری کیا جس کی Circulation زمیندار کے بعد سب سے زیادہ تھی۔لاہور سے انہی دنوں ایک اور معیاری اخبار انقلاب جاری ہوا۔اسے انگریزی نواز Unioniest Party نے نکلوایا تھا۔جس کے روح رواں سر سکندر حیات خان تھے۔وہ اس وقت پنجاب کے وزیر اعظم تھے۔اخبار کے ساتھ اس وقت اردو کے دو مشہور اہل قلم غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک بھی جڑے ہوئے تھے۔

جو مولانا ابوالکلام آزاد کے زبردست حمایتی تھے۔''ہمدرد'' کے علاوہ مولانا محمد علی جوہر کے بڑے بھائی مولانا شوکت علی بمبئی سے خلافت جاری کیا جو شروع میں قوم پرست اخبار تھا۔مگر بعد میں مسلم لیگ کا حامی ہو گیا۔اس اخبار کے ساتھ اس وقت کے نامور ادباء اور صحافی وابستہ رہے۔1930ء کے آس پاس جن اردو اخباروں نے قوم کی شاندار خدمات انجام دیں ان میں سیاست کا نام سرفہرست ہے۔اس کے مالک اور ایڈیٹر سید حبیب تھے۔جو فوجی ملازمت ترک کر کے صحافت کے میدان میں اترے تھے۔یہ بھی انگریزوں کی شدید مخالفت کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوے لیکن کلکتے میں انگریزوں سے ٹکراتے رہے اور لاہور آ کر سیاست نکالا پھر اس کے چنوتیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔جس نتیجہ اخبار کے بند ہونے کی صورت میں نکلا لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود موصوف نے اپنی روش کو ترک نہیں کیا۔ اسی زمانے کا ایک اور اہم روزانہ اخبار ہند ہے جس کو مولانا آزاد کے صحافتی رفیق مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے نکالا تھا۔یہ اخبار فرقہ پرستی کا بڑی بہادری سے مقابلہ کرتا رہا۔1947ء میں عبدالرزاق ملیح آبادی روزنامہ ہند سے علیحدہ ہو کر انہوں نے ہفتہ وار اخبار اجالا جاری کیا۔جو آج تک کامیابی سے نکل رہا

ہے۔ انہوں نے مولانا آزاد کے مشورے سے کلکتہ سے اخبار جمہور نکالا۔ لیکن وہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکے۔ اس لئے حیدرآباد جا کر روزنامہ پیام جاری کیا۔ آزادی کے بعد انجمن ترقی اردو کے سیکٹری ہو کر علی گڑھ چلے آئے۔ آخری دم تک انجمن کے جریدے ہماری زبان میں لکھتے رہے۔ جمعیت علمائے ہند نے ایک اخبار الجمعیت نکالا اس کے ایڈیٹر مولوی ابواعلی مودودی تھے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے حیدرآباد جا کر اپنا مشہور رسالہ ترجمان القرآن نکالا۔ اس صدی میں کچھ اور اردو اخبار ایسے ہیں کہ جن کی اردو صحافتی خدمات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ان میں روزانہ ملاپ پرتاب، روزانہ تیج روزانہ قومی آواز، روزانہ انقلاب ہندوستان، آفتاب، جمہوریت اور اقبال قابل ذکر ہیں۔ ان میں سبھی اخباروں میں انقلاب، ملاپ، پرتاب، روزانہ تیج اور قومی آواز اب تک جاری ہیں مجموعی اعتبار سے یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ بیسویں صدی میں اردو صحافت نے خاطر خواہ ترقی کی منزلیں طے کیں اور نامساعد حالات کے باوجود اردو صحافت کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کی ہے۔

7.2.2۔ سرگرمی۔ الف (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔ اب جبکہ آپ مذکورہ سبق کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔ اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 7.8 سے رجوع کریں۔

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ بیسویں صدی میں اردو صحافت نے قومی تحریک میں حصہ لیا۔ (__)

2۔ الہلال کے مدیر مولانا ابوالکلام آزاد تھے۔ (__)

3۔ زمیندار اردو صحافت کا ایک اہم اخبار تھا۔ (__)

4۔ اردو اخبارات صرف ادبی موضوعات تک محدود تھے۔ (__)

5۔ اردو صحافت نے سماجی اصلاح میں بھی کردار ادا کیا۔ (__)

7.3.1 عصر حاضر کے اردو اخبارات، آنلائن اخبارات اور اردو پورٹل

عصرِ حاضر میں ذرائع ابلاغ کی دنیا تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، موبائل ایپلی کیشنز اور ڈیجیٹل

پلیٹ فارمز نے خبر رسانی کے روایتی طریقوں کو بڑی حد تک بدل دیا ہے۔ تاہم ان تمام تبدیلیوں کے باوجود اردو صحافت اپنی اہمیت اور افادیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اردو اخبارات اور میڈیا نہ صرف خبروں اور اطلاعات کی ترسیل کا فریضہ انجام دیتے ہیں بلکہ عوامی شعور کی بیداری، جمہوری اقدار کے فروغ، زبان وادب کے تحفظ اور تہذیبی شناخت کی بقا میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اردو صحافت نے اپنی دو صدیوں پر محیط تاریخ میں مختلف نشیب و فراز دیکھے ہیں، لیکن عصرِ حاضر میں اس نے نئے ذرائع اور جدید ٹیکنالوجی کو اپناتے ہوئے اپنے دائرہ اثر کو مزید وسیع کیا ہے۔ آج اردو اخبارات صرف مطبوعہ شکل تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کے آن لائن ایڈیشن، ویب سائٹس، موبائل ایپس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بھی لاکھوں قارئین تک رسائی حاصل کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر کی اردو صحافت مقامی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ایک مؤثر ابلاغی نظام کی صورت اختیار کر چکی ہے۔

ہندوستان اردو صحافت کا ایک بڑا مرکز ہے۔ یہاں اردو اخبارات کی ایک طویل اور مضبوط روایت موجود ہے۔ عصرِ حاضر میں متعدد اردو اخبارات قومی اور علاقائی سطح پر کامیابی سے شائع ہو رہے ہیں اور لاکھوں قارئین تک اپنی رسائی رکھتے ہیں۔ روزنامہ انقلاب ہندوستان کا سب سے زیادہ مقبول اور وسیع الاشاعت اردو اخبار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ممبئی، دہلی، لکھنؤ اور وارانسی سمیت مختلف شہروں سے شائع ہوتا ہے۔ قومی اور بین الاقوامی خبروں، سیاسی تجزیوں، ادبی مضامین اور سماجی مسائل پر اس کی رپورٹنگ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ روزنامہ سیاست اور روزنامہ منصف حیدرآباد دکن سے شائع ہونے والے دو بڑے اردو اخبارات ہیں۔ ان دونوں اخبارات نے جنوبی ہند میں اردو زبان وادب کے فروغ اور عوامی مسائل کی ترجمانی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ روزنامہ اعتماد بھی اسی شہر سے شائع ہوتا ہے اور اپنے معیاری صحافتی مواد کی وجہ سے قارئین میں مقبول ہے۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی، لکھنؤ، پٹنہ اور گورکھپور سے شائع ہوتا ہے اور قومی سطح پر اپنی شناخت رکھتا ہے۔ اسی طرح روزنامہ صحافت، روزنامہ آگ، روزنامہ رہنمائے دکن، روزنامہ ہمارا سماج، روزنامہ ہندوستان ایکسپریس، روزنامہ نئی دنیا، روزنامہ سنگم، روزنامہ خبریں اور روزنامہ اردو ٹائمز بھی اردو صحافت کے اہم نام ہیں۔ یہ اخبارات مختلف علاقوں کے مسائل، سیاسی سرگرمیوں، تعلیمی امور اور ادبی موضوعات کو مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔

روزنامہ عظمیٰ وادیِ کشمیر کا سب سے زیادہ مقبول اور وسیع الاشاعت اردو اخبار سمجھا جاتا ہے۔ یہ سیاسی، سماجی، تعلیمی اور عوامی مسائل پر مستند رپورٹنگ کے لیے معروف ہے۔ روزنامہ آفتاب کشمیر کے قدیم ترین اردو اخبارات میں شمار ہوتا ہے اور اس نے کئی دہائیوں تک صحافتی خدمات انجام دی ہیں۔ روزنامہ تعمیلِ ارشاد، روزنامہ اُڑان، روزنامہ روشنی، روزنامہ چٹان، وادی کی آواز، کشمیر افق، صبحِ کشمیر اور کشمیر ٹائمز) اردو

ایڈیشن (بھی جموں وکشمیر کی صحافتی روایت کے اہم نمائندے ہیں۔ یہ اخبارات نہ صرف مقامی مسائل کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ خطے کی تہذیبی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بھی عوام تک پہنچاتے ہیں۔ جموں وکشمیر میں اردو صحافت نے عوامی رائے سازی، سماجی آگہی اور ثقافتی شناخت کے تحفظ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اہم ادبی، فکری اور ثقافتی اردو رسائل و جرائد: اردو صحافت کا ایک اہم پہلو ادبی اور فکری جرائد بھی ہیں۔ ان رسائل نے اردو زبان و ادب کی ترقی، تحقیق، تنقید اور تخلیقی سرگرمیوں کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ آج کل حکومتِ ہند کے پبلیکیشنز ڈویژن کا ایک معروف ادبی رسالہ ہے۔ اردو دنیا قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا مقبول ماہنامہ ہے جو اردو زبان و ادب کی ترویج میں اہم خدمات انجام دے رہا ہے۔ ایوانِ اردو، معارف، فکر و نظر، نگار، شاعر، سب رس، پیش رفت، انشاء اور اثبات جیسے رسائل علمی، تحقیقی، تنقیدی اور ادبی مباحث کے لیے معروف ہیں۔ ان جرائد نے اردو ادب کے فروغ، نئے ادیبوں کی حوصلہ افزائی اور تحقیقی روایت کے استحکام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

آن لائن اردو اخبارات، ڈیجیٹل میڈیا اور نیوز پورٹل: ڈیجیٹل انقلاب نے اردو صحافت کو نئی جہت عطا کی ہے۔ آج اردو صحافت صرف کاغذی اخبارات تک محدود نہیں بلکہ آن لائن پلیٹ فارمز کی شکل میں دنیا بھر کے قارئین تک پہنچ رہی ہے۔ بی بی سی اردو عالمی سطح پر اردو کا سب سے معتبر اور مقبول ڈیجیٹل نیوز پلیٹ فارم سمجھا جاتا ہے۔ اس کی خبروں، تجزیوں اور خصوصی رپورٹوں کو بین الاقوامی سطح پر اعتماد کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ وائس آف امریکہ اردو، ڈوئچے ویلے اردو ڈی ڈبل یو، انڈیپنڈنٹ اردو اور ڈان اردو بھی عالمی معیار کے اردو نیوز پورٹل ہیں جو بین الاقوامی اور علاقائی خبروں کی جامع کوریج فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح اردو پوائنٹ اردو زبان کی سب سے بڑی ویب سائٹس میں شمار ہوتی ہے جہاں خبریں، مضامین، ادبی مواد اور معلوماتی تحریریں دستیاب ہیں۔ قومی آواز آن لائن، انقلاب آن لائن اور سیاست آن لائن روایتی اخبارات کے جدید ڈیجیٹل ایڈیشن ہیں جو قارئین کو فوری اور تازہ ترین خبریں فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں جیو نیوز اردو، اے آر وائی اردو اور ہم نیوز اردو نے ڈیجیٹل صحافت کو فروغ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ریڈیو تہران اردو بھی بین الاقوامی خبروں اور تجزیوں کے حوالے سے ایک اہم پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتا ہے۔

اردو صحافت کے عصری چیلنجز اور امکانات: عصرِ حاضر میں اردو اخبارات اور میڈیا کو متعدد چیلنجز کا سامنا ہے۔ مطالعے کے رجحان میں کمی، انگریزی میڈیا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت، مالی مشکلات اور سوشل میڈیا کی تیز رفتار خبر رسانی نے روایتی صحافت کے لیے نئے مسائل پیدا کیے ہیں۔ تاہم ان چیلنجز کے باوجود اردو صحافت کے امکانات روشن ہیں۔ ڈیجیٹل میڈیا، آن لائن اشاعت، موبائل ایپس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز

نے اردو صحافت کو عالمی سطح پر نئے قارئین فراہم کیے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مقیم اردو داں طبقہ اب آسانی سے اردو اخبارات اور رسائل تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ عصرِ حاضر کے اردو اخبارات اور میڈیا اردو زبان، ثقافت اور صحافتی روایت کے اہم محافظ ہیں۔ ہندوستان، جموں و کشمیر، پاکستان اور دنیا کے دیگر خطوں میں شائع ہونے والے اردو اخبارات و جرائد نے نہ صرف معلومات کی فراہمی کا فریضہ انجام دیا ہے بلکہ فکری بیداری، سماجی شعور، ادبی ترقی اور جمہوری اقدار کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کے دور میں اردو صحافت نے خود کو نئے حالات سے ہم آہنگ کیا ہے اور یہی اس کی بقا اور ترقی کی ضمانت ہے۔

سرگرمی۔ب (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔ اب آپ نے یہ سبق تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔ اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 7.8 سے رجوع کریں۔

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

آن لائن صحافت انٹرنیٹ کے ذریعے خبروں کی اشاعت کو کہتے ہیں۔ (__)

آن لائن اخبارات صرف ایک مخصوص علاقے تک محدود ہوتے ہیں۔ (__)

اردو ویب پورٹلز مختلف النوع مواد فراہم کرتے ہیں۔ (__)

سوشل میڈیا نے اردو صحافت کی رسائی میں اضافہ کیا ہے۔ (__)

غیر مصدقہ خبروں کی اشاعت آن لائن صحافت کا ایک مسئلہ ہے۔ (__)

7.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں بیسویں صدی اور عصرِ حاضر کی اردو صحافت کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ہم نے دیکھا کہ بیسویں صدی اردو صحافت کی ترقی اور استحکام کا دور تھی۔ اس زمانے میں اردو اخبارات نے قومی تحریک، سیاسی بیداری، ادبی ترقی اور سماجی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا۔ الہلال، البلاغ، زمیندار اور دیگر اخبارات نے عوامی شعور کو بیدار کرنے اور قومی احساسات کو فروغ دینے میں اہم خدمات انجام دیں۔ سبق کے دوسرے

حصے میں عصرِ حاضر کی اردو صحافت اور جدید ذرائع ابلاغ کا جائزہ لیا گیا۔ جدید ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ نے صحافت کے انداز اور ذرائع میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ آن لائن اخبارات، ویب پورٹلز اور ڈیجیٹل میڈیا نے اردو صحافت کی رسائی کو عالمی سطح تک وسعت دی ہے۔ اس سبق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اردو صحافت نے وقت کے ساتھ خود کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالا ہے۔ روایتی مطبوعہ اخبارات سے لے کر جدید آن لائن پلیٹ فارمز تک اردو صحافت نے معلومات کی فراہمی، عوامی شعور کی بیداری اور اردو زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اردو ویب پورٹل ایسے آن لائن پلیٹ فارم ہیں جہاں خبروں کے علاوہ مضامین، کالم، انٹرویوز، ادبی تحریریں، ویڈیوز اور دیگر مواد بھی دستیاب ہوتا ہے۔ یہ پورٹل معلومات اور علم کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ڈیجیٹل میڈیا کے فروغ کے ساتھ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بھی صحافت کا اہم حصہ بن چکے ہیں۔ فیس بک، ایکس (سابقہ ٹوئٹر)، یوٹیوب، انسٹاگرام اور دیگر ذرائع کے ذریعے اردو صحافت کی رسائی میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اردو پورٹلز نے نوجوان نسل کو اردو زبان اور صحافت سے جوڑنے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے نتیجے میں اردو صحافت کو نئے قارئین اور نئے مواقع میسر آئے ہیں۔

صحافت ایک بہترین ذریعہ روزگار ہے ایک اخبار نویس کو عوام کی آنکھ اور کان کہا جاتا ہے ایک اچھا صحافی ایک انجینئر کی طرح ہوتا ہے اور تخلیقی قوتوں کا مالک ہوتا ہے۔ صحافت کی ٹیکنیک کے سلسلے میں سب سے خاص بات جو ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ کہ اخبار نویس خبروں کی ترتیب اور پیشکش کچھ اس طرح سے کرے کہ اخبار خوبصورت دیدہ زیب اور دلکش لگے۔ کاغذ عمدہ، کپوزنگ صاف ستھری اور اغلاط سے پاک ہو تصاوری سے اخبار مزید خوبصورت معیاری بنایا جا سکتا ہے۔ ایک اور خاص بات اخبار کی ٹیکنیک کے بارے میں یہ ہے کہ ہم کو قاری کی پسند اور ناپسند کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے اخبار کی ایک ٹیکنیک یہ کہ اس میں ۶۰ فیصدی مواد عوام کے مزاج اور معیار کے مطابق ہو اور باقی آپ کے اخبار کی پالیسی کے متعلق ہو۔

اب کمپیوٹر کا دور ہے اور پرنٹنگ کی دنیا میں انقلاب آچکا ہے۔ اس لئے ہم کو دورِ جدید کی ان نعمتوں سے بھر پور استفادہ کرنا چاہئے۔ جدید صحافت سے بیسویں صدی میں زندگی دلچسپیوں میں جس قدر اضافہ ہوا ہے اسی قدر صحافت میں بھی توسیع اور ترقی ہوئی ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب معلومات پر صرف پڑھے لکھے لوگوں کی اجارہ داری تھی۔ معلومات حاصل کرنا یا معلومات فراہم کرنا یہ صرف ایک بڑی ہی محدود طبقے کا کام یا مشغلہ ہوا کرتا تھا۔ عام انسان نہ تو اس کی طرف رخ کرتے تھے اور نہ ہی اِن کو خود اس کا احساس تھا کہ معلومات حاصل کرنا ان کا بھی بنیادی انسانی حق ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ جیسے معاشرے میں تبدیلی آتی گئی اور سیاسی سماجی نظام بدلتا رہا ویسے ہی ویسے یہ تصور عام

ہوتا گیا کہ علم حاصل کرنا یا باخبر رہنا ہر انسان کا چاہے وہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ بنیادی حق ہے اس تصور کو خاص طور سے اس وقت زیادہ تقویت حاصل ہوئی ہے۔ جب ایک طرف سائنس Technology کے ارتقاء نے نئے نئے علوم سے بازیافت کے دروازے کھول دیئے ہیں وہاں دوسری طرف سیاسی اور سماجی نظام میں تبدیلی کی وجہ سے جمہوری تقاضوں کے تحت یہ ضروری سمجھا جانے لگا ہے کہ صرف وہی نظام حکومت کامیاب ہوسکتا ہے جس کے چلانے والے ہی نہیں بلکہ وہ بھی جن کے لئے نظام چلایا جارہا ہے باشعور اور بیدار افراد ہوں۔ جمہوریت کے لئے تو خاص طور سے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ اس کی کامیابی کا راز ہی اس بات میں مضمر ہے کہ اس کے ماننے والے ہی سماجی اعتبار سے باشعور اور باخبر ہوں ان سیاسی سماجی اور سائنسی اور ٹیکنیکلی تبدیلیوں کی وجہ سے صحافت کے بارے میں بھی نظریات میں تبدیلی آئی اور اسے نظام سلطنت یا سیاسی اور سماجی نظام کا چوتھا ستون تصور کیا جانے لگا بلکہ اس ستون کو اتنی اہمیت حاصل ہوگئی کہ اس نے سلطنت کے جہاز کیلئے لنگر کی اہمیت حاصل کرلی۔ یہ انہیں تبدیلیوں کا شاخسانہ ہے کہ آج صحافت کو نظام سلطنت میں مرکزیت حاصل ہے Mass Media ایک ایسی طاقت ہے جس کے صحیح استعمال سے سماج بن سکتا ہے اور اگر غلط استعمال کیا جائے تو نیست و نابود ہوسکتا ہے۔

بیسویں صدی کو اگر سائنس کی صدی قرار دیا جاتا ہے تو اکیسویں صدی کو Mass Media کی صدی کہا جائے گا۔ جس میں صحافت کو مرکزیت حاصل ہوگی ملکوں کے ماحولیاتی نظام میں نئی نئی ایجادات کی وجہ سے ایسی ایسی موشگافیاں ہوئیں ہیں کہ صحافت نے کئی رنگ اختیار کرلئے ہیں آج ہم چشم زدن میں دنیا کے کسی کونے والے واقعہ کو سن سکتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی دور دراز علاقے میں کوئی حادثہ ہوجائے (سیٹلائٹ Settlite کی مدد سے ساری دنیا کو آنکھ جھپکنے کے عرصے ہیں اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں ۔ Enter net, Email, Whastsepp, Facebook etc. اس سے بھی آگے کچھ ایسی ایجادات ہیں جنہوں نے پوری دنیا کو ایک چھوٹے سے گاؤں میں تبدیل کردیا ہے۔ یہ انہیں ہی ایجادات کا شاخسانہ ہے کہ آج ہر صبح ہم صرف چھپی ہوئی صورت میں ہی کسی اخبار کو اپنے سامنے نہیں دیکھتے بلکہ T.V سکرین پر بھی Enter net کی مدد سے پڑھ لیتے ہیں۔ اخبار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں تو چند گھنٹے لگتے ہیں۔ Enternet اور Fax کی مدد سے وہ اسی وقت ساری دنیا میں اکسایا جارہا ہوتا ہے جب وہ پریس میں ہوتا ہے تو اس حیرت انگیز ترقی کی وجہ سے اب کچھ حلقوں میں یہ سوال ابھرنے لگا ہے کہ جب T.V سکرین پر اخبار پڑھے جاسکتے ہیں تو انہیں پہنچانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پر آنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات کا بوجھ کیوں اٹھایا جائے اس سوال میں چاہئے کتنی بھی صداقت ہو اس کے باوجود چھپے ہوئے اخبار کی اہمیت کم نہیں ہوتی۔

T.V سیکرین پر تو صرف مختصر معلومات دی جاسکتی ہیں تفصیلات جاننے کے لئے اخبار کو پڑھنا ضروری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے Mass

Mediaاور مواصلاتی نظام میں بے پناہ ترقی کے باوجود یہ کہنا بیجانہیں ہے کے چھپے ہوئے اخبار کی اہمیت اپنی جگہ برقرار ہے اور اسے کسی بھی صورت میں کم نہیں کیا جاسکتا چاہئے سائنس اور ٹیکنالوجی کی مزید ایجادات تیز رفتاری کے کتنے ہی کامیاب تجربے کیوں نہ کرلے۔ بیسویں صدی میں صحافت محض مشغلہ نہیں رہا اس نے ایک صنعت کا درجہ اختیار کرلیا ہے۔ اس لئے ہر صحافتی ادارے کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ تربیت وتشکیل کے لئے ان تمام مراحل سے گزرے اور ان تمام امور کے انتظامات کرے جن کے بغیر وہ صنعت کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا، یہ صنعتی ادارہ آغاز سے ایک منصوبہ تیار کرکے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ ایک صحافتی ادارے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک منصوبہ تیار کرکے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے ہے۔ اس کی مناسب تشکیل کرکے انتظامات کرے۔ کسی بھی صحافتی ادارے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی ترتیب وتشکیل تین شعبوں کو محفوظ رکھتے ہوئے عمل میں لائے۔ ان تینوں شعبوں کو حرف تمام میں فرنٹ شاپ (Front Shop) مڈل شاپ (Middle Shop) اور بیک شاپ (Backshop) کا نام دیا جاتا ہے۔ فرنٹ شاپ یعنی سامنے کا حصہ تجارتی شعبہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں لین دین کا کام ہوتا ہے۔ اور وہ ساری سہولیات موجود ہوتی ہیں جن کی مدد سے لین دین کا کام پوری سرعت سے انجام پذیر ہوتا ہے اخبار کی خریداری کی رقم جمع کرنے والے اشتہارات والے ایجنٹ حضرات وغیرہ وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ گویا یہ ایک دوکان ہے جہاں گاہکوں کا آنا جانا ضروری ہے۔ عملہ ادارت جہاں مصروف رہتا ہے انہیں درمیانی جگہ دی جاتی ہے اس حصے میں صلاحیتوں کی ہمت افزائی نہیں ہوتی۔ ادارت میں مصروف صحافی یار دوستوں کے ساتھ گپ شپ نہیں کرسکتا ہے اخبار کے مدیر ٹائپ کے مدیر اپنا کام ازادی کے ساتھ کرنا پسند کرتے ہیں۔ شعبہ ادارت میں وقت کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر شعبہ تجارت میں خوش آمدید کی تختیاں لگی رہتی ہیں تو شعبہ ادارت میں تختیاں عموماً آویزاں ہوتی ہیں جن پر لکھا رہتا ہے کہ بغیر اجازت کے اندر آنا منع ہے۔ جہاں طباعت کا انتظام ہوتا ہے اسے سب سے پیچھے رکھا جاتا ہے۔

اخبار میں جہاں کام کرنے والے تمام افراد کو ہدایت دی گئی ہوتی ہے کہ وہ دفتر کے اوقات میں مہمانوں کی آؤ بھگت نہ کریں۔ ویسے بھی شعبہ ادارت میں راز داری برتنے کا اصول عالمی سطح پر قبول کیا گیا ہے۔ تجارتی شعبے میں یہ ہدایت رہتی ہے کہ آنے جانے والوں کا استقبال کیا جائے، لیکن کام سے کام رکھا جائے غیر ضروری گفتگو میں وقت ضائع نہ ہو۔ تجارتی شعبے میں ایک محکمہ ایسا ہوتا ہے کہ جہاں عمومی معاملات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس کو جنرل آفس کہتے ہیں یہاں مالی امور کی خریداری اور، حساب وکتاب کا انتظام ہوتا ہے۔ سرکولیشن (Circulation) کا شعبہ اشتہارات مکمل آزادی سے اپنی ذمہ داری بناتے ہیں۔ بعض بڑے اخباروں میں مختصر اشتہارات کے لئے الگ شعبہ ہوتا ہے جس کی ذمہ داری ناظم اشتہارات یعنی (Advertising) ایڈورٹائیزنگ معتبر انجام دیتا ہے۔ اشتہارات جمع کرنے کے لئے بہت ملازم رکھے گئے ہوتے

ہیں جو گھوم پھر کر اشتہارات جمع کرتے ہیں۔ سرکولیشن کا کام بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ جہاں متعدد حضرات مختلف کام انجام دیتے ہیں انہیں۔

Circulation Manager
City Circulation Manager
Ciculation Promortor Manager
Mail room superimtemdent

خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ (ٹیکنیکل شعبہ) شعبہ طباعت یا ٹیکنیکی صیغہ اخبار کی طباعت کا مکمل انتظام کرتا ہے اور اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اخبار کی طباعت دیدہ زیب ہو اس شعبے میں بھی بہت سے لوگ مختلف کام کرتے ہیں۔ مثلاً Fore man Compoisng row

ٹائپ کے لئے: Fore man

پریس کا: Fore manوغیرہ

اگر اخبار کتابت کے ذریعے شائع ہوتا ہے۔ تو اس کی ذمہ داری ہیڈ کاتب کو دی جاتی ہے۔ اسی طرح پریس مشین کا کام کرنے والے متعدد یا یعنی مستری پریس Machanic اور man ہوتا ہے۔ الیکٹریشن کا انتظام بھی رہتا ہے۔ اگر اخبار Off Set پر مشین ہے تو اس کی ضرورت کے مطابق پلیٹ آرٹسٹ اور پریس Operatpr رکھے جاتے ہیں۔ Off-Set مشین کئی طرح کی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا کام چلانے کیلئے ان کی ضرورت کے مطابق ملازم رکھے جاتے ہیں۔ کہنے کا مطلب ہے کہ جدید دور میں جہاں اخبار نے معلومات فراہم کرنے کے وسیلے کے طور پر اہمیت حاصل کی ہے۔ وہاں ایک انڈسٹری ہونے کی وجہ سے اس کی ضروریات بھی بڑھتی گئی ہیں۔ اور آج صرف وہی اخبار کامیاب اخبار قرار دیا جاسکتا ہے جو ان سب ضروریات کو پورا کرتا ہے جو ایک کامیاب انڈسٹری کے لئے اہم ہیں۔ اخبار کو صرف شائع کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں وہ تمام مواد موجود ہو جس کی توقع آج کا انسان کرتا ہے۔ مثلاً آج کا قاری جہاں دنیا میں ہونے والے واقعات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے وہاں ایسے قاری بھی موجود ہیں جو اخبار سے ادبی تسکین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ محض تصویروں میں دلچسپی رکھتے ہیں کچھ کھیلوں اور کچھ تمدنی پروگراموں میں کچھ صرف شادی بیاہ کے اشتہار پڑھنے تک ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اخبار کے لئے لازمی ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے ان سبھی قسم کے قارئین کے لئے تھوڑا تھوڑا مواد فراہم کریں یہی وجہ ہے کہ آج کا اخبار خبروں کے ساتھ ساتھ خبروں پر تبصرہ بھی کرتا ہے نہ ہی تمدنی اور ادبی مضامین بھی شائع کرتا ہے۔ کتابوں پر تبصرے بھی کرتا ہے۔ کھیل کود کی تفصیلات بھی پیش کرتا ہے ملک کی مالی کی اقتصادی مسائل سب پر بحث کرتا ہے۔ یہی نہیں ریل گاڑیوں کی اور جہازوں کی آمد و رفت ریڈیو۔ ٹی

وی سے نشر ہونے والے پروگراموں کے واقعات اور فلموں کے اشتہارات وغیرہ سب کچھ شائع کرتا ہے۔ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ آج صحافت انسانی زندگی کا سائنٹفک حصہ بن گیا ہے۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہیں جو جس دن اخبار نہیں دیکھتے تو انہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ اس سے آج کے انسان اور صحافت کے رشتوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آج اردو زبان میں متعدد آن لائن اخبارات اور نیوز ویب سائٹس سرگرم ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے تقریباً تمام بڑے اردو اخبارات اپنی ویب سائٹس چلا رہے ہیں۔ روزنامہ سیاست، انقلاب، راشٹریہ سہارا، جنگ، نوائے وقت اور ایکسپریس جیسے اخبارات اپنی آن لائن اشاعت کے ذریعے دنیا بھر کے قارئین تک رسائی حاصل کر چکے ہیں۔ ان ویب سائٹس پر قومی، بین الاقوامی، سیاسی، سماجی، تعلیمی اور ثقافتی موضوعات سے متعلق خبریں شائع کی جاتی ہیں۔ آن لائن اخبارات نے اردو قارئین کو نہ صرف تازہ ترین معلومات فراہم کی ہیں بلکہ اردو زبان کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی ترقی نے صحافت کے میدان میں ایک نئی تبدیلی پیدا کی۔ اب خبریں صرف مطبوعہ اخبارات تک محدود نہیں رہیں بلکہ انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے کسی بھی حصے میں فوری طور پر پہنچائی جاسکتی ہیں۔ اس تبدیلی نے اردو صحافت کو بھی متاثر کیا اور متعدد اردو اخبارات نے اپنی آن لائن اشاعت کا آغاز کیا۔ آن لائن صحافت نے خبر رسانی کے عمل کو زیادہ تیز، آسان اور مؤثر بنا دیا ہے۔ آج اردو کے بے شمار اخبارات اور ویب پورٹل اپنے قارئین کو چوبیس گھنٹے خبریں، تجزیے، مضامین اور دیگر معلومات فراہم کر رہے ہیں۔ اس طرح اردو صحافت نے جدید تقاضوں کے مطابق خود کو ہم آہنگ کر لیا ہے۔ آن لائن صحافت سے مراد انٹرنیٹ کے ذریعے خبروں اور معلومات کی اشاعت ہے۔ انٹرنیٹ کی مقبولیت کے ساتھ ہی دنیا بھر میں اخبارات نے اپنی ویب سائٹس قائم کرنا شروع کیں۔ اردو صحافت نے بھی اس تبدیلی کو قبول کیا اور مختلف اخبارات نے اپنی آن لائن اشاعت کا آغاز کیا۔ ابتدا میں آن لائن اخبارات صرف مطبوعہ مواد کو ویب سائٹ پر پیش کرتے تھے، لیکن بعد میں ویڈیو، آڈیو، تصاویر اور براہِ راست نشریات بھی آن لائن صحافت کا حصہ بن گئیں۔ اس طرح صحافت کی دنیا میں ایک نئی جہت پیدا ہوئی۔ آن لائن صحافت نے قارئین کو تازہ ترین خبروں تک فوری رسائی فراہم کی اور خبر رسانی کے عمل کو پہلے سے زیادہ تیز اور مؤثر بنا دیا۔

7.5 فرہنگ

لفظ	معنی
عصرِ حاضر	موجودہ دور

آن لائن	انٹرنیٹ کے ذریعے
پورٹل	معلومات فراہم کرنے والی ویب سائٹ
ڈیجیٹل میڈیا	الیکٹرانک اور انٹرنیٹ پر مبنی ذرائع ابلاغ
صحافت	خبروں اور معلومات کی ترسیل
ویب سائٹ	انٹرنیٹ پر موجود معلوماتی صفحہ
قومی تحریک	آزادی یا قومی مقاصد کے لیے چلائی جانے والی تحریک
ادارت	اخبار یا رسالے کی نگرانی
خبر رسانی	خبروں کی فراہمی
قارئین	پڑھنے والے افراد

7.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات۔

1۔ بیسویں صدی اردو صحافت کے لیے کیوں اہم سمجھی جاتی ہے؟

2۔ الہلال اور البلاغ کی خدمات بیان کیجیے۔

3۔ قومی تحریک میں اردو اخبارات کا کیا کردار تھا؟

4۔ عصرِ حاضر کی اردو صحافت کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

5۔ آن لائن صحافت سے کیا مراد ہے؟

6۔ اردو ویب پورٹل کیا ہیں؟

7۔ آن لائن صحافت کے دو فوائد بیان کیجیے۔

8۔ آن لائن صحافت کے مسائل بیان کیجیے۔

9۔ ڈیجیٹل میڈیا نے اردو صحافت کو کس طرح متاثر کیا؟

10۔ اردو صحافت کے مستقبل کے امکانات پر مختصر نوٹ لکھیے۔

7.7 مشقی سوالات (مختصر جواب والے سوالات)

1۔ بیسویں صدی کے دو اہم اردو اخبارات کے نام لکھیے۔

2۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے دو اخبارات کے نام تحریر کیجیے۔

3۔ آن لائن صحافت کی تعریف کیجیے۔

4۔ اردو پورٹل سے کیا مراد ہے؟

5۔ ڈیجیٹل میڈیا کی اہمیت بیان کیجیے۔

7.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

1۔ زمیندار اور انقلاب بیسویں صدی کے دو اہم اردو اخبارات تھے۔

2۔ الہلال اور البلاغ مولانا ابوالکلام آزاد کے مشہور اخبارات تھے۔

3۔ انٹرنیٹ کے ذریعے خبروں اور معلومات کی اشاعت و ترسیل کو آن لائن صحافت کہتے ہیں۔

4۔ ایسی ویب سائٹ یا آن لائن پلیٹ فارم جہاں اردو زبان میں خبریں، مضامین اور دیگر معلومات فراہم کی جائیں، اردو پورٹل کہلاتا ہے۔

5۔ ڈیجیٹل میڈیا معلومات اور خبروں کو تیزی سے وسیع پیمانے پر لوگوں تک پہنچانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ رابطے اور معلومات کے تبادلے کو آسان بناتا ہے۔

جوابات سرگرمی (الف)

صحیح صحیح صحیح غلط صحیح

جوابات سرگرمی (ب)

صحیح غلط صحیح صحیح صحیح

7.9۔امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت و رفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 8۔ پرنٹ اور الیکٹرانک خبر رساں ادارے، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات

ساخت

8.0 اغراض ومقاصد

8.1 تعارف

8.2 ذرائع ابلاغ کا مفہوم

8.2.1 خبر رساں اداروں کی اہمیت اور افادیت

8.2.2 سرگرمی 1 (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

8.3 پرنٹ اور الیکٹرانک خبر رساں ادارے

8.3.1 ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات

8.3.2 سرگرمی 2 (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

8.4 عمومی جائزہ

8.5 فرہنگ

8.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

8.7 مشقی سوالات

8.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

8.9 امدادی کتب

8.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ ذرائع ابلاغ اور خبر رساں اداروں کے تصور کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔ آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے بنیادی فرق اور ان کی خصوصیات کا جائزہ لے سکیں۔ آپ خبر رساں اداروں کے کردار اور ان کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے اور یہ جان سکیں گے کہ مختلف ذرائع ابلاغ عوام تک اطلاعات کی ترسیل میں کس طرح اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سبق کے ذریعے آپ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی تاریخ، افادیت اور سماجی اہمیت سے واقف ہو جائیں گے۔ آپ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے فوائد اور محدودیتوں کا تجزیہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے درمیان موجود فرق اور باہمی تعلق کو سمجھ سکیں گے۔ مزید برآں، اس سبق کا مطالعہ آپ کو ذرائع ابلاغ کے بدلتے ہوئے کردار، عوامی رائے کی تشکیل میں ان کی اہمیت اور جدید دور میں ان کے اثرات کا ادراک فراہم کرے گا۔ اس طرح آپ خبر رساں اداروں اور ذرائع ابلاغ کے مختلف پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔

8.1 تعارف

عصرِ حاضر کو اطلاعات اور ابلاغ کا دور کہا جاتا ہے۔ آج دنیا کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے واقعات چند لمحوں میں پوری دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس تیز رفتار نظامِ ابلاغ میں خبر رساں ادارے، اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ذرائع نہ صرف خبروں کی ترسیل کرتے ہیں بلکہ عوامی شعور، تعلیم، تفریح اور سماجی آگاہی کے فروغ میں بھی اہم خدمات انجام دیتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں کی شکل دے دی ہے۔ پہلے جہاں معلومات کے حصول میں دنوں اور ہفتوں کا وقت لگتا تھا، وہاں اب جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے معلومات فوری طور پر دستیاب ہو جاتی ہیں۔ خبر رساں ادارے مختلف علاقوں سے خبریں جمع کرتے ہیں اور انہیں اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع تک پہنچاتے ہیں۔ اس سبق میں خبر رساں اداروں، پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا جائے گا تاکہ طلبہ ذرائع ابلاغ کے کردار اور اہمیت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

8.2 ذرائع ابلاغ کا مفہوم

انسان فطرتاً ایک سماجی مخلوق ہے۔ وہ اپنی ضروریات، خیالات، جذبات، تجربات اور معلومات دوسروں تک پہنچانے اور دوسروں سے

معلومات حاصل کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔اسی ضرورت نے ابلاغ کے مختلف ذرائع کو جنم دیا۔انسانی تہذیب کے ارتقا کے ساتھ ساتھ ابلاغ کے ذرائع میں بھی ترقی ہوتی رہی اور آج یہ ذرائع ایک وسیع اور منظّم نظام کی شکل اختیار کر چکے ہیں جسے ذرائع ابلاغ کہا جاتا ہے۔موجودہ دور کو اطلاعات اور ابلاغ کا دور کہا جاتا ہے کیونکہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ذرائع ابلاغ کے اثرات سے محفوظ ہو۔ذرائع ابلاغ جدید معاشرے میں معلومات کی فراہمی،تعلیم وتربیت،تفریح،رائے عامہ کی تشکیل اور سماجی شعور کی بیداری کا اہم ذریعہ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کو جدید معاشرے کا ایک ناگزیر جزو تصور کیا جاتا ہے۔

لفظ "ابلاغ" عربی زبان کے لفظ "بلغ" سے ماخوذ ہے جس کے معنی پہنچانے یا ترسیل کرنے کے ہیں۔ابلاغ سے مراد کسی خیال، پیغام، خبر،معلومات یا احساس کو ایک فرد سے دوسرے فرد یا ایک گروہ سے دوسرے گروہ تک پہنچانے کا عمل ہے۔ذرائع ابلاغ" سے مراد وہ تمام وسائل، طریقے اور ادارے ہیں جن کے ذریعے اطلاعات، خیالات، آراء،خبریں اور پیغامات بڑی تعداد میں لوگوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔انگریزی میں ذرائع ابلاغ کے لیے MediaMass کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔"Mass" سے مراد عوام یا بڑی تعداد میں لوگ اور "Media" سے مراد ذریعہ یا وسیلہ ہے۔اس طرح ذرائع ابلاغ ایسے وسائل ہیں جو وسیع پیمانے پر عوام تک معلومات پہنچانے کا کام انجام دیتے ہیں۔ذرائع ابلاغ میں اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن،فلم، انٹرنیٹ،سوشل میڈیا، ویب سائٹس،موبائل ایپلی کیشنز اور دیگر جدید ابلاغی ذرائع شامل ہیں۔یہ تمام ذرائع افراد اور معاشرے کے درمیان رابطے کا کام کرتے ہیں اور معلومات کی ترسیل کو ممکن بناتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی تاریخ انسانی تہذیب جتنی قدیم ہے۔ابتدائی زمانے میں انسان اشاروں،علامتوں،تصویروں اور زبانی پیغامات کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرتا تھا۔وقت گزرنے کے ساتھ تحریر ایجاد ہوئی جس نے ابلاغ کے عمل کو مزید مؤثر بنایا۔قدیم زمانے میں بادشاہ اور حکمران اپنے احکامات عوام تک پہنچانے کے لیے قاصدوں، منادیوں اور تحریری اعلانات کا استعمال کرتے تھے۔بعد ازاں کاغذ اور طباعت کی ایجاد نے ابلاغ کے میدان میں انقلاب برپا کر دیا۔پندرہویں صدی میں گٹن برگ کے چھاپہ خانے نے معلومات کی ترسیل کو تیز تر اور آسان بنا دیا۔اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں اخبارات اور رسائل کی اشاعت نے جدید صحافت کی بنیاد رکھی۔بیسویں صدی میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن وجود میں آئے جنہوں نے ابلاغ کے دائرے کو مزید وسیع کیا۔اکیسویں صدی میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے ذرائع ابلاغ کی دنیا کو یکسر تبدیل کر دیا اور ابلاغ کے عمل کو عالمی سطح پر مربوط کر دیا۔ذرائع ابلاغ کو مختلف بنیادوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے،تاہم عمومی طور پر انہیں تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔مطبوعہ ذرائع ابلاغ میں اخبارات، رسائل، جرائد، کتابیں اور دیگر مطبوعہ مواد شامل ہیں۔یہ ابلاغ کی قدیم ترین اور مؤثر صورتوں

میں شمار ہوتے ہیں۔اخبارات روزمرہ کے حالات وواقعات سے آگاہی فراہم کرتے ہیں جبکہ رسائل اور جرائد علمی، ادبی اور تحقیقی موضوعات پر معلومات فراہم کرتے ہیں۔ برقی ذرائع ابلاغ میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلم شامل ہیں۔ ریڈیو آواز کے ذریعے جبکہ ٹیلی ویژن آواز اور تصویر دونوں کے ذریعے معلومات اور تفریح فراہم کرتا ہے۔ برقی ذرائع ابلاغ نے خبر رسانی کو تیز رفتار اور مؤثر بنا دیا ہے۔ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ جدید دور کی پیداوار ہیں۔ان میں انٹرنیٹ، ویب سائٹس، سوشل میڈیا پلیٹ فارمز، بلاگز، پوڈ کاسٹس اور موبائل ایپلی کیشنز شامل ہیں۔ یہ ذرائع نہ صرف معلومات کی فوری ترسیل کو ممکن بناتے ہیں بلکہ صارفین کو اپنی رائے کے اظہار کا موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ متعدد اہم فرائض انجام دیتے ہیں جن میں سب سے نمایاں اطلاع رسانی ہے۔ یہ عوام کو مقامی، قومی اور بین الاقوامی حالات وواقعات سے باخبر رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ ذرائع ابلاغ تعلیم وتربیت کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں اور مختلف سماجی، تعلیمی اور ثقافتی موضوعات پر عوامی آگاہی پیدا کرتے ہیں۔

تفریح بھی ذرائع ابلاغ کا ایک اہم مقصد ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلمیں اور سوشل میڈیا عوام کو مختلف تفریحی پروگرام فراہم کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ رائے عامہ کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔مختلف موضوعات پر مباحث، تجزیے اور اداریے عوام کے خیالات اور رویوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔معاشرے کی تشکیل اور ترقی میں ذرائع ابلاغ کا کردار نہایت اہم ہے۔ یہ معاشرتی اقدار، ثقافتی روایات اور قومی تشخص کے فروغ میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ مختلف سماجی مسائل کو اجاگر کرتے ہیں اور ان کے حل کے لیے عوام اور حکومت کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔

جمہوری معاشروں میں ذرائع ابلاغ کو چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے کیونکہ یہ حکومت، عوام اور مختلف اداروں کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتے ہیں۔شفافیت، احتساب اور عوامی شرکت کے فروغ میں بھی ذرائع ابلاغ نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔عصر حاضر میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔آج دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے جہاں کسی بھی واقعے کی خبر چند لمحوں میں دنیا بھر میں پھیل جاتی ہے۔جدید ذرائع ابلاغ نے فاصلے سمیٹ دیے ہیں اور عالمی سطح پر رابطے کو آسان بنا دیا ہے۔

تعلیم، تجارت، سیاست، معیشت، صحت، کھیل اور ثقافت سمیت زندگی کے تمام شعبے ذرائع ابلاغ سے متاثر ہو رہے ہیں۔ جدید میڈیا عوام کو معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف خدمات اور مواقع تک رسائی بھی فراہم کرتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے متعدد مثبت اثرات ہیں۔ یہ علم وآگاہی کو فروغ دیتے ہیں، عوامی شعور بیدار کرتے ہیں، تعلیم وتربیت میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور مختلف ثقافتوں کے درمیان رابطے کو مضبوط بناتے ہیں۔تاہم بعض منفی اثرات بھی سامنے آتے ہیں۔غلط معلومات، افواہوں کا پھیلاؤ، غیر معیاری مواد، ثقافتی یلغار اور سوشل میڈیا

کے غلط استعمال جیسے مسائل جدید ذرائع ابلاغ کے اہم چیلنجز ہیں۔اسی لیے ذرائع ابلاغ کے ذمہ دارانہ استعمال اور صحافتی اخلاقیات کی پابندی ضروری ہے۔

ذرائع ابلاغ جدید انسانی زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکے ہیں۔یہ معلومات، تعلیم، تفریح اور رائے عامہ کی تشکیل کے اہم ذرائع ہیں۔ انسانی تہذیب کے ارتقا کے ساتھ ان کی شکل اور نوعیت میں مسلسل تبدیلی آتی رہی ہے، لیکن ان کا بنیادی مقصد ابلاغ اور معلومات کی ترسیل ہی رہا ہے۔موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور عالمی سطح پر رابطے، آگاہی اور شعور کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔اسی وجہ سے ذرائع ابلاغ کو جدید معاشرے کی ترقی اور استحکام کا ایک بنیادی ستون تصور کیا جاتا ہے۔

8.2.1 خبر رساں اداروں کی اہمیت اور افادیت

صحافت اور ذرائع ابلاغ کے نظام میں خبر اداروں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔جدید دور میں اطلاعات کی ترسیل کا عمل انتہائی وسیع، تیز رفتار اور پیچیدہ ہو چکا ہے۔دنیا کے مختلف حصوں میں ہر لمحہ بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں جن کی بروقت اور مستند اطلاعات عوام تک پہنچانا ایک بڑا چیلنج ہے۔یہی ذمہ داری خبر ادارے انجام دیتے ہیں۔خبر ادارے مختلف علاقوں، شہروں اور ممالک سے خبریں جمع کرتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر انہیں اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ تک پہنچاتے ہیں۔اس طرح خبر ادارے عالمی اطلاعاتی نظام کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔خبر اداروں کی بدولت دنیا کے ایک کونے میں پیش آنے والے واقعات کی خبر چند لمحوں میں دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہے۔موجودہ دور میں صحافت کی ترقی اور ذرائع ابلاغ کی وسعت میں خبر اداروں کا کردار انتہائی اہم اور مؤثر ہے۔

خبر اداروں کا مفہوم: خبر ادارہ ایک ایسا تنظیمی ادارہ ہوتا ہے جو مختلف ذرائع سے خبریں، معلومات، تصاویر، مضامین اور دیگر صحافتی مواد حاصل کر کے انہیں ذرائع ابلاغ تک پہنچاتا ہے۔یہ ادارے اپنے نمائندوں، نامہ نگاروں اور بیورو دفاتر کے ذریعے دنیا بھر سے خبریں اکٹھی کرتے ہیں اور پھر انہیں اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن چینلز اور ڈیجیٹل میڈیا کے اداروں کو فراہم کرتے ہیں۔عام طور پر ہر اخبار یا نشریاتی ادارے کے لیے دنیا کے ہر ملک یا شہر میں نمائندے رکھنا ممکن نہیں ہوتا، اس لیے وہ خبر اداروں کی خدمات سے استفادہ کرتے ہیں۔خبر ادارے مختلف مقامات سے خبریں حاصل کر کے ایک مرکزی نظام کے ذریعے اپنے صارفین تک پہنچاتے ہیں۔

خبر اداروں کی اہمیت: عصرِ حاضر میں خبر اداروں کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔اطلاعات کی فراہمی اور صحافتی سرگرمیوں میں ان کا

کردار بنیادی نوعیت کا ہے۔خبر ادارے قومی اور بین الاقوامی خبروں کی فراہمی کا اہم ذریعہ ہیں۔اگر خبر ادارے موجود نہ ہوں تو اخبارات اور نشریاتی ادارے دنیا بھر کے حالات و واقعات سے بروقت آگاہ نہیں ہوسکیں گے۔یہی ادارے مختلف ممالک،خطوں اور شہروں کی خبریں جمع کر کے انہیں عوام تک پہنچاتے ہیں۔خبر ادارے صحافتی اداروں کے وقت اور اخراجات میں بھی نمایاں کمی کرتے ہیں۔اگر ہر اخبار کو الگ الگ دنیا بھر میں اپنے نمائندے مقرر کرنے پڑیں تو اس پر بہت زیادہ مالی بوجھ پڑے گا۔خبر ادارے یہ سہولت فراہم کرتے ہیں کہ ایک ہی خبر متعدد اداروں تک بیک وقت پہنچ جائے۔خبر ادارے عالمی سطح پر اطلاعات کے تبادلے کا ذریعہ بھی ہیں۔ان کی بدولت مختلف ممالک کے عوام ایک دوسرے کے حالات،ثقافتوں،سیاسی سرگرمیوں اور معاشی تبدیلیوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔اس طرح عالمی رابطے اور بین الاقوامی شعور کے فروغ میں بھی خبر اداروں کا اہم کردار ہے۔

خبر اداروں کی افادیت:خبر ادارے صحافتی نظام کو مؤثر اور فعال بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ان کی افادیت کے مختلف پہلو ہیں۔سب سے پہلے یہ ادارے خبروں کی تیز رفتار ترسیل کو ممکن بناتے ہیں۔جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے خبر ادارے چند لمحوں میں دنیا بھر کی خبریں اپنے صارفین تک پہنچا دیتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اخبارات،ٹیلی ویژن چینلز اور آن لائن نیوز پورٹل تازہ ترین خبریں فوری طور پر نشر کر سکتے ہیں۔خبر ادارے خبروں کی تصدیق اور مستند معلومات کی فراہمی میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔معروف خبر ادارے کسی بھی خبر کو جاری کرنے سے پہلے اس کی جانچ پڑتال کرتے ہیں تا کہ غلط یا غیر مصدقہ اطلاعات کے پھیلاؤ کو روکا جا سکے۔ان اداروں کی ایک اور اہم افادیت یہ ہے کہ وہ چھوٹے اور علاقائی اخبارات کو بھی عالمی خبروں تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔ایسے اخبارات جن کے پاس محدود وسائل ہوتے ہیں وہ خبر اداروں کی مدد سے قومی اور بین الاقوامی خبریں حاصل کرتے ہیں۔خبر ادارے تصاویر،ویڈیوز،انٹرویوز،فیچرز اور تحقیقی مواد بھی فراہم کرتے ہیں۔اس طرح ذرائع ابلاغ کو متنوع اور معیاری مواد میسر آتا ہے جس سے صحافت کا معیار بہتر ہوتا ہے۔

عالمی خبر ادارے: دنیا میں کئی بین الاقوامی خبر ادارے اپنی مستند اور تیز رفتار خدمات کے لیے مشہور ہیں۔رائٹرز (Reuters) برطانیہ کا ایک عالمی خبر ادارہ ہے جو دنیا کے تقریباً تمام اہم ممالک سے خبریں فراہم کرتا ہے۔یہ ادارہ اپنی غیر جانبداری اور مستند رپورٹنگ کے لیے معروف ہے۔ایسوسی ایٹڈ پریس (AP)-Press(Associated امریکہ کا ایک بڑا خبر ادارہ ہے جو دنیا بھر کے ہزاروں اخبارات اور نشریاتی اداروں کو خبریں فراہم کرتا ہے۔اےایف پی فرانس (AFP) فرانس کا معروف خبر ادارہ ہے جو بین الاقوامی سیاست،معیشت،کھیل اور ثقافت سے متعلق خبریں فراہم کرتا ہے۔تاس (TASS) روس کا سرکاری خبر ادارہ ہے جو روس اور دنیا بھر کی خبریں نشر کرتا ہے۔ژنہوا (Xinhua) چین کا قومی خبر

ادارہ ہے جو عالمی سطح پر خبروں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

ہندوستان کے خبر ادارے: ہندوستان میں بھی کئی اہم خبر ادارے کام کر رہے ہیں۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) ہندوستان کا سب سے بڑا اور مؤثر خبر ادارہ ہے۔ یہ ملک کے مختلف حصوں سے خبریں جمع کر کے اخبارات اور نشریاتی اداروں کو فراہم کرتا ہے۔ یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (UNI) بھی ایک اہم خبر ادارہ ہے جو مختلف زبانوں میں خبریں فراہم کرتا ہے۔ اس کی اردو سروس اردو صحافت کے لیے خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ ہندوستان سماچار بھی ایک معروف خبر ادارہ ہے جو مختلف ہندوستانی زبانوں میں خبروں کی ترسیل کا کام انجام دیتا ہے۔

اردو صحافت اور خبر ادارے: اردو صحافت کی ترقی میں خبر اداروں کا کردار نہایت اہم رہا ہے۔ اردو اخبارات اور رسائل بڑی حد تک خبر اداروں سے حاصل ہونے والی خبروں پر انحصار کرتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی خبریں اردو قارئین تک پہنچانے میں پی ٹی آئی، یو این آئی اور دیگر خبر اداروں کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ اردو اخبارات کے محدود وسائل کے پیشِ نظر خبر ادارے ان کے لیے ایک مضبوط سہارا ثابت ہوتے ہیں۔ ان اداروں کی بدولت اردو صحافت عالمی سطح کے حالات و واقعات کو اپنے قارئین تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

جدید دور میں خبر اداروں کا کردار: ڈیجیٹل میڈیا اور انٹرنیٹ کے دور میں خبر اداروں کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ اب انہیں نہ صرف تحریری خبریں بلکہ تصاویر، ویڈیوز، گرافکس اور ملٹی میڈیا مواد بھی فراہم کرنا پڑتا ہے۔ سوشل میڈیا کے پھیلاؤ کے بعد غلط معلومات اور افواہوں کی روک تھام بھی خبر اداروں کی ایک اہم ذمہ داری بن چکی ہے۔ عصرِ حاضر میں خبر ادارے صرف خبر رسانی تک محدود نہیں بلکہ معلومات کی تصدیق، حقائق کی جانچ اور عوام کو مستند اطلاعات فراہم کرنے کے عمل میں بھی کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔

خبر ادارے جدید صحافت اور ذرائع ابلاغ کا ایک ناگزیر حصہ ہیں۔ یہ خبریں جمع کرنے، ان کی تصدیق کرنے اور انہیں دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ان کی بدولت اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور آن لائن میڈیا بروقت اور مستند اطلاعات حاصل کرتے ہیں۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر اطلاعات کے تبادلے، صحافت کے فروغ اور عوامی آگاہی میں خبر اداروں کی خدمات بے حد اہم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید صحافتی نظام میں خبر اداروں کو اطلاعاتی دنیا کا بنیادی ستون تصور کیا جاتا ہے۔

8.2.2. سرگرمی۔الف (آؤاپنی معلومات جانچیں)

عزیز طلبہ وطالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔اب جبکہ آپ نے اس سبق کے اوصاف کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے،تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 8.8 سے رجوع کریں۔

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

ذرائع ابلاغ صرف تفریح فراہم کرتے ہیں۔ (__)

رائٹرز ایک بین الاقوامی خبر رساں ادارہ ہے۔ (__)

PTI ہندوستان کا ایک اہم خبر رساں ادارہ ہے۔ (__)

خبر رساں ادارے اخبارات اور ٹی وی چینلز کو خبریں فراہم کرتے ہیں۔ (__)

ذرائع ابلاغ عوامی شعور کی بیداری میں کردار ادا کرتے ہیں۔ (__)

8.3 پرنٹ اور الیکٹرانک خبر رساں ادارے

عصرِ حاضر میں اطلاعات کی ترسیل اور خبر رسانی کا نظام انتہائی وسیع اور منظّم شکل اختیار کر چکا ہے۔دنیا کے مختلف حصوں میں ہر لمحہ سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی نوعیت کے بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں۔ان واقعات کی بروقت اور مستند اطلاعات عوام تک پہنچانے میں خبر رساں ادارے بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔موجودہ دور میں صحافت کا پورا ڈھانچہ بڑی حد تک انہی اداروں کے گرد گھومتا ہے۔اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل میڈیا کے بیشتر ادارے ملکی اور بین الاقوامی خبروں کے حصول کے لیے خبر رساں اداروں پر انحصار کرتے ہیں۔

خبر رساں اداروں کی اہمیت اس حقیقت سے بھی واضح ہوتی ہے کہ آج دنیا کے کسی بھی بڑے اخبار یا ٹیلی ویژن چینل کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ دنیا کے ہر ملک اور ہر شہر میں اپنا نمائندہ مقرر کرے۔عالمی سیاست، بین الاقوامی تجارت، کھیلوں کے مقابلے، جنگی حالات، سفارتی سرگرمیاں اور قدرتی آفات جیسے واقعات کی معلومات حاصل کرنے کے لیے خبر رساں ادارے ایک مضبوط اور قابلِ اعتماد نظام فراہم کرتے ہیں۔ یہی ادارے دنیا بھر سے خبریں جمع کر کے مختلف ذرائع ابلاغ تک پہنچاتے ہیں اور یوں عالمی سطح پر اطلاعات کے تبادلے کو ممکن بناتے ہیں۔

پرنٹ میڈیا سے وابستہ خبر رساں اداروں نے صحافت کی ترقی میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اخبارات کی اشاعت میں اضافے کے ساتھ ساتھ خبروں کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ چنانچہ مختلف ممالک میں ایسے ادارے قائم کیے گئے جو مختلف علاقوں سے خبریں جمع کر کے اخبارات تک پہنچاتے تھے۔ اس نظام نے نہ صرف صحافت کے معیار کو بہتر بنایا بلکہ خبروں کی رسائی کو بھی وسیع کیا۔ آج بھی دنیا کے بیشتر اخبارات اپنی ملکی اور بین الاقوامی خبروں کا ایک بڑا حصہ خبر رساں اداروں سے حاصل کرتے ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا کی ترقی کے بعد خبر رساں اداروں کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہوا۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی تیز رفتار خبر رسانی نے ایسی معلومات کی ضرورت پیدا کی جو فوری طور پر دستیاب ہو سکیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے خبر رساں اداروں نے جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا اور سیٹلائٹ، کمپیوٹر نیٹ ورک، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے خبروں کی ترسیل کو مزید مؤثر بنایا۔ آج ایک اہم واقعے کی خبر چند سیکنڈ کے اندر دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ تک پہنچ جاتی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر رائٹرز، ایسوسی ایٹڈ پریس (AP)، ایجنس فرانس پریس (AFP)، ژنہوا اور تاس جیسے ادارے عالمی خبر رسانی میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان اداروں کے نمائندے دنیا کے تقریباً تمام اہم ممالک میں موجود ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی سطح پر ہونے والے سیاسی، معاشی اور سفارتی واقعات کی خبریں دنیا بھر میں ایک ہی وقت میں پہنچ جاتی ہیں۔ ان اداروں نے بین الاقوامی صحافت کو ایک نئی سمت عطا کی ہے اور دنیا کو اطلاعاتی اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔

ہندوستان میں پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI)، یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (UNI) اور ہندوستان سماچار جیسے ادارے اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خصوصاً یو این آئی کی اردو سروس اردو صحافت کے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ملک کے مختلف اردو اخبارات قومی اور بین الاقوامی خبروں کے حصول کے لیے ان اداروں سے استفادہ کرتے ہیں۔ محدود وسائل کے باوجود اردو صحافت انہی اداروں کی مدد سے اپنے قارئین تک تازہ اور مستند خبریں پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔ خبر رساں اداروں کی ایک بڑی خدمت یہ ہے کہ وہ خبروں کی تصدیق اور جانچ پڑتال کا عمل انجام دیتے ہیں۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا اور غیر مصدقہ ذرائع کی کثرت نے افواہوں اور جھوٹی خبروں کے پھیلاؤ میں اضافہ کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں مستند خبر رساں اداروں کی ذمہ داری اور اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ یہ ادارے خبر کی اشاعت سے پہلے اس کے مختلف پہلوؤں کی جانچ کرتے ہیں اور پھر اسے عوام تک پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی فراہم کردہ اطلاعات کو نسبتاً زیادہ قابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں خبر رساں ادارے صرف تحریری خبریں ہی فراہم نہیں کرتے بلکہ تصاویر، ویڈیوز، انفوگرافکس، فیچر رپورٹس، خصوصی انٹرویوز اور تجزیاتی مواد بھی مہیا کرتے ہیں۔ جدید صحافت میں ملٹی میڈیا مواد کی بڑھتی ہوئی اہمیت نے خبر رساں اداروں کے دائرہ کار کو مزید وسیع کر دیا ہے۔ اب یہ ادارے

روایتی خبر رسانی کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل صحافت کی ضروریات بھی پوری کر رہے ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک خبر رساں ادارے جدید صحافت کا بنیادی ستون ہیں۔ اطلاعات کے عالمی تبادلے، خبروں کی بروقت فراہمی، صحافتی معیار کی بہتری اور عوامی آگاہی کے فروغ میں ان کا کردار نہایت اہم ہے۔ موجودہ دور میں جب معلومات کی رفتار پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے، خبر رساں ادارے صحافت کے نظام کو منظّم، فعال اور مؤثر بنانے میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔

8.3.1 ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارت

جدید ذرائع ابلاغ کی دنیا میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات کو بنیادی اور مؤثر ابلاغی ذرائع کی حیثیت حاصل ہے۔ اگرچہ اکیسویں صدی میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے ابلاغ کے نئے امکانات پیدا کیے ہیں، تاہم ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات آج بھی خبر رسانی، عوامی آگاہی، تعلیم و تربیت اور رائے عامہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ ذرائع نہ صرف معلومات کی ترسیل کا فریضہ انجام دیتے ہیں بلکہ معاشرتی تبدیلی، قومی یکجہتی، تہذیبی فروغ اور جمہوری شعور کی بیداری میں بھی نمایاں کردار رکھتے ہیں۔

اخبارات کو جدید صحافت کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ مطبوعہ صحافت کی تاریخ کئی صدیوں پر محیط ہے اور اس نے انسانی معاشروں کی فکری تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اخبار ایک ایسا ذریعہ ہے جو روزانہ یا مقررہ مدت کے بعد شائع ہو کر عوام کو ملکی اور بین الاقوامی حالات و واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔ اخبارات کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خبر کے ساتھ اس کا پس منظر، تجزیہ، تشریح اور مختلف زاویوں کو بھی پیش کرتے ہیں۔ قاری خبر کو بار بار پڑھ سکتا ہے، اس پر غور کر سکتا ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخبارات کو سنجیدہ اور تحقیقی صحافت کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اخبارات کی اہمیت صرف خبروں کی اشاعت تک محدود نہیں۔ ان کے اداریے، کالم، مضامین، انٹرویوز، فیچر نگاری اور خصوصی رپورٹس عوامی شعور کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مختلف سماجی، سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی مسائل پر عوامی رائے ہموار کرنے میں اخبارات کا کردار ہمیشہ نمایاں رہا ہے۔ جمہوری معاشروں میں اخبارات کو عوام اور حکومت کے درمیان ایک مضبوط پل کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ریاست کا چوتھا ستون بھی کہا جاتا ہے۔

اردو صحافت کی تاریخ میں اخبارات نے غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں۔ دہلی اردو اخبار، سید الاخبار، اودھ اخبار، الہلال، ہمدرد، زمیندار اور بعد کے دور میں انقلاب، سیاست، منصف، راشٹریہ سہارا اور دیگر اخبارات نے اردو زبان، ادب اور صحافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ عصر حاضر میں اگرچہ اخبارات کو ڈیجیٹل میڈیا کے چیلنج کا سامنا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کی علمی، تحقیقی اور دستاویزی اہمیت برقرار ہے۔

ریڈیو الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کی قدیم ترین اور مؤثر صورتوں میں شمار ہوتا ہے۔ بیسویں صدی میں ریڈیو کی آمد نے خبر رسانی کے عمل میں ایک نئی جہت پیدا کی۔ ریڈیو کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کم خرچ، آسان اور وسیع رسائی رکھنے والا ذریعہ ہے۔ ایسے علاقوں میں جہاں اخبارات بروقت نہیں پہنچ سکتے یا ٹیلی ویژن کی سہولت دستیاب نہیں ہوتی، وہاں ریڈیو مؤثر انداز میں اطلاعات فراہم کرتا ہے۔ ریڈیو نے تعلیم، زراعت، صحت، ثقافت اور قومی یکجہتی کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ مختلف ممالک میں سرکاری اور نجی ریڈیو اسٹیشن عوامی آگاہی کے لیے خصوصی پروگرام نشر کرتے ہیں۔ خبرنامے، حالاتِ حاضرہ کے پروگرام، مذاکرے، انٹرویوز اور خصوصی نشریات ریڈیو کے اہم اجزا ہیں۔ قدرتی آفات، جنگی حالات اور ہنگامی صورتحال میں ریڈیو کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ فوری طور پر عوام تک ضروری معلومات پہنچا سکتا ہے۔

ہندوستان میں آل انڈیا ریڈیو اور پاکستان میں ریڈیو پاکستان نے کئی دہائیوں تک عوامی تعلیم و تربیت اور خبر رسانی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اردو زبان کے فروغ میں بھی ریڈیو کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ بے شمار ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں نے ریڈیو کے ذریعے اپنے خیالات عوام تک پہنچائے اور اردو ادب کو نئی وسعت عطا کی۔ ٹیلی ویژن الیکٹرانک میڈیا کی سب سے مؤثر اور مقبول شکلوں میں شمار ہوتا ہے۔ ریڈیو جہاں صرف آواز کے ذریعے ابلاغ کرتا ہے، وہاں ٹیلی ویژن آواز اور تصویر دونوں کو یکجا کر کے زیادہ مؤثر ابلاغی عمل انجام دیتا ہے۔ ٹیلی ویژن کی آمد نے صحافت اور ابلاغ کے میدان میں ایک انقلاب برپا کیا۔ اب لوگ نہ صرف خبریں سن سکتے تھے بلکہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ سکتے تھے۔ ٹیلی ویژن کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی بصری قوت ہے۔ کسی بھی واقعے کی تصویر اور ویڈیو ناظرین پر زیادہ گہرا اثر ڈالتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیلی ویژن عوامی رائے سازی میں غیر معمولی اثر و رسوخ رکھتا ہے۔ سیاسی مباحث، انتخابی مہمات، قومی تقریبات، کھیلوں کے مقابلے، ثقافتی پروگرام اور بین الاقوامی واقعات کی براہِ راست نشریات نے ٹیلی ویژن کو ایک طاقتور ابلاغی ذریعہ بنا دیا ہے۔

خبر رسانی کے میدان میں ٹیلی ویژن کی رفتار اور اثر پذیری دونوں اہم ہیں۔ آج دنیا کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے واقعات چند لمحوں میں ٹیلی ویژن اسکرین پر دکھائے جا سکتے ہیں۔ لائیو کوریج اور براہِ راست نشریات نے صحافت کو ایک نئی شکل دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام فوری معلومات کے حصول کے لیے اکثر ٹیلی ویژن کا رخ کرتے ہیں۔ تاہم ٹیلی ویژن کی کامیابی صرف خبر رسانی تک محدود نہیں۔ اس نے تعلیم، تفریح، ثقافت اور سماجی آگاہی کے میدان میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ تعلیمی پروگرام، دستاویزی فلمیں، صحت سے متعلق نشریات، زرعی معلومات اور سماجی مسائل پر مبنی پروگرام عوامی آگاہی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات تینوں ذرائع ابلاغ ایک دوسرے کے مدمقابل ہونے کے بجائے ایک دوسرے کی تکمیل

کرتے ہیں۔ اخبار تفصیل اور تجزیہ فراہم کرتا ہے، ریڈیو فوری اور آسان رسائی مہیا کرتا ہے جبکہ ٹیلی ویژن بصری اور صوتی اثرات کے ذریعے معلومات کو زیادہ مؤثر بناتا ہے۔ ان تینوں ذرائع نے مل کر جدید ابلاغی نظام کو تشکیل دیا ہے۔ انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل میڈیا کی آمد کے بعد ان ذرائع کی شکل میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ اب بیشتر اخبارات اپنے آن لائن ایڈیشن شائع کرتے ہیں، ریڈیو انٹرنیٹ ریڈیو اور پوڈ کاسٹ کی شکل اختیار کر چکا ہے، جبکہ ٹیلی ویژن چینلز اپنی نشریات ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر بھی فراہم کرتے ہیں۔ اس تبدیلی نے ان ذرائع کی رسائی کو مزید وسیع کر دیا ہے۔ اس کے باوجود اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی بنیادی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ آج بھی عوامی آگاہی، تعلیم و تربیت، تفریح، رائے عامہ کی تشکیل اور جمہوری اقدار کے فروغ میں ان کا کردار نہایت اہم ہے۔ یہ ذرائع نہ صرف معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ معاشرے کے فکری، تہذیبی اور ثقافتی ارتقا میں بھی مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات جدید ذرائع ابلاغ کے تین مضبوط ستون ہیں۔ ان کے بغیر نہ صحافت کا تصور مکمل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایک باشعور اور باخبر معاشرے کا۔ بدلتے ہوئے دور اور جدید ٹیکنالوجی کے باوجود یہ ذرائع آج بھی اپنی افادیت، اہمیت اور اثر پذیری برقرار رکھے ہوئے ہیں اور مستقبل میں بھی عوامی ابلاغ کے اہم ترین ذرائع میں شمار ہوتے رہیں گے۔

8.3.2 سرگرمی۔2 (آؤ اپنی معلومات جانچیں)

عزیز طلبہ و طالبات! آیئے ایک لمحے کے لیے رُکیں۔ اب جبکہ آپ نے مذکورہ سبق کے بارے میں تفصیل سے پڑھ لیا ہے، تو نیچے دی گئی مشق کو حل کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیے۔ اپنے جوابات جانچنے کے لیے حصہ 8.8 سے رجوع کریں۔

درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

اخبارات پرنٹ میڈیا کا حصہ ہیں۔ (__)

پرنٹ میڈیا میں صرف کتابیں شامل ہوتی ہیں۔ (__)

اخبارات رائے عامہ کی تشکیل میں کردار ادا کرتے ہیں۔ (__)

پرنٹ میڈیا کی کوئی محدودیت نہیں ہے۔ (__)

روزنامہ اخبار روز شائع ہوتا ہے۔ (__)

8.4 عمومی جائزہ

پرنٹ اورالیکٹرانک خبر رساں ادارے (ریڈیو، ٹیلی ویژن اوراخبارات) ٹیکنالوجی کی ترقی اور ریڈیو: ریڈیو کی ابتداء ٹکنالوجی کی ترقی سے جڑی ہوئی ہے۔1875ء میں تھامسن (Thomson) نے وائرلیس سگنل بھیجنے شروع کیے۔ایک سال بعد گراہم بیل (Bell) نے ٹیلی فون ایجاد کیا-1886ء میں (Oberlin Smith) نے متناطیسی ریکارڈنگ Redio نے ریڈیائی لہروں (Hertz) کا نظریہ پیش کیا۔ 1887ء میں جرمن ماہرطبیعیات ہرمز (Magnetic Recording) (waves) کوخلاء میں بھیجا۔دوسال بعد ایڈیسن (Edison) نے کیمرہ ایجاد کیا۔ 1895ء میں مارکونی نے ریڈیو AZAD LANA ایجاد کیا۔ (Transmitter & Receiver) (ٹرانسمیٹر ریسیور)1900ء میں ریکی نالڈفینڈن (Reginald Fessenden) نے آواز کوبغیر کسی وائر کے ترسیل کیا۔ مارکونی نے بین الاوقیانوی سگنل (Transatlantic Signals) بھیجنے میں کامیابی حاصل کی۔1909ء میں ہیرالڈ نے سان جوز (San Jose) میں کامیاب ریڈیو براڈکاسٹ کیا۔1917ء میں ماڈی سن (Madison) میں یونیورسٹی آف وسکانسن (University of Wisconsin) نے پہلا ریڈیو نشریہ پیش کیا۔1919ء میں ریڈیوکارپوریشن آف امریکہ کا قیام عمل میں آیا۔

ریڈیو۔یورپ اورامریکہ میں:1920ء میں KDKA امریکہ میں پسبرگ (Pittsburg) سے پہلا مقررہ (شیڈول) پروگرام پیش کیا۔1921ء میں امریکہ میں گھریلو استعمال چھوٹے چھوٹے ریڈیوسیٹ تیار کیے گئے۔1922ء میں نیویارک میں ریڈیواسٹیشن قائم کیا گیا۔ برطانیہ میں پہلی باقاعدہ ریڈیوسروس نومبر1922ء میں شروع ہوئی۔1927ءکو یہ کمپنی کارپوریشن میں تبدیل ہوگئی۔جرمنی میں ریڈیوکا آغاز 29 نومبر1923ء اوراٹلی میں 27اگست1924ءکوہوا۔امریکہ میں نیشنل براڈکاسٹنگ کمپنی کا وجود عمل میں آیااور1928ء میں فیڈرل کمیشن قائم کیا گیا۔ ہندوستان میں ریڈیو: اس دوڑ میں ہندوستان کچھ پیچھے نہیں رہا۔ممبئی سے 1921ء میں ممبئی اسٹیٹ کے گورنر کو پونے میں موسیقی کا ایک پروگرام بنایا گیا۔تجرباتی طور پر ریڈیو کے نشری پروگرام شہروں میں شروع کیے گئے۔اس میں ریڈیوکلبوں کا بڑا دخل رہا۔1923ء میں کلکتہ ریڈیو کلب نے اور1924ء میں ممبئی ریڈیوکلب نے پروگرام پیش کیے۔ان دونوں نشریاتی کلبوں کے لیے نشریاتی آلات مارکونی سے حاصل کئے گئے تھے جو چھوٹے ٹرانسمیٹر پر چلتے تھے۔انڈین براڈکاسٹنگ سروس (Indian Broadcasting Service) کا قیام1926ء میں مولانا ازادیان رودیو یوری عمل میں آیا۔

1927ء میں ممبئی اور کلکتہ میں باقاعدہ اشیشن قائم کیے گئے ممبئی اسٹیشن کا افتتاح 23 جولائی ۔1927ء کو ہوا۔ وائسرائے لارڈ ارون نے اس کا افتتاح کیا۔ اگست میں کلکتہ اسٹیشن کا افتتاح ہوا۔ کلکتہ کا یہ پروگرام رنگوں میں منایا گیا ممبئی اور کلکتہ کے دونوں ٹرانسمیٹر خانگی ٹرانسمیٹر تھے اور جب یہ معاشی مسائل سے دوچار ہونے لگے تو 1930ء میں حکومت نے ان کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس سروس کو انڈین براڈ کاسٹنگ سروس کا نام دیا گیا۔ 1927ء میں ریڈیو لائسنس (Licenses) کی تعداد 3 ہزار تھی تو 1929ء میں 6 ہزار تک پہنچ گئی ممبئی اسٹیشن نے 1933ء میں مراٹھی، گجراتی، کنڑ میں پروگرام نشر کرنا شروع کر دیا۔ ملک کا پہلا کمیونٹی سیٹ ضلع تھانہ کے بھیونڈی قصبے میں لگایا گیا۔ مدراس کارپوریشن نے مدر اس اسٹیشن کو 1927ء میں اپنی تحویل میں لے لیا۔ جب کلب مالی مشکلات سے دوچار ہوا تو پھر 1938ء میں کارپوریشن سے حکومت نے اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ بی بی سی (BBC) سے وہاں کے مشہور ویڈیو سر لائنل فیلنڈن (Lionel Fielden)) ہندوستان بھیجے گئے۔ وہ کنٹرولر آف براڈ کاسٹنگ مقرر ہوئے۔ ان ہی کی ایما پر Lord Linlithgow نے انڈین براڈ کاسٹنگ سروس کا نام " آل انڈیا ریڈیو منظور کیا۔ 1936ء میں ولی اسٹیشن کا آغاز ہوا۔ فیلڈن اور ان کے چیف انجینئر نے مارے ملک میں Short Wave Coverage کا جال بچھا دیا۔ حکومت نے 30 لاکھ روپے نشریات کے لیے منظور کئے۔

1936ء میں آل انڈیا ریڈیو جینوا کے RadioInternationalUnion کا ممبر بنا۔ 1930ء سے 1999ء تک کا یعنی تقریباً ستر سال ریڈیو نشریات حکومت ہند کی مختلف وزارتوں کے تحت رہی۔ پہلے پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف کے تحت پھر انڈسٹریز (Industries) کے تحت اور پھر وزرات اطلاعات ونشریات کے تحت۔ ایک بات قابل غور ہے کہ 1924ء سے 1930ء تک نشریات کو مختلف ریڈیو کلب YMCA کار پوشن، یونیورسٹی اور صوبائی حکومت چلاتے رہے۔ قابل ذکر ہے کہ شروع میں حکومت کے وہ محکمے جو براڈ کاسٹنگ چلاتے رہے، وہ تھے پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف P&T اور انڈسٹریز۔ وہ دونوں اس بات کے قائل تھے کے براڈ کاسٹنگ پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہ رہے۔ وہ لائسنس فیس کے قائل تھے اور اسی سے مجموعی پروگراموں کے اخراجات کی پابجائی کرنا چاہتے تھے۔ ہندوستان میں ٹیلی ویژن کی مختصر تاریخ ہندوستان میں ٹیلی ویژن کی عمر اب چار دہائیوں سے زیادہ ہو چکی ہے۔ ان برسوں میں ترسیل وابلاغ کے اس جدید ذریعے نے ہمارے ملک میں ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں زیادہ ترقی کی ہے۔ یہ ترقی تکنیک اور مواد دونوں کے اعتبار سے ہوئی ہے۔ ٹیلی ویژن سیٹس مہنگے اور عام آدمی کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے گرچہ شروع میں اس کی ترقی کی رفتار کم تھی مگر بہت جلد منظر نامہ بدلا اور ہندوستان ٹیلی ویژن نے اپنا اثر ورسوخ بڑھا لیا۔ اب ہندوستانی ٹیلی ویژن دنیا کے بہترین اور وسیع نیٹ ورک کے طور پر اپنی پہچان اور مقام بنا چکا ہے۔ 15 ستمبر 1959ء کو یونیسکو (UNESCO) کی مدد سے

تجرباتی طور پر دہلی میں ٹیلی ویژن کی نشریات شروع کی گئیں۔اس وقت تک اس کی حد دہلی شہر کے کچھ علاقوں تک تھی اور ہفتے میں صرف ایک گھنٹے کے لیے پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوتا تھا۔اس ایک گھنٹے میں تعلیمی، معلوماتی اور تفریحی پروگرام پیش کیے جاتے تھے اور یہ پروگرام صرف دہلی میں چند جگہوں پر کمیونٹی ویونگ سیٹس (Community Viewing Sets) کے ذریعے دیکھے جاسکتے تھے اور یہ سیٹس چند کلبوں میں ہی مہیا تھے۔

آ گئی۔1961ء میں تجرباتی طور پر اسکول ٹیلی ویژن شروع کیا گیا جس سے طلبہ اور اساتذہ کی ایک بڑی تعداد ٹیلی ویژن کے قریب اسکول ٹی وی (STV) اس وقت بھی مقامی اسکولوں کے نصاب کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر چلایا جاتا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ اس کے ذریعے ترتیب یافتہ اساتذہ اور خاص طور پر اسکولوں میں سائنس کی تجربہ گاہوں کی کمی کو کسی حد تک پورا کیا جاسکے گا۔اسکول ٹی وی سے ٹیلی ویژن کی ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں۔

1959، یعنی ہندوستان میں ٹیلی ویژن کے آغاز سے 1965ء تک نشریات کا وقت ہفتے میں ایک گھنٹہ رہا 15 اگست 1965ء سے نشریات روزانہ ایک گھنٹے ہونے لگیں۔دہلی کے بعد 1972ء میں ممبئی میں ٹیلی ویژن کا دوسرا مرکز قائم کیا گیا۔ممبئی میں ٹیلی ویژن سنٹر کا قیام ہندوستان میں ٹیلی ویژن کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ٹیلی ویژن کا ممبئی سینٹر ہندوستان میں پیشہ ورانہ مہارت کا پہلا سنٹر ہے۔ممبئی سنٹر کا لگ بھگ سارا ساز وسامان مغربی جرمنی نے ہندوستان کو تحفے میں دیا تھا۔شروع میں اس کی نشریات روزانہ ڈیڑھ گھنٹے کے لیے تھیں لیکن کچھ عرصے بعد اس میں اضافہ کر دیا گیا اور پروگراموں کی نوعیت میں کچھ تبدیلی کر کے اسے مزید وسعت دی گئی۔ممبئی میں ٹی وی سنٹر کے قائم ہونے کے بعد ایک سال کے اندر ہی پونے میں پہلا ریلے سنٹر قائم کیا گیا جس سے ممبئی ٹی وی کے پروگرام ریلے کیے جانے ے لگے اور اس کی وجہ سے ممبئی سنٹر کے پروگرام مہاراشٹر کے دیہی علاقوں تک پہنچ گئے۔اس ریلے سنٹر کے قیام سے پہلے ممبئی ٹی وی کی نشریات ممبئی شہر تک محدود تھیں اس لیے بیشتر پروگرام شہری مسائل، ضروریات اور دلچسپیوں کو دھیان میں رکھ کر ترتیب دیے جاتے تھے لیکن جب پروگرام دیہی علاقوں تک پہنچنے لگے تو پروگرام میں گاؤں کی ضروریات، ماحول اور مسائل کا خاص خیال رکھا جانے لگا۔پروگراموں کی اس توسیع وترمیم سے ٹی وی کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔

اس سبق میں ذرائع ابلاغ، خبر رساں اداروں، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ہم نے جانا کہ ذرائع ابلاغ جدید معاشرے کا ایک اہم جزو ہیں جو معلومات، خبروں اور خیالات کی ترسیل کے ذریعے افراد اور معاشرے کے درمیان رابطے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔خبر رساں ادارے اس نظام کا بنیادی حصہ ہیں کیونکہ یہ مختلف مقامات سے خبریں جمع کر کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن

تک پہنچاتے ہیں۔ رائٹرز، اے پی، اے ایف پی، پی ٹی آئی اور یو این آئی جیسے ادارے عالمی اور قومی سطح پر خبر رسانی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اس سبق میں پرنٹ میڈیا کی اہمیت اور افادیت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔اخبارات اور رسائل نے طویل عرصے تک معلومات کی فراہمی، تعلیم و تربیت، عوامی شعور کی بیداری اور رائے عامہ کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔اگرچہ جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے ذرائع ابلاغ کی نئی صورتیں سامنے آئی ہیں، تاہم پرنٹ میڈیا آج بھی اپنی وقعت اور اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔اس کی سب سے بڑی خصوصیت معلومات کا محفوظ اور مستند ریکارڈ فراہم کرنا ہے۔خبر رساں ادارے ایسے ادارے ہوتے ہیں جو مختلف مقامات سے خبریں، تصاویر اور معلومات جمع کر کے اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کو فراہم کرتے ہیں۔ یہ ادارے خبر رسانی کے عمل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔دنیا میں رائٹرز (Reuters)، ایسوسی ایٹڈ پریس (AP)، فرانس پریس (AFP) اور یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل (UPI) جیسے ادارے بین الاقوامی سطح پر معروف ہیں۔ ہندوستان میں پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) اور یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (UNI) اہم خبر رساں اداروں میں شمار ہوتے ہیں۔خبر رساں ادارے معلومات کی فراہمی کے ذریعے ذرائع ابلاغ کو بروقت اور مستند خبریں فراہم کرتے ہیں، جس سے عوام تک درست معلومات پہنچتی ہیں۔

سبق کے آخری حصے میں الیکٹرانک میڈیا، خصوصاً ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا جائزہ لیا گیا۔ریڈیو نے کم وسائل کے باوجود وسیع پیمانے پر معلومات کی ترسیل کو ممکن بنایا جبکہ ٹیلی ویژن نے آواز اور تصویر کے امتزاج کے ذریعے خبر رسانی کو زیادہ مؤثر اور دلکش بنایا۔الیکٹرانک میڈیا نے خبر رسانی کے عمل کو تیز اور فوری بنا دیا ہے، تاہم اس کے ساتھ صحافتی ذمہ داری، حقائق کی جانچ اور اخلاقی اصولوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔مجموعی طور پر یہ سبق اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور خبر رساں ادارے جدید معاشرے میں معلومات کے اہم ذرائع ہیں۔ یہ نہ صرف عوام کو حالاتِ حاضرہ سے آگاہ رکھتے ہیں بلکہ تعلیم، ثقافت، قومی یکجہتی اور جمہوری شعور کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

8.5۔فرہنگ

لفظ	معنی
ذرائع ابلاغ	معلومات اور خیالات کی ترسیل کے ذرائع
خبر رساں ادارہ	خبروں کو جمع اور تقسیم کرنے والا ادارہ
پرنٹ میڈیا	طباعت کے ذریعے معلومات فراہم کرنے والے ذرائع

الیکٹرانک میڈیا	برقی ذرائع سے معلومات پہنچانے والا میڈیا
اخبار	خبریں اور معلومات شائع کرنے والا مطبوعہ پرچہ
ریڈیو	آواز کے ذریعے نشریات فراہم کرنے والا ذریعہ
ٹیلی ویژن	آواز اور تصویر کے ذریعے معلومات فراہم کرنے والا ذریعہ خبر رسانی
خبروں کی ترسیل کا عمل	نشریات
صحافت سے متعلق اخلاقی اصول	صحافتی اخلاقیات
رائے عامہ	عوام کے خیالات اور نظریات
معلومات	کسی موضوع سے متعلق حقائق اور خبریں

8.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ ذرائع ابلاغ سے کیا مراد ہے؟

2۔ خبر رساں اداروں کا بنیادی کام کیا ہے؟

3۔ PTI اور UNI کا تعارف پیش کیجیے۔

4۔ پرنٹ میڈیا کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

5۔ اخبارات کی دو اہم اقسام لکھیے۔

6۔ پرنٹ میڈیا کے دو فوائد بیان کیجیے۔

7۔ ریڈیو کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

8۔ ٹیلی ویژن خبر رسانی میں کس طرح مدد کرتا ہے؟

9۔ الیکٹرانک میڈیا کے دو فوائد بیان کیجیے۔

10۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بنیادی فرق کیا ہے؟

8.7 مشقی سوالات (مختصر جواب والے سوالات)

1۔ ذرائع ابلاغ کی تعریف کیجیے۔

2۔ خبر رساں ادارے سے کیا مراد ہے؟

3۔ رائٹرز کس نوعیت کا ادارہ ہے؟

4۔ پرنٹ میڈیا کی دو مثالیں لکھیے۔

5۔ ریڈیو کی ایک اہم خصوصیت بیان کیجیے۔

6۔ ٹیلی ویژن کی افادیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

7۔ الیکٹرانک میڈیا سے کیا مراد ہے؟

8۔ اخبارات کی اہمیت بیان کیجیے۔

8.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی الف/ جوابات سرگرمی ب

1۔ ذرائع ابلاغ سے مراد وہ وسائل ہیں جن کے ذریعے معلومات، خبریں اور خیالات عوام تک پہنچائے جاتے ہیں۔

2۔ ایسا ادارہ جو مختلف مقامات سے خبریں جمع کر کے ذرائع ابلاغ کو فراہم کرتا ہے، خبر رساں ادارہ کہلاتا ہے۔

3۔ رائٹرز ایک بین الاقوامی خبر رساں ادارہ ہے۔

4۔ اخبارات اور رسائل۔

5۔ ریڈیو کم وسائل کے ساتھ دور دراز علاقوں تک معلومات پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

6۔ ٹیلی ویژن آواز اور تصویر کے ذریعے معلومات، تعلیم اور تفریح فراہم کرتا ہے۔

7۔ وہ ذرائع ابلاغ جو برقی ٹیکنالوجی کے ذریعے معلومات فراہم کرتے ہیں، الیکٹرانک میڈیا کہلاتے ہیں۔

8۔ اخبارات عوام کو حالاتِ حاضرہ سے آگاہ کرتے ہیں، رائے عامہ تشکیل دیتے ہیں اور معلومات کا مستند ذریعہ ہوتے ہیں۔

جوابات سرگرمی (الف)

غلط صحیح صحیح صحیح

جوابات سرگرمی (ب)

صحیح غلط صحیح غلط صحیح

8.9۔امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فن صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 9: اخبار نویسی کا فن: خبر نگاری، سرخیاں، کالم نگاری، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، خط بنام مدیر، انٹرویو اور پریس کانفرنسیں

ساخت

9.0 اغراض و مقاصد

9.1 تعارف

9.2 اخبار نویسی کا فن

9.2.1 خبر نگاری: اور اسکی اقسام، 9.2.3 سرخی نویسی

9.2.4 سرخیاں کیسے بنائی جاتی ہیں

9.2.5 سرگرمی 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں)

9.3 کالم نگاری

9.3.1 اداریہ نویسی، 9.3.2 فیچر نگاری، 9.3.3 خط بنام مدیر

9.3.4 انٹرویو اور پریس کانفرنس

9.3.5 سرگرمی 2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

9.4 عمومی جائزہ

9.5 فرہنگ

9.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

9.7 مشقی سوالات

9.8 مشقی سوالات کے جوابات / جواباتِ سرگرمی

9.9 امدادی کتب

9.0اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ اخبارنویسی کے بنیادی اصولوں اور صحافتی تحریر کی مختلف صورتوں کو سمجھ سکیں گے۔آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ خبر نگاری، سرخی نویسی، کالم نگاری، اداریہ نویسی اور فیچر نگاری کی بنیادی خصوصیات کا جائزہ لے سکیں۔آپ خبر کے مختلف اجزاء اور صحافتی زبان کے استعمال سے واقف ہو جائیں گے اور مختلف صحافتی اصناف کے درمیان فرق کو سمجھ سکیں گے۔اس سبق کے ذریعے آپ خط بنام مدیر کی اہمیت اور اس کے اسلوب سے آگاہی حاصل کریں گے۔آپ انٹرویو اور پریس کانفرنس کے مقاصد، اصولوں اور صحافتی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔مزید برآں، آپ صحافتی تحریر کے عملی پہلوؤں کا تجزیہ کرنے اور اخبارنویسی کے فن کی افادیت کا ادراک حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

9.1 تعارف

انسان فطری طور پر اپنے گردوپیش میں رونما ہونے والے حالات وواقعات سے آگاہ رہنے کا خواہش مند رہا ہے۔یہی خواہش خبر اور اطلاعات کی ترسیل کا سبب بنی اور وقت کے ساتھ ساتھ اس نے ایک منظّم اور مؤثر صورت اختیار کر لی جسے آج ہم صحافت اور اخبار نویسی کے نام سے جانتے ہیں۔اخبارنویسی جدید ذرائع ابلاغ کا ایک بنیادی ستون ہے جو عوام کو ملکی، قومی اور بین الاقوامی حالات سے باخبر رکھنے کے ساتھ ساتھ رائے عامہ کی تشکیل، سماجی شعور کی بیداری اور جمہوری اقدار کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی فکری، سماجی، سیاسی اور ثقافتی زندگی کا آئینہ اس کی صحافت ہوتی ہے اور اخبارنویسی اسی صحافتی عمل کا سب سے فعال اور مؤثر اظہار ہے۔

اخبارنویسی کا دائرہ کار صرف خبروں کی اشاعت تک محدود نہیں بلکہ اس میں خبر نگاری، رپورٹنگ، اداریہ نویسی، کالم نگاری، فیچر نگاری، انٹرویو، پریس کانفرنسوں کی کوریج اور عوامی مسائل کی ترجمانی جیسے متعدد پہلو شامل ہیں۔ایک اخبارنویس محض واقعات کا راوی نہیں ہوتا بلکہ وہ معاشرے کی نبض پر نظر رکھنے والا ایک حساس مبصر بھی ہوتا ہے جو حقائق کو تلاش کرتا ہے، ان کی تصدیق کرتا ہے اور پھر انہیں صحافتی اصولوں کے مطابق عوام تک پہنچاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اخبارنویسی کو معاشرے کی آنکھ اور کان بھی کہا جاتا ہے۔موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی ترقی نے اخبار نویسی کے فن کو مزید وسعت عطا کی ہے۔روایتی مطبوعہ اخبارات کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک اور ڈیجیٹل میڈیا نے بھی خبر رسانی کے نئے امکانات

پیدا کیے ہیں۔ تاہم خبر کی تلاش، اس کی صداقت، غیر جانب داری، عوامی مفاد اور مؤثر پیش کش جیسے اصول آج بھی اخبار نویسی کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ ایک کامیاب اخبار نویس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رکھے، زبان و بیان پر عبور رکھتا ہو، تحقیق و جستجو کا جذبہ رکھتا ہو اور صحافتی اخلاقیات کا پابند ہو۔ اس سبق میں اخبار نویسی کے فن، اس کے مختلف اجزا، خبر نگاری، رپورٹنگ، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، انٹرویو اور دیگر اہم پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے گا تا کہ طلبہ اخبار نویسی کی عملی اور نظری جہات سے واقف ہو سکیں اور صحافت کے اس اہم میدان کی بنیادی سمجھ حاصل کر سکیں۔

9.2 اخبار نویسی کا فن

اخبار نویسی صحافت کا ایک نہایت اہم اور بنیادی شعبہ ہے۔ صحافت کی پوری عمارت خبر اور اس کی مؤثر ترسیل پر قائم ہوتی ہے، جبکہ اخبار نویسی وہ فن ہے جس کے ذریعے واقعات، اطلاعات، حالات اور مسائل کو اس انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ وہ نہ صرف ان سے آگاہ ہوں بلکہ ان کی اہمیت اور اثرات کو بھی سمجھ سکیں۔ اخبار نویسی محض خبروں کو جمع کرنے یا انہیں شائع کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک فکری، تخلیقی اور ذمہ دارانہ عمل ہے جس میں مشاہدہ، تحقیق، تجزیہ، زبان و بیان اور پیش کش کی مہارتیں شامل ہوتی ہیں۔ ایک کامیاب اخبار نویس اپنے معاشرے کی آنکھ اور کان کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ روزمرہ زندگی میں رونما ہونے والے واقعات کو تلاش کرتا ہے، ان کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر انہیں صحافتی اصولوں کے مطابق عوام تک پہنچاتا ہے۔ اخبار نویسی کی تاریخ انسانی تہذیب کے ارتقا کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ ابتدائی زمانے میں جب ذرائع ابلاغ موجود نہیں تھے تو معلومات کی ترسیل زبانی ذرائع، منادیوں اور خطوط کے ذریعے کی جاتی تھی۔ طباعت کی ایجاد کے بعد اخبارات کی اشاعت کا آغاز ہوا اور آہستہ آہستہ اخبار نویسی ایک منظّم فن کی صورت اختیار کر گئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ اخبارات نے نہ صرف خبروں کی ترسیل کا کام انجام دیا بلکہ سماجی اصلاح، سیاسی بیداری، تعلیمی ترقی اور قومی شعور کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ برصغیر میں بھی اخبار نویسی نے آزادی کی تحریک، سماجی اصلاحات اور قومی بیداری میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

اخبار نویسی کی اصل بنیاد خبر ہوتی ہے۔ خبر ہی وہ عنصر ہے جو اخبار کو زندگی بخشتا ہے اور قارئین کو اس کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ تاہم خبر کو مؤثر انداز میں پیش کرنا ایک فن ہے۔ ایک کامیاب اخبار نویس صرف یہ نہیں دیکھتا کہ کیا ہوا ہے بلکہ یہ بھی جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ واقعہ کیوں پیش

آیا،اس کے اثرات کیا ہوں گے اور اس سے عوام کی زندگی کس حد تک متاثر ہوسکتی ہے۔اسی لیے اخبار نویسی میں محض معلومات فراہم کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ معلومات کو درست ترتیب، مناسب زبان اور مؤثر انداز میں پیش کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔اخبار نویسی کا ایک اہم تقاضا سچائی اور دیانت داری ہے۔صحافت کا بنیادی مقصد عوام تک درست معلومات پہنچانا ہے۔اگر خبر میں سچائی نہ ہو تو صحافت اپنی اصل روح کھو دیتی ہے۔ایک اچھا اخبار نویس ہمیشہ خبر کی تصدیق کرتا ہے اور غیر مصدقہ اطلاعات کو شائع کرنے سے گریز کرتا ہے۔موجودہ دور میں جب سوشل میڈیا اور مختلف ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعے اطلاعات کی بھرمار ہو چکی ہے، صحافی کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔اسے ہر خبر کو جانچنے اور پرکھنے کے بعد ہی عوام کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔اخبار نویسی میں غیر جانبداری بھی ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔اخبار نویس کا کام کسی فرد، جماعت یا نظریے کی حمایت یا مخالفت کرنا نہیں بلکہ حقائق کو ان کی اصل صورت میں پیش کرنا ہے۔ایک متوازن اور غیر جانبدار خبر ہی عوام کا اعتماد حاصل کر سکتی ہے۔اگر اخبار نویس ذاتی پسند و ناپسند یا سیاسی وابستگیوں کو خبر میں شامل کر دے تو خبر کی ساکھ متاثر ہو جاتی ہے۔اسی لیے صحافت میں غیر جانب داری کو ایک بنیادی قدر سمجھا جاتا ہے۔

زبان اور اسلوب بھی اخبار نویسی میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔اخبار کی زبان ایسی ہونی چاہیے جو عام قاری کے لیے قابلِ فہم ہو۔ مشکل الفاظ، پیچیدہ جملے اور غیر ضروری ادبی اظہار خبر کی اثر پذیری کو کم کر دیتے ہیں۔ایک کامیاب اخبار نویس سادہ، رواں اور واضح زبان استعمال کرتا ہے تاکہ ہر قاری آسانی سے خبر کا مفہوم سمجھ سکے۔صحافتی زبان میں اختصار اور جامعیت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔کم الفاظ میں زیادہ مفہوم ادا کرنا ایک کامیاب اخبار نویس کی نمایاں خصوصیت ہوتی ہے۔اخبار نویسی صرف خبر نویسی تک محدود نہیں بلکہ اس میں اداریہ نویسی، فیچر نگاری، کالم نگاری، انٹرویو، تجزیاتی مضامین اور مختلف موضوعات پر خصوصی رپورٹس بھی شامل ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اخبار نویسی ایک ہمہ جہت فن بن چکی ہے۔ایک اخبار میں شائع ہونے والے مختلف مضامین اور تحریریں معاشرے کے مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کرتی ہیں اور قارئین کو متنوع معلومات فراہم کرتی ہیں۔جدید دور میں اخبار نویسی کے فن میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔پہلے اخبارات صرف مطبوعہ شکل میں دستیاب ہوتے تھے لیکن اب بیشتر اخبارات اپنے آن لائن ایڈیشن بھی شائع کرتے ہیں۔انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل میڈیا نے خبر رسانی کی رفتار میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے۔آج ایک واقعے کی خبر چند لمحوں میں دنیا بھر میں پہنچ جاتی ہے۔اس تیز رفتار ماحول میں اخبار نویسی کے تقاضے بھی بدل گئے ہیں۔ اب صحافی کو صرف تحریر پر عبور ہی نہیں بلکہ جدید ٹیکنالوجی، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال سے بھی واقف ہونا پڑتا ہے۔اگرچہ جدید ٹیکنالوجی نے اخبار نویسی کو نئے مواقع فراہم کیے ہیں، لیکن اس کے ساتھ کئی چیلنجز بھی پیدا ہوئے ہیں۔جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، سنسنی خیزی، تجارتی

مفادات کا دباؤ اور معلومات کی غیر معمولی رفتار صحافت کے لیے نئے مسائل پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ذمہ دار اور اصول پسند اخبار نویسی کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ ایک اچھا اخبار نویس نہ صرف خبر کی تلاش کرتا ہے بلکہ اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ خبر معاشرے میں مثبت اور تعمیری کردار ادا کرے۔ اخبار نویسی کا تعلق براہِ راست عوامی زندگی سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے جمہوری معاشروں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اخبارات عوام کے مسائل کو حکام تک پہنچاتے ہیں، حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں، معاشرتی برائیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور عوامی رائے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے اخبار نویسی صرف ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک سماجی ذمہ داری بھی ہے۔

مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ اخبار نویسی ایک جامع، مؤثر اور ذمہ دارانہ فن ہے جو معاشرے میں آگاہی، شعور اور فکری بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کی بنیاد سچائی، غیر جانبداری، دیانت داری اور عوامی خدمت پر قائم ہے۔ بدلتے ہوئے دور اور جدید ٹیکنالوجی کے باوجود اخبار نویسی کی اہمیت کم نہیں ہوئی بلکہ اس کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ ایک کامیاب اخبار نویس اپنے قلم کے ذریعے معاشرے کی رہنمائی کرتا ہے اور عوام کو حقائق سے آگاہ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخبار نویسی کو صحافت کی روح اور ابلاغِ عامہ کا ایک مؤثر ترین ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔

9.2.1 خبر نگاری اور اس کی اقسام

خبر نگاری صحافت کا سب سے بنیادی اور اہم شعبہ ہے۔ صحافت کی پوری عمارت خبر پر قائم ہوتی ہے اور خبر کو تلاش کرنے، جمع کرنے، جانچنے، مرتب کرنے اور عوام تک پہنچانے کا عمل خبر نگاری کہلاتا ہے۔ اگر صحافت کو ایک درخت تصور کیا جائے تو خبر اس کا تنا اور خبر نگاری اس کی زندگی ہے۔ کسی بھی اخبار، رسالے، ریڈیو اسٹیشن، ٹیلی ویژن چینل یا آن لائن نیوز پورٹل کی کامیابی کا انحصار بڑی حد تک اس کی خبر نگاری کے معیار پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خبر نگاری کو صحافت کی بنیاد اور روح قرار دیا جاتا ہے۔ انسان فطری طور پر اپنے اردگرد ہونے والے واقعات اور حالات سے آگاہ رہنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ اس کے معاشرے، ملک اور دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اسی انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے خبر نگاری وجود میں آئی۔ ابتدا میں خبریں زبانی ذرائع، قاصدوں اور اعلانات کے ذریعے لوگوں تک پہنچتی تھیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ خبر نگاری ایک منظّم اور باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر گئی۔ آج جدید ذرائع ابلاغ کے دور میں خبر نگاری نہ صرف ایک فن ہے بلکہ ایک اہم سماجی ذمہ داری بھی بن چکی ہے۔ خبر نگاری کا بنیادی مقصد عوام تک درست، مستند اور بروقت معلومات پہنچانا ہے۔ ایک خبر نگار روزانہ پیش آنے

والے مختلف واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے، متعلقہ افراد سے معلومات حاصل کرتا ہے، حقائق کی تصدیق کرتا ہے اور پھر انہیں خبر کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس پورے عمل میں دیانت داری، ذمہ داری اور پیشہ ورانہ مہارت بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک معمولی سی غلطی بھی خبر کے اثرات کو بدل سکتی ہے اور بعض اوقات معاشرے میں غلط فہمیوں کا سبب بن سکتی ہے۔ خبر نگاری کا سب سے اہم اصول سچائی ہے۔ ایک کامیاب خبر نگار ہمیشہ حقائق کو ان کی اصل صورت میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ افواہوں، قیاس آرائیوں اور غیر مصدقہ اطلاعات سے گریز کرتا ہے۔ صحافت کا اعتبار اسی وقت قائم رہتا ہے جب عوام کو یقین ہو کہ انہیں درست اور قابلِ اعتماد معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔ اسی لیے خبر نگاری میں تحقیق اور تصدیق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ خبر نگاری میں غیر جانبداری بھی نہایت ضروری ہے۔ ایک خبر نگار کو اپنے ذاتی خیالات، سیاسی وابستگیوں اور مذہبی رجحانات سے بالاتر ہو کر کام کرنا چاہیے۔ اس کا فرض یہ ہے کہ وہ کسی بھی واقعے کے تمام پہلوؤں کو سامنے لائے اور مختلف فریقوں کا مؤقف دیانت داری سے پیش کرے۔ متوازن خبر نگاری ہی عوام کا اعتماد حاصل کر سکتی ہے اور صحافت کی ساکھ کو برقرار رکھ سکتی ہے۔

خبر نگاری کا تعلق صرف سیاسی یا حکومتی معاملات تک محدود نہیں ہے بلکہ زندگی کے تقریباً ہر شعبے سے وابستہ ہے۔ سیاسی، عدالتی، تعلیمی، ثقافتی، کھیلوں، سائنسی، طبی، معاشی اور بین الاقوامی موضوعات سب خبر نگاری کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے خبر نگار کو مختلف شعبوں کے بارے میں بنیادی معلومات اور حالاتِ حاضرہ پر گہری نظر رکھنی پڑتی ہے۔ جتنا زیادہ اس کا مطالعہ اور مشاہدہ وسیع ہوگا، اتنی ہی بہتر اس کی خبر نگاری ہوگی۔ ایک اچھے خبر نگار کے لیے مشاہدے کی قوت بے حد اہم ہے۔ بہت سے واقعات میں اصل خبر وہ نہیں ہوتی جو بظاہر نظر آ رہی ہوتی ہے بلکہ وہ ہوتی ہے جو پس منظر میں چھپی ہوتی ہے۔ ایک باشعور خبر نگار چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی اہمیت دیتا ہے اور اس کے ممکنہ اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ یہی صلاحیت اسے عام افراد سے ممتاز بناتی ہے۔ زبان و بیان پر عبور بھی خبر نگاری کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔ خبر نگار کو معلوم ہونا چاہیے کہ معلومات کو کس انداز میں پیش کیا جائے تاکہ قاری، سامع یا ناظر آسانی سے اسے سمجھ سکے۔ صحافتی زبان عام فہم، مختصر، واضح اور مؤثر ہونی چاہیے۔ غیر ضروری تفصیلات، مشکل الفاظ اور مبالغہ آمیز انداز خبر کی افادیت کو کم کر دیتے ہیں۔ اس لیے ایک اچھا خبر نگار سادہ مگر مؤثر زبان استعمال کرتا ہے۔ خبر نگاری میں وقت کی اہمیت بھی غیر معمولی ہے۔ صحافت کی دنیا میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ خبر کی قدر اس وقت تک ہے جب تک وہ نئی ہے۔ اگر خبر بروقت عوام تک نہ پہنچے تو اس کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے ایک کامیاب خبر نگار کو تیز رفتاری اور درستگی کے درمیان توازن قائم رکھنا پڑتا ہے۔ اسے جلدی بھی کرنی ہوتی ہے اور اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے کہ خبر میں کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ جدید دور میں خبر نگاری کی نوعیت میں

بڑی تبدیلی آئی ہے۔ پہلے خبر نگاری کا انحصار زیادہ تر اخبارات پر تھا، لیکن اب ریڈیو، ٹیلی ویژن، ویب سائٹس، موبائل ایپلی کیشنز اور سوشل میڈیا بھی خبر رسانی کے اہم ذرائع بن چکے ہیں۔ اس تبدیلی نے خبر نگاری کو زیادہ تیز، وسیع اور ہمہ گیر بنا دیا ہے۔ آج ایک خبر چند لمحوں میں دنیا بھر کے کروڑوں افراد تک پہنچ سکتی ہے۔ اس نئی صورتِ حال نے خبر نگاروں کے لیے نئے مواقع بھی پیدا کیے ہیں اور نئے چیلنجز بھی۔ موجودہ دور میں خبر نگاری کو جھوٹی خبروں، سوشل میڈیا کی افواہوں، سنسنی خیزی اور تجارتی دباؤ جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ بعض اوقات خبر کو زیادہ پرکشش بنانے کے لیے اس میں مبالغہ آرائی کی جاتی ہے جس سے صحافتی اصول متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں ذمہ دار اور اصول پسند خبر نگاری کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ایک اچھا خبر نگار ہمیشہ عوامی مفاد، صحافتی اخلاقیات اور سچائی کو ترجیح دیتا ہے۔ جمہوری معاشروں میں خبر نگاری کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہ عوام اور حکومت کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتی ہے، عوامی مسائل کو اجاگر کرتی ہے، حکومتی پالیسیوں کو عوام تک پہنچاتی ہے اور احتساب کے عمل کو مضبوط بناتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آزاد اور ذمہ دار خبر نگاری کو جمہوریت کے استحکام کے لیے ضروری سمجھا جاتا ہے۔

صحافت کی دنیا میں خبروں کی متعدد اقسام پائی جاتی ہیں۔ ہر قسم کی خبر کا اپنا دائرِ کار، مقصد اور اندازِ پیش کش ہوتا ہے۔ بعض خبریں فوری نوعیت کی ہوتی ہیں جبکہ بعض کا مقصد تفریح، تجزیہ یا پس منظر کی وضاحت کرنا ہوتا ہے۔ ایک کامیاب صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ مختلف اقسام کی خبروں کی نوعیت اور تقاضوں سے واقف ہو تاکہ حالات اور موضوعات کے مطابق مؤثر رپورٹنگ کر سکے۔

ا. تازہ خبر Breaking News سے مراد کسی اہم واقعے یا حادثے کی اطلاع کو اس کے رونما ہوتے ہی یا فوراً بعد عوام تک پہنچانا ہے۔ ایسی خبریں عموماً غیر متوقع اور فوری نوعیت کی ہوتی ہیں، اس لیے ذرائع ابلاغ انہیں ترجیحی بنیادوں پر نشر یا شائع کرتے ہیں۔ بریکنگ نیوز کا بنیادی مقصد لوگوں کو تازہ ترین حالات و واقعات سے بروقت آگاہ رکھنا ہے۔ جدید الیکٹرانک اور ڈیجیٹل میڈیا میں بریکنگ نیوز کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، جہاں کسی واقعے کی لمحہ بہ لمحہ تفصیلات ناظرین اور قارئین تک پہنچائی جاتی ہیں۔

2 سخت خبر Hard News: سخت خبر سے مراد ایسی خبریں ہیں جو فوری اہمیت رکھتی ہوں اور جن کا تعلق عوامی مفاد سے ہو۔ ان خبروں میں سیاست، حکومت، معیشت، قدرتی آفات، جنگوں، جرائم اور اہم قومی و بین الاقوامی واقعات کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ سخت خبر کا بنیادی مقصد عوام تک بروقت اور درست معلومات پہنچانا ہوتا ہے۔ اس قسم کی خبر میں جذباتیت کے بجائے حقائق کو ترجیح دی جاتی ہے۔

3 نرم خبر Soft News: نرم خبر نسبتاً ہلکے اور دلچسپی پر مبنی موضوعات سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں تفریح، ثقافت، طرزِ زندگی، صحت،

سیاحت اور انسانی دلچسپی کی کہانیاں شامل ہوتی ہیں۔ نرم خبر کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ قارئین کی دلچسپی اور تفریح کا سامان بھی مہیا کرنا ہوتا ہے۔

4 تحقیقاتی خبر Investigative News: تحقیقاتی خبر صحافت کی ایک اہم اور ذمہ دارانہ قسم ہے۔ اس میں صحافی کسی پوشیدہ حقیقت، بدعنوانی، بے ضابطگی یا سماجی مسئلے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ تحقیقاتی رپورٹنگ کے لیے طویل تحقیق، شواہد اور مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایسی خبریں اکثر معاشرتی اصلاح اور احتساب کا سبب بنتی ہیں۔

5 فیچر خبر Feature News: فیچر خبر کسی واقعے یا موضوع کو محض خبروں کی صورت میں پیش کرنے کے بجائے اس کے پس منظر، اثرات اور انسانی پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ اس میں معلومات کے ساتھ ساتھ دلچسپی اور بیانیہ انداز بھی شامل ہوتا ہے۔ فیچر خبر قاری کو موضوع کی گہری سمجھ فراہم کرتی ہے۔

6 اداریاتی اور رائے پر مبنی Editorial and Opinion News: اس قسم کی تحریروں میں کسی اہم مسئلے پر ادارے، مدیر یا ماہرین کی آراء اور تجزیے شامل ہوتے ہیں۔ اگرچہ عام خبریں غیر جانب داری پر مبنی ہوتی ہیں، لیکن اداریاتی مضامین میں نقطہ نظر اور تجزیاتی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ یہ عوامی رائے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

7 تجارتی اور معاشی خبر Business News: معاشی اور تجارتی سرگرمیوں سے متعلق خبروں کو تجارتی خبر کہا جاتا ہے۔ ان میں بازارِ حصص، سرمایہ کاری، کاروباری رجحانات، کمپنیوں کی کارکردگی اور اقتصادی پالیسیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ یہ خبریں کاروباری حلقوں اور سرمایہ کاروں کے لیے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

8 کھیلوں کی خبر Sports News: کھیلوں سے متعلق تمام اطلاعات اور تجزیے کھیلوں کی خبروں میں شامل ہوتے ہیں۔ ان میں مقابلوں کے نتائج، کھلاڑیوں کی کارکردگی، ٹورنامنٹس اور کھیلوں کی دنیا کی دیگر سرگرمیوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

9 تفریحی خبر Entertainment News: فلم، ٹیلی ویژن، موسیقی، تھیٹر اور شوبز سے متعلق خبریں تفریحی خبروں میں شامل ہوتی ہیں۔ یہ قارئین اور ناظرین کو تفریحی دنیا کی تازہ ترین سرگرمیوں سے آگاہ کرتی ہیں۔

10 سائنس اور ٹیکنالوجی کی خبر Science and Technology News: سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق نئی ایجادات، تحقیقات، طبی ترقیات، مصنوعی ذہانت، خلائی تحقیق اور جدید آلات کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والی خبریں اس زمرے میں شامل ہیں۔

11 جرائم اور قانونی خبر Crime and Legal News

جرائم، عدالتوں، قانونی معاملات اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں سے متعلق خبریں جرائم اور قانونی خبروں کے زمرے میں آتی ہیں۔ یہ عوام کو امن وامان اور قانونی معاملات کے بارے میں آگاہ کرتی ہیں۔

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ خبر نگاری صحافت کا بنیادی ستون اور معاشرتی آگاہی کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کا مقصد عوام تک درست، مستند اور بروقت معلومات پہنچانا ہے۔ سچائی، دیانت داری، غیر جانبداری، مشاہدہ، تحقیق، زبان پر عبور اور وقت کی پابندی ایک کامیاب خبر نگار کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ جدید دور کے تقاضوں اور چیلنجز کے باوجود خبر نگاری آج بھی عوامی شعور کی بیداری، رائے عامہ کی تشکیل اور سماجی ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہے اور مستقبل میں بھی اس کی اہمیت برقرار رہے گی۔ صحافت میں خبروں کی مختلف اقسام کو سمجھنا ہر اس فرد کے لیے ضروری ہے جو صحافت کے میدان میں آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ خبر کی ہر قسم عوام کو معلومات فراہم کرنے، ان کی رہنمائی کرنے اور انہیں مختلف معاملات سے باخبر رکھنے میں اپنا مخصوص کردار ادا کرتی ہے۔ خواہ وہ فوری نوعیت کی خبریں ہوں جو اہم واقعات اور حالات کی اطلاع دیتی ہیں، یا ایسی خبریں جو تفریح، ثقافت اور طرزِ زندگی سے متعلق ہوں، ہر قسم کی خبر معاشرے اور عوام کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ بنتی ہے۔ ابلاغِ عامہ اور صحافت کے شعبے سے وابستہ افراد کے لیے مختلف اقسام کی خبروں اور ان کے اندازِ پیش کش سے واقفیت نہایت اہم ہے۔ خبر کی مختلف صورتوں پر عبور حاصل کرنے سے نہ صرف صحافتی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ پیشہ ورانہ زندگی میں کامیابی کے امکانات بھی روشن ہوتے ہیں۔ اس لیے صحافت کے طالب علموں اور نوآموز صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ خبروں کی مختلف اقسام، ان کی خصوصیات اور ان کے عملی استعمال کو اچھی طرح سمجھیں تاکہ وہ بدلتے ہوئے صحافتی تقاضوں کا مؤثر انداز میں سامنا کر سکیں۔

9.2.3 سرخی نویسی

سرخی خبر کا سب سے نمایاں اور اہم حصہ ہوتی ہے۔ قاری سب سے پہلے سرخی کو دیکھتا ہے، اس لیے سرخی ایسی ہونی چاہیے جو مختصر، واضح اور پرکشش ہو۔ ایک اچھی سرخی خبر کے بنیادی مفہوم کو چند الفاظ میں بیان کرتی ہے۔ سرخی میں مبالغہ آرائی، ابہام اور غیر ضروری طوالت سے گریز کرنا چاہیے۔ سرخی کا مقصد قاری کی توجہ حاصل کرنا اور خبر کے اہم نکتے کو نمایاں کرنا ہے۔ سرخی نویسی ایک فن ہے جس کے لیے زبان پر عبور، اختصار اور خبر کی صحیح سمجھ ضروری ہوتی ہے۔ اخبار کی سرخی میں ضروری بات یہ ہوتی ہے کہ اس میں اتنے ہی الفاظ ہوں کہ مختصر جگہ میں کھپ جائیں

اوراسی خط وقط میں کھیں جن کی ہدایت سب ایڈیٹر نے دی ہے۔انگریزی میں یہ کام آسان اس لئے ہے کہ ٹائپ کے سائز متعین ہوتے ہیں۔ سب ایڈیٹران کا پوائنٹ نمبر لکھ دیتا ہے اور حساب لگا لیتا ہے کہ اس کی دی ہوئی سرخی کے الفاظ مختصر جگہ میں آتے ہیں یا نہیں۔اب تک اردو اخباروں میں کتابت ہاتھ سے ہوتی تھی اور مختصر جگہ میں سرخی کے الفاظ کھپانے کے لئے خط اور قط کا فیصلہ کاتب کی مرضی پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔اب کمپیوٹر سے کتابت ہونے لگی ہے۔لیکن اب بھی اردو کے بعض اخبار کم ازکم بڑی بڑی سُرخیاں ماہر کاتبوں سے لکھواتے ہیں۔وجہ یہ ہے کہ ہاتھ کی لکھی ہوئی سرخی، کمپیوٹر کی سرخی سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہے لیکن اصل وجہ غالباً یہ ہے کہ ابھی سب ایڈیٹر حساب نہیں لگا سکتا کہ اس کی تجویز کردہ سرخی مختصر جگہ میں آسکتی ہے یا نہیں۔کمپیوٹر میں حروف کو کوتاہ یا چوڑا کرنے ان کی بلندی کو بڑھانے یا گھٹانے کی جو گنجائش رکھی گئی ہے، اس کے استعمال سے سب ایڈیٹر اور خود کمپیوٹر آپریٹر پوری طرح واقف نہیں ہیں۔اخبار میں سرخی دو کام کرتی ہے: اول، سرخی سے قاری کی توجہ خبر کی جانب مبذول ہوتی ہے دوم، صفحہ کے ڈیزائن میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔لیکن سرخی کا اصل مقصد قاری کی توجہ اپنی طرف کھینچنا ہے۔اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خبر کی اہمیت کے اصول کو بالائے طاق رکھ کر کسی سرخی کو ضرورت سے زیادہ جگہ دی جاتی ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب سب ایڈیٹر کی لگائی ہوئی سرخی بہت ہی اچھی ہو۔

9.2.4 سرخیاں کیسے بنائی جاتی ہیں

کسی بھی کہانی کا کوئی عنوان آسان مسئلہ نہیں ہے خاص طور سے ان حالات میں جب کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے صحافی کے لئے کسی کمپیوٹر کی طرح کام کرتے ہوئے فعل کو سرخی سے فراہم کرنا نہایت ضروری ہو یہ مسائل اس وقت اور پیچیدہ ہوجاتے ہیں جب اخبار ہفت ورزہ یا پندرہ ورزہ جریدہ نہیں بلکہ روزنامہ ہو۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کا کیا ہوتا ہوگا جنہیں اور دو دو اخبار کے دو دو شمارے شائع کرنے ہوں یہ درست ہے کہ اخباروں میں کام کرنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔پر جہاں تک سرخیاں تشکیل دینے کا کام یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ کام ہر اخبار میں ایک دو حضرات سے زیادہ لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اکثر ان کے ہاں کوئی آدھ ایڈیٹر بھی یہ کام کرتا ہے۔خبر کو اگر اخبار کا جسم قرار دیا جائے تو سرخیوں کو اس کا چہرہ قرار دینا چاہئے جس طرح چہرے کو باطن کا عکس قرار دیا جاتا ہے اسی طرح سرخی کی صورت سیرت یعنی اس کی حیاتی وموضوعاتی نوعیت یا قاری کو فوراً اپنی گرفت میں لے لیتی ہے یا متغیر کر کے اخبار کو جھٹک دینے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ انسانی چہرے اور سرخی کے نقوش میں فرق اگر ہے تو صرف اتنا ہے کہ اول ذکر ہیں جہاں تبدیلی اور تفرین دونوں کا دارومدار

اخباونویس کے احساس جمال پر ہوتا ہے وہ کاتب یاCompositer کی مدد سے اسے جتنا جلی یا خفی دل کش و جاذب نظر بنایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کے پاس ایسا کرنے کے وسائل ہوں۔سرخیاں اخباراوراس کے مدیر صحافی دونوں کے مزاج کی عکاسی ہوتی ہیں اس کی ترتیب وتشکیل سے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اخباراور صحافی کا دونوں کا مقصد قاری کو جزباتی جھٹکے دے کر سستی شہرت حاصل کرنا ہے۔ یا معلومات میں اضافہ کر کے غور وفکر کی ترغیب دینا ہے۔ پہلی قسم کی چونکانے والی سرخیوں میں تاثر کی سمت Climax سے Anti-Climax یعنی عروج سے زوال کی طرف ہوتی ہے ۔جسے قاری کبھی پسند نہیں کرتا جب کہ دوسری قسم کی سرخیوں میں تاثر بڑے متوازن طریقے سے آہستہ آہستہ Climax کی طرف بڑھتا ہے آج سے کوئی ایک صدی پہلے سرخیوں کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی تھی اور نہ ان کی ترتیب تعزین کی طرف اتنی توجہ دی جاتی تھی۔آج کل سرخیوں کو زیادہ سے زیادہ دلکش اور بصیرت آفروز بنانے پر زور دیا جاتا ہے ان کا جاندار بے حد دلچسپ عمیق دلکش اور طباعتی اور جاذب نظر اہم تصور کیا جاتا ہے سرخی کی تعریف کرتے ہوئے جناب سید اقبال قادری فرماتے ہیں سرخی کبھی کسی خبر مضمون خط بیان تبصرہ یا تحریر کا مختصر ترین اقتباس یا خلاصہ ہوتی ہے کسی بھی مطالعتی مواد کی نوعیت فوری علم حاصل کرنے کے لئے سرخی ضروری ہے۔ بڑے حروف میں دلکش ترین طرز پر لکھی یا چھاپی جاتی ہے۔سرخی ایک واقع اشازہ ہوتی ہے۔سرخی کا قلم کار اور قاری کا دونوں کا مددگار ہے۔عام کتابوں درسی ناولوں افسانوں دینی کتابوں وغیرہ کی سرخیوں سے اخباری سرخیاں کافی مختلف معنی خیز اور پرکشش ہوتی ہے۔مندرجہ بالا اقتباس سے سرخی کے لوازم سامنے آئے ہیں۔وہ حسب ذیل ہیں۔

سرخی ایک مختصر ترین اقتباس ہے کو خبر کو عنوان کے طور پر اس پر چپکایا جاتا ہے۔

اس کا دلکش ہونا ضروری ہے تا کہ قاری کی توجہ کو فوری اپنی طرف مبذول کر سکے۔

یہ اس مواد کا خلاصہ ہوتی ہے جو خبر کے بطن میں مذکور ہوتا ہے۔

اس کا معنی خیز اور پرکشش ہونا بھی ضروری ہے۔

اس کی نوعیت ناولوں درسی کتابوں افسانوں ڈراموں اور دینی کتابوں کی سرخیوں سے مختلف ہوتی ہے۔

سرخی کے لوازم سے بحث کرتے ہوئے جناب ایم۔وی۔کامتھر نے جن خصوصیات کو سرخی کی بنیادی شرط قرار دیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

(الف) مناسب موزوں ہونا۔

(ب) کہانی بیان کرنا۔

(ج) اخبار کے معیار سے مطابقت رکھنا۔

(د) محض لیبل نہ ہونا۔

(ل) محفوظ ہو۔

(ہ) ایسی نہ ہونا جس سے اخبار پر حرف آئے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سرخی کی ترتیب کے لئے صحیح الفاظ یعنی ایسے الفاظ جو جب کہانی کے لئے سب سے مناسب اور موزوں ہوں ہی اس کے مقصد میں کامیابی دلا سکتے ہیں سرخی لامقصد قاری کی توجہ کو فوراً اپنی طرف مبذول کراتا ہے یہ مقصد دو طرح سے حاصل کیا جاسکتا ہے ایک یہ اسے خوبصورت ترین طریقے سے قلم بند کیا جائے یعنی کتابت اس قدر دیدہ زیب و موزوں ہو اور کم سے کم الفاظ خوبصورت املا، اقتباس کی موزوں ترین ساخت یعنی الفاظ بہترین ترتیب اور معنویاتی ہم آہنگی اس کو جاندار بنا سکتی ہے۔ سرخی بھی اسی طرح تخلیقی عمل کے مترادف ہے جس طرح ایک خیال کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنا فن قرار دیا جاتا ہے۔ صحافت نے جیسے جیسے اتقا کی مختلف منزلیں سے کی ہیں ویسے ویسے سرخی کے فن میں بھی نئی نئی جدتیں پیدا کی گئی ہیں۔ سرخی کی ترتیب کے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کاتب ہر لفظ کو واضح اور الگ الگ لکھے تاکہ قاری کو پڑھنے میں وقت نہ ہو الفاظ کے درمیان مناسب فاصلہ رکھنا ضروری ہے۔ بعض اوقاس کاتب سرخی کی تعزین کی خاطر اس کی کتابت کرتے ہوئے اپنے نقش ونگار بناتا ہے کہ اصل الفاظ میں گم ہو کر رہ جائیں یا الفاظ کو ایک دوسرے پر اس طرح کیا جاتا ہے کہ قاری کو پڑھنے کے لئے کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے یہ یاد رکھا چاہئے کہ پڑھنے والا ایک نظر میں ساری دنیا کی معلومات حاصل کرنے کا متمنی ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ ساری خبر پڑھنے کے بجائے وقت کی تنگی کی وجہ سے محض سرخیاں پڑھ کر ہی کام چلاتا ہے ان حالات میں اگر سرخی پڑھنے میں بھی اسے وقت کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اخبار کو اٹھا کر پھینک دیتا ہے چنانچہ اسی بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ صرف اتنے ہی الفاظ استعمال کئے جائیں جن کے لئے جگہ میسر ہو اختصار کے چکر میں کہیں یہ نہ ہو کہ معنی ہی ضبط ہو کر رہ جائے سرخی کی ساخت قواعد کی روح سے مجروح ہو جائے۔

سرخی میں ہمیشہ حال کا صیغہ استعمال کیا جانا چاہئے کہ خبر چاہے کتنی پرانی کیوں نہ ہو یہ ظاہر نہ ہونا چاہئے کہ وہ باسی ہے ایسا کرنے سے ان کی دل کشی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فعل معروف (Active votce) کا ہی استعمال کیا جائے نہ فعل مجہول (Passive Voice) کے زمانے کو ظاہر کرنے والے افعال سے اجتناب بہتر ہوتا ہے۔ یعنی سرخی میں تھا، ہوگا، ہے کہ الفاظ بشرطکیہ وہ کسی کا قول نہ ہو برتنے سے

پرہیز کرنا چاہئے ۔سرخی کا واضح اور تحقیقی ہونا بھی ضروری ہے یعنی اس میں اختصار کے ساتھ کسی طرح کا ابہام نہ ہونا چاہئے ابہام جہاں شاعری کے تاثر کو بڑھا دیتا ہے اور اس کے محاسن میں شمار ہوتا ہے۔صحافت میں عیب سمجھا جاتا ہے اس لئے یہاں ابہام کی گنجائش نہیں سرخی میں تو خاص طور سے اس سے بچنا چاہئے اگر کسی مالی نقصان کا ذکر کرنا مقصود ہو تو یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ کتنا نقصان ہوا اور کیوں اور کیسے مثلاً سیلاب سے بے پناہ مالی نقصان کی جگہ سیلاب میں ہزاروں افراد جان بحق اور کروڑوں روپے کی فصلیں برباد زیادہ مناسب ہے۔آپ نے دیکھا کہ اردو اور انگریزی کے اخبار کبھی کبھی دو قسم کی سرخیاں ایک ساتھ استعمال کرتی ہیں اردو جلی اوپر لگائی جاتی ہے اور خفی اس کے نیچے انگریزی کے اخباروں میں کبھی خفی اوپر ہوتی ہے اور کبھی جلی۔انگریزی والے اس دوہری سرخی کے چکر سے آزاد ہونے کی کوشش کر رہے ہیں اور انہیں ایک ہی سرخی کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے اردو والوں کو بھی یہی راستہ اپنانا چاہئے اس سے جگہ ضائع ہونے سے بچ جاتی ہے دوہری سرخی کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد خبر پڑھنے کو بھی جی نہیں چاہتا کیونکہ ساری کہانی تو سرخیوں میں بیان ہو جاتی ہے نیچے اس کی تکرار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

اب اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اخبار کے کسی بھی صفحے پر ساری سرخیاں ایک ہی قسم کی نہیں ہونی چاہئے یعنی صفحے کی سب ہم سرخی کو سب سے جلی حروف میں رقم کرنا چاہئے اور کم اہم کو دوسرے قلم سے اس سے اخبار کے صفحہ میں خوش نما تنوع پیدا ہوتا ہے جو قاری کی آنکھ کو اچھا لگتا ہے۔اسی طرح کچھ سرخیاں خط نستعلیق اور کچھ کو خط شکستہ میں بھی سودمند ہو سکتی ہیں انگریزی میں ہی کام (Iaelics) کے استعمال سے لیا جا سکتا ہے۔کسی سرخی یا شہ سرخی کو زیادہ سے زیادہ دل کٹ بنانے کا ایک طریقہ یہ ہے ایک اسے کسی ایسی تصویر یا کارٹون کے ساتھ شائع کیا جائے جو خبر کی کہانی نسبت رکھتا ہو تقریر یا کارٹون نہ حرف خبر کی تفہیم ہیں بلکہ اضافہ کرتے ہیں بلکہ اسے زیادہ مؤثر بھی بناتے ہیں۔تصویر کے ساتھ ایک خوبصورت عنوان بھی اگر لکھا ہوتا خبر کی کہانی دو آتشہ ہو جاتی اس بات کا خیال بھی ضروری ہے کہ خبر کی کہانی کے لئے جس ٹائپ یا قلم کا ستعمال کیا جائے اسی قلم سے تصویر یا کارٹون کا عنوان نہ لکھا جائے کارٹون یا تصویر کا عنوان منفرد نظر آنا چاہئے ۔اگر ایک خبر کے لئے ایک سے زیادہ تصویریں استعمال کرنا ہوں تو ہر ایک کے ساتھ الگ عنوان لگانا چاہئے تا کہ ہر تصویر کے موضوع کا صاف پتہ چل جائے۔

اخبار کے مختلف صفحات پر لگنے والی سرخیوں کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں اور ان کا پنا انحصار ہر صفحے کی اپنی اہمیت پر ہوتا ہے۔مثلاً اخبار کے کل صفحات میں پہلے صفحہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہوتی ہے۔اس لئے اس امیں انہیں خبروں کو شامل کیا جاتا ہے جو صرف نوعیت کے اعتبار سے سب سے اہم ہوتی ہے بلکہ جو ہر قسم کے قارئین کی دلچسپیوں کی تشفی کا باعث ہوتی ہیں ۔مثلاً قارئین کا ایک بھاری طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔جو سیاسی اور ملکی حالات میں سب سے زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور اخبار سامنے آتے ہی جن کی نگاہیں سب سے پہلے ایسی خبروں

کوتلاش کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔اسی طرح بہت سے لوگ قتل وغارت گری کی خبروں کے رسیا ہوتے ہیں۔اس لئے وہ سب سے پہلے ایسی ہی سرخیوں کے متلاشی نظر آتے ہیں۔چنانچہ اخبار نویس کا فرض ہے کہ وہ ہر نوعیت کی اہم خبروں کو پہلے صفحہ پر جگہ دے اوران کی سرخیوں کوان کی نوعیت کے اعتبار سے تشکیل دے۔

تاہم یہ خیال رہے کہ سرخیوں کہ ہیئت کواد لتے بدلتے رہتے ہیں۔ان کی ہیئت کومستقبل حیثیت عطانہ کریں کیونکہ اس ًرح سرخیاں ٹائپ بن جاتی ہیں اوران کی تکرار قارئین کومتنفر کردیتی ہے یعنی ایک دن اسے جس طرح تحریر کیا جائے دوسرے دن اسے بھولا دینا چاہئے۔یہ ادل بدل دل کشی میں اضافہ کرتا ہے۔سرخی کی ترتیب وتشکیل میں کچھ باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے اس سلسلے میں اظہار وخیال کرتے ہوئے سید اقبال قادری فرماتے ہیں سرخیاں لکھتے وقت عمدہ ذوق کا مظاہرہ ضروری ہے سرخی میں اعتراض طنز یا پھبتی سے احستر از کرنا چاہئے کسی بات کوتوڑ مروڑ کی کوشش کوناحتاجی ہی نہیں بلکہ انسانی بددیانتی ہے الفاظ جہاں اظہار کا بہترین اورمؤثر ترین ذریعہ ہیں۔وہاں خطرات کا پیش خیمہ بھی ہیں۔سرخی سے کسی فریادادارے کی توہین کا امکان ہے خصوص طور پر بین الاقوامی خبروں کی سرخیاں تحریر کرتے وقت غیر معمولی احتیاط کی ضرورت ہے ذرا سی غفلت کسی بھی ملک سے تعلقات سے کشیدگی کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ بین الاقوامی دوستی اور خیر سگالی کے جذبات کا تقاضا وے کہ ہم اخباری سرخیوں کے ذریعے کسی ملک کے احساسات کوٹھیس پہنچانے سے بچیں۔جنگ کے زمانے میں سرخیاں کافی احتیاط اور ذمہ داری سے لکھی جاتی ہیں۔معمولی سے معمولی غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے جنگ کے دوران سخت قوانین نافذ رہتے ہیں اور ملک کے دفع کی خاطر کسی بھی صحافی کوگرفتاری اورنظر بندی کا خدشہ لگا رہتا ہے۔اسی طرح قومی معائیدوں اور دیگر مین الاقوامی یا دیگر ریاستوں کی خبریں بڑی احتیاط سے لکھی جاتی ہیں۔مزدوروں کی ہڑتال اوراحتجاجی جلسوں اور جلوسوں کی خبروں کی سرخیاں بھی محتاط ہوں استعال انگیز یا غیر جانبداری سے پرہیز لازمی ہے۔

سرخی میں عجیب اوراعجازی الفاظ استعمال نہ کئے جائیں عمدہ ترین، افضل ترین، مشہورترین، قدیم ترین، اہم ترین جیسے فوقیت والے صیغوں سے احترام کیا جائے بہت بڑی قیمتی بہت ضروری جیسے الفاظ استعمال نہ ہوں بڑا حادثہ، بڑی چوری، بڑا قتل، جیسے فقرے سرخی کو واضح نہیں کرتے جو شے سرخی نویس کو بڑی یا اہم محسوس ہو وہ ضروری نہیں کہ ہر قاری کے لئے عظیم ترین ہو۔جوخبر بالکل مستند نہیں ہے اورافواؤں پر مبنی ہے اس کے ساتھ ایک علامت استفہامیہ یعنی سوالیہ نشان سرخی میں لگانا ضروری ہے اب آخر میں سرخیوں کی چند ایسی اقسام کا ذکر دینا بھی ضروری ہے کہ جنہیں اخباروں میں عام طور پر برتا جاتا ہے ایک عام رائے کے مطابق انہیں مندرجہ ذیل چھ اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔یہاں یہ کہہ دینا بھی ضروری ہے کہ جن اقسام کا ذکر کیا جارہا ہے ان کا زیادہ تر تعلق انگریزی اخباروں سے ہے اردو اخباروں میں ان سبھی اقسام کی سرخیاں برتی نہیں جاتیں۔

ایک سطری(Cross Line)اخباروں میں استعمال ہونے والی سرخیوں میں یہ سب سے مقبول قسم ہے۔ یہ ایک ہی سطر پر مشتمل ہوتی ہے۔ چاہئے لمبائی کے عتبار سے کیسی بھی کیوں نہ ہو یعنی ایک دو تین چار کالمی ہی کیوں نہ ہو اگر کالموں کی تعداد سرخیوں کی لمبائی سے زیادہ ہو تو سرخی کو دونوں طرف برابر چھوڑ کر صحیح لگایا جاتا ہے اس سرخی کی کتابت بہت آسان ہوتی ہے۔ کئی سطری سرخیاں(Drop Line) یہ ایک ایسی سرخی ہوتی ہے جسے کئی سطروں میں لکھا جاتا ہے کم سے کم سطروں کی تعداد دو اور زیادہ سے زیادہ سطروں کی تعداد چار تک ہوتی ہے۔ زیادہ تر اخباروں میں اس سرخی کے لئے دو یا دو سے زیادہ سطریں استعمال نہیں کی جاتیں۔ دوسری سرخی لگاتے وقت اردو اخباروں میں دائیں طرف تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑی جاتی ہے۔ انگریزی کے اخباروں میں کہیں یہ جگہ بائیں رہتی ہے۔ اہرام معکوس سرخی(Inverted Pyramid) اس سرخی کو اس طرح سے ترتیب دیا جاتا ہے کہ الٹی تکون کی سی شکل بن جاتی ہے۔ اس کو الٹا ہرام بھی کہتے ہیں۔ اسے تحریر کے وقت پر دوسری سطر پہلی سطر سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اس لئے اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ دوسری سطر پہلی کے درمیان بامرکز میں لکھی جاتی ہے۔ معلق سرخی (Hanging Indent) اس سرخی میں پہلی سطر کافی لمبی ہوتی ہے۔ دوسری تیسری اور چوتھی سطروں میں کافی اور یکساں حاشیہ دیا جاتا ہے۔ آخری سطر جہاں ختم ہوتی ہے سرخی کو بھی اس جگہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے باقی سطریں پہلے سے نکلی ہوئی ہوں۔ مربع نما سرخی(Square Indention) یہ سرخی بھی تین چار سطری ہوتی ہے اور اسے لکھتے وقت دائیں جانب (انگریزی) اخباروں میں بائیں جانب دو تین سینٹی میٹر کا حاشیہ چھوڑ دیا جاتا ہے اخباروں میں اس طرح کی سرخیاں بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اسے زیادہ تر رسائل میں برتا جاتا ہے

9.2.5 سرگرمی ا۔ آؤ اپنی معلومات جانچیں درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے :

خبر نگاری صحافت کا بنیادی ستون ہے۔ (___)

ایک اچھی خبر میں درستگی ضروری نہیں ہوتی۔ (___)

سرخی خبر کا اہم حصہ ہوتی ہے۔ (___)

خبر میں ذاتی رائے کو حقائق پر ترجیح دی جاتی ہے۔ (___)

" کیا، کب، کہاں، کون، کیوں اور کیسے " خبر کے بنیادی اجزاء ہیں۔ (___)

9.3 کالم نگاری

کالم صحافت کی ایک مقبول صنف ہے۔کالم میں کالم نگار کسی موضوع، واقعے یا مسئلے پر اپنے خیالات اور تجزیات پیش کرتا ہے۔کالم نگاری میں اسلوب کی دلکشی، استدلال اور مشاہدے کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ایک اچھا کالم قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے اور کسی موضوع کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔کالم نگاری عوامی رائے کی تشکیل اور فکری مباحث کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔کالم نگاری ایک ایسا فن ہے جو قارئین کو ان کی معلومات میں اضافہ کرنے میں مدد کرتا ہے۔کالم بھی خبر کی ایک قسم ہوتی ہے جس میں کسی تازہ ترین واقعہ کا ذکر ملے جو واقعات ہو چکے ہیں یا ہونے والے ہیں ان کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔کالم نویسی مختلف موضوعات پر مبنی ہوتی ہے۔ان موضوعات میں سیاست، کھیل کود، فلم، طنز و مزاح، سائنسی سرگرمیاں اور حالات کا تجزیہ شامل ہیں۔

کالم نگاری کے اصول وضوابط: کالم نویسی ایک ایسا فن ہے جس کے لئے صحافتی تجربہ کے ساتھ معلومات کا خزانہ ہونا ضروری ہے۔ مثلاً فلمی کالم۔فلموں میں اخلاقی گراوٹ مار دھاڑ اور خون خرابے کے مناظر کے نوجوان نسل پر اثرات کو موضوع سخن بنا کر اصلاحی باتیں کی جاتی ہیں۔اسی طرح کھیل کود کے کالم میں مختلف ٹیموں کی کارکردگی کو کالم نویس اپنے نظریے سے پیش کرتا ہے۔ بعض اخبارات میں کچھ مستقل کالم ہوتے ہیں جو ہر ہفتہ شائع کئے جاتے ہیں اور بعض کالم نویس ہر موضوع پر اتنے اچھے کالم لکھتے ہیں کہ اخبارات بھاری قیمت ادا کر کے ان کے کالم حاصل کرتے ہیں۔اخبار صرف خبروں کا ہی مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں عصری مسائل پر لوگوں کی آرا کا بھی اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہوتا ہے ان آراء کو تین طریقوں سے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔مثلاً کسی مسئلے پر اخبار کی مجموعی رائے کو اداریے کے ذریعے ابھارا جاتا ہے عوام کی آراء خطوط کی شکل میں سامنے آتی ہے جب کہ اخبار کے عملے کی آراء کو ایسے کالموں کے ذریعے خاص وعام تک پہنچایا جاتا ہے جو کالم نویسوں کے نام ہی سے مخصوص ہوتے ہیں نام کے لئے چھپتے ہیں ایسے کالموں کے لئے کسی عنوان کا ہونا بھی اس لئے ضروری سمجھا جاتا رہا ہے کہ اس نے خبر اور کالم میں تمیز کرنے میں قارئین کو آسانی ہوتی ہے۔کالم کے ذریعے کالم نویس اہم اور پیچیدہ عصری مسائل کو وضاحت کرنے میں قارئین کو نہ صرف انہیں سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ بغیر کسی طرح ترغیب دئے انہیں ان کے حل کے لئے بھی ذہنی طور پر تیار کرتا ہے اس میں پیش کے سارے خیالات کالم نویس کی اپنی آراء کے ضمیر سے ابھرتے ہیں۔اس لئے انہیں ان کی ذاتی آراء سے منسوب کر سکتے ہیں۔لیکن چونکہ یہ آراء ایک مدت تک ان مسائل پر غور وخوض کے بعد قائم کی گئی ہوتی ہیں۔اس لئے ان کی بڑی اہمیت ہوتی

ہے۔ وہ ہمیشہ حق گوحق پرست، اورحق کا متلاشی ہوتا ہے۔ادارئے اورکالم میں موضوعاتی اعتبار سے اگر چہ بہت حدتک مشاہبت ہوتی ہے لیکن ان کا اسلوب ایک سانہیں ہوتا۔ادارئے کے اسلوب کواگرہم رسمی قرار دیتے ہیں تو کالم کیا سلوب کوہم شگفتہ اورغیر رسمی قرادے سکتے ہیں۔ادار یہ صرف نتائج کوپیش کرتا ہے۔ جب کہ کالم نتائج کوپیش کرتا ہےاورساتھ ساتھ ان اسباب کوبھی بیان کردیتا ہے۔جن کی بناپروہ نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔

کالم نویس کسی بھی مسئلے کے بارے میں جوکچھ کہتا ہے وہ ان کی ججی تولی رائے ہوتی ہے وہ کسی بات سے وقتی طور پرمتاثر ہوکراس کے بارے میں نہیں کرتا بڑے غورخوض کے بعداپنے رویوں کی تشکیل عمل میں لاتا ہےاسی لئے ایک بات کسی مسئلے کے بارے میں اپنی رائے مرتب کرلینے کے بعدوہ پھراسے بدلتانہیں اس پراعتقاد کی حدتک یقین رکھتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اس رائے کوقارئین کے سامنے پیش کرتا ہےتوپوری وفاداری کے ساتھ اوردلائل کے ساتھ ان کی مدد سے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ ان پرغوروخوض کرکے ان کی صحیح نوعیت تک پہنچنے کی کوشش کریں اس کا مقصد پارئین کواپنی آراء سے اتفاق کرنے پرمجبورکرنانہیں ہوتا۔ بلکہ صرف یہ کہ وہ ان کے کالم کودلچسپی سے پڑھ کرغوروخوض کرنے کی تحریک پائیں ۔کالم کے ذریعے کالم نویس بڑے آزادانہ طریقے سےعصری مسائل یا حالات حاضرہ پراپنی رائے دیتاوہ مطالعے، مشاہدےاورغوروخوض کی فکر کے بعدکسی مسئلے کےایسےایسے پہلوسامنے لاتا ہےجس کے بارے میں کسی نے سوچا تک بھی نہیں ہوتا۔وہ ہر بات کوبڑی ذمہ داری کے ساتھ لکھتا ہے۔سنجیدہ کالموں کے ساتھ ایسے کالم بھی لکھے جاتے ہیں۔جن میں طنزومزاح کاعنصرغالب رہتا ہے۔انہیں مزاحیہ کالموں کے زمرے میں رکھا جاتا ہےطنز کی کاٹ اورمزاح کی چاشنی ان میں بے پناہ اثر پیدا کردیتی ہے۔ جن سے وہ فوراً قارئین کی توجہ کامرکز بن جاتے ہیں۔کالم کومسلسل صحافتی فیچر کے نام سے بھی منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ یہ تسلسل کے ساتھ مدت تک جاری رہتا ہےاورایک ہی عنوان کے تحت روزمرہ زندگی کے مسائل کوپیش کرتا رہتا ہے۔کالم نویسی نے اب ایک معتبر درجہ کا پیشہ حاصل کرلیا ہے اورکالم نویسوں کوداتشوروں صحافیوں کےاہم طبقے میں شمار کیا جاتا ہےجن کی آراءنظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔امریکہ اسی لئے انہیں سیاسی پنڈت ،قصیدہ گو، ہرفن مولا، روشندان ایسے نام سے منسوب کیا جاتا ہے دنیا کے ہرمسئلے پران کی رائے کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہمارے اس دور کے اہم کالم نویسوں میں خشونت سنگھ، خاجہ احمد عباس ،راجندر پوری وغیرہ کے نام حاصطوں سے لئے جاسکتے ہیں۔کالموں کی مختلف اقسام کا جہاں تک تعلق ہےانہیں پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ا) رنگ برنگا کالم۔

(۲) ذاتی کالم

(۳) مزاحیہ کالم

(۴) سنڈیکیٹ کالم

(۵) خصوصی کالم

رنگ برنگے کالم میں جن موضوع کی کوئی قید نہیں ہوتی ہر قسم کے موضوعات کو اس میں پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایسے کالموں کو چوں چوں کا مربع بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ذاتی کام میں البتہ کالم نویس کسی خصوص موزوں پر ذاتی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اپنے مطالعے، مشاہدے کی مدد سے ایسی دلیل پیش کرتا ہے کہ قاری مرعوب ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی شہرت اور تجربے سے فائدہ اٹھائے ہوئے ہر بات زوردار انداز میں پیش کرتا ہے اور اپنے ذاتی خیالات پر بڑا زور دیتا ہے۔ مزاحیہ کالم میں طنز و مزاح کی مدد سے حالات حاضرہ کو زیادہ متاثر کن بنایا جاتا ہے۔ ایک ماہر کالم نویس سنجیدہ سے سنجیدہ مضمون پر کالم لکھ کر اپنے خیالات کو زیادہ موثر بنا سکتا ہے۔ جو پیشہ وار ادارے تحریر کر کے اخباروں کو فراہم کرتے ہیں۔ یہ کسی ایک فرد کے نہیں بلکہ اداروں کے تحریر کردہ ہوتے ہیں یا وہ ادارے کالم نویسوں سے کالم خرید کر مقررہ قیمت پر اخباروں کو مہیا کرتے ہیں۔ ان کو سنڈیکیٹ کالم کہتے ہیں۔ ایسے کالم جو مخصوص موضوعات پر لکھے جاتے ہیں خصوصی کالم لکھے جاتے ہیں۔ یہ کالم وہ لوگ لکھتے ہیں جنہیں اس موضوع پر ماہرانہ قدرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کا تعلق اکثر قلم کھیل کود، صنعت و حرفت، ماحولیات، پکوان، کشیدہ کاری اور فوٹو گرافی وغیرہ سے ہوتا ہے۔

9.3.1 اداریہ نویسی

اداریہ صحافت کی ایک اہم اور باوقار صنف ہے۔ یہ کسی بھی اخبار یا رسالے کی وہ نمایاں تحریر ہوتی ہے جس میں مدیر، ناشر یا ادارتی بورڈ کسی اہم قومی، سماجی، سیاسی، تعلیمی، معاشی یا بین الاقوامی مسئلے پر اپنی رائے اور نقطہ نظر پیش کرتا ہے۔ اداریہ دراصل اخبار کی پالیسی، فکر اور مزاج کی نمائندگی کرتا ہے، اسی لیے اسے کسی بھی اخبار کا سب سے اہم اور مؤثر حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر خبروں کو اخبار کا جسم کہا جائے تو اداریے کو اس کی روح قرار دینا بے جا نہ ہوگا، کیونکہ یہی وہ تحریر ہوتی ہے جو واقعات کی تشریح کرتی ہے، مسائل کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہے اور قارئین کی فکری رہنمائی کا فریضہ انجام دیتی ہے۔

اداریہ صرف کسی واقعے یا مسئلے کی اطلاع دینے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس کے اسباب، اثرات اور ممکنہ نتائج کا جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔ ایک اچھا اداریہ قارئین کو سوچنے، غور کرنے اور کسی معاملے کے بارے میں متوازن رائے قائم کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اداریہ عوامی شعور کی بیداری، رائے عامہ کی تشکیل اور سماجی وفکری تبدیلی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اداریہ نویسی ایک نہایت ذمہ دارانہ اور محنت طلب کام ہے۔ ایک اداریہ نگار کو حالاتِ حاضرہ، سیاسی وسماجی مسائل اور قومی و بین الاقوامی معاملات پر گہری نظر رکھنی ہوتی ہے۔ کسی بھی موضوع پر قلم اٹھانے سے پہلے اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا، حقائق کی جانچ کرنا اور مختلف آراء کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ اداریہ نگار کو چاہیے کہ وہ اپنی رائے دلیل، منطق اور حقائق کی بنیاد پر قائم کرے۔ اس کی تحریر میں اعتدال، سنجیدگی اور غیر جانبداری ہونی چاہیے تاکہ قارئین اس پر اعتماد کر سکیں۔ اداریے کا ایک اہم مقصد حکومت اور عوام دونوں کی رہنمائی کرنا بھی ہے۔ معاشرے میں پیش آنے والے مسائل، خامیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرنا اور ان کے حل کی طرف توجہ دلانا اداریہ نویسی کا بنیادی فریضہ ہے۔ اگر کسی پالیسی، اقدام یا سماجی رویے میں کوئی خرابی موجود ہو تو اداریہ نگار کو دیانت داری کے ساتھ اس پر تنقید کرنی چاہیے۔ تاہم یہ تنقید تعصب، ذاتی مفاد یا جذباتیت پر مبنی نہیں ہونی چاہیے بلکہ دلیل اور حقیقت پر مبنی ہونی چاہیے۔ خوشامد، مبالغہ آرائی اور جانبداری اداریے کی اثر پذیری کو کم کر دیتی ہیں۔

اردو صحافت میں اداریہ نویسی کا آغاز بتدریج ہوا۔ ابتدائی اردو اخبارات میں اداریے کم شائع ہوتے تھے اور ان کی مستقل روایت ابھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ تاہم 1857ء کے بعد اردو صحافت میں اداریہ نویسی کو باقاعدہ فروغ حاصل ہوا۔ منشی نول کشور کے ''اودھ اخبار'' نے اداریوں کو نمایاں جگہ دی اور مختلف علمی، سماجی اور اصلاحی موضوعات کو اپنے اداریوں کا حصہ بنایا۔ اس اخبار سے وابستہ اہلِ قلم نے اپنی علمی بصیرت اور ادبی صلاحیتوں کے ذریعے اداریہ نویسی کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔ اردو اداریہ نویسی کے ارتقاء میں سرسید احمد خاں کی خدمات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ سرسید نے اپنی صحافتی اور اصلاحی سرگرمیوں کے ذریعے اردو صحافت کو ایک نئی فکری سمت عطا کی۔ سائنٹفک سوسائٹی کے قیام اور اس سے وابستہ اخبارات ورسائل کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو جدید علوم، سائنسی فکر اور سماجی اصلاح کی طرف متوجہ کیا۔ بعد ازاں ''تہذیب الاخلاق'' کے اداریوں نے اردو صحافت میں ایک نئی روایت قائم کی۔ ان اداریوں کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں تھا بلکہ معاشرے میں شعور، اصلاح اور فکری بیداری پیدا کرنا بھی تھا۔

سرسید کی اداریہ نویسی کی ایک نمایاں خصوصیت ان کی سادہ، عام فہم اور مؤثر زبان تھی۔ انہوں نے ثقیل اور پیچیدہ طرزِ اظہار سے گریز کرتے ہوئے ایسی زبان اختیار کی جو عام قاری کی سمجھ میں آ سکے۔ اس اسلوب نے اردو صحافت کو عوام کے قریب کیا اور اداریہ نویسی کو ایک مقبول

اورمؤثر صنف بنادیا۔ بعد کے صحافیوں اور مدیران نے بھی اسی روایت کو آگے بڑھایا اور اردو اداریہ نگاری کو مزید وسعت دی۔

عصرِ حاضر میں اداریہ نویسی کو کئی نئے چیلنجز کا سامنا ہے۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کی تیز رفتار ترقی نے معلومات کے حصول کے طریقوں کو یکسر بدل دیا ہے۔ آج قارئین خبروں اور تبصروں تک فوری رسائی حاصل کر لیتے ہیں، جس کے نتیجے میں روایتی اخبارات کے مطالعے کا رجحان نسبتاً کم ہوا ہے۔ اس تبدیلی نے اردو صحافت اور بالخصوص اداریہ نویسی کو بھی متاثر کیا ہے۔ ماضی کے اردو صحافی وسیع مطالعے، زبان پر مضبوط گرفت اور فکری پختگی کے حامل ہوتے تھے۔ محدود وسائل کے باوجود ان کے اداریے زبان کی شائستگی، استدلال کی قوت اور فکری گہرائی کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتے تھے۔ موجودہ دور میں بعض اخبارات میں زبان و بیان کی کمزوری، تحقیق کی کمی اور غیر معیاری اسلوب کی شکایات سامنے آتی ہیں، جس سے اداریہ نویسی کا معیار متاثر ہوتا ہے۔ چونکہ اداریہ کسی اخبار کی فکری شناخت ہوتا ہے، اس لیے اس کی کمزوری پورے اخبار کے معیار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو صحافت سے وابستہ افراد زبان و ادب کے مطالعے کو فروغ دیں، صحافتی اصولوں کی پابندی کریں اور تحقیق و معروضیت کو اپنی تحریروں کا حصہ بنائیں۔ اداریہ نویسی اسی وقت مؤثر، جان دار اور باوقار بن سکتی ہے جب اس میں فکری دیانت، زبان کی صحت، دلیل کی مضبوطی اور عوامی مفاد کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔ اگر یہ عناصر موجود ہوں تو اداریہ نہ صرف اخبار کی ساکھ کو مضبوط بناتا ہے بلکہ معاشرے کی فکری اور سماجی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

9.3.2 فیچر نگاری

فیچر نگاری صحافت کی ایک اہم، مؤثر اور مقبول صنف ہے۔ یہ محض خبر رسانی کا ذریعہ نہیں بلکہ معلومات، تجزیے، مشاہدات اور انسانی دلچسپی کے عناصر کو ایک دلکش اور مؤثر انداز میں پیش کرنے کا فن ہے۔ عام خبر کا مقصد کسی واقعے کی فوری اطلاع دینا ہوتا ہے، جبکہ فیچر کسی موضوع کے پس منظر، اس کی اہمیت، اس سے وابستہ حالات اور انسانی پہلوؤں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ اسی لیے فیچر کو صحافت اور ادب کے حسین امتزاج کی صورت بھی قرار دیا جاتا ہے۔ صحافت کے مختلف شعبوں میں فیچر کو ایک منفرد مقام حاصل ہے کیونکہ اس میں خبر کی طرح صرف واقعات بیان نہیں کیے جاتے بلکہ ان واقعات کے پس منظر، اثرات اور معاشرتی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ فیچر نگار کسی موضوع کو اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ قاری نہ صرف معلومات حاصل کرے بلکہ اس موضوع سے جذباتی اور فکری طور پر بھی وابستہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ فیچر کو صحافتی تحریر کی سب سے دلکش اور دلچسپ صنف تصور کیا جاتا ہے۔

فیچر کی بنیاد معلومات اور مشاہدے پر ہوتی ہے لیکن اس میں ادبی چاشنی بھی شامل ہوتی ہے۔فیچر نگار زبان و بیان کے حسن، منظر نگاری، واقعاتی ترتیب اور دلچسپ اسلوب کے ذریعے اپنی تحریر کو مؤثر بناتا ہے۔ایک کامیاب فیچر قاری کو ابتدا سے آخر تک اپنی گرفت میں رکھتا ہے اور اسے موضوع کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کراتا ہے۔فیچر کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں موضوعات کی کوئی خاص پابندی نہیں ہوتی۔انسانی زندگی کا تقریباً ہر شعبہ فیچر کا موضوع بن سکتا ہے۔سماجی مسائل، تہذیبی روایات، تاریخی واقعات، شخصیات، سائنسی ایجادات، تعلیمی سرگرمیاں، قدرتی مناظر، کھیل، سیاحت، فنونِ لطیفہ اور قومی تقریبات جیسے بے شمار موضوعات پر فیچر لکھے جا سکتے ہیں۔یہی وسعت فیچر نگاری کو صحافت کی ایک ہمہ گیر صنف بناتی ہے۔فیچر اور خبر کے درمیان بنیادی فرق بھی قابلِ توجہ ہے۔خبر مختصر، براہِ راست اور فوری نوعیت کی ہوتی ہے جبکہ فیچر تفصیلی، تشریحی اور تجزیاتی انداز اختیار کرتا ہے۔خبر میں صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ کیا ہوا، کب ہوا اور کہاں ہوا، لیکن فیچر اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ واقعہ کیوں اہم ہے، اس کے پس منظر میں کون سے عوامل کارفرما ہیں اور اس کے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔اس اعتبار سے فیچر محض معلومات فراہم نہیں کرتا بلکہ معلومات کو معنی اور تناظر بھی عطا کرتا ہے۔فیچر نگاری کے لیے چند بنیادی خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔سب سے پہلے موضوع کا درست انتخاب اہمیت رکھتا ہے۔موضوع ایسا ہونا چاہیے جو قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہو اور اس میں معلوماتی یا انسانی اہمیت موجود ہو۔اس کے بعد موضوع سے متعلق مستند معلومات کا حصول ضروری ہے۔فیچر نگار کو مختلف ذرائع سے معلومات جمع کرنی چاہئیں تاکہ اس کی تحریر تحقیق اور حقائق پر مبنی ہو۔فیچر نگاری میں زبان و بیان کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔فیچر کی زبان نہ تو حد سے زیادہ ادبی ہونی چاہیے اور نہ ہی بالکل خشک اور غیر دلچسپ۔اس میں سادگی، روانی اور دلکشی کا امتزاج ہونا چاہیے تاکہ قاری آسانی سے موضوع کو سمجھ سکے۔منظر نگاری، مثالوں، واقعات اور دلچسپ حوالوں کا استعمال فیچر کو مزید مؤثر بنا دیتا ہے۔فیچر کی مختلف اقسام بھی پائی جاتی ہیں۔شخصی فیچر میں کسی شخصیت کی زندگی، خدمات اور کارناموں کو موضوع بنایا جاتا ہے۔تاریخی فیچر میں کسی تاریخی واقعے یا دور کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔سماجی فیچر معاشرتی مسائل اور عوامی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔سفری فیچر میں کسی مقام، علاقے یا ملک کے حالات، ثقافت اور قدرتی حسن کو بیان کیا جاتا ہے۔اسی طرح سائنسی، تعلیمی، ادبی، ثقافتی اور تفریحی فیچر بھی صحافت میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

اردو صحافت میں فیچر نگاری کی ایک مضبوط روایت موجود ہے۔مختلف اردو اخبارات اور رسائل نے اس صنف کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ماضی میں اردو کے متعدد صحافیوں اور ادیبوں نے ایسے فیچر تحریر کیے جو معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی حسن سے بھی مزین تھے۔ان تحریروں نے نہ صرف قارئین کے علم میں اضافہ کیا بلکہ ان کے ذوقِ مطالعہ کو بھی جلا بخشی۔

عصرِ حاضر میں فیچر نگاری کی اہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جدید دور میں خبروں کی فراوانی نے قارئین کو محض اطلاع تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ کسی بھی موضوع کی گہری اور جامع تفہیم چاہتے ہیں۔ فیچر اس ضرورت کو پورا کرتا ہے کیونکہ اس میں موضوع کی تفصیلی وضاحت، تجزیہ اور مختلف پہلوؤں کی تشریح موجود ہوتی ہے۔ اسی لیے اخبارات، رسائل، ویب پورٹلز اور آن لائن صحافت میں فیچر نگاری کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا کے فروغ نے فیچر نگاری کے انداز میں بھی تبدیلی پیدا کی ہے۔ اب تحریری فیچر کے ساتھ تصاویر، ویڈیوز، انفوگرافکس اور دیگر بصری مواد بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے فیچر کی افادیت اور اثر پذیری میں اضافہ ہوتا ہے۔ تاہم بنیادی اصول آج بھی وہی ہیں جو روایتی فیچر نگاری میں تھے، یعنی تحقیق، معلومات کی درستگی، دلچسپ اسلوب اور قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھنا۔ مختصراً، فیچر نگاری صحافت کی ایک ایسی صنف ہے جو معلومات اور ادب کو یکجا کرتی ہے۔ اس کا مقصد صرف کسی موضوع کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا نہیں بلکہ اس کے مختلف پہلوؤں کو مؤثر، دلچسپ اور جامع انداز میں پیش کرنا بھی ہے۔ ایک اچھا فیچر قاری کے علم میں اضافہ کرتا ہے، اس کی سوچ کو وسعت دیتا ہے اور اسے کسی موضوع کو گہرائی سے سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اسی لیے فیچر نگاری کو صحافت کا ایک اہم اور مؤثر اظہار سمجھا جاتا ہے جو آج بھی اپنی افادیت اور مقبولیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔

9.3.3 خط بنام مدیر

خط بنام مدیر صحافت کی ان اصناف میں شامل ہے جن کے ذریعے عوام اور ذرائع ابلاغ کے درمیان ایک مضبوط اور براہِ راست تعلق قائم ہوتا ہے۔ اخبار یا رسالہ صرف خبروں اور مضامین کی اشاعت کا ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے قارئین کے خیالات، احساسات اور آراء کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ قارئین جب کسی سماجی، تعلیمی، سیاسی، ثقافتی یا عوامی مسئلے کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو وہ مدیر کے نام خط لکھتے ہیں۔ اگر وہ خط موضوع، اسلوب اور مواد کے اعتبار سے مناسب سمجھا جائے تو اسے اخبار یا رسالے میں شائع کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک فرد کی آواز وسیع عوامی حلقے تک پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات یہ آواز متعلقہ اداروں اور حکام تک بھی رسائی حاصل کر لیتی ہے۔ خط بنام مدیر کو عوامی صحافت کی ایک مؤثر شکل بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے عام لوگ صحافتی عمل کا حصہ بنتے ہیں۔ اخبارات میں شائع ہونے والے یہ خطوط معاشرے کے مختلف طبقات کی سوچ، مسائل اور توقعات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان خطوط میں نہ صرف شکایات اور مسائل بیان کیے جاتے ہیں بلکہ بہت سے مواقع پر تعمیری تجاویز اور اصلاحی آراء بھی پیش کی جاتی ہیں۔ اسی لیے خط بنام مدیر کو جمہوری معاشرے میں اظہارِ رائے اور عوامی

شرکت کا ایک اہم وسیلہ تصور کیا جاتا ہے۔اخبار کے دفتر میں موصول ہونے والے خطوط دراصل اپنے دور کے آئینے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یعنی ان کے ذریعے سے اس دور میں عوام کیا محسوس کرتی ہے اور کس طرح سوچتی ہے اس کی عکاسی ہوتی ہے۔چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اخبار میں چھپنے والے خطوط ایک اہم دستاویز کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔جن کی اہمیت تمدنی تاریخ مرتب کرنے والے تاریخ نویسوں کے لئے بہت زیادہ ہوتی ہے۔دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اخبار جہاں دوسرے کالموں کی مدد سے ملک کی سیاسی تاریخ کی تعریف کرتا ہے۔یہ خطوط ملک کی تمدنی تاریخ مرتب کرنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں انہیں نظر انداز کر کے تمدنی تاریخ مرتب نہیں کی جاسکتی۔اس بات سے لگ بھگ سب واقف ہیں کہ اخبار میں چھپنے والے مواد سے عوام کے ردعمل کا پتہ اخبار کے ایڈیٹر یا عملہ کے خطوط کے ذریعے معلوم ہوتا ہے۔جو اخبار کے دفتر میں ہر روز بھاری تعداد میں پہنچتے ہیں۔ان خطوط میں یا تو کسی خبر سے متعلق اظہار رائے کیا گیا ہوتا ہے یا اخبار میں چھپنے والے کسی مضمون یا فیچر یا ادارئے کے بارے میں خط لکھنے والے نے بحث ومباحثہ کیا ہوتا ہے۔اخبار کا دفتر موصول ہونے والے ان خطوط کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اخبار کے دفتر میں ایک عملہ اسی کام کے لئے مخصوص کیا گیا ہوتا ہے۔وہ ان خطوط میں درج کی گئی معلومات کی ایک رپورٹ بنا کر چیف ایڈیٹر کے سامنے پیش کرتے ہیں تا کہ نہ صرف ان کو شائع کیا جائے بلکہ اگر کوئی سوالات پوچھے گئے ہیں تو ان کے تسلی بخش جوابات بھی ایڈیٹر کی طرف سے دیئے جائیں۔ان خطوط کی اہمیت کے پیش نظر ہی ان خطوط کا اداریہ بھی ہوتا ہے اور چند مضامین بھی۔صحافت کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بھر کے اخبارات نے قارئین کے خطوط کو ہمیشہ اہمیت دی ہے۔مغربی صحافت Letters to the Editor کے عنوان سے ایک مستقل گوشہ موجود ہوتا تھا جہاں قارئین اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے۔یہی روایت بعد میں اردو صحافت میں بھی مقبول ہوئی۔اردو اخبارات نے شروع ہی سے قارئین کی آراء کو جگہ دی اور انہیں اپنی بات کہنے کا موقع فراہم کیا۔اس روایت نے اردو صحافت کو عوام کے قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا۔خط بنام مدیر کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ عوامی مسائل کو اجاگر کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔بعض اوقات ایسے مسائل جنہیں حکومتی ادارے یا ذرائع ابلاغ نظر انداز کر دیتے ہیں، قارئین کے خطوط کے ذریعے نمایاں ہو جاتے ہیں۔صفائی ستھرائی، پینے کے پانی کی قلت، بجلی کی فراہمی، ٹریفک کے مسائل، تعلیمی سہولیات، طبی خدمات اور دیگر عوامی مشکلات کے بارے میں لکھے گئے خطوط کئی مرتبہ متعلقہ حکام کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔یوں یہ خطوط معاشرتی اصلاح اور عوامی بہبود میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

خط بنام مدیر صرف مسائل کی نشاندہی تک محدود نہیں ہوتا بلکہ یہ عوامی شعور کی بیداری میں بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔مختلف سماجی اور قومی موضوعات پر لکھے گئے خطوط قارئین کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں اور انہیں مختلف مسائل کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے ہیں۔اس طرح

اخبارات میں شائع ہونے والے خطوط فکری مکالمے کو فروغ دیتے ہیں اور معاشرے میں رائے عامہ کی تشکیل میں حصہ لیتے ہیں۔ایک اچھے خط بنام مدیر کے لیے چند بنیادی خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔سب سے پہلے خط کا موضوع واضح اور بامقصد ہونا چاہیے۔خط میں غیر ضروری تفصیلات اور طوالت سے گریز کرنا چاہیے تاکہ اصل مسئلہ نمایاں رہے۔زبان شائستہ، مہذب اور عام فہم ہونی چاہیے۔ذاتی حملوں، غیر مصدقہ الزامات اور اشتعال انگیز اندازِ بیان سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس سے خط کی سنجیدگی متاثر ہوتی ہے۔خط میں مسئلے کی وضاحت کے ساتھ ساتھ اس کے ممکنہ حل کی طرف بھی اشارہ کیا جانا چاہیے تاکہ تحریر زیادہ مؤثر بن سکے۔خط بنام مدیر کی ساخت نسبتاً سادہ ہوتی ہے۔اس میں مدیر کو مخاطب کرنے کے بعد موضوع یا مسئلے کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔اس کے بعد مسئلے کی وضاحت کی جاتی ہے اور آخر میں مناسب تجویز یا درخواست پیش کی جاتی ہے۔اختتام پر خط نگار اپنا نام اور مقام درج کرتا ہے۔اگرچہ اس کی ساخت سادہ ہوتی ہے لیکن اس کے اثرات کئی مرتبہ نہایت دوررس ثابت ہوتے ہیں۔

اردو صحافت میں خط بنام مدیر کی روایت نے مختلف ادوار میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔آزادی سے قبل ان خطوط کے ذریعے قومی بیداری، تعلیمی شعور اور سماجی اصلاح کے خیالات کو فروغ ملا۔آزادی کے بعد بھی یہ روایت برقرار رہی اور مختلف عوامی مسائل کو اجاگر کرنے میں معاون ثابت ہوئی۔بہت سے اخبارات نے قارئین کے خطوط کے لیے مستقل صفحات مختص کیے جس سے عوامی شرکت میں اضافہ ہوا۔موجودہ دور میں اگرچہ سوشل میڈیا، بلاگز اور دیگر ڈیجیٹل ذرائع اظہارِ رائے کے نئے مواقع فراہم کر رہے ہیں، تاہم خط بنام مدیر کی اہمیت اب بھی برقرار ہے۔سوشل میڈیا پر رائے کا اظہار فوری اور غیر رسمی ہوتا ہے، جبکہ اخبار میں شائع ہونے والا خط ایک سنجیدہ، مرتب اور ذمہ دارانہ اظہارِ خیال سمجھا جاتا ہے۔اسی لیے آج بھی بہت سے افراد اپنی آراء اور مسائل کو اخبارات کے ذریعے عوام اور ذمہ دار اداروں تک پہنچانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ڈیجیٹل صحافت کے فروغ کے ساتھ اب متعدد اخبارات آن لائن خطوط بھی قبول کرتے ہیں۔قارئین ای میل یا ویب سائٹس کے ذریعے اپنی آراء ارسال کرتے ہیں، جن میں سے منتخب خطوط شائع کیے جاتے ہیں۔اس تبدیلی نے خط بنام مدیر کی روایت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا ہے اور اسے نئی زندگی بخشی ہے۔اگر تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بعض اوقات اخبارات صرف مخصوص نوعیت کے خطوط کو شائع کرتے ہیں یا ادارتی پالیسی کے مطابق ان کا انتخاب کرتے ہیں۔اس کے باوجود خط بنام مدیر آج بھی عوامی آواز کی نمائندگی کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔یہ نہ صرف عوام اور ذرائع ابلاغ کے درمیان رابطے کو مضبوط بناتا ہے بلکہ جمہوری اقدار، اظہارِ رائے کی آزادی اور سماجی شعور کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔یہ صحیح ہے کہ اخبار کے دفتر میں ملنے والے تمام خطوط کو شائع نہیں کیا جا سکتا کیونکہ زیادہ خطوط ایسے ہوتے ہیں جن میں تعریف

وتوصیف کو اتنی اہمیت نہیں دیتا جتنی اہمیت تو وہ تنقید کو دیتا ہے۔ یا اخبار میں شامل کسی مضمون پر لکھی گئی تنقید کو حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اخبار کے خطوط مخصوص صفحے پر خطوط شائع کئے گئے ہوتے ہیں۔ ان میں یا تنقید کی گئی ہوتی ہے یا تردید یا کسی مضمون کے بارے میں مزید معلومات کا اضافہ کیا گیا ہوتا ہے۔ اخبار کے دفتر میں موصول ہونے والے خطوط دراصل اپنے دور کے آئینے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یعنی ان کے ذریعے سے اس دور میں عوام کیا محسوس کرتی ہے اور کس طرح سوچتی ہے اس کی عکاسی ہوتی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اخبار میں چھپنے والے خطوط ایک اہم دستاویز کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ جن کی اہمیت تمدنی تاریخ مرتب کرنے والے تاریخ نویسوں کے لئے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اخبار جہاں دوسرے کالموں کی مدد سے ملک کی سیاسی تاریخ کی تعریف کرتا ہے۔ یہ خطوط ملک کی تمدنی تاریخ مرتب کرنے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ انہیں نظر انداز کر کے تمدنی تاریخ مرتب نہیں کی جا سکتی ہے۔

مختصراً، خط بنام مدیر صحافت کی ایک ایسی صنف ہے جو عوامی مسائل، خیالات اور جذبات کو وسیع حلق؟ قارئین تک پہنچانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے عوام کو اپنی بات کہنے کا موقع ملتا ہے اور اخبارات کو عوامی نبض کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خط بنام مدیر کو صحافت میں عوامی شرکت، سماجی بیداری اور جمہوری اظہار کا ایک اہم ستون تصور کیا جاتا ہے۔

9.3.4 انٹرویو اور پریس کانفرنسیں

صحافت میں معلومات کے حصول اور عوام تک حقائق پہنچانے کے مختلف ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں۔ انٹرویو اور پریس کانفرنس انہی ذرائع میں شامل ہیں۔ یہ دونوں صحافتی سرگرمیاں نہ صرف خبر نگاری میں مدد دیتی ہیں بلکہ عوام کو اہم شخصیات، اداروں اور واقعات کے بارے میں براہِ راست معلومات فراہم کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ انٹرویو اور پریس کانفرنس کے ذریعے صحافی عوامی مفاد سے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں اور انہیں مؤثر انداز میں عوام تک پہنچاتے ہیں۔ جدید صحافت میں ان دونوں کی اہمیت مسلسل بڑھ رہی ہے کیونکہ یہ مستند اور براہِ راست معلومات تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔

انٹرویو صحافت کی ایک اہم صنف ہے جس میں کسی شخصیت، ماہر، رہنما یا متعلقہ فرد سے سوالات کر کے معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ انٹرویو کا مقصد کسی موضوع یا مسئلے کے بارے میں مستند معلومات اور آراء حاصل کرنا ہوتا ہے۔ صحافتی انٹرویو عوام کو کسی شخصیت کے خیالات، تجربات اور نقطۂ نظر سے آگاہ کرتا ہے۔ اس کے ذریعے قارئین یا ناظرین کو ایسے حقائق معلوم ہوتے ہیں جو عام حالات میں دستیاب نہیں

ہوتے۔انٹرویومعلوماتی،تحقیقی اور تجزیاتی صحافت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل میڈیا میں انٹرویوکو خاص اہمیت حاصل ہے۔ایک کامیاب انٹرویو کے لیے صحافی کو پہلے سے مکمل تیاری کرنی چاہیے۔اسے موضوع اور متعلقہ شخصیت کے بارے میں مناسب معلومات حاصل کرنی چاہئیں تا کہ سوالات مؤثر اور بامقصد ہوں۔انٹرویو کے دوران سوالات واضح،مختصر اور موضوع سے متعلق ہونے چاہئیں۔صحافی کو تحمل، شائستگی اور غیر جانبداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔انٹرویو لینے والے کو چاہیے کہ وہ جواب دہندہ کو اپنی بات مکمل کرنے کا موقع دے اور غیر ضروری مداخلت سے گریز کرے۔انٹرویو کے بعد حاصل شدہ معلومات کی درست تدوین اور پیش کش بھی نہایت اہم ہے۔صحافی کو جواب دہندہ کے خیالات کو دیانت داری کے ساتھ پیش کرنا چاہیے۔

پریس کانفرنس ایک ایسی صحافتی نشست ہوتی ہے جس میں کسی ادارے، تنظیم یا شخصیت کی جانب سے صحافیوں کو مدعو کیا جاتا ہے تا کہ کسی اہم موضوع، فیصلے یا واقعے کے بارے میں معلومات فراہم کی جاسکیں۔پریس کانفرنس کا مقصد عوام تک مستند اور بروقت معلومات پہنچانا ہوتا ہے۔ اس موقع پر صحافی مختلف سوالات کرتے ہیں اور متعلقہ شخصیت یا ادارہ ان کے جوابات دیتا ہے۔سیاسی، سماجی، تعلیمی، تجارتی اور بین الاقوامی معاملات میں پریس کانفرنسوں کا انعقاد عام بات ہے۔یہ عوامی معلومات اور شفافیت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔پریس کانفرنس ذرائع ابلاغ اور عوام کے درمیان ایک مؤثر رابطے کا ذریعہ ہے۔اس کے ذریعے اہم اعلانات، پالیسی فیصلے اور عوامی دلچسپی کے معاملات براہِ راست صحافیوں تک پہنچائے جاتے ہیں۔پریس کانفرنس صحافیوں کو موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ مختلف سوالات کے ذریعے موضوع کے مختلف پہلوؤں کو واضح کریں۔اس سے معلومات کی درستگی اور شفافیت میں اضافہ ہوتا ہے۔جمہوری معاشروں میں پریس کانفرنس کو عوامی جواب دہی اور معلومات کے تبادلے کا ایک اہم ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حکومتیں، ادارے اور مختلف تنظیمیں اپنی پالیسیوں اور سرگرمیوں سے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لیے پریس کانفرنسوں کا سہارا لیتی ہیں۔

9.3.5 سرگرمی ۔آؤاپنی معلومات جانچیں درج ذیل بیانات کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے :

کالم نگاری میں ذاتی تجزیہ اور رائے شامل ہوسکتی ہے۔ (___)

اداریہ اخبار کے مؤقف کی نمائندگی کرتا ہے۔ (___)

فیچر صرف دو یا تین سطروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ (___)

خط بنام مدیر عوامی رائے کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ (___)

اداریہ عموماً مدیر یا ادارتی بورڈ کی طرف سے لکھا جاتا ہے۔ (___)

انٹرویو کا مقصد کسی شخصیت یا موضوع کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہوتا ہے۔ (___)

انٹرویو میں تیاری کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ (___)

پریس کانفرنس میں صحافی سوالات کر سکتے ہیں۔ (___)

پریس کانفرنس عوام تک معلومات پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ (___)

صحافی کو انٹرویو کے دوران غیر جانبدار رہنا چاہیے۔ (___)

9.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں اخبار نویسی کے فن اور اس کی مختلف اہم اصناف کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ابتدا میں اخبار نویسی کے مفہوم، اس کی اہمیت اور صحافت میں اس کے بنیادی کردار پر روشنی ڈالی گئی۔ واضح کیا گیا کہ اخبار نویسی محض خبروں کی ترسیل کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا فن ہے جس کے ذریعے معاشرے کے سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی اور ثقافتی حالات عوام کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک ذمہ دار اخبار نویسی عوام کو باخبر رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی فکری رہنمائی بھی کرتی ہے۔ اس سبق کے تحت خبر نگاری کا جائزہ لیا گیا اور بتایا گیا کہ خبر صحافت کی بنیاد اور اخبار کا بنیادی جزو ہے۔ خبر نگاری کے اصول، خبر کی خصوصیات اور خبر کے مختلف اجزاء پر بحث کی گئی۔ یہ واضح کیا گیا کہ ایک اچھی خبر میں درستگی، غیر جانب داری، اختصار اور بروقت معلومات کی فراہمی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح خبر کی تیاری اور پیش کش میں صحافی کی ذمہ داریوں اور پیشہ ورانہ

اصولوں کو بھی اجاگر کیا گیا۔ بعد ازاں سرخی نویسی کے فن کو زیرِ بحث لایا گیا۔ سرخی کو خبر کا چہرہ قرار دیتے ہوئے اس کی اہمیت اور افادیت کو واضح کیا گیا۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ مؤثر سرخی نہ صرف قاری کی توجہ حاصل کرتی ہے بلکہ خبر کے بنیادی مفہوم کو مختصر اور جامع انداز میں بھی پیش کرتی ہے۔ سرخی نویسی کے مختلف اصولوں اور تقاضوں کا بھی جائزہ لیا گیا۔

سبق میں کالم نگاری کو صحافت کی ایک اہم صنف کے طور پر پیش کیا گیا۔ کالم نگاری کے ذریعے کسی موضوع، واقعے یا مسئلے پر مصنف اپنے خیالات، مشاہدات اور تجزیات پیش کرتا ہے۔ کالم نگار اپنے اسلوبِ بیان، فکری بصیرت اور تجزیاتی صلاحیت کے ذریعے قارئین کی رہنمائی کرتا ہے اور مختلف موضوعات پر رائے عامہ کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔ اداریہ نویسی کے باب میں اس صنف کی اہمیت، تاریخی ارتقا اور اردو صحافت میں اس کے مقام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اداریہ کو اخبار کی روح اور اس کی فکری شناخت قرار دیا گیا۔ یہ واضح کیا گیا کہ اداریہ کسی اخبار یا رسالے کی پالیسی اور نقطہ نظر کی نمائندگی کرتا ہے۔ اردو صحافت میں سرسید احمد خاں اور دیگر نامور صحافیوں کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے اداریہ نویسی کی ترقی اور اس کے اثرات پر روشنی ڈالی گئی۔ ساتھ ہی عصرِ حاضر میں اردو اداریہ نگاری کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا بھی جائزہ لیا گیا۔ فیچر نگاری کے عنوان کے تحت یہ واضح کیا گیا کہ فیچر صحافت اور ادب کے حسین امتزاج کا نام ہے۔ فیچر محض خبر نہیں ہوتا بلکہ کسی موضوع، شخصیت، واقعے یا مسئلے کو تفصیلی، دلچسپ اور مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس صنف کے ذریعے معلومات، مشاہدات، جذبات اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ قاری کی دلچسپی برقرار رہے اور اس کے علم میں اضافہ بھی ہو۔ خط بنام مدیر کے حصے میں اس کی اہمیت اور افادیت کو واضح کیا گیا۔ یہ بتایا گیا کہ خط بنام مدیر عوام اور ذرائع ابلاغ کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے عام لوگ اپنے مسائل، خیالات اور تجاویز کو اخبارات کے توسط سے عوام اور متعلقہ اداروں تک پہنچاتے ہیں۔ اس صنف نے جمہوری اقدار کے فروغ اور عوامی شعور کی بیداری میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اسی طرح انٹرویو اور پریس کانفرنس جیسے اہم صحافتی ذرائع کا بھی مطالعہ کیا گیا۔ انٹرویو کو معلومات کے حصول اور شخصیات کے خیالات جاننے کا مؤثر ذریعہ قرار دیا گیا، جبکہ پریس کانفرنس کو ذرائع ابلاغ اور عوام کے درمیان رابطے کی ایک اہم کڑی کے طور پر پیش کیا گیا۔ ان دونوں ذرائع کے ذریعے نہ صرف مستند معلومات حاصل کی جاتی ہیں بلکہ مختلف مسائل اور معاملات کے بارے میں عوامی آگاہی بھی پیدا ہوتی ہے۔ مختصراً، اس سبق میں اخبار نویسی کے فن، اس کی مختلف اصناف اور ان کے عملی و نظری پہلوؤں کا جامع مطالعہ پیش کیا گیا۔ خبر نگاری، سرخی نویسی، کالم نگاری، اداریہ نویسی، فیچر نگاری، خط بنام مدیر، انٹرویو اور پریس کانفرنس جیسی اصناف صحافت کے بنیادی ستون ہیں۔ ان کے ذریعے نہ صرف معلومات کی

ترسیل کا عمل مکمل ہوتا ہے بلکہ عوامی شعور، فکری بیداری، سماجی اصلاح اور جمہوری اقدار کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا جاتا ہے۔ یہی اصناف صحافت کو ایک مؤثر سماجی ادارہ اور عوامی خدمت کا طاقتور ذریعہ بناتی ہیں۔

9.5 فرہنگ

لفظ	:	معنی
1۔صحافت	:	خبروں اور اطلاعات کی ترسیل کا فن
2۔اخبار نویسی	:	اخبار کے لیے مواد تیار کرنے کا عمل
3۔خبر نگاری	:	خبریں جمع کرنے اور مرتب کرنے کا فن
4۔سرخی	:	خبر یا مضمون کا عنوان
5۔اداریہ	:	اخبار کی پالیسی اور موقف کی نمائندہ تحریر
6۔مدیر	:	اخبار یا رسالے کا نگران
7۔ناشر	:	اشاعت کا ذمہ دار شخص یا ادارہ
8۔کالم:	:	کسی مخصوص موضوع پر مستقل تحریر
9۔کالم نگار:	:	کالم لکھنے والا مصنف
10۔فیچر:	:	معلوماتی اور دلچسپ صحافتی مضمون
11۔انٹرویو:	:	سوال و جواب پر مبنی صحافتی گفتگو
12۔پریس کانفرنس::		صحافیوں کے لیے منعقدہ معلوماتی اجلاس
13۔ذرائع ابلاغ	:	:معلومات پہنچانے کے مختلف وسائل
14۔اشاعت	:	: کسی مواد کو شائع کرنے کا عمل
15۔قارئین:	:	اخبار یا رسالہ پڑھنے والے افراد

16۔معروضیت : : غیر جانبداری اور حقیقت پسندی

17۔تجزیہ : : کسی موضوع کا گہرائی سے جائزہ

18۔تبصرہ : : کسی واقعے یا مسئلے پر اظہارِ رائے

19۔تحقیق: : حقائق کی تلاش اور جانچ

20۔مستند: : قابلِ اعتماد اور معتبر

21۔ترجمانی: : کسی کی رائے یا احساسات کی نمائندگی

22۔تنقید : خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ

23۔اصلاح : : بہتری اور درستی پیدا کرنا

24۔رہنمائی : : درست سمت کی طرف توجہ دلانا

25۔بصیرت : : گہری سمجھ اور فہم

26۔استدلال : : دلیل کے ذریعے بات ثابت کرنا

27۔مکالمہ : : باہمی گفتگو اور تبادلہ خیال

28۔رائے عامہ : : عوام کی اجتماعی سوچ اور رائے

29۔ترسیل : : خبر یا پیغام پہنچانے کا عمل

30۔ابلاغ : اطلاعات اور خیالات کی منتقلی

31۔مشاہدہ : غور سے دیکھنے اور سمجھنے کا عمل

32۔فکری بیداری : شعور اور فکر میں وسعت

33۔تجسس : جاننے اور سمجھنے کی خواہش

34۔تاثرات : کسی چیز کے ذہنی یا جذباتی اثرات

35۔پیشہ ورانہ : پیشے سے متعلق

36۔صحافتی اقدار : صحافت کے اخلاقی اصول

37۔ادارتی پالیسی : اخبار یا رسالے کی فکری سمت

38۔غیر جانبداری : کسی فریق کی حمایت یا مخالفت سے اجتناب

39۔خبر رساں ادارہ : خبریں فراہم کرنے والا ادارہ

40۔ادبی اسلوب : اظہارِ بیان کا مخصوص انداز

41۔افادیت : فائدہ مندی

42۔عصری مسائل : موجودہ دور کے مسائل

43۔اظہارِ رائے : اپنے خیالات کا اظہار

44۔عوامی شعور : عوام میں آگاہی اور بیداری

45۔معلوماتی مضمون: علم اور معلومات فراہم کرنے والی تحریر

9.6 نمونے برائے امتحانی سوالات۔

۱۔ اخبار نویسی کے فن اور اس کی اہمیت پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

۲۔ خبر نگاری کے اصول اور خبر کے اجزا کی وضاحت کیجیے۔

سرخی نویسی کی اہمیت اور بنیادی اصول بیان کیجیے۔

کالم نگاری، اداریہ نویسی اور فیچر نگاری کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

خط بنام مدیر کی افادیت اور سماجی اہمیت بیان کیجیے۔

انٹرویو کے اصول اور طریقہ کار پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

پریس کانفرنس کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالیے۔

فیچر نگاری کی خصوصیات بیان کیجیے۔

ایک کامیاب انٹرویو کے لیے کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

صحافت میں انٹرویو اور پریس کانفرنس کی اہمیت بیان کیجیے۔

9.7 مشقی سوالات

1۔خبر نگاری سے کیا مراد ہے؟

2۔سرخی نویسی کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

3۔اداریہ کسے کہتے ہیں؟

4۔کالم نگاری کیا ہے؟

5۔فیچر کی تعریف کیجیے۔

6۔خط بنام مدیر کیا ہوتا ہے؟

7۔انٹرویو سے کیا مراد ہے؟

8۔پریس کانفرنس کیا ہے؟

9۔مدیر کے دو فرائض بیان کیجیے۔

10۔خبر کی دو اہم خصوصیات لکھیے۔

11۔صحافت میں معروضیت سے کیا مراد ہے؟

12۔عوامی رائے کیا ہے؟

13۔ذرائع ابلاغ سے کیا مراد ہے؟

14۔ایک اچھے انٹرویو نگار کی ایک خصوصیت لکھیے۔

15۔اداریہ نویسی کی اہمیت بیان کیجیے۔

9.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی.

1۔ خبر نگاری سے کیا مراد ہے؟

خبروں کو جمع کرنے، مرتب کرنے اور پیش کرنے کے عمل کو خبر نگاری کہتے ہیں۔

2۔ سرخی نویسی کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

خبر کے بنیادی مفہوم کو مختصر اور مؤثر انداز میں پیش کرنا۔

3۔ اداریہ کسے کہتے ہیں؟

اخبار کی پالیسی اور موقف کی نمائندہ تحریر کو اداریہ کہتے ہیں۔

4۔ کالم نگاری کیا ہے؟

کسی موضوع پر مستقل بنیادوں پر رائے اور تجزیہ لکھنے کا عمل کالم نگاری کہلاتا ہے۔

5۔ فیچر کی تعریف کیجیے۔

کسی موضوع پر معلوماتی اور دلچسپ انداز میں لکھی گئی تحریر فیچر کہلاتی ہے۔

6۔ خط بنام مدیر کیا ہوتا ہے؟

قارئین کی جانب سے مدیر کے نام لکھا گیا خط، خط بنام مدیر کہلاتا ہے۔

7۔ انٹرویو سے کیا مراد ہے؟

سوال و جواب کے ذریعے معلومات حاصل کرنے کا عمل انٹرویو کہلاتا ہے۔

8۔ پریس کانفرنس کیا ہے؟

صحافیوں کو معلومات فراہم کرنے کے لیے منعقدہ اجلاس کو پریس کانفرنس کہتے ہیں۔

9۔ مدیر کے دو فرائض بیان کیجیے۔

اخبار کے مواد کی نگرانی کرنا اور ادارتی پالیسی کا تعین کرنا۔

10۔ خبر کی دو اہم خصوصیات لکھیے۔

درستگی اور بروقتی۔

11۔ صحافت میں معروضیت سے کیا مراد ہے؟

غیر جانبداری اور حقیقت پسندی۔

12۔ عوامی رائے کیا ہے؟

عوام کے اجتماعی خیالات اور رجحانات کو عوامی رائے کہتے ہیں۔

13۔ ذرائع ابلاغ سے کیا مراد ہے؟

معلومات اور خبریں پہنچانے والے وسائل۔

14۔ ایک اچھے انٹرویو نگار کی ایک خصوصیت لکھیے۔

بہترین سوالات کرنے کی صلاحیت۔

15۔ اداریہ نویسی کی اہمیت بیان کیجیے۔

یہ عوام کی فکری رہنمائی اور رائے سازی میں مدد دیتی ہے۔

جوابات سرگرمی ۱۔

صحیح غلط صحیح غلط صحیح

جوابات سرگرمی ۲۔

صحیح صحیح غلط صحیح صحیح

صحیح غلط صحیح صحیح صحیح

9.9 ۔امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر:10 رپورٹنگ اوراس کی اقسام

ساخت

10.0 اغراض ومقاصد

10.1 تعارف

10.2. رپورٹنگ کی اہمیت اورافادیت

10.2.1 ایک کامیاب رپورٹر کی خصوصیات

10.2.2 آؤاپنی معلومات جانچیں سرگرمی۔1

10.3 رپورٹنگ کی اقسام

10.3.1 آؤاپنی معلومات جانچیں سرگرمی۔۲

10.4 عمومی جائزہ

10.5 فرہنگ

10.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

10.7 مشقی سوالات

10.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی۔

10.9 امدادی کتب

10.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعدآپ رپورٹنگ کے مفہوم،تعریف اورصحافت میں اس کی اہمیت کوسمجھنے کے قابل ہوجائیں گے۔آپ جان

سکیں گے کہ رپورٹنگ صحافتی عمل کا بنیادی ستون کیوں سمجھی جاتی ہے اور ایک رپورٹر کن ذمہ داریوں کو انجام دیتا ہے۔ اس سبق کے ذریعے آپ رپورٹنگ کی مختلف اقسام، ان کی خصوصیات اور ان کے عملی تقاضوں سے واقف ہوں گے۔ آپ سیاسی، پارلیمانی، عدالتی، تحقیقی، کھیلوں اور جنگی رپورٹنگ کی نوعیت اور افادیت کو سمجھ سکیں گے۔ اس کے علاوہ آپ ایک کامیاب رپورٹر کی ضروری صفات، پیشہ ورانہ اخلاقیات اور رپورٹنگ کے جدید رجحانات کا بھی مطالعہ کریں گے۔ یہ سبق آپ میں رپورٹنگ کے فن کو سمجھنے اور صحافتی میدان میں اس کے مؤثر استعمال کی صلاحیت پیدا کرے گا۔

10.1 تعارف

صحافت کا بنیادی مقصد عوام تک درست، بروقت اور مستند معلومات پہنچانا ہے۔ اس مقصد کے حصول میں رپورٹنگ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کسی بھی اخبار، رسالے، ریڈیو، ٹیلی ویژن یا ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر شائع یا نشر ہونے والی بیشتر معلومات رپورٹنگ ہی کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں۔ رپورٹنگ صحافت کا وہ عمل ہے جس کے ذریعے واقعات، حالات اور مسائل کے بارے میں معلومات جمع کی جاتی ہیں، ان کی تصدیق کی جاتی ہے اور پھر انہیں عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔ موجودہ دور کو اطلاعات کا دور کہا جاتا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے واقعات چند لمحوں میں پوری دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس تیز رفتار معلوماتی نظام میں رپورٹر کا کردار انتہائی اہم ہو جاتا ہے۔ وہ نہ صرف خبر جمع کرتا ہے بلکہ اس کی صداقت، اہمیت اور عوامی افادیت کو بھی مدنظر رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے رپورٹنگ کو صحافت کی روح قرار دیا جاتا ہے۔ رپورٹنگ محض واقعات بیان کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ذمہ دارانہ عمل ہے جس میں تحقیق، مشاہدہ، تجزیہ اور حقائق کی جانچ شامل ہوتی ہے۔ ایک کامیاب رپورٹر اپنے مشاہدے، علمی بصیرت اور پیشہ ورانہ مہارت کے ذریعے عوام تک درست اور متوازن معلومات پہنچاتا ہے۔ یہی خصوصیات رپورٹنگ کو صحافت کا سب سے اہم شعبہ بناتی ہیں۔

رپورٹنگ سے مراد کسی واقعے، حادثے، تقریب، مسئلے یا سرگرمی کے بارے میں معلومات جمع کرنا اور انہیں منظّم انداز میں عوام تک پہنچانا ہے۔ صحافتی اصطلاح میں رپورٹنگ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے رپورٹر مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کرتا ہے اور انہیں خبر یا رپورٹ کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ رپورٹنگ کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ یہ صرف سیاسی یا سماجی واقعات تک محدود نہیں بلکہ کھیل، تعلیم، ثقافت، معیشت، سائنس، عدلیہ اور بین الاقوامی امور جیسے مختلف شعبوں کا احاطہ کرتی ہے۔ ایک رپورٹر کو ہر وقت حالات و واقعات پر نظر رکھنی ہوتی ہے تاکہ وہ اہم

معلومات بروقت حاصل کر سکے۔ رپورٹنگ دراصل معاشرے اور عوام کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے لوگ اپنے ارد گرد ہونے والے واقعات سے آگاہ رہتے ہیں اور معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی تبدیلیوں کو بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔

10.2 رپورٹنگ کی اہمیت وافادیت

مختلف ماہرینِ صحافت نے رپورٹنگ کی مختلف تعریفیں پیش کی ہیں، لیکن بنیادی طور پر رپورٹنگ اس عمل کو کہا جاتا ہے جس میں واقعات اور حالات کے بارے میں معلومات جمع کر کے انہیں درست، غیر جانبدار اور مؤثر انداز میں عوام تک پہنچایا جائے۔ سادہ الفاظ میں رپورٹنگ حقائق کی تلاش، ان کی تصدیق اور ان کی پیش کش کا نام ہے۔ ایک رپورٹر کا فرض ہے کہ وہ خبر کے تمام پہلوؤں کو سامنے لائے اور کسی قسم کی مبالغہ آرائی یا جانبداری سے گریز کرے۔ رپورٹنگ کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ رپورٹر معلومات کتنی درست، مکمل اور بروقت فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رپورٹنگ کو صحافت کا بنیادی اور لازمی عنصر سمجھا جاتا ہے۔

صحافت میں رپورٹنگ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ خبروں اور اطلاعات کی بنیاد رپورٹنگ ہی پر قائم ہوتی ہے۔ اگر رپورٹنگ درست نہ ہو تو صحافت کا پورا نظام متاثر ہو سکتا ہے۔ رپورٹنگ عوام کو حالاتِ حاضرہ سے آگاہ رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے لوگ اپنے ملک اور دنیا کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے واقعات سے واقف ہوتے ہیں۔ رپورٹنگ نہ صرف معلومات فراہم کرتی ہے بلکہ عوامی شعور بیدار کرنے اور رائے عامہ کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جمہوری معاشروں میں رپورٹنگ کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ حکومت، اداروں اور عوام کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنتی ہے۔ ایک آزاد اور ذمہ دار رپورٹنگ معاشرے میں شفافیت، احتساب اور انصاف کے فروغ میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔۔ اگر خبر صحافت کی روح ہے تو رپورٹنگ اس روح کو متحرک رکھنے کا ذریعہ ہے۔ یہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے مختلف مقامات پر رونما ہونے والے واقعات، حالات اور سرگرمیوں کی معلومات عوام تک پہنچتی ہیں۔ موجودہ دور میں جب دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے، رپورٹنگ کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ آج لوگ اپنے شہر، ملک اور دنیا بھر کے حالات سے جس تیزی اور آسانی سے واقف ہوتے ہیں، اس میں رپورٹنگ کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔

رپورٹنگ کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہ عوام کو باخبر رکھتی ہے۔ معاشرے میں روزانہ بے شمار سیاسی، سماجی، معاشی، تعلیمی، ثقافتی اور سائنسی واقعات پیش آتے ہیں۔ عام آدمی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ہر جگہ موجود ہو اور ہر واقعے کی براہِ راست معلومات حاصل کر سکے۔ رپورٹر

ان واقعات کی تفصیلات جمع کرتا ہے اور انہیں عوام تک پہنچاتا ہے۔ اس طرح لوگ اپنے گرد و پیش کے حالات سے آگاہ رہتے ہیں اور دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔

رپورٹنگ عوامی شعور کی بیداری میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایک باشعور معاشرہ ہی ترقی کی راہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔ جب عوام کو درست اور مکمل معلومات ملتی ہیں تو ان کی سوچ میں وسعت پیدا ہوتی ہے اور وہ مختلف مسائل کو بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔ رپورٹنگ کے ذریعے عوام کو نہ صرف واقعات سے آگاہ کیا جاتا ہے بلکہ ان کے اسباب، اثرات اور نتائج سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔ یہی عمل شعور اور فکری پختگی کو فروغ دیتا ہے۔ جمہوری نظام میں رپورٹنگ کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جمہوریت عوامی رائے اور معلومات کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ اگر عوام کو درست معلومات نہ ملیں تو وہ درست فیصلے نہیں کر سکتے۔ رپورٹنگ حکومت کی پالیسیوں، سرکاری فیصلوں، عوامی منصوبوں اور سیاسی سرگرمیوں کو عوام کے سامنے لاتی ہے۔ اس طرح شہری ملک کے سیاسی عمل میں زیادہ مؤثر انداز میں حصہ لینے کے قابل ہوتے ہیں۔

رپورٹنگ احتساب کے عمل کو مضبوط بنانے میں بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ صحافت کو اکثر جمہوریت کا چوتھا ستون کہا جاتا ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ رپورٹنگ حکومتی اور سماجی اداروں کی کارکردگی پر نظر رکھتی ہے۔ جب کسی ادارے یا فرد کی کوتاہی، بدعنوانی یا ناانصافی کو رپورٹنگ کے ذریعے عوام کے سامنے لایا جاتا ہے تو اس سے جواب دہی کا عمل مضبوط ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک آزاد اور ذمہ دار رپورٹنگ کو جمہوری معاشروں کی ضرورت سمجھا جاتا ہے۔ رپورٹنگ عوامی مسائل کو اجاگر کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ معاشرے میں بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں جو عوام کی روزمرہ زندگی کو متاثر کرتے ہیں لیکن اکثر حکام کی توجہ ان کی طرف نہیں جاتی۔ رپورٹران مسائل کو اپنی رپورٹوں کے ذریعے نمایاں کرتا ہے اور انہیں عوامی بحث کا موضوع بناتا ہے۔ پانی کی قلت، بجلی کی فراہمی، صحت کی سہولیات، تعلیمی مسائل، بے روزگاری اور دیگر عوامی مسائل کی نشاندہی میں رپورٹنگ کا کردار نہایت اہم ہے۔ بہت سے مواقع پر میڈیا کی رپورٹنگ کے نتیجے میں حکومتی ادارے مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کرتے ہیں۔ رپورٹنگ معاشرتی اصلاح میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مختلف سماجی برائیوں، ناانصافیوں اور غلط رویوں کی نشاندہی کے ذریعے رپورٹنگ عوام کو ان کے نقصانات سے آگاہ کرتی ہے۔ بچوں کی مزدوری، منشیات، بدعنوانی، خواتین کے مسائل اور سماجی ناہمواری جیسے موضوعات پر رپورٹنگ معاشرے میں مثبت تبدیلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس طرح رپورٹنگ صرف خبر رسانی تک محدود نہیں رہتی بلکہ معاشرتی بہتری میں بھی اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

قومی یکجہتی اور ہم آہنگی کے فروغ میں بھی رپورٹنگ کی اہمیت مسلم ہے۔ مختلف علاقوں، زبانوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں

کوایک دوسرے کے حالات اور مسائل سے آگاہ کرنے میں رپورٹنگ اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس عمل سے مختلف طبقات کے درمیان باہمی تفہیم پیدا ہوتی ہے اور قومی وحدت کو تقویت ملتی ہے۔قدرتی آفات،قومی تقریبات اور اہم اجتماعی مواقع پر رپورٹنگ عوام کو ایک مشترکہ احساس اور مقصد کے ساتھ جوڑنے میں مدد دیتی ہے۔تعلیم وتربیت کے میدان میں بھی رپورٹنگ کی افادیت نمایاں ہے۔تعلیمی پالیسیوں،سائنسی ایجادات، تحقیقی سرگرمیوں اور علمی مباحث کو عوام تک پہنچانے میں رپورٹنگ اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس کے ذریعے افراد کے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور انہیں مختلف موضوعات کے بارے میں نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔یوں رپورٹنگ ایک غیر رسمی تعلیمی ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔رپورٹنگ تاریخ کے تحفظ کا ذریعہ بھی ہے۔آج جو واقعات رپورٹ کیے جاتے ہیں وہ کل کا تاریخی ریکارڈ بن جاتے ہیں۔مستقبل کے محققین،مؤرخین اور دانشور مختلف ادوار کے حالات کو سمجھنے کے لیے اخبارات،رسائل اور دیگر صحافتی ذرائع سے استفادہ کرتے ہیں۔اس اعتبار سے رپورٹنگ نہ صرف موجودہ دور کی ضرورت ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی معلومات کا ایک اہم ذخیرہ فراہم کرتی ہے۔

عالمی سطح پر بھی رپورٹنگ کی بڑی اہمیت ہے۔مختلف ممالک کے سیاسی،معاشی اور سماجی حالات کے بارے میں معلومات رپورٹنگ کے ذریعے ہی دنیا تک پہنچتی ہیں۔بین الاقوامی تعلقات،عالمی معیشت،جنگ وامن،ماحولیاتی تبدیلیوں اور دیگر عالمی معاملات کے بارے میں شعور پیدا کرنے میں رپورٹنگ اہم کردار ادا کرتی ہے۔اس کے نتیجے میں دنیا کے مختلف خطوں کے لوگ ایک دوسرے کے حالات اور مسائل سے واقف ہوتے ہیں۔جدید دور میں رپورٹنگ کی افادیت میں مزید اضافہ ہوا ہے۔انٹرنیٹ،موبائل فون،سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے خبر رسانی کے عمل کو پہلے سے زیادہ تیز اور وسیع بنا دیا ہے۔اب رپورٹر چند لمحوں میں دنیا کے کسی بھی حصے سے خبر عوام تک پہنچا سکتا ہے۔اگرچہ اس تیزی نے کئی نئے چیلنجز بھی پیدا کیے ہیں،لیکن اس سے رپورٹنگ کی اہمیت میں کمی نہیں آئی بلکہ اس کی ضرورت مزید بڑھ گئی ہے۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ رپورٹنگ صحافت کا بنیادی ستون ہے۔یہ عوام کو باخبر رکھنے،شعور بیدار کرنے،رائے عامہ کی تشکیل،احتساب کو مضبوط بنانے،سماجی اصلاح کو فروغ دینے، قومی یکجہتی پیدا کرنے اور تاریخی ریکارڈ محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ایک ترقی یافتہ،باشعور اور جمہوری معاشرے کے قیام میں مؤثر اور ذمہ دار رپورٹنگ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔اسی لیے رپورٹنگ کو صحافت کی جان اور عوامی آگاہی کا سب سے مؤثر ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔

10.2.1 ایک کامیاب رپورٹر کی خصوصیات

ایک کامیاب رپورٹر کے لیے سب سے پہلی شرط سچائی اور دیانت داری ہے۔اسے ہمیشہ درست اور مستند معلومات فراہم کرنی چاہئیں۔

غیر جانبداری بھی ایک اہم وصف ہے کیونکہ رپورٹر کا کام حقائق بیان کرنا ہے، نہ کہ کسی مخصوص نقطہ ؟ نظر کی حمایت کرنا۔ایک اچھا رپورٹر تجسس رکھنے والا، باخبر، مشاہدہ کرنے والا اور حاضر جواب ہوتا ہے۔اس میں تحقیق کرنے، سوالات پوچھنے اور پیچیدہ معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔اس کے علاوہ زبان و بیان پر عبور، وقت کی پابندی، صبر اور پیشہ ورانہ اخلاقیات بھی ایک کامیاب رپورٹر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔موجودہ دور میں تکنیکی مہارت بھی ضروری ہوگئی ہے۔رپورٹر کو ڈیجیٹل میڈیا، سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ سے واقف ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے فرائض مؤثر انداز میں انجام دے سکے۔صحافت کے میدان میں رپورٹر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔وہی شخص خبر کو تلاش کرتا ہے، اس کے مختلف پہلوؤں کو سمجھتا ہے، حقائق کی جانچ کرتا ہے اور پھر اسے عوام تک پہنچاتا ہے۔کسی بھی اخبار، ریڈیو، ٹیلی ویژن یا آن لائن نیوز پلیٹ فارم کی کامیابی بڑی حد تک اس کے رپورٹرز کی صلاحیتوں پر منحصر ہوتی ہے۔اگر رپورٹر باصلاحیت، ذمہ دار اور باخبر ہو تو خبر کا معیار بلند ہوتا ہے، جبکہ غیر ذمہ دار یا نااہل رپورٹر صحافت کے وقار کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔اسی لیے ایک کامیاب رپورٹر میں بعض ایسی خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز بناتی ہیں۔

سب سے پہلی اور اہم خصوصیت سچائی اور دیانت داری ہے۔ایک اچھا رپورٹر ہمیشہ حقائق کو درست انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔وہ خبر میں ذاتی پسند و ناپسند، تعصب یا جانبداری کو شامل نہیں کرتا۔اس کی کوشش ہوتی ہے کہ جو کچھ اس نے دیکھا، سنا یا معلوم کیا ہے، اسے اسی شکل میں عوام کے سامنے پیش کرے۔صحافت کا اصل سرمایہ عوام کا اعتماد ہوتا ہے اور یہ اعتماد صرف سچائی اور دیانت داری کے ذریعے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ایک کامیاب رپورٹر میں تجسس اور جستجو کا جذبہ بھی ہونا چاہیے۔صحافت کا تعلق صرف معلومات حاصل کرنے سے نہیں بلکہ ان معلومات کے پس منظر اور حقیقت تک پہنچنے سے بھی ہے۔اچھا رپورٹر ہر واقعے کے بارے میں سوال اٹھاتا ہے اور اس کی اصل حقیقت جاننے کی کوشش کرتا ہے۔وہ صرف سطحی معلومات پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ خبر کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے۔یہی تجسس اسے نئی خبریں اور اہم معلومات حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔مشاہدے کی قوت بھی ایک کامیاب رپورٹر کی نمایاں خصوصیت ہے۔بسا اوقات کسی واقعے کی اہم باتیں وہ ہوتی ہیں جو عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہ جاتی ہیں۔ایک باشعور رپورٹر چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی توجہ دیتا ہے اور اپنے مشاہدے کی بنیاد پر خبر کو زیادہ جامع اور مؤثر بناتا ہے۔مضبوط مشاہدہ رپورٹر کو خبر کے ایسے پہلو دریافت کرنے میں مدد دیتا ہے جو عام طور پر نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

ایک اچھے رپورٹر کے لیے وسیع مطالعہ بھی بے حد ضروری ہے۔مطالعہ انسان کے علم میں اضافہ کرتا ہے اور اس کی سوچ کو وسعت بخشتا ہے۔جو رپورٹر مختلف موضوعات پر کتابیں، اخبارات، رسائل اور تحقیقی مضامین پڑھتا ہے، وہ حالات و واقعات کو بہتر انداز میں سمجھنے کی صلاحیت

حاصل کر لیتا ہے۔ وسیع مطالعہ رپورٹر کو خبر کا پس منظر سمجھنے اور اسے مؤثر انداز میں پیش کرنے میں مدد دیتا ہے۔

زبان و بیان پر عبور بھی رپورٹر کی ایک اہم خوبی ہے۔ رپورٹر کے پاس معلومات تو بہت ہو سکتی ہیں، لیکن اگر وہ انہیں واضح اور مؤثر انداز میں بیان نہ کر سکے تو اس کی محنت کا مطلوبہ نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک کامیاب رپورٹر کی زبان سادہ، واضح اور عام فہم ہوتی ہے۔ وہ مشکل بات کو بھی آسان انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تاکہ ہر طبقے کا فرد خبر کو سمجھ سکے۔ وقت کی پابندی بھی صحافت کے میدان میں غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ خبر کی اہمیت اکثر اس کی بروقت اشاعت سے وابستہ ہوتی ہے۔ اگر خبر وقت پر نہ پہنچ سکے تو اس کی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے ایک کامیاب رپورٹر وقت کی قدر کو سمجھتا ہے اور مقررہ مدت کے اندر اپنی خبر تیار کر کے ادارے تک پہنچاتا ہے۔ موجودہ دور میں جب خبر رسانی کی رفتار بہت تیز ہو چکی ہے، وقت کی پابندی کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔

ایک اچھے رپورٹر میں ہمت اور حوصلہ بھی ہونا چاہیے۔ بعض اوقات رپورٹر کو ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو خطرناک یا مشکل ہو سکتے ہیں۔ قدرتی آفات، سیاسی ہنگامے، احتجاجی مظاہرے، جنگی حالات یا جرائم سے متعلق واقعات کی رپورٹنگ کے دوران رپورٹر کو مختلف خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ایسے مواقع پر صرف وہی رپورٹر کامیاب ہوتا ہے جو حوصلے، دانش مندی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکے۔ تحقیق اور تصدیق کی صلاحیت بھی ایک کامیاب رپورٹر کی بنیادی خصوصیات میں شامل ہے۔ موجودہ دور میں اطلاعات کی بھرمار ہے اور سوشل میڈیا کے ذریعے ہر قسم کی خبریں تیزی سے پھیل جاتی ہیں۔ ایسے حالات میں رپورٹر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ ہر خبر کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرے اور صرف مصدقہ معلومات ہی عوام تک پہنچائے۔ غیر مصدقہ خبروں کی اشاعت نہ صرف صحافتی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ اس سے معاشرے میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ رابطہ سازی کی صلاحیت بھی رپورٹر کے لیے نہایت اہم ہے۔ ایک کامیاب رپورٹر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرتا ہے۔ سرکاری افسران، سیاسی رہنما، سماجی کارکن، ماہرین اور عام شہری سبھی کسی نہ کسی مرحلے پر معلومات کے اہم ذرائع ثابت ہوتے ہیں۔ بہتر روابط رپورٹر کو بروقت اور درست معلومات حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

غیر جانبداری اور توازن بھی صحافت کی بنیادی اقدار میں شامل ہیں۔ ایک اچھا رپورٹر کسی بھی خبر کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ صرف ایک فریق کا مؤقف پیش کرنے کے بجائے تمام متعلقہ فریقوں کی رائے شامل کرتا ہے۔ اس طرزِ عمل سے خبر زیادہ معتبر اور متوازن بن جاتی ہے اور عوام کو معاملے کی درست تصویر ملتی ہے۔ جدید دور میں تکنیکی مہارت بھی ایک کامیاب رپورٹر کے لیے ضروری ہو چکی ہے۔ اب صحافت صرف قلم اور کاغذ تک محدود نہیں رہی۔ کمپیوٹر، موبائل فون، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ویڈیو ریکارڈنگ اور آن لائن ذرائع صحافت کا

لازمی حصہ بن چکے ہیں۔ایک جدید رپورٹر کو ان ذرائع کے استعمال کا مناسب علم ہونا چاہیے تا کہ وہ بدلتے ہوئے صحافتی ماحول کے ساتھ خود کو ہم آہنگ رکھ سکے۔اخلاقی ذمہ داری کا احساس بھی ایک کامیاب رپورٹر کی شخصیت کا اہم جزو ہے۔رپورٹر کو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی خبر سے کسی فرد، ادارے یا معاشرے کو غیر ضروری نقصان نہ پہنچے۔ذاتی زندگی کے احترام، قومی مفاد، سماجی اقدار اور صحافتی اخلاقیات کو مدنظر رکھنا ایک ذمہ دار رپورٹر کی پہچان ہے۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک کامیاب رپورٹر محض خبر جمع کرنے والا فرد نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک ذمہ دار، باخبر، باصلاحیت اور باکردار شخص ہوتا ہے۔سچائی، دیانت داری، غیر جانبداری، وسیع مطالعہ، مشاہدے کی قوت، زبان پر عبور، تحقیق کا جذبہ، وقت کی پابندی اور اخلاقی ذمہ داری جیسی خوبیاں اسے کامیابی کے اعلیٰ مقام تک پہنچاتی ہیں۔یہی خصوصیات ایک رپورٹر کو صحافت کے میدان میں قابلِ اعتماد اور مؤثر بناتی ہیں اور اسی کے ذریعے وہ معاشرے کی خدمت اور عوامی شعور کی بیداری میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

آؤ اپنی معلومات جانچیں سرگرمی ا۔

1۔ رپورٹنگ سے کیا مراد ہے؟

2۔ رپورٹنگ کی دو اہم خصوصیات لکھیے۔

3۔ ایک کامیاب رپورٹر کی تین خصوصیات بیان کیجیے۔

4۔ رپورٹنگ صحافت میں کیوں اہم سمجھی جاتی ہے؟

5۔ غیر جانبداری سے کیا مراد ہے؟

10.3 رپورٹنگ کی اقسام

رپورٹنگ صحافت کا ایک وسیع اور متنوع شعبہ ہے۔چونکہ معاشرے میں مختلف نوعیت کے واقعات اور سرگرمیاں رونما ہوتی رہتی ہیں، اس لیے رپورٹنگ کی بھی متعدد اقسام وجود میں آئی ہیں۔ہر قسم کی رپورٹنگ کا اپنا الگ دائرۂ کار، اسلوب اور تقاضا ہوتا ہے۔ایک پیشہ ور رپورٹر کو مختلف اقسام کی رپورٹنگ کے بنیادی اصولوں سے واقف ہونا چاہیے تا کہ وہ ہر نوعیت کے واقعے کو مؤثر انداز میں عوام تک پہنچا سکے۔: رپورٹنگ صحافت کا بنیادی ستون ہے۔اس سے مراد خبروں، واقعات، مسائل اور حالات کے بارے میں معلومات جمع کرنا، ان کی تحقیق و تصدیق کرنا اور

پھر انہیں عوام تک درست، غیر جانبدار اور مؤثر انداز میں پہنچانا ہے۔ رپورٹر کسی بھی خبر کے متعلق کون؟ (Who)، کیا؟ (What)، کب؟ (When)، کہاں؟ (Where)، کیوں؟ (Why) اور کیسے؟ (How) کے سوالات کے جوابات تلاش کرتا ہے اور ان کی بنیاد پر خبر تیار کرتا ہے۔

رپورٹنگ کی اقسام:

1۔ عمومی رپورٹنگ GENERAL REPORTING: اس میں روزمرہ کے واقعات، سرکاری سرگرمیوں، جلسوں، تقریبات اور عام خبروں کی رپورٹنگ شامل ہوتی ہے۔ مثال: تعلیمی اداروں کی تقریبات، مقامی خبریں، سرکاری اعلانات وغیرہ۔

2۔ بیٹ رپورٹنگ BEAT REORTING اس میں رپورٹر کسی خاص شعبے یا موضوع پر مسلسل رپورٹنگ کرتا ہے اور اس شعبے کا ماہر بن جاتا ہے۔

اہم بیٹس:

سیاسی رپورٹنگ

عدالتی رپورٹنگ

تعلیمی رپورٹنگ

کھیلوں کی رپورٹنگ

صحت کی رپورٹنگ

3۔ تحقیقی رپورٹنگ INVESTIGATING REPORTING: اس قسم کی رپورٹنگ میں پوشیدہ حقائق، بدعنوانی، مالی بے ضابطگیوں یا عوامی مفاد کے اہم معاملات کی گہری تحقیق کی جاتی ہے۔

خصوصیات:

طویل تحقیق

دستاویزی شواہد

متعدد ذرائع سے معلومات

4۔ فوری یا بریکنگ نیوز رپورٹنگ BREAKIN NEWS REPORTING: اچانک پیش آنے والے اہم واقعات کی فوری

کوریج کو بریکنگ نیوز رپورٹنگ کہتے ہیں۔

مثال: زلزلہ

حادثات

دہشت گردی کے واقعات

ہنگامی سیاسی فیصلے

5۔تفسیری رپورٹنگ INTERPRETATIVE REPORTING:اس میں صرف خبر نہیں دی جاتی بلکہ اس کے پس منظر، اسباب اور نتائج کی وضاحت بھی کی جاتی ہے۔

مثال: بجٹ، معاشی پالیسیوں یا بین الاقوامی معاہدوں کی تشریح۔

6۔فیچر رپورٹنگ :یہ انسانی دلچسپی، ثقافت، سماجی مسائل اور خصوصی موضوعات پر تفصیلی اور دلچسپ انداز میں لکھی جاتی ہے۔

مثال: کسی کامیاب شخصیت کی زندگی

ثقافتی میلوں کی رپورٹ

سماجی مسائل پر مضامین

7۔کھیلوں کی رپورٹنگ :کھیلوں کے مقابلوں، کھلاڑیوں کی کارکردگی اور کھیلوں سے متعلق خبروں کی رپورٹنگ۔

8۔عدالتی رپورٹنگ: عدالتوں میں ہونے والی کارروائیوں، فیصلوں اور قانونی معاملات کی رپورٹنگ۔

9۔پارلیمانی رپورٹنگ :پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کی کارروائی، مباحث اور قانون سازی کی رپورٹنگ۔

10۔جنگی رپورٹنگ: جنگ، سرحدی تنازعات اور فوجی کارروائیوں سے متعلق رپورٹنگ۔

عوام کو بروقت اور درست معلومات فراہم کرتی ہے۔جمہوریت کو مضبوط بناتی ہے۔عوامی شعور بیدار کرتی ہے۔حکومتی اور سماجی اداروں کا احتساب ممکن بناتی ہے۔معاشرتی مسائل کو اجاگر کرتی ہے۔رپورٹنگ صحافت کا بنیادی اور اہم ترین شعبہ ہے۔اس کے ذریعے عوام کو درست، مستند اور بروقت معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔جدید دور میں تحقیقی، تفسیری اور ڈیجیٹل رپورٹنگ کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا ہے، جس نے صحافت کے دائرہ کار کو وسیع کر دیا ہے۔

سیاسی رپورٹنگ

سیاسی رپورٹنگ صحافت کی اہم ترین اقسام میں شمار ہوتی ہے۔اس کے تحت سیاسی جماعتوں،حکومتی پالیسیوں،انتخابات،سیاسی جلسوں، عوامی تحریکوں اور سیاسی رہنماؤں کی سرگرمیوں سے متعلق خبریں اور رپورٹس تیار کی جاتی ہیں۔سیاسی رپورٹنگ عوام کو ملکی سیاست کے حالات سے آگاہ رکھنے کا اہم ذریعہ ہے۔سیاسی رپورٹر کو ملکی سیاسی نظام، آئینی معاملات اور سیاسی تاریخ سے واقفیت ہونی چاہیے۔اسے مختلف سیاسی جماعتوں کے نظریات اور پالیسیوں کا علم بھی ہونا چاہیے تاکہ وہ خبروں کا درست تجزیہ کر سکے۔سیاسی رپورٹنگ میں غیر جانبداری اور توازن بہت ضروری ہیں کیونکہ معمولی جانبداری بھی رپورٹ کی ساکھ کو متاثر کر سکتی ہے۔جمہوری معاشروں میں سیاسی رپورٹنگ عوام اور حکومت کے درمیان ایک مضبوط رابطے کا کام انجام دیتی ہے۔یہی رپورٹنگ عوام کو یہ جاننے میں مدد دیتی ہے کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اور سیاسی جماعتیں عوامی مسائل کے حل کے لیے کیا منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

پارلیمانی رپورٹنگ

پارلیمانی رپورٹنگ سے مراد پارلیمان یا اسمبلیوں میں ہونے والی کارروائیوں کی رپورٹنگ ہے۔اس کے تحت قانون سازی، بجٹ مباحث،سوالات و جوابات،حکومتی اعلانات اور مختلف پارلیمانی سرگرمیوں کو عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔پارلیمانی رپورٹر کو آئینی اور قانونی امور کا مناسب علم ہونا چاہیے۔اسے پارلیمنٹ کے قواعد وضوابط اور قانون سازی کے طریقہ کار سے بھی واقف ہونا ضروری ہے۔پارلیمانی رپورٹنگ کا بنیادی مقصد عوام کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ ان کے منتخب نمائندے ایوان میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔اس نوعیت کی رپورٹنگ جمہوری نظام کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ اس کے ذریعے عوام اپنے نمائندوں کی کارکردگی سے آگاہ رہتے ہیں اور حکومتی پالیسیوں کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

عدالتی رپورٹنگ

عدالتی رپورٹنگ صحافت کا ایک حساس اور ذمہ دارانہ شعبہ ہے۔اس کے تحت عدالتوں میں زیرِ سماعت مقدمات،عدالتی فیصلوں،قانونی مباحث اور انصاف سے متعلق امور کی رپورٹنگ کی جاتی ہے۔عدالتی رپورٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ قانونی اصطلاحات،عدالتی طریق کار اور ملکی قوانین سے واقف ہو۔اسے رپورٹنگ کے دوران غیر ضروری قیاس آرائی اور تبصرے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ عدالتی معاملات انتہائی حساس ہوتے ہیں۔عدالتی رپورٹنگ عوام کو انصاف کے نظام سے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے اور انہیں اہم قانونی فیصلوں سے آگاہ رکھتی ہے۔یہ

رپورٹنگ قانون کی بالادستی اور عدالتی شفافیت کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔

جرائم (کرائم) رپورٹنگ

جرائم رپورٹنگ میں چوری، ڈکیتی، قتل، اغوا، منشیات، سائبر جرائم اور دیگر غیر قانونی سرگرمیوں سے متعلق خبروں کو جمع اور شائع کیا جاتا ہے۔ یہ صحافت کی ایک نہایت فعال اور حساس قسم ہے۔ کرائم رپورٹر کو پولیس، تفتیشی اداروں اور عدالتی نظام کے کام کرنے کے طریقے سے واقف ہونا چاہیے۔ اسے جرائم سے متعلق خبروں کی تصدیق کے لیے متعدد ذرائع سے معلومات حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ جرائم رپورٹنگ کا مقصد صرف جرم کی اطلاع دینا نہیں بلکہ عوام کو جرائم کے رجحانات اور ان کے اثرات سے بھی آگاہ کرنا ہے۔ تاہم اس قسم کی رپورٹنگ میں اخلاقی حدود اور قانونی تقاضوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

کھیلوں کی رپورٹنگ

کھیلوں کی رپورٹنگ میں مختلف کھیلوں، مقابلوں، ٹورنامنٹس اور کھلاڑیوں کی کارکردگی سے متعلق خبریں شامل ہوتی ہیں۔ کھیلوں کی مقبولیت کے باعث یہ رپورٹنگ عوامی دلچسپی کا ایک اہم مرکز بن چکی ہے۔ اس شعبے سے وابستہ رپورٹر کو کھیل کے قوانین، ٹیموں، کھلاڑیوں اور مقابلوں کی نوعیت سے مکمل واقفیت ہونی چاہیے۔ کھیلوں کی رپورٹنگ صرف نتائج بیان کرنے تک محدود نہیں بلکہ اس میں میچ کا تجزیہ، کھلاڑیوں کی کارکردگی اور کھیل کے پس منظر کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ کھیلوں کی رپورٹنگ نوجوانوں میں کھیلوں کے فروغ، صحت مند سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی اور قومی و بین الاقوامی سطح پر کھیلوں کی اہمیت اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

تحقیقی رپورٹنگ

تحقیقی رپورٹنگ صحافت کی سب سے سنجیدہ اور محنت طلب اقسام میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں رپورٹر کسی مسئلے، واقعے یا معاملے کی گہرائی میں جا کر تحقیق کرتا ہے اور ایسے حقائق سامنے لاتا ہے جو عام طور پر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ تحقیقی رپورٹنگ کے لیے صبر، تحقیق، مشاہدہ اور دستاویزی شواہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ رپورٹر کو مختلف ذرائع سے معلومات جمع کرنی پڑتی ہیں اور ان کی بار بار تصدیق کرنا ہوتی ہے۔ اس نوعیت کی رپورٹنگ بدعنوانی، مالی بے ضابطگیوں، سماجی مسائل اور انتظامی کمزوریوں کو بے نقاب کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے تحقیقی رپورٹنگ کو عوامی مفاد کی صحافت بھی کہا جاتا ہے۔

جنگی رپورٹنگ

جنگی رپورٹنگ صحافت کا ایک خطرناک اور چیلنجنگ شعبہ ہے۔اس کے تحت جنگ، مسلح تنازعات، سرحدی کشیدگی اور فوجی کارروائیوں سے متعلق خبریں جمع کی جاتی ہیں۔جنگی رپورٹر کو مشکل حالات میں کام کرنا پڑتا ہے۔اسے اپنی جان کے خطرے کے باوجود درست معلومات حاصل کر کے عوام تک پہنچانی ہوتی ہیں۔جنگی رپورٹنگ میں حقائق کی درستگی، غیر جانبداری اور احتیاط انتہائی ضروری ہوتی ہے۔یہ رپورٹنگ دنیا کو جنگ کے اثرات، انسانی مسائل اور امن کی ضرورت سے آگاہ کرتی ہے۔تاریخ کے مختلف ادوار میں جنگی رپورٹنگ نے اہم واقعات کو محفوظ کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

ثقافتی اور ادبی رپورٹنگ

ثقافتی اور ادبی رپورٹنگ کے تحت ادبی تقریبات، کتابوں کی رونمائی، مشاعروں، ثقافتی میلوں، فنونِ لطیفہ اور تہذیبی سرگرمیوں کی کوریج کی جاتی ہے۔اس شعبے سے وابستہ رپورٹر کو ادب، ثقافت، فنون اور تاریخ سے دلچسپی اور واقفیت ہونی چاہیے۔ثقافتی رپورٹنگ معاشرے کی تہذیبی شناخت کو محفوظ رکھنے اور اسے فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی رپورٹنگ نہ صرف قارئین کو علمی اور تہذیبی سرگرمیوں سے آگاہ کرتی ہے بلکہ نئی ادبی اور ثقافتی تحریکوں کو بھی متعارف کرواتی ہے۔

10.3.1 آؤ اپنی معلومات جانچیں) سرگرمی ۲

درج ذیل جملوں کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے :

1۔ پارلیمانی رپورٹنگ کا تعلق کھیلوں سے ہوتا ہے۔

2۔ عدالتی رپورٹنگ میں قانونی معاملات زیرِ بحث آتے ہیں۔

3۔ تحقیقی رپورٹنگ میں گہری تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔

4۔ سیاسی رپورٹنگ عوام کو سیاسی حالات سے آگاہ کرتی ہے۔

5۔ جنگی رپورٹنگ ایک خطرناک شعبۂ صحافت ہے۔

6۔ ثقافتی رپورٹنگ کا تعلق ادبی اور تہذیبی سرگرمیوں سے ہے۔

7۔ کرائم رپورٹنگ صرف تفریح کے لیے کی جاتی ہے۔

8۔ کھیلوں کی رپورٹنگ میں کھلاڑیوں کی کارکردگی بھی شامل ہوتی ہے۔

10.4 عمومی جائزہ

رپورٹنگ صحافت کا بنیادی اور اہم ترین شعبہ ہے جس کے ذریعے عوام تک درست، بروقت اور مستند معلومات پہنچائی جاتی ہیں۔ ایک رپورٹر معاشرے میں رونما ہونے والے مختلف واقعات، مسائل اور سرگرمیوں کا مشاہدہ کرتا ہے، ان کے متعلق معلومات جمع کرتا ہے اور پھر انہیں خبر یا رپورٹ کی صورت میں عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے رپورٹنگ کو صحافت کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے۔ اس سبق میں رپورٹنگ کے مفہوم، تعریف، اہمیت اور مختلف اقسام کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ یہ واضح ہوا کہ سیاسی، پارلیمانی، عدالتی، جرائم، کھیلوں، تحقیقی، جنگی اور ثقافتی رپورٹنگ اپنی اپنی نوعیت اور دائرۂ کار کے اعتبار سے منفرد اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک کامیاب رپورٹر کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف حقائق تک رسائی حاصل کرے بلکہ ان کی درست جانچ اور تصدیق کے بعد انہیں غیر جانبدارانہ انداز میں پیش بھی کرے۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی وسعت نے رپورٹنگ کی اہمیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ آج کا رپورٹر محض واقعات کا بیان کرنے والا نہیں بلکہ عوامی شعور بیدار کرنے، رائے عامہ کی

تشکیل اور معاشرتی مسائل کو اجاگر کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ رپورٹنگ صحافت کا ایسا مؤثر ذریعہ ہے جو معاشرے اور عوام کے درمیان معلومات کے تبادلے کو ممکن بناتا ہے۔ مختصر یوں کہ رپورٹرس کسی بھی اخبار یا ٹیلی ویژن چینل کے لیے خبروں کی فراہمی (خبر میں جمع کرنے) کا سب سے بڑا بنیادی ذریعہ ہوتے ہیں۔ جس مقام سے اخبار شائع ہوتا ہے وہاں کے اطراف واکناف کے علاقوں سے خبروں کو جمع کرنے کا کام رپورٹرس ہی انجام دیتے ہیں۔ بڑے بڑے اخبارات اور ٹیلی ویژن چینلس میں رپورٹس کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوتی ہے جبکہ کم بجٹ والے خبارات میں ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ عام طور پر رپورٹرس کو ان کے میدان کار (Beat) بیٹ کے حوالے سے جانا جاتا ہے. ان کی کچھ اس طرح درجہ بندی کی جاسکتی ہے۔

1۔ کرائم رپورٹرس (Crime Reporters)

2۔ لیگل رپورٹرس (Legal Reporters)

3- بزنس رپورٹرس (Business Reporters)

4۔ اسپورٹس رپورٹس (Sports Reporters)

5۔ پولٹیکل رپورٹرس (Political Reporters)

بڑے بڑے اخبارات میں ان کی اور بھی اقسام ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر انگریزی کے اخبار ''بزنس اسٹینڈرڈ میں تو آئی ٹی یعنی انفارمیشن ٹیکنالوجی (Information Technology) کے موضوعات کا احاطہ کرنے کے لیے الگ رپورٹر اور ہوابازی (Aviation) کے موضوعات کا کوریج کرنے کے لیے علاحدہ رپورٹر موجود ہیں۔ بعض افراد میں ماحولیاتی تعلیم اور مذہبی موضوعات کی کوریج (Coverage) کے علاوہ علاحدہ سے رپورٹرس ہوتے ہیں۔ فلمی خبروں کی کوریج کے لیے فلم جرنلسٹ بعض اخبارات میں الگ۔ ہے۔ سے کام کرتے ہیں۔ اسی طرح سائنسی موضوعات اور آٹو انڈسٹری وغیرہ کا معاملہ بھی ہے۔ رپورٹر اور رپورٹنگ کے حوالے سے انگریزی زبان کا یہ مقولہ صد فی صد درست ہے کہ Practical Field is the best place to learn reporting یعنی خبر نگاری سیکھنے کے لیے میدان عمل سب سے اچھی جگہ ہوتی۔ ہے۔ میدان صحافت میں رپورٹر سے بڑھ کر دوسرا کوئی نہیں ہوتا ہے۔ چاہے اخبارات ہوں یا ٹیلی ویژن چینلس، رپورٹر کے بغیر ان کا تصور گویا محال ہے اور ایک اچھا رپورٹر اپنی سنجیدہ اور بہترین کارکردگی کے ذریعے ایسی رپورٹیں بھی لاسکتا ہے جو اخباروں ٹی وی چینل کو اپنے قارئین اور ناظرین میں دیگر سبھی سے سرخرو بنا سکتی ہیں

10.5 فرہنگ

1۔ رپورٹنگ : واقعات اور حالات کی خبر رسانی کا عمل

2۔ رپورٹر : خبریں جمع اور مرتب کرنے والا صحافی

3۔ سیاسی رپورٹنگ : سیاسی سرگرمیوں اور معاملات کی رپورٹنگ

4۔ پارلیمانی رپورٹنگ : پارلیمان اور اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ

5۔ عدالتی رپورٹنگ : عدالتوں اور قانونی معاملات سے متعلق رپورٹنگ

6۔ جرائم رپورٹنگ : جرائم اور قانون شکنی کے واقعات کی رپورٹنگ

7۔ کھیلوں کی رپورٹنگ : کھیلوں اور مقابلوں سے متعلق رپورٹنگ

8۔ تحقیقی رپورٹنگ : گہری تحقیق اور شواہد پر مبنی رپورٹنگ

9۔ جنگی رپورٹنگ : جنگ اور تنازعات سے متعلق رپورٹنگ

10۔ ثقافتی رپورٹنگ : تہذیبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی رپورٹنگ

11۔ ادبی رپورٹنگ : ادبی تقریبات اور سرگرمیوں کی رپورٹنگ

12۔ قانون سازی : قوانین بنانے کا عمل

13۔ پارلیمان : قانون ساز ادارہ

14۔ اسمبلی : عوامی نمائندوں کا ایوان

15۔ عدلیہ : نظامِ انصاف

16۔ مقدمہ : عدالت میں زیرِ سماعت قانونی معاملہ

17۔ فیصلہ : کسی معاملے کا حتمی حکم

18۔ شواہد : ثبوت اور دلائل

19۔	تفتیش	:	تحقیق اور جانچ پڑتال
20۔	جرم	:	قانون کے خلاف عمل
21۔	بدعنوانی	:	اختیارات کا ناجائز استعمال
22۔	شفافیت	:	کھلا اور واضح طرزِ عمل
23۔	احتساب	:	جواب دہی کا عمل
24۔	غیر جانبداری	:	تعصب اور جانبداری سے اجتناب
25۔	معروضیت	:	حقیقت پسندی اور غیر جانب داری
26۔	تجزیہ	:	کسی معاملے کا گہرا مطالعہ
27۔	مشاہدہ	:	غور سے دیکھنے اور سمجھنے کا عمل
28۔	تصدیق	:	معلومات کی سچائی کی جانچ
29۔	مستند	:	قابلِ اعتماد اور معتبر
30۔	اطلاعات	:	معلومات اور خبریں
31۔	ذرائع ابلاغ	:	معلومات پہنچانے کے وسائل
32۔	رائے عامہ	:	عوام کی اجتماعی سوچ
33۔	جمہوریت	:	عوامی نمائندگی پر مبنی نظامِ حکومت
34۔	عوامی مفاد	:	عوام کی بھلائی سے متعلق امور
35۔	سرحدی کشیدگی	:	سرحدوں پر تناؤ کی کیفیت
36۔	تنازع	:	اختلاف یا کشمکش
37۔	فوجی کارروائی	:	عسکری آپریشن یا عمل
38۔	فنونِ لطیفہ	:	موسیقی، مصوری اور دیگر خوبصورت فنون

39۔ تہذیب : کسی قوم کا طرزِ زندگی اور ثقافت

40۔ ثقافت : رسوم، روایات اور سماجی اقدار

41۔ مشاعرہ : شعری نشست

42۔ رونمائی : کسی کتاب یا تخلیق کا باضابطہ اجرا

43۔ صحافتی اخلاقیات : صحافت کے اخلاقی اصول

44۔ پیشہ ورانہ مہارت : پیشے سے متعلق عملی صلاحیت

45۔ خبر رسانی : عوام تک خبریں پہنچانے کا عمل

46۔ عوامی آگاہی : عوام میں شعور اور معلومات کا فروغ

47۔ حقائق : سچی اور ثابت شدہ معلومات

48۔ دستاویزی ثبوت : تحریری یا ریکارڈ شدہ شواہد

49۔ انتخابی مہم : انتخابات کے لیے چلائی جانے والی سرگرمیاں

50۔ حالاتِ حاضرہ : موجودہ دور کے اہم واقعات اور مسائل

10.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ رپورٹنگ کے مفہوم، تعریف اور اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

2۔ ایک کامیاب رپورٹر کی خصوصیات بیان کیجیے۔

3۔ سیاسی اور پارلیمانی رپورٹنگ کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

4۔ تحقیقی رپورٹنگ کی اہمیت اور افادیت پر بحث کیجیے۔

5۔ جنگی رپورٹنگ کے تقاضوں اور مشکلات کی وضاحت کیجیے۔

10.7 مشقی سوالات

1۔ رپورٹنگ کی تعریف اور اہمیت بیان کیجیے۔

2۔ سیاسی رپورٹنگ کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

3۔ پارلیمانی رپورٹنگ کے بنیادی تقاضے بیان کیجیے۔

4۔ عدالتی رپورٹنگ میں احتیاط کیوں ضروری ہے؟

5۔ جرائم رپورٹنگ کے مقاصد بیان کیجیے۔

6۔ تحقیقی رپورٹنگ کو عوامی مفاد کی صحافت کیوں کہا جاتا ہے؟

7۔ کھیلوں کی رپورٹنگ کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

8۔ جنگی رپورٹنگ کے چیلنجز بیان کیجیے۔

9۔ ثقافتی اور ادبی رپورٹنگ کا معاشرے میں کیا کردار ہے؟

10۔ ایک کامیاب رپورٹر کی خصوصیات بیان کیجیے۔

10.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

سرگرمی ۱۔

1۔ رپورٹنگ سے کیا مراد ہے؟

جواب: واقعات، حالات اور سرگرمیوں سے متعلق معلومات جمع کر کے انہیں خبر یا رپورٹ کی صورت میں عوام تک پہنچانے کے عمل کو رپورٹنگ کہتے ہیں۔

2۔ رپورٹنگ کی پانچ اہم خصوصیات لکھیے۔

جواب: (الف) درستگی (ب) غیر جانبداری (ج) سچائی اور دیانت داری (د) مشاہدے کی صلاحیت (ہ) تحقیق اور تجزیے کی اہلیت

4۔ رپورٹنگ صحافت میں کیوں اہم سمجھی جاتی ہے؟

جواب: کیونکہ رپورٹنگ کے ذریعے عوام تک درست، بروقت اور مستند معلومات پہنچتی ہیں اور یہی صحافت کی بنیاد ہے۔

5۔ غیر جانبداری سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی خبر یا واقعے کو بغیر تعصب اور جانبداری کے حقائق کے مطابق پیش کرنا غیر جانبداری کہلاتا ہے۔

سرگرمی ۲۔

درج ذیل جملوں کے سامنے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ پارلیمانی رپورٹنگ کا تعلق کھیلوں سے ہوتا ہے۔

جواب: غلط

2۔ عدالتی رپورٹنگ میں قانونی معاملات زیرِ بحث آتے ہیں۔

جواب: صحیح

3۔ تحقیقی رپورٹنگ میں گہری تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جواب: غلط

4۔ سیاسی رپورٹنگ عوام کو سیاسی حالات سے آگاہ کرتی ہے۔

جواب: صحیح

5۔ جنگی رپورٹنگ ایک خطرناک شعبہ صحافت ہے۔

جواب: صحیح

6۔ ثقافتی رپورٹنگ کا تعلق ادبی اور تہذیبی سرگرمیوں سے ہے۔

جواب: صحیح

7۔ کرائم رپورٹنگ صرف تفریح کے لیے کی جاتی ہے۔

جواب: غلط

8۔ کھیلوں کی رپورٹنگ میں کھلاڑیوں کی کارکردگی بھی شامل ہوتی ہے۔

جواب: صحیح

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ رپورٹنگ کی تعریف اور اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: رپورٹنگ واقعات اور حالات سے متعلق معلومات جمع کر کے انہیں عوام تک پہنچانے کے عمل کو کہتے ہیں۔صحافت میں رپورٹنگ بنیادی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اسی کے ذریعے عوام کو مستند اور بروقت معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

2۔ سیاسی رپورٹنگ کی خصوصیات پر روشنی ڈالیے۔

جواب: سیاسی رپورٹنگ سیاسی جماعتوں، حکومتی پالیسیوں، انتخابات اور سیاسی سرگرمیوں سے متعلق ہوتی ہے۔اس میں درست معلومات، توازن اور غیر جانبداری ضروری ہے۔

3۔ پارلیمانی رپورٹنگ کے بنیادی تقاضے بیان کیجیے۔

جواب: پارلیمانی رپورٹنگ کے لیے آئینی اور قانونی معلومات، پارلیمانی قواعد وضوابط سے واقفیت اور غیر جانبدارانہ اندازِ رپورٹنگ ضروری ہے۔

4۔ عدالتی رپورٹنگ میں احتیاط کیوں ضروری ہے؟

جواب: عدالتی معاملات حساس نوعیت کے ہوتے ہیں، اس لیے غلط یا غیر مصدقہ معلومات قانونی پیچیدگیوں کا باعث بن سکتی ہیں۔

5۔ جرائم رپورٹنگ کے مقاصد بیان کیجیے۔

جواب: جرائم رپورٹنگ کا مقصد عوام کو جرائم کی نوعیت، اسباب اور اثرات سے آگاہ کرنا اور امن وامان کی صورتحال سے باخبر رکھنا ہے۔

6۔ تحقیقی رپورٹنگ کو عوامی مفاد کی صحافت کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: کیونکہ یہ بدعنوانی، بے ضابطگیوں اور پوشیدہ حقائق کو سامنے لا کر عوامی مفاد کا تحفظ کرتی ہے۔

7۔ کھیلوں کی رپورٹنگ کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

جواب: کھیلوں کی رپورٹنگ عوام کو کھیلوں کی سرگرمیوں، مقابلوں اور کھلاڑیوں کی کارکردگی سے آگاہ کرتی ہے اور کھیلوں کے فروغ میں

مدد دیتی ہے۔

8۔ جنگی رپورٹنگ کے چیلنجز بیان کیجیے۔

جواب: جنگی رپورٹنگ میں جان کا خطرہ، محدود ذرائع، غیر یقینی حالات اور درست معلومات تک رسائی بڑے چیلنجز ہیں۔

9۔ ثقافتی اور ادبی رپورٹنگ کا معاشرے میں کیا کردار ہے؟

جواب: یہ تہذیبی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کو فروغ دیتی ہے اور معاشرے کی ثقافتی شناخت کو محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

10۔ ایک کامیاب رپورٹر کی خصوصیات بیان کیجیے۔

جواب: ایک کامیاب رپورٹر سچائی، دیانت داری، غیر جانبداری، تحقیق، مشاہدہ، تجزیاتی صلاحیت اور پیشہ ورانہ اخلاقیات جیسی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔

10.9 امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔ عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت، صداقت اور آزادی رائے۔ ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیواور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر: 11۔خبر کے بنیادی عناصر،خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیاں

ساخت

11.0 اغراض ومقاصد

11.1 تعارف

11.2 خبر کے بنیادی عناصر

11.2.1 خبری اقدار

11.2.2 سرگرمی1

11.3 خبر رساں ایجنسیوں کی تعریف

11.3.1 قومی خبر رساں ایجنسیاں

11.3.2 بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں

11.3.3 خبر رساں ایجنسیوں کا اردو صحافت میں کردار

11.3.4 سرگرمی2

11.4 عمومی جائزہ

11.5 فرہنگ

11.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

11.7 مشقی سوالات

11.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

11.9 امدادی کتب

11.0 اغراض ومقاصد

صحافت اور ذرائع ابلاغ کی دنیا میں خبر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔خبر ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے افراد اپنے گرد و پیش، معاشرے، ملک اور دنیا میں رونما ہونے والے واقعات اور حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ایک مؤثر اور معیاری خبر کی تشکیل میں بعض بنیادی عناصر اہم کردار ادا کرتے ہیں، جبکہ کسی واقعے کی خبری اہمیت کا تعین مخصوص صحافتی اقدار کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔اسی طرح جدید خبر رسانی کے نظام میں خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات بھی نہایت اہم ہیں جو دنیا کے مختلف حصوں سے خبریں جمع کر کے ذرائع ابلاغ تک پہنچاتی ہیں۔اس لیے صحافت کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیوں کے کردار سے مکمل آگاہی حاصل کرے۔

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ خبر کے بنیادی عناصر کو سمجھ سکیں اور یہ جان سکیں کہ ایک مکمل، جامع اور مؤثر خبر کن اجزا پر مشتمل ہوتی ہے۔آپ خبر کی ساخت اور اس کے مختلف حصوں کا تجزیہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور یہ سمجھ سکیں گے کہ خبر کو مؤثر بنانے میں مختلف عناصر کس طرح اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ خبری اقدار کے مفہوم اور ان کی صحافتی اہمیت کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔آپ یہ جان سکیں گے کہ روزانہ پیش آنے والے بے شمار واقعات میں سے بعض واقعات ہی خبر کیوں بنتے ہیں اور کن بنیادوں پر انہیں زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔آپ تازگی، اہمیت، قربت، غیر معمولیت، شہرت، اثر پذیری اور انسانی دلچسپی جیسی خبری اقدار کی افادیت کا ادراک حاصل کر سکیں گے اور مختلف خبروں کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔اسی طرح اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ خبر رساں ایجنسیوں کے تعارف، ارتقا، افادیت اور کردار سے واقف ہو جائیں گے۔آپ یہ سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے کہ Reuters Associated Press (AP) Agence France-Presse (AFP) Xinhua Press Trust of India (PTI) United News of India (UNI) جیسی خبر رساں ایجنسیاں کس طرح خبریں جمع کرتی ہیں اور انہیں دنیا بھر کے اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ تک پہنچاتی ہیں۔آپ قومی اور بین الاقوامی سطح پر خبر رسانی کے نظام میں ان اداروں کی اہمیت، خدمات اور عملی کردار کا بھی جائزہ لے سکیں گے۔مزید برآں اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیوں کے درمیان موجود باہمی تعلق کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔آپ خبر کے انتخاب، ترتیب، تدوین اور اشاعت کے عمل کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں گے اور صحافت کے عملی میدان میں ان اصولوں کی اہمیت کا ادراک حاصل کر سکیں گے۔اس طرح یہ سبق آپ کو خبر کے بنیادی عناصر خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیوں کے بارے میں آپ کے علم میں اضافہ کرے گا۔

11.1 تعارف

خبر صحافت کا بنیادی جزو اور ذرائع ابلاغ کا سب سے اہم سرمایہ سمجھی جاتی ہے۔ کسی بھی اخبار، رسالے، ریڈیو، ٹیلی ویژن یا ڈیجیٹل پلیٹ فارم کی کامیابی کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے قارئین، ناظرین یا سامعین کو کس حد تک درست، بروقت اور دلچسپ خبریں فراہم کرتا ہے۔ تاہم ہر اطلاع خبر نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر واقعہ خبروں میں جگہ حاصل کر پاتا ہے۔ کسی اطلاع کو خبر بننے کے لیے مخصوص عناصر اور خصوصیات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ خبر کی تیاری اور پیش کش میں بعض بنیادی عناصر کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ انہی عناصر کی مدد سے خبر مکمل، واضح اور مؤثر بنتی ہے۔ صحافت میں انہیں خبر کے بنیادی عناصر کہا جاتا ہے۔ ان عناصر کے بغیر خبر نامکمل تصور کی جاتی ہے کیونکہ قاری یا ناظر کو واقعے کی مکمل تصویر حاصل نہیں ہو پاتی۔ اسی طرح صحافت میں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ طے کیا جائے کہ کون سا واقعہ خبر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کون سا نہیں۔ اس مقصد کے لیے خبری اقدار کا تصور سامنے آتا ہے۔ خبری اقدار وہ معیارات ہیں جن کی بنیاد پر کسی واقعے کی اہمیت کا تعین کیا جاتا ہے۔ بروقتی، قربت، شہرت، تصادم اور انسانی دلچسپی جیسی خصوصیات کسی بھی خبر کی اہمیت میں اضافہ کرتی ہیں۔ موجودہ دور میں خبر کی ترسیل کے عمل میں خبر رساں ایجنسیوں کا کردار بھی غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ یہ ادارے دنیا بھر سے خبریں جمع کرتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں اور پھر مختلف ذرائع ابلاغ تک پہنچاتے ہیں۔ یوں خبر رساں ایجنسیاں عالمی سطح پر معلومات کے تبادلے کا ایک مضبوط ذریعہ بن چکی ہیں۔ اس سبق میں خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیوں کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا جائے گا تاکہ طلبہ خبر نویسی کے نظری اور عملی اصولوں سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

11.2 خبر کے بنیادی عناصر

خبر صحافت کا بنیادی اور اہم ترین جزو ہے۔ ذرائع ابلاغ کا پورا نظام خبر کے گرد گھومتا ہے اور عوام تک معلومات کی ترسیل کا عمل اسی کے ذریعے مکمل ہوتا ہے۔ اگر صحافت کو ایک عمارت تصور کیا جائے تو خبر اس کی بنیاد ہے اور خبر کے بنیادی عناصر اس بنیاد کو مضبوط بنانے والے ستون ہیں۔ کسی بھی خبر کی افادیت، اہمیت اور اثر پذیری کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس میں خبر کے بنیادی عناصر کس حد تک موجود ہیں۔ یہی عناصر خبر کو مکمل، جامع، واضح اور قابلِ اعتماد بناتے ہیں۔ ایک ایسی خبر جس میں یہ عناصر موجود نہ ہوں، نہ صرف نامکمل سمجھی جاتی ہے بلکہ قارئین، سامعین اور ناظرین کو بھی مکمل معلومات فراہم کرنے میں ناکام رہتی ہے۔

صحافتی اصولوں کے مطابق ہر خبر میں چند بنیادی سوالات کے جوابات موجود ہونے چاہییں۔ ان سوالات کو صحافت میں پانچ W اور ایک H کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان میں "کیا"، "کون"، "کب"، "کہاں"، "کیوں" اور "کیسے" شامل ہیں۔ یہ عناصر خبر کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اور کسی بھی واقعے کی مکمل تصویر پیش کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ انہی عناصر کی بنیاد پر خبر نویس واقعے کی تفصیلات جمع کرتا ہے اور انہیں ایک منظّم اور بامعنی شکل میں عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ خبر کا پہلا اور سب سے اہم عنصر "کیا" ہے۔ اس عنصر کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ کیا پیش آیا ہے۔ درحقیقت خبر کی بنیاد ہی اس سوال کے جواب پر قائم ہوتی ہے۔ اگر کسی خبر میں یہ واضح نہ ہو کہ کیا ہوا ہے تو قاری خبر کا مقصد اور مفہوم سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر یہ اطلاع دی جائے کہ "شہر میں ایک بڑا حادثہ پیش آیا"، تو قاری فوراً جاننا چاہے گا کہ حادثہ کیا تھا، اس کی نوعیت کیا تھی اور اس میں کیا نقصان ہوا۔ اس طرح "کیا" کا عنصر خبر کا بنیادی نقط ؟ آغاز فراہم کرتا ہے۔

دوسرا اہم عنصر "کون" ہے۔ اس سے مراد وہ افراد، ادارے یا گروہ ہیں جو کسی واقعے میں شامل ہوں یا اس سے متاثر ہوئے ہوں۔ ہر خبر میں کسی نہ کسی کردار کی موجودگی ضروری ہوتی ہے اور "کون" کا عنصر انہی کرداروں کی شناخت واضح کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی سیاسی رہنما نے کوئی اہم اعلان کیا ہو تو خبر میں اس رہنما کا نام اور حیثیت واضح کرنا ضروری ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی حادثہ پیش آیا ہو تو اس میں متاثر ہونے والے افراد یا متعلقہ اداروں کا ذکر بھی اسی عنصر کے تحت آتا ہے۔

خبر کا تیسرا بنیادی عنصر "کب" ہے۔ اس کا تعلق وقت سے ہے۔ کسی بھی واقعے کے وقوع پذیر ہونے کا وقت خبر کی اہمیت اور افادیت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قارئین اور ناظرین یہ جاننا چاہتے ہیں کہ واقعہ کب پیش آیا۔ اگر خبر میں وقت کی وضاحت نہ ہو تو اس کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ صحافت میں تازگی کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اس لیے وقت کا تعین خبر کا لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خبروں میں تاریخ، دن اور وقت کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ واقعے کی تازگی اور اہمیت واضح ہو سکے۔

چوتھا عنصر "کہاں" ہے۔ اس کے ذریعے واقعے کے مقام یا جگہ کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ کسی بھی خبر کو مکمل بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے وقوع پذیر ہونے کی جگہ واضح کی جائے۔ مقام کی معلومات نہ صرف واقعے کی نوعیت کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں بلکہ اس کے اثرات اور اہمیت کا اندازہ لگانے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی قدرتی آفت کسی مخصوص علاقے میں پیش آئے تو اس علاقے کا ذکر خبر کا اہم حصہ ہوگا۔ اسی طرح قومی اور بین الاقوامی خبروں میں مقام کی وضاحت مزید اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔

خبر کا پانچواں عنصر "کیوں" ہے۔ یہ عنصر کسی واقعے کے اسباب اور محرکات کو واضح کرتا ہے۔ بعض خبریں صرف اطلاع فراہم کرتی ہیں،

لیکن بہت سی ایسی خبریں بھی ہوتی ہیں جن میں واقعے کے پس منظر اور اسباب کو جاننا ضروری ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی علاقے میں احتجاج ہو رہا ہو تو صرف یہ بتانا کافی نہیں کہ احتجاج ہو رہا ہے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ احتجاج کی وجہ کیا ہے۔" کیوں" کا عنصر خبر کو گہرائی اور معنویت عطا کرتا ہے اور قارئین کو واقعے کے اصل محرکات سے آگاہ کرتا ہے۔

چھٹا اور آخری بنیادی عنصر " کیسے" ہے۔ اس کے ذریعے یہ بتایا جاتا ہے کہ واقعہ کس طرح پیش آیا۔ یہ عنصر خاص طور پر حادثات، جرائم، سیاسی واقعات اور دیگر اہم خبروں میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی عمارت میں آگ لگ گئی ہو تو یہ جاننا ضروری ہوتا ہے کہ آگ کس طرح لگی، اس کے پھیلنے کے اسباب کیا تھے اور اس پر قابو کیسے پایا گیا۔" کیسے " کا عنصر واقعے کی تفصیلات کو واضح کرتا ہے اور خبر کو مزید جامع بناتا ہے۔ خبر کے یہ بنیادی عناصر صرف الگ الگ سوالات نہیں بلکہ ایک مربوط نظام کا حصہ ہیں۔ جب یہ تمام عناصر ایک خبر میں مناسب انداز میں شامل ہوتے ہیں تو خبر مکمل اور مؤثر بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے صحافی اور خبر نویس خبر لکھتے وقت ان عناصر کو مدنظر رکھتے ہیں۔ صحافتی تربیت کے دوران بھی ان عناصر کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ انہی کی بنیاد پر معیاری خبر کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔

خبر کے بنیادی عناصر کی اہمیت صرف خبر نویسی تک محدود نہیں بلکہ رپورٹنگ، فیچر نگاری، اداریہ نویسی اور صحافت کی دیگر اصناف میں بھی ان کا کردار نمایاں ہوتا ہے۔ ایک رپورٹر جب کسی واقعے کی کوریج کے لیے جاتا ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان تمام سوالات کے جوابات حاصل کرے۔ یہی جوابات بعد میں خبر یا رپورٹ کی بنیاد بنتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک اہم عنصر کو نظر انداز کر دیا جائے تو خبر ادھوری اور غیر مؤثر رہ جاتی ہے۔ عصر حاضر میں ذرائع ابلاغ کی دنیا میں غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، موبائل جرنلزم، ڈیجیٹل نیوز پورٹلز اور مصنوعی ذہانت کی آمد نے خبر رسانی کے طریقوں کو بدل دیا ہے، لیکن اس کے باوجود خبر کے بنیادی عناصر کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آج بھی ایک خبر کی ساکھ اور معیار کا تعین انہی عناصر کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ خواہ خبر کسی اخبار میں شائع ہو، ٹیلی ویژن پر نشر ہو یا سوشل میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچے، اس کی مؤثریت اور افادیت انہی بنیادی عناصر پر منحصر ہوتی ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خبر کے بنیادی عناصر صحافت کی بنیاد ہیں۔ یہی عناصر خبر کو محض اطلاع سے ایک مکمل صحافتی تحریر میں تبدیل کرتے ہیں۔ ان کے بغیر خبر کا وجود نامکمل تصور کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہر صحافی اور طالب علمِ صحافت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان عناصر کی نوعیت، اہمیت اور عملی استعمال سے مکمل آگاہی حاصل کرے تاکہ وہ خبر نویسی اور رپورٹنگ کے میدان میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے۔ یوں خبر کے بنیادی عناصر نہ صرف خبر کی ساخت کو مکمل کرتے ہیں بلکہ صحافت کے معیار اور اعتبار کو بھی برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

11.2.1 خبری اقدار

صحافت کی دنیا میں خبر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، لیکن ہر واقعہ یا اطلاع خبر نہیں بنتی۔ روزانہ دنیا بھر میں بے شمار واقعات پیش آتے ہیں، ہزاروں سرگرمیاں انجام پاتی ہیں اور لاتعداد اطلاعات مختلف ذرائع سے سامنے آتی ہیں، مگر ان میں سے صرف چند ہی ایسی ہوتی ہیں جو اخبارات کی سرخی بنتی ہیں یا ریڈیو، ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام تک پہنچائی جاتی ہیں۔ اس انتخاب کے پیچھے بعض اصول اور پیمانے کارفرما ہوتے ہیں جنہیں صحافت کی اصطلاح میں "خبری اقدار" کہا جاتا ہے۔ یہی خبری اقدار کسی واقعے کی اہمیت، افادیت اور عوامی دلچسپی کا تعین کرتی ہیں اور یہ فیصلہ کرنے میں مدد دیتی ہیں کہ کون سی اطلاع خبر بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اور کون سی نہیں۔

اگر ہم روزمرہ زندگی کا مشاہدہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر شخص ان خبروں میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے جو اس کی زندگی، اس کے ماحول یا اس کے مفادات سے کسی نہ کسی صورت میں تعلق رکھتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض خبریں فوراً لوگوں کی توجہ حاصل کر لیتی ہیں جبکہ بعض دیگر اطلاعات عوامی دلچسپی پیدا نہیں کر پاتیں۔ صحافی اور مدیر بھی خبروں کے انتخاب کے وقت انہی عوامل کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد صرف معلومات فراہم کرنا نہیں ہوتا بلکہ ایسی معلومات کا انتخاب کرنا بھی ہوتا ہے جو عوام کے لیے اہم، مفید اور دلچسپ ہوں۔ خبری اقدار دراصل خبر اور غیر خبر کے درمیان فرق واضح کرتی ہیں۔ یہ وہ اصول ہیں جن کی بنیاد پر کسی واقعے کی خبری حیثیت متعین کی جاتی ہے۔ اگر کوئی واقعہ عوامی زندگی پر اثر انداز ہو، لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہو یا اس میں کوئی غیر معمولی پہلو موجود ہو تو اس کے خبر بننے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی اطلاع عوامی دلچسپی اور اہمیت سے محروم ہو تو وہ خبر کی حیثیت حاصل نہیں کر پاتی۔ اسی لیے صحافت میں خبری اقدار کو خبر کے انتخاب کا بنیادی معیار سمجھا جاتا ہے۔ صحافتی اداروں کو روزانہ بے شمار اطلاعات موصول ہوتی ہیں۔ رپورٹرز مختلف مقامات سے خبریں بھیجتے ہیں، خبر رساں ایجنسیاں اطلاعات فراہم کرتی ہیں اور سوشل میڈیا سمیت دیگر ذرائع سے بھی مسلسل معلومات سامنے آتی رہتی ہیں۔ ان تمام اطلاعات کو جوں کا توں شائع یا نشر کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ مدیر اور صحافی ان میں سے ان خبروں کا انتخاب کرتے ہیں جو عوامی اہمیت رکھتی ہوں اور قارئین یا ناظرین کے لیے زیادہ مفید ثابت ہو سکیں۔ اس انتخاب کے عمل میں خبری اقدار رہنمائی فراہم کرتی ہیں اور صحافیوں کو فیصلہ کرنے میں مدد دیتی ہیں کہ کون سی خبر نمایاں مقام کی مستحق ہے۔

خبری اقدار صرف خبر کے انتخاب ہی میں مددگار نہیں ہوتیں بلکہ خبر کی پیش کش اور ترتیب پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ کسی اخبار کے صفحہ؟

اول پر کون سی خبر شائع ہوگی، کون سی خبر بڑی سرخی کے ساتھ دی جائے گی اور کون سی خبر نسبتاً کم اہمیت کے ساتھ پیش کی جائے گی، ان تمام فیصلوں میں خبری اقدار بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے خبر ناموں میں بھی خبروں کی ترتیب اور ترجیح انہی اصولوں کی بنیاد پر طے کی جاتی ہے۔ عصر حاضر میں خبری اقدار کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کی ترقی نے خبر رسانی کے عمل کو بے حد تیز کر دیا ہے۔ اب ہر لمحہ دنیا کے مختلف حصوں سے اطلاعات موصول ہو رہی ہیں اور عوام کو خبروں کی فراوانی کا سامنا ہے۔ ایسے ماحول میں صحافیوں اور اداروں کے لیے یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ وہ خبروں کے انتخاب میں مناسب معیار اور توازن کو برقرار رکھیں۔ خبری اقدار اس مقصد کے حصول میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور صحافت کے معیار کو برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہیں۔

سوشل میڈیا کے فروغ نے بھی خبروں کی دنیا میں نئی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ اب عام افراد بھی مختلف واقعات کی تصاویر، ویڈیوز اور اطلاعات فوری طور پر شیئر کر سکتے ہیں۔ تاہم ہر اطلاع خبر نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر وائرل ہونے والی بات صحافتی اعتبار سے اہم سمجھی جا سکتی ہے۔ ایسے حالات میں خبری اقدار کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ انہی کی بنیاد پر یہ طے کیا جاتا ہے کہ کون سی اطلاع واقعی خبر بننے کی مستحق ہے اور کون سی نہیں۔ اس طرح خبری اقدار صحافت کے بنیادی ستونوں میں شمار ہوتی ہیں۔ یہ نہ صرف خبر کے انتخاب میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں بلکہ صحافت کے معیار، اعتبار اور افادیت کو بھی برقرار رکھتی ہیں۔ انہی اقدار کی بدولت صحافی اور مدیر عوام تک ایسی معلومات پہنچانے میں کامیاب ہوتے ہیں جو ان کے علم میں اضافہ کریں، ان کے شعور کو بیدار کریں اور انہیں اپنے معاشرے اور دنیا کے حالات کو بہتر انداز میں سمجھنے میں مدد دیں۔ ان وجوہات کی بنا پر صحافت کے مطالعے میں خبری اقدار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور ہر طالب علمِ صحافت کے لیے ان کے مفہوم اور افادیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ مذکورہ بحث سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی واقعے کی خبری حیثیت کا تعین بعض مخصوص معیارات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ صحافت میں ان معیارات کو خبری اقدار کہا جاتا ہے۔ اگرچہ مختلف ماہرینِ صحافت نے خبری اقدار کی مختلف درجہ بندیاں پیش کی ہیں، تاہم چند اقدار ایسی ہیں جنہیں تقریباً تمام صحافتی ادارے یکساں اہمیت دیتے ہیں۔ انہی اقدار کی مدد سے مدیر اور صحافی یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سی خبر زیادہ اہم ہے، کس خبر کو نمایاں جگہ دی جانی چاہیے اور کون سی خبر عوامی دلچسپی کا زیادہ باعث بن سکتی ہے۔ ذیل میں خبری اقدار کی چند اہم صورتوں کا مختصراً جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

قربت (Proximity)

قربت سے مراد جغرافیائی یا سماجی نزدیکی ہے۔ لوگ اپنے علاقے، شہر یا ملک سے متعلق خبروں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ اسی لیے

مقامی واقعات اکثر مقامی ذرائع ابلاغ میں نمایاں جگہ حاصل کرتے ہیں۔

اہمیت(Importance)

اگر کوئی واقعہ بڑی تعداد میں لوگوں کی زندگیوں کو متاثر کرتا ہو تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔حکومتی فیصلے، بجٹ، تعلیمی پالیسی یا معاشی تبدیلیاں اسی زمرے میں آتی ہیں۔

شہرت(Prominence)

معروف شخصیات سے متعلق خبریں عام طور پر زیادہ توجہ حاصل کرتی ہیں۔ سیاسی رہنما، فنکار، کھلاڑی اور دیگر مشہور شخصیات کی سرگرمیاں اس خبری قدر کی مثال ہیں۔

تصادم(Conflict)

اختلافات، مقابلے، سیاسی کشمکش یا قانونی تنازعات پر مبنی خبریں عوام کی توجہ اپنی جانب مبذول کرتی ہیں۔اسی وجہ سے تصادم کو ایک اہم خبری قدر سمجھا جاتا ہے۔

انسانی دلچسپی(Human Interest)

ایسی خبریں جو انسانی جذبات، احساسات اور تجربات سے متعلق ہوں، انسانی دلچسپی کی خبریں کہلاتی ہیں۔ یہ خبریں قارئین اور ناظرین کو جذباتی طور پر متاثر کرتی ہیں۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خبری اقدار خبر کی روح کی حیثیت رکھتی ہیں۔انہی کی بدولت کسی واقعے کی اہمیت، افادیت اور عوامی دلچسپی کا تعین کیا جاتا ہے۔صحافی اور مدیر انہی اصولوں کی روشنی میں خبروں کا انتخاب کرتے ہیں اور انہیں مناسب انداز میں عوام تک پہنچاتے ہیں۔اس طرح خبری اقدار صحافت کے معیار، اعتبار اور مؤثریت کو برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔

11.2.2 سرگرمی 1

خالی جگہیں پُر کیجیے:

1۔خبر کے بنیادی عناصر کو عموماً پانچ W اور ایک _____ کہا جاتا ہے۔

2۔کیا، کون، کب، کہاں، کیوں اور کیسے خبر کے _____ عناصر ہیں۔

3۔کسی واقعے کی عوامی اہمیت اور دلچسپی کو _____ اقدار کہا جاتا ہے۔

4۔خبر کی تازگی اس کی ایک اہم _____ ہے۔

5۔کسی خبر کا اپنے علاقے یا ماحول سے تعلق _____ کہلاتا ہے۔

6۔انسانی جذبات اور احساسات پر مبنی خبر _____ دلچسپی کی خبر کہلاتی ہے۔

7۔تصادم اور کشمکش بھی ایک اہم _____ قدر ہے۔

8۔خبر کے انتخاب میں مختلف معیارات کو _____ اقدار کہا جاتا ہے۔

11.3 خبر رساں ایجنسیوں کی تعریف

خبر رسانی کا نظام جدید صحافت کی بنیادوں میں شامل ہے۔دنیا کے مختلف حصوں میں ہر لمحہ بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں جن سے عوام کو باخبر رکھنا ذرائع ابلاغ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔تاہم کسی ایک اخبار، ریڈیو اسٹیشن، ٹیلی ویژن چینل یا نیوز پورٹل کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ دنیا کے ہر ملک، ہر شہر اور ہر خطے میں اپنے نمائندے مقرر کرے۔اسی ضرورت نے خبر رساں ایجنسیوں کو جنم دیا۔خبر رساں ایجنسیاں ایسے منظّم ادارے ہیں جو مختلف علاقوں سے خبریں، تصاویر، فیچرز، تجزیے اور دیگر معلومات جمع کر کے ذرائع ابلاغ کو فراہم کرتی ہیں۔ یہ ادارے جدید صحافت میں اطلاعات کے تبادلے اور خبر رسانی کے عمل کو مؤثر بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔خبر رساں ایجنسیوں کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہوتی ہے کہ آج دنیا کے بیشتر اخبارات، رسائل، ریڈیو اسٹیشنز ، ٹیلی ویژن چینلز اور آن لائن نیوز پورٹلز اپنی بڑی تعداد میں خبریں انہی اداروں سے حاصل کرتے ہیں۔ بین الاقوامی سیاست، معیشت، کھیل، سائنس، ٹیکنالوجی اور سفارتی معاملات سے متعلق اکثر خبریں خبر رساں

ایجنسیوں کے ذریعے ہی مختلف مما لک تک پہنچتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ خبر رساں ایجنسیوں کو جدید صحافت کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا جاتا ہے۔

خبر رساں ایجنسیوں کا بنیادی کام اطلاعات جمع کرنا، ان کی تصدیق کرنا اور پھر انہیں مختلف ذرائع ابلاغ تک پہنچانا ہے۔ان اداروں کے نمائندے دنیا کے مختلف مما لک اور شہروں میں موجود ہوتے ہیں جو روزمرہ کے واقعات، حکومتی سرگرمیوں، بین الاقوامی تعلقات، معاشی تبدیلیوں، قدرتی آفات اور دیگر اہم معاملات کی اطلاعات اپنے مرکزی دفاتر کو ارسال کرتے ہیں۔بعدازاں یہ خبریں مختلف میڈیا اداروں تک پہنچائی جاتی ہیں۔اس طرح خبر رساں ایجنسیاں عالمی سطح پر اطلاعات کے تبادلے میں پل کا کردار ادا کرتی ہیں۔خبر رساں ایجنسیوں کو عمومی طور پر دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے: قومی خبر رساں ایجنسیاں اور بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں۔قومی خبر رساں ایجنسیاں اپنے ملک کے اندر اطلاعات کی ترسیل پر توجہ دیتی ہیں جبکہ بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں عالمی سطح پر خبری خدمات انجام دیتی ہیں۔

11.3.1 قومی خبر رساں ایجنسیاں

قومی خبر رساں ایجنسیاں کسی بھی ملک کے صحافتی نظام کا اہم جزو ہوتی ہیں۔یہ ادارے ملک کے مختلف حصوں سے خبریں، اطلاعات، تصاویر اور دیگر مواد جمع کر کے اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ تک پہنچاتے ہیں۔ان اداروں کی بدولت ملک کے دور دراز علاقوں میں پیش آنے والے واقعات کی معلومات بھی بروقت عوام تک پہنچ جاتی ہیں۔ میں متعدد قومی خبر رساں ایجنسیاں سرگرم عمل ہیں جنہوں نے خبر رسانی کے نظام کو مضبوط اور منظّم بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔پریس ٹرسٹ آف انڈیا: پریس ٹرسٹ آف انڈیا ہندوستان کی سب سے بڑی اور معتبر خبر رساں ایجنسی سمجھی جاتی ہے۔اس کا قیام آزادی کے فوراً بعد عمل میں آیا اور اس نے ہندوستانی صحافت کو ایک مضبوط اور منظّم خبر رسانی کا نظام فراہم کیا۔یہ ادارہ قومی اور بین الاقوامی دونوں سطحوں پر خبری خدمات انجام دیتا ہے۔ملک کے بیشتر بڑے اخبارات اور ٹیلی ویژن ادارے اس کی خبروں سے استفادہ کرتے ہیں۔

یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا: یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا ہندوستان کی دوسری بڑی خبر رساں ایجنسی ہے۔اس کا قیام 1961ء میں عمل میں آیا۔ اس کی سب سے نمایاں خصوصیت مختلف زبانوں میں خبری خدمات کی فراہمی ہے۔انگریزی، ہندی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں اس کی سروس دستیاب ہے۔اردو صحافت کے فروغ میں اس ادارے کا کردار خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ایشین نیوز انٹرنیشنل: ایشین نیوز انٹرنیشنل جدید دور کی ایک اہم ملٹی میڈیا خبر رساں ایجنسی ہے۔ یہ ادارہ تحریری خبروں کے ساتھ ساتھ ویڈیوز، تصاویر اور ڈیجیٹل مواد بھی فراہم کرتا ہے۔ ٹیلی

ویژن چینلز اور آن لائن میڈیا پلیٹ فارمز اس کی خدمات سے بڑے پیمانے پر استفادہ کرتے ہیں۔قومی سیاست، سفارت کاری، کھیل اور اہم عوامی معاملات کی کوریج میں اس ادارے کا نمایاں کردار ہے۔انڈو ایشین نیوز سروس: انڈو ایشین نیوز سروس ہندوستان اور جنوبی ایشیا سے متعلق خبروں، فیچرز اور تجزیاتی مواد کی فراہمی کے لیے معروف ہے۔اس کا مرکزی دفتر نوئیڈا میں واقع ہے۔ یہ ادارہ صرف روزمرہ کی خبریں ہی فراہم نہیں کرتا بلکہ مختلف قومی اور بین الاقوامی موضوعات پر تجزیاتی اور تحقیقی مواد بھی فراہم کرتا ہے۔

ہندوستان سماچار: ہندوستان سماچار ہندوستان کی ایک قدیم اور کثیر لسانی خبر رساں ایجنسی ہے۔ یہ مختلف ہندوستانی زبانوں میں خبری خدمات انجام دیتی ہے اور علاقائی خبروں کو قومی سطح پر متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔مختلف زبانوں اور ثقافتوں کے حامل ملک میں یہ ادارہ اطلاعاتی رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ پریس انفارمیشن بیورو: پریس انفارمیشن بیورو حکومتِ ہند کا مرکزی اطلاعاتی ادارہ ہے۔ اگرچہ یہ روایتی معنوں میں خبر رساں ایجنسی نہیں ہے، تاہم حکومت کی پالیسیوں، پروگراموں، منصوبوں اور کامیابیوں سے متعلق مستند معلومات ذرائع ابلاغ تک پہنچانے میں اس کا کردار نہایت اہم ہے۔اخبارات، ٹیلی ویژن چینلز اور ڈیجیٹل میڈیا حکومتی معلومات کے لیے بڑی حد تک اسی ادارے پر انحصار کرتے ہیں۔اس طرح ہندوستان کی مختلف خبر رساں ایجنسیاں ملک کے اطلاعاتی نظام کو مستحکم بنانے، عوام تک بروقت اور مستند خبریں پہنچانے اور صحافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے دور میں ان اداروں کی ذمہ داریاں اور اہمیت مزید بڑھ گئی ہے اور یہ قومی زندگی کے مختلف شعبوں کے درمیان معلوماتی رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکی ہیں۔

11.3.2 بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں

بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں جدید صحافت اور عالمی ذرائع ابلاغ کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں۔موجودہ دور میں دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے جہاں ایک ملک میں رونما ہونے والا واقعہ چند لمحوں میں دنیا کے دوسرے حصے تک پہنچ جاتا ہے۔اس تیز رفتار اطلاعاتی نظام میں بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ادارے دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے دفاتر، نامہ نگاروں اور نمائندوں کے وسیع نیٹ ورک کے ذریعے خبریں، تصاویر، ویڈیوز، تجزیے اور دیگر معلومات جمع کرتے ہیں اور انہیں دنیا بھر کے اخبارات، ریڈیو اسٹیشنز، ٹیلی ویژن چینلز اور آن لائن ذرائع ابلاغ تک پہنچاتے ہیں۔ بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کے بیشتر ذرائع ابلاغ اپنی عالمی خبروں کے لیے انہی اداروں پر انحصار کرتے ہیں۔ بین الاقوامی سیاست، عالمی معیشت، سفارتی تعلقات،

جنگ وامن، کھیلوں کے عالمی مقابلوں، سائنسی ایجادات اور قدرتی آفات سے متعلق خبریں عموماً انہی اداروں کے ذریعے دنیا بھر تک پہنچتی ہیں۔ بعض ماہرین صحافت کے مطابق عالمی خبر رسانی میں چند بڑی ایجنسیوں کا کردار سب سے زیادہ نمایاں ہے جنہیں عالمی خبر رسانی کی بڑی ایجنسیاں بھی کہا جاتا ہے۔ایسوسی ایٹڈ پریس: ایسوسی ایٹڈ پریس دنیا کی معروف ترین خبر رساں ایجنسیوں میں شمار ہوتی ہے۔اس کا قیام 1846ء میں امریکہ میں عمل میں آیا اور اس کا مرکزی دفتر نیویارک میں واقع ہے۔ یہ ایک غیر منافع بخش ادارے کے طور پر کام کرتی ہے اور دنیا بھر میں اپنے وسیع نمائندہ نیٹ ورک کی بدولت عالمی خبروں کی فراہمی انجام دیتی ہے۔ بین الاقوامی سیاست، جنگی حالات، انتخابات، قدرتی آفات اور کھیلوں کے بڑے مقابلوں کی رپورٹنگ میں اس ادارے کو خاص شہرت حاصل ہے۔ تحقیقی صحافت اور مستند خبروں کی فراہمی کے حوالے سے بھی ایسوسی ایٹڈ پریس کو عالمی سطح پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

رائٹرز: رائٹرز برطانیہ کی ایک ممتاز اور بااثر بین الاقوامی خبر رساں ایجنسی ہے۔اس کی بنیاد 1851ء میں پال جولیس رائٹر نے رکھی تھی۔ ابتدا میں یہ ادارہ کبوتروں کے ذریعے اطلاعات کی ترسیل کرتا تھا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس نے جدید ٹیکنالوجی کو اختیار کرتے ہوئے عالمی سطح پر اپنی ایک منفرد شناخت قائم کر لی۔ آج رائٹرز کو عالمی تجارت، مالیات، معیشت، کاروبار اور بین الاقوامی سیاست سے متعلق مستند خبروں کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیا کے بڑے مالیاتی ادارے، اخبارات اور نشریاتی ادارے اس کی خبروں سے استفادہ کرتے ہیں۔اےایف پی پریس: اےایف پی فرانس پریس فرانس کی ایک معروف خبر رساں ایجنسی ہے جس کا مرکز پیرس میں واقع ہے۔ یہ دنیا کی قدیم ترین خبر ایجنسیوں میں شمار ہوتی ہے۔مختلف زبانوں میں خبری خدمات کی فراہمی اور عالمی واقعات کی جامع کوریج اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ یورپ، افریقہ، ایشیا اور مشرق وسطیٰ میں اس کے نمائندے موجود ہیں جو مختلف خطوں کی سیاسی، سماجی، ثقافتی اور معاشی سرگرمیوں کی خبریں دنیا تک پہنچاتے ہیں۔ بین الاقوامی صحافت میں اس ادارے کو نہایت معتبر مقام حاصل ہے۔

شِنہوا خبر ایجنسی: شِنہوا خبر ایجنسی چین کی سرکاری خبر رساں ایجنسی ہے۔اس کا آغاز 1931ء میں ہوا اور بعد میں اسے شِنہوا کا نام دیا گیا۔آج یہ دنیا کی بڑی خبر ایجنسیوں میں شمار ہوتی ہے اور ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں اس کے دفاتر قائم ہیں۔چین کی سیاسی، معاشی اور سفارتی سرگرمیوں کو عالمی سطح پر متعارف کرانے میں اس ادارے کا نمایاں کردار ہے۔ شِنہوا نہ صرف خبروں بلکہ تصاویر، تحقیقی مضامین اور تجزیاتی مواد کی فراہمی بھی انجام دیتی ہے۔جرمن پریس ایجنسی: جرمن پریس ایجنسی جرمنی کی ایک اہم خبر رساں ایجنسی ہے جسے یورپ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ ادارہ یورپی سیاست، بین الاقوامی تعلقات، معاشی سرگرمیوں اور سماجی مسائل کے حوالے سے

مستند خبری خدمات انجام دیتا ہے۔ یورپی ممالک کے درمیان روابط اور عالمی معاملات کی کوریج میں اس ادارے کا کردار قابلِ ذکر ہے۔

بلوم برگ نیوز: بلوم برگ نیوز عالمی مالیاتی اور اقتصادی صحافت کے میدان میں ایک ممتاز ادارہ ہے۔ یہ ادارہ بین الاقوامی مالیاتی منڈیوں، سرمایہ کاری، تجارت، اسٹاک مارکیٹ اور معاشی رجحانات سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ دنیا بھر کے کاروباری ادارے، بینک اور سرمایہ کار اس کی خبروں اور تجزیوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ جدید معاشی صحافت میں بلوم برگ کو ایک معتبر اور مستند ادارے کی حیثیت حاصل ہے۔

تاس خبر ایجنسی: تاس خبر ایجنسی روس کی معروف بین الاقوامی خبر رساں ایجنسی ہے۔ یہ روس اور دنیا کے دیگر ممالک سے متعلق سیاسی، سفارتی، معاشی اور ثقافتی خبروں کی فراہمی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ روس کے نقط ؟ نظر کو عالمی سطح پر پیش کرنے میں اس ادارے کی خدمات نمایاں ہیں۔ مختلف بین الاقوامی تنازعات اور سفارتی سرگرمیوں کی رپورٹنگ میں بھی تاس کو اہم مقام حاصل ہے۔ بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان اداروں کی بدولت دنیا کے مختلف حصوں میں پیش آنے والے واقعات سے لوگ فوری طور پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔ عالمی سطح پر اطلاعات کے تبادلے، بین الاقوامی روابط کے فروغ اور مختلف اقوام کے درمیان باہمی آگاہی پیدا کرنے میں ان اداروں کی خدمات نہایت اہم ہیں۔ عصرِ حاضر میں انٹرنیٹ، سیٹلائٹ مواصلات، ڈیجیٹل میڈیا اور مصنوعی ذہانت کی ترقی نے خبر رسانی کے طریقوں میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے، تاہم بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔ یہ ادارے جدید ذرائع اور ٹیکنالوجی کی مدد سے نہ صرف تحریری خبریں بلکہ تصاویر، ویڈیوز، معلوماتی خاکے اور براہِ راست تازہ ترین اطلاعات بھی فراہم کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے عالمی ذرائع ابلاغ کے نظام میں ان کا کردار آج بھی بنیادی اور ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ قومی اور بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیاں جدید صحافت کا لازمی جزو ہیں۔ یہ ادارے معلومات کے حصول، تصدیق اور ترسیل کے ذریعے دنیا کو ایک دوسرے سے جوڑنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ قومی سطح پر پریس ٹرسٹ آف انڈیا، یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا اور ہندوستان سماچار جیسی ایجنسیاں جبکہ بین الاقوامی سطح پر رائٹرز، ایسوسی ایٹڈ پریس، اےجنس فرانس پریس، شنہوا خبر ایجنسی اور تاس خبر ایجنسی اطلاعات کے عالمی نظام میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہیں۔ ان اداروں کی بدولت دنیا کے مختلف حصوں کے واقعات اور حالات سے عوام بروقت آگاہ ہوتے ہیں اور صحافت اپنا بنیادی فریضہ مؤثر انداز میں انجام دے پاتی ہے۔

11.3.3 خبر رساں ایجنسیوں کا اردو صحافت میں کردار

خبر رساں ایجنسیاں معلومات کی تیز رفتار ترسیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ادارے دنیا بھر سے خبریں جمع کر کے مختلف ذرائع ابلاغ تک پہنچاتے ہیں۔ان کی بدولت اخبارات اور نشریاتی ادارے کم وقت میں زیادہ اور مستند معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔خبر رساں ایجنسیاں نہ صرف خبروں کی فراہمی میں مدد دیتی ہیں بلکہ صحافتی معیار، معلومات کی تصدیق اور بین الاقوامی رابطوں کو بھی فروغ دیتی ہیں۔خبر رساں اجنسی ایک ایسا ادارہ ہے جو خبر پیشہ وارنہ سطح پر جمع کرتا ہے اور اپنے خریدار اخبارات کو خبریں فراہم کرتا ہے۔ آج کل ہر اخبار میں شائع ہونے والی 70 تا 80 فی صد خبریں مستند خبر رساں ایجنسیوں کو معرفت موصول ہوتی ہیں۔شروع شروع میں خطوط کے ذریعے یہ ایجنسیاں خبریں فراہم کرتی تھیں بعد میں تار برقی کا رواج ہوا۔اور بیشتر خبریں تار سے بھیجی جانے لگیں۔ آج کل پرنٹر، فیکس ،ای ۔میل، ٹیلی فون، موبائل فون، فیس بک، واٹس اپ وغیرہ جیسے جدید Software سے خبریں بھیجنے کا رواج عام ہے۔تقریباً ہر بڑے ملک میں نیوز ایجنسیاں قائم ہیں۔لیکن کمیونسٹ ممالک میں خبر رساں ایجنسیاں حکومت کی ملکیت ہیں چونکہ ایجنسیوں کو ہزار خریدار مل جاتے ہیں جس سے انہیں خاصا فائدہ ہوسکتا ہے ۔یہ ایجنسیاں ں بڑے سستے داموں پر فون پر خبریں فراہم کرتی ہیں۔آج کل بہت سی ایجنسیاں بڑے اداروں کی شکل اختیار کر گئیں ہیں۔اور ان کی شاخیں ہمیں دنیا بھر میں نظر آتی ہیں۔

چنانچہ اوپر کہا گیا ہے کہ آج کل اخبارات میں چھپنے والی خبروں کا ایک بہت بڑا حصہ ایجنسیوں کا فراہم کیا ہوا ہوتا ہے۔جس ان کا آغاز ہوا تھا تو ایجنسیاں صرف بازار کے بہاؤ ایک مقام سے دوسرے مقام تک تیز رفتار سے پہنچتی ہیں۔ چنانچہ ان خبر رساں ایجنسیوں کے اب سے پہلے سر پرست یہی تاجر لوگ تھے۔ جو اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے بیرونی منڈیوں کے نخرخ حاصل کرنے کیں دلچسپی رکھتے تھے۔فرانس کی (Havas) نیوز ایجنسی مانی جاتی ہے۔یہی ایجنسی کچھ تبدیلی اور غیر معمولی ترقی کے ساتھ A.F.P. یعنی (Ahenee France Presse) نام سے آج بھی دنیا بھر میں سرگرم عمل ہے۔خبر رساں ایجنسیوں میں زیادہ تر شہرت (Ruter New Agency) نامی ایک ایجنسی کے ذریعے خبریں فراہم ہوتی تھیں۔ اس کے بعد United Press of India نامی ایجنسی نے بھی کافی شہرت حاصل کی (Free Press India (FPI) بمبئی میں شروع ہوئی جس کے ذریعے آزادی کی جنگ سے متعلق خبریں زیادہ مقدار میں فراہم ہوتی تھیں۔ مسلم مسائل کی تشہیب کی غرض سے Orient Press of Iandia نامی ایک ایجنسی تقسیم ملک تک بہت معروف تھی۔ Intemational News Agency Prees Bearurea وغیرہ کی چھوٹی موٹی ایجنسیاں اس میدا میں مصروف تھیں۔ ریڈیو اسٹیشن اور ٹیلی ویژن مراکز کو بھی خبریں زیادہ سے زیادہ مقدار میں

نیوز ایجنسیوں کو وساطت ہی فراہم ہوتی تھیں۔ کئی بڑے تجارتی ادارے بھی آج کل نیوز ایجنسیوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ بڑے ہوٹلوں میں پرنٹر لگے ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعے تازہ ترین خبریں مہمان گاہکوں کو دی جاتی ہیں۔ نیوز ایجنسیوں کی جانب سے فراہم ہونے والی خبروں کی اہمیت کے پیش نظر میں بھی ٹیلی پرنٹر نسب کئے گئے۔ ہر ریاست میں وزیر علیٰ اور وزیر داخلہ کے دفاتر میں ٹیلی پرنٹر موجود ہیں۔ تاکہ تازہ ترین خبروں سے مسلسل واقفیت حاصل ہوتی رہے۔ ہندوستان کی کئی یونیورسٹیوں کے شعبہ جات صحافت میں ٹیلی پرنٹر کے ذریعے PVI یا UNI کی خبریں حاصل کرنے کا اہتمام ہے۔

خبر رساں ایجنسی کی خبریں عموماً تعصب سے پاک ہوتی ہیں۔ کیونکہ تمام اخبارات میں تقریباً ایک ہی مواد چھپا جاتا ہے۔ خبر رساں ایجنسی کی جانب سے سرخیاں مہیا نہیں کی جاتی۔ آج کی دنیا خبروں کی بھوکی اور معلومات کی پیاسی ہے۔ جمہوریت میں روزمرہ کی بدلتی ہوئی باتوں کے علم کے بغیر عام زندگی تشنہ رہ جاتی ہے۔ ہر شہری زیادہ سے زیادہ اطلاعات جاننے کا خواہاں رہتا ہے۔ حاصل کی ہوئی معلومات پر اصلی باشندوں کے غور و فکر کا انحصار ہے۔ جو بھی اہم فیصلے جمہوری حکومتوں یا عوامی اداروں میں ہوتے ہیں۔ وہ عام طور پر معلومات کی بنا پر ہوا کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں کسی بھی بات کی وضاحت بہت اہم سمجھی جاتی ہے۔ مستند خبریں جمع کر کے اخبارات وغیرہ کو فراہم کرنے کی ذمہ داری خبر رساں ایجنسیوں نے سنبھال رکھی ہے۔ جب کہ سنڈیکیٹ ادارے ایک خوشگوار حد تک رائیں اور تبصرے مہیا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ دونوں ادارے موجودہ دور میں ابلاغ کے ذرائع کے لئے ناگزیر ثابت ہو چکے ہیں۔ آج کل ان کے بغیر روزانہ اخبار کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

حالانکہ انیسویں صدی کے شروع ہی سے خبر رساں ایجنسیاں سرگرم عمل ہیں۔ مگر انہیں زیادہ خدمت ترقی اور مقبولیت کے مواقع ٹیلی گراف کی ایجاد کے بعد ملے بعد میں کئی ایسی تبدیلیاں ہوگئیں جس سے خبروں کی ترسیل میں مزید تیز رفتاری آ گئی ہے۔ جدید سے مدید برقیاتی آلات نے آج کل خبروں کی ترسیل کو بہت احسان اور برق رفتار بنا دیا گیا ہے۔ الفاظ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے کے لئے نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں جس سے خبر رساں ایجنسیوں کی کارکردگی بھی بہتر سے بہتر ہوتی چلی جا رہی ہے

11.3.4 آؤ اپنی معلومات جانچیں سرگرمی ۔۲

درست جواب منتخب کیجیے:

1۔ ہندوستان کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی کون سی ہے؟

الف۔ ہندوستان سماچار
ب۔ یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا
ج۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا
د۔ انڈوایشین نیوز سروس

2۔ یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا کا مخفف کیا ہے؟

الف۔ اے این آئی
ب۔ اے ایف پی
ج۔ یو این آئی
د۔ پی آئی بی

3۔ رائٹرز کا تعلق کس ملک سے ہے؟

الف۔ فرانس
ب۔ برطانیہ
ج۔ چین
د۔ روس

4۔ شِنہوا خبر ایجنسی کس ملک کی سرکاری خبر ایجنسی ہے؟

الف۔ جاپان
ب۔ روس
ج۔ چین
د۔ فرانس

5۔ ایجنس فرانس پریس کا تعلق کس ملک سے ہے؟

الف۔ امریکہ
ب۔ جرمنی
ج۔ فرانس
د۔ چین

6۔ پریس انفارمیشن بیورو کا بنیادی کام کیا ہے؟

الف۔ کھیلوں کی خبریں فراہم کرنا
ب۔ حکومتی معلومات اور پالیسیوں کی تشہیر کرنا
ج۔ صرف بین الاقوامی خبریں دینا
د۔ فلمی خبریں فراہم کرنا

7۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا تعلق کس ملک سے ہے؟

الف۔ امریکہ
ب۔ برطانیہ
ج۔ روس
د۔ جرمنی

8۔ خبر رساں ایجنسیوں کا بنیادی کام کیا ہے؟

الف۔اشتہارات شائع کرنا ب۔معلومات جمع کر کے ذرائع ابلاغ تک پہنچانا

ج۔کتابیں شائع کرنا د۔فلمیں بنانا

11.4 عمومی جائزہ

خبر صحافت کا بنیادی عنصر ہے اور اس کی مؤثریت کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس میں خبر کے بنیادی عناصر کس حد تک موجود ہیں۔ " کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے " ایسے عناصر ہیں جو کسی بھی خبر کو مکمل، جامع اور قابلِ فہم بناتے ہیں۔ان عناصر کی موجودگی سے قاری یا ناظر واقعے کی مکمل تصویر اپنے ذہن میں قائم کر سکتا ہے۔اس اکائی میں سب سے پہلے خبر کی تعریف بتائی گئی ہے اور اس کے مفہوم کو واضح کیا گیا ہے تا کہ آپ سمجھ سکیں کہ خبر کسے کہتے ہیں۔اس کے بعد خبر کے بنیادی عناصر اور اس کے لوازمات کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ آپ سب سے پہلے آپ یہ جان لیں کہ خبر کسے کہتے ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب آسان نہیں ہے۔خبر کی ابھی تک کوئی مکمل تعریف نہیں ہو سکی ہے اور نہ ہی اسے کسی ایک تعریف سے باندھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ انسان کی دلچسپی اور تجسس سے وابستہ ہے۔جاننا معلومات حاصل کرنا انسان کا فطری عمل ہے لیکن کیا جاننا ہے یہ اس کی دلچسپی پر منحصر ہوتا ہے۔لہذا خبر کی کوئی ایک مکمل تعریف نہیں ہے۔

مشہور صحافی ایم۔وی۔کامتھ کے مطابق "" اگر آپ دس صحافیوں سے معلوم کریں کہ خبر کیا ہے تو وہ اس کی جو تعریف پیش کریں گے وہ بھی الگ الگ ہوں گی چونکہ انسان کے دلچسپی یا جاننے کی خواہش کی جس قدر وسعت ہے اتنی ہی وسعت خبروں کی دنیا کی بھی ہے۔اس لحاظ سے بھی کچھ خبر ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ دلچسپی سے عاری نہ ہو۔اس لیے بہتر خبر وہ ہوگی جس میں زیادہ تر لوگوں کی زیادہ سے زیادہ دلچسپی ہے۔بہر حال ماہرین نے خبر کی جو بھی تعریفیں پیش کی ہیں۔ان میں سے کچھ کا ذکر نیچے کیا جا رہا ہے۔

ولیم بروکس کے مطابق

خبر وہ واقعہ ہے جو معمول سے ہٹ کر ہو

ٹرنر کالرج لکھتے ہیں۔

وہ سے اور سے خبر وہ اطلاع ہے جس سے آپ آج واقف ہوتے ہیں اور اس سے پہلے نہیں جانتے تھے؟

اکسفورڈ ڈکشنری میں ہے

نئی اطلاع یا تازہ واقعات کا بیان

ویلارڈ بلیئر کہتے ہیں۔

خبر کوئی ایسی بروقت چیز ہے جو عوام کی بڑی تعداد کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہے اور بہترین خبر وہ ہے جو بہت سے افراد کی زیادہ سے زیادہ توجہ اپنی طرف مبذول کرائے۔

امریکی صحافی جان بی بوگارٹ سٹی ایڈیٹر نیویارک سن نے خبر کے سلسلے میں ایک مشہور تعریف یوں کی ہے۔

"اگر کتا آدمی کو کاٹے تو یہ خبر نہیں ہے اور اگر آدمی کتے کو کاٹے تو یہ خبر ہے۔

پروفیسری بش لکھتے ہیں۔

خبر عموماً پرجوش اطلاع ہوتی ہے جو عام آدمی کے لیے باعث تسکین یا باعث تحریک ہوتی ہے۔

پال ڈبلیو وھائٹ کے مطابق

خبر ایسے دلچسپ تازہ اور مصدقہ واقعات کا بیان ہے جو رونما ہو چکے ہوں، ہو رہے ہوں یا ہونے والے ہوں۔اس اکائی میں سب سے پہلے خبر کی تعریف بتائی گئی ہے اور اس کے مفہوم کو واضح کیا گیا ہے تا کہ آپ سمجھ سکیں کہ خبر کے کہتے ہیں۔اس کے بعد خبر کے بنیادی عناصر اور اس کے لوازمات کا ذکر کیا گیا ہے تا کہ آپ خبر کے اہم اجزاء کو سمجھ سکیں۔ان اجزاء کو سمجھنے کے بعد آپ خبروں کے اقدار کا تعین کر سکیں گے۔اسے خبری اقدار یا خبریت (News Values) بھی کہتے ہیں۔اس کے بعد آپ خبر کا صحیح مفہوم اس کے بنیادی عناصر اور خبر کے اقدار سے واقف ہو سکیں گے۔

جیرالڈ ڈبلیو جانسن۔خبر ایسے واقعات کا بیان ہے جنہیں لکھنے اور شائع کرنے میں ایک اعلیٰ پایہ کا صحافی اطمینان محسوس کرے۔'' برطانوی صحافی ہے۔مینس فیلڈ نے خبر کی ایک جامع تعریف پیش کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھا ہے۔خبر سے مراد ایسے حقائق ہیں یعنی ایسی چیزیں جو واقع ہوئی ہوں یا ہونے والی ہوں۔ایسے واقعات اور حادثات جو اخبار پڑھنے والوں کی دلچسپی کا باعث ہوں یا جن کے متعلق انہیں معلومات بہم پہنچائی جانی چاہیے۔جاپان کا کوئی زلزلہ، دنیا کی کوئی نئی ایجاد، کسی مشہور آدمی کا قتل کسی بینک کا دیوالیہ ہونا، کسی کابینہ میں اختلاف، چڑیا گھر سے کسی شیر کا چھوٹ جانا، طوفان بادوباراں، ڈربی کے کسی مشہور گھوڑے کا کھانسی میں بتلا ہونا، یہ ساری چیز میں خبر ہیں۔خبر میں ایک عہد

آفریں واقعہ سے لے کر راستے کا ایک معمولی واقعہ بھی شامل ہے بشرطیکہ وہ واقع ہوا ہو اور صحیح ہو۔ افواہ یا کسی واقعے کے متعلق قیاس آرائی بھی خبر ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ صحیح اطلاعات پر مبنی ہو اور محض گپ نہ ہو۔ اس سلسلے میں انگریزی کے لفظ NEWS ''خبر'' کی بھی تشریح کرنے کی کوشش کی گئی اور انگریزی کے چاروں حروف کو چار سمتوں سے جوڑا گیا۔ مثلاً نارتھ (شمال) ایسٹ (مشرق) ویسٹ (مغرب) اور ساؤتھ (جنوب) یعنی چاروں طرف وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحادثات کو نیوز یا خبر کہتے ہیں اور اخبارات چہار جانب مشرق مغرب شمال وجنوب میں ہونے والے واقعات اور ان کی اطلاعات کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ مولانا آزاد مکمل اردو یونیوری اس طرح سے آپ نے دیکھا کہ خبر کی متعدد تعریفیں کی گئی ہیں۔ ان کا تجزیہ کرنے پر جو عام نکات سامنے آتے ہیں ان کا احاطہ اس طرح سے کیا جاسکتا ہے۔

بات بالکل نئی ہو۔

تازہ بلکہ تازہ ترین ہو۔

پہلے سے کسی کو معلوم نہ ہو

عوام میں جوش اور تحریک پیدا کرتشنگی کا احساس نہ ہو

عصبیت شامل نہ ہو

سچائی اور حقیقت پر مبنی ہو

سیدھے طور پر بیان کی گئی ہو

عوام کے لیے دلچسپی کا باعث ہو

اس کے علاوہ خبر کا بنیادی وصف اس کی صحت اور معروضیت (Objectivity) بھی ہے۔ کسی واقعہ کا بے لاگ اور غیر جانبدارانہ اور دیانتدارانہ بیان خبر کہلاتا ہے۔ ایک صحافی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خبر کو پوری صحت سچائی اور دیانت داری کے ساتھ پہنچائے۔ غیر مصدقہ اطلاعات کو خبر کا حصہ نہیں بنایا جانا چاہیے۔ خبر میں دلچسپی یا سنسنی پیدا کرنے کے لیے اپنی جانب سے رنگ آمیزی دیانت دارانہ صحافت کے مغائر ہیں۔ اس لیے جوزف پولٹزر کا کہنا ہے کہ کسی بھی صحافی کے لیے خبر کی درستی اسی طرح اہم ہے۔ جس طرح کسی دوشیزہ کے لیے اس کی عصمت۔ لہذا خبر لکھنے والے کی جانب سے کوئی تبصرہ یا رائے خبر میں شامل نہیں ہونی چاہیے۔ نہ ہی اپنی جانب سے کسی بات کا اضافہ کرنا چاہیے۔

خبر: واقعہ، دلچسپی اور عوام

کسی خبر میں تین باتوں کا ہونا لازمی ہیں یعنی واقعہ (Action) چسپی (Interest) اور قارئین/ سامعین ناظرین یا عوام (People)۔ یہی تینوں مل کر کسی واقعے کو خبر بناتے ہیں۔

واقعہ: خبر میں سب سے اہم بات واقعہ ہے۔ یہاں اس کا مطلب ایسے حقائق سے ہے جو واقع ہو چکے ہوں یا ہونے والے ہوں۔ یا ہو رہے ہوں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خبر میں کسی حد تک قیاس آرائی کا عنصر شامل ہوسکتا ہے لیکن اس کے لیے وزنی دلائل اور شواہد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ورنہ "خبر" "اور" "آپ" میں فرق نہیں رہ جائے گا۔ لہذا واقعہ خبر کا اہم ترین جزو ہوا۔

واقعہ کے بعد دلچسپی کا عنصر زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کوئی بھی واقعہ اس وقت تک خبر نہیں بن سکتا جب تک وہ عوام کی دلچسپی کا سبب نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی عام آدمی کسی حادثے میں معمولی طور سے زخمی ہو جائے تو یہ ایک واقعہ تو ہے مگر اسے خبر نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اگر کوئی اہم سیاسی، سماجی، مذہبی یا ادبی شخصیت معمولی طور پر زخمی ہو جائے تو یہ حادثہ ایک خبر ہوگی اور اسے نمایاں طور پر پر شائع کیا جائے گا۔ کیونکہ اہم شخصیتوں کی چھوٹی سے چھوٹی سرگرمی بھی عوام کے لیے دلچسپی کا سبب ہوا کرتی ہے۔ اس لیے دلچسپی کسی خبر کے لیے لیے بہت اہم جز ہوتی ہے۔

عوام: تیسری اہم بات یہ ہے کہ قارئین/ سامعین ناظرین میں عوام کی ایک اچھی خاصی تعداد یا ان کے ایک بڑے طبقے کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اگر کوئی واقعہ یا حادثہ کسی ایک فرد یا عوام کی بہت ہی کم تعداد کے لیے اہم اور دلچسپ ہو تو اخبارات اسے شائع کرنے کے لائق نہیں سمجھیں گے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ واقعہ خبر کے دائرے میں آتا ہے جو غیر معمولی ہو اور عوام کی دلچسپی کا باعث ہو۔

خبر کے عناصر اور لوازمات: اس سے قبل آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ بہترین خبر وہ ہوگی جس میں زیادہ تر لوگوں کی زیادہ سے زیادہ دلچسپی ہو۔ اس کے لیے ایسے لوازم ضروری تسلیم کیے جاتے ہیں جن میں قارئین/ سامعین/ ناظرین کی زیادہ سے زیادہ دلچسپی ہو۔ صحافت کی تعلیم و تربیت سے وابستہ مشہور مرکز تھامس فاؤنڈیشن (Foundation Thomas) کے مطالعاتی گروپ نے خبر کے لیے ضروری پرکشش اور دلچسپی کے درج ذیل اجزاء کو منتخب کیا ہے:

1- قرب زمانی یا تازگی	2۔ شخصیت کے اثرات	3- قرب مکانی
4- دولت	5- جرائم	6۔ جنس
7- تصادم	8- مذہب یا فرقہ	9- آفات سماوی اور سانحات
10- طنز و مزاح	11۔ انسانی جذبات	12- شکست خوردگی

13- رازیاتجسس 14- صحت عام 15- سائنس

16- تفریح 17۔ مشہورمعروف اوراہم شخصیات 18۔ موسم

19- غذااوراجناس 20- اقلیتیں

ماہرین نے اس کے علاوہ بھی کچھ اور لوازمات کو شامل کیا ہے۔ مثلاً تعداد، اہمیت، انوکھا پن، ایجادات اور مہم جوئی، ثقافت دفاع، بھائی چارگی، (مقامی علاقائی، قومی اور بین الاقوامی) اور سماجی و معاشی تبدیلیاں وغیرہ۔ خبر کے مذکورہ لوازمات میں سے اہم ترین باتوں کا مختصر جائزہ آگے لیا جائے گا۔ خبر میں خبریت (News Values) بھی انھیں درج ذیل شرائط پر متعین ہوتے ہیں۔ اس سبق میں خبری اقدار پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔ یہ واضح کیا گیا کہ ہر واقعہ خبر نہیں بنتا بلکہ وہی واقعات خبر کی شکل اختیار کرتے ہیں جن میں قربت، اہمیت، شہرت، تصادم، بروقتی اور انسانی دلچسپی جیسی خصوصیات موجود ہوں۔ یہی اقدار خبر کے انتخاب اور اس کی پیش کش میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ سبق کے آخری حصے میں خبر رساں ایجنسیوں کا تعارف اور ان کی اہمیت بیان کی گئی۔ جدید دور میں خبر رساں ایجنسیاں دنیا بھر سے اطلاعات جمع کر کے مختلف ذرائع ابلاغ تک پہنچاتی ہیں۔ اس طرح وہ معلومات کی ترسیل اور عالمی رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکی ہیں۔ چنانچہ خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیاں صحافت کے ایسے بنیادی موضوعات ہیں جن کے بغیر خبر نویسی اور خبر رسانی کے عمل کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔

11.5 فرہنگ

1۔ خبر : کسی اہم واقعے یا اطلاع کی بروقت معلومات

2۔ عنصر : بنیادی جز یا حصہ

3۔ خبر نویسی : خبر لکھنے کا فن

4۔ خبر نگاری : خبروں کو جمع اور مرتب کرنے کا عمل

5۔ اطلاع : کسی واقعے کے بارے میں معلومات

6۔ واقعات : پیش آنے والے حالات یا حادثات

7۔ بروقتی : وقت پر خبر کی فراہمی

8۔ قربت : جغرافیائی یا سماجی نزدیکی

9۔ اہمیت : کسی چیز کی قدر یا افادیت

10۔ شہرت : معروف یا مشہور ہونے کی حالت

11۔ تصادم : ٹکراؤ یا اختلاف

12۔ انفرادیت : منفرد اور غیر معمولی ہونا

13۔ انسانی دلچسپی : انسانی جذبات اور احساسات سے وابستگی

14۔ عوامی دلچسپی : ایسی بات جس میں عوام کی دلچسپی ہو

15۔ خبری اقدار : خبر کے انتخاب کے معیارات

16۔ تجسس : جاننے کی خواہش

17۔ معلومات : علم یا اطلاع

18۔ حقائق : ثابت شدہ اور درست معلومات

19۔ تصدیق : سچائی کی جانچ

20۔ معروضیت : غیر جانبداری اور حقیقت پسندی

21۔ خبر رساں ایجنسی : خبروں کی فراہمی کرنے والا ادارہ

22۔ رائٹرز : معروف بین الاقوامی خبر رساں ایجنسی

23۔ ایسوسی ایٹڈ پریس (AP): امریکی خبر رساں ایجنسی

24۔ اے ایف پی (AFP) : فرانسیسی خبر رساں ایجنسی

25۔ تاس (TASS) : روسی خبر رساں ایجنسی

26۔ پی ٹی آئی (PTI) : پریس ٹرسٹ آف انڈیا

27۔ یو این آئی (UNI) : یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا

28۔ ذرائع ابلاغ : اطلاعات کی ترسیل کے وسائل

29۔ رائے عامہ : عوام کی اجتماعی رائے

30۔ ترسیل : پہنچانے کا عمل

31۔ ابلاغ : معلومات اور خیالات کی منتقلی

32۔ مشاہدہ : غور سے دیکھنا، کسی دریافت کے لئے بغور دیکھنا، معائینہ، غور وخوض، تجربہ

33۔ تجزیہ : گہرائی سے جائزہ لینا

34۔ حالاتِ حاضرہ : موجودہ دور کے اہم واقعات

35۔ عالمی خبر : بین الاقوامی نوعیت کی خبر

36۔ قومی خبر : ملکی سطح کی خبر

37۔ مقامی خبر : کسی مخصوص علاقے سے متعلق خبر

38۔ سامعین : سننے والے افراد

39۔ ناظرین : دیکھنے والے افراد

40۔ قارئین : پڑھنے والے افراد

41۔ خبری معیار : خبر کی جانچ کا پیمانہ

42۔ ابلاغِ عامہ : عوام تک معلومات پہنچانے کا نظام

43۔ واقعہ : پیش آنے والا عمل یا حادثہ

44۔ صحافتی اصول : صحافت کے بنیادی ضابطے

45۔ عوامی شعور : عوام میں آگاہی اور فکری بیداری

11.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ خبر سے کیا مراد ہے؟

2۔ خبر کے بنیادی عناصر کتنے ہیں؟

3۔ "Who" سے کیا مراد ہے؟

4۔ "What" خبر میں کیا اہمیت رکھتا ہے؟

5۔ "When" کس چیز کی وضاحت کرتا ہے؟

6۔ "Where" سے کیا مراد ہے؟

7۔ "Why" اور "How" خبر میں کیوں اہم ہیں؟

8۔ خبری اقدار کسے کہتے ہیں؟

9۔ قربت (Proximity) سے کیا مراد ہے؟

10۔ انسانی دلچسپی کی خبر کیا ہوتی ہے؟

11۔ خبر رساں ایجنسی کسے کہتے ہیں؟

12۔ PTI کا مکمل نام لکھیے۔

13۔ UNI کا مکمل نام لکھیے۔

14۔ Reuters کس نوعیت کی خبر رساں ایجنسی ہے؟

15۔ خبر رساں ایجنسیوں کی دو خدمات بیان کیجیے۔

تفصیلی سوالات

1۔ خبر کے بنیادی عناصر کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کیجیے۔

2۔ خبری اقدار کے مفہوم اور اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

3۔ خبر کے انتخاب میں خبری اقدار کا کردار بیان کیجیے۔

4۔ خبر رساں ایجنسیوں کا تعارف اور ان کی اہمیت بیان کیجیے۔

5۔ قومی اور بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

6۔ خبر کے بنیادی عناصر خبر کو مؤثر بنانے میں کس طرح مدد دیتے ہیں؟

11.7 مشقی سوالات

1۔ خبر کے بنیادی عناصر سے کیا مراد ہے؟ تفصیل سے بیان کیجیے۔

2۔ " کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے " کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کیجیے۔

3۔ خبری اقدار کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ان کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

4۔ قربت، اہمیت اور شہرت کو بطور خبری اقدار واضح کیجیے۔

5۔ تصادم اور انسانی دلچسپی کی خبری اقدار کی وضاحت کیجیے۔

6۔ خبر رساں ایجنسیوں کا تعارف پیش کیجیے۔

7۔ بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

8۔ ہندوستان کی اہم خبر رساں ایجنسیوں کا تعارف دیجیے۔

9۔ جدید صحافت میں خبر رساں ایجنسیوں کی اہمیت پر بحث کیجیے۔

10۔ خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیوں کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالیے۔

11.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

جوابات سرگرمی ا

H۔1

2۔ بنیادی

3۔خبری

4۔قدر

5۔قربت

6۔انسانی

7۔خبری

8۔خبری

جوابات سرگرمی۲

1۔ج

2۔ج

3۔ب

4۔ج

5۔ج

6۔ب

7۔الف

8۔ب

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ خبر کے بنیادی عناصر سے کیا مراد ہے؟

جواب: خبر کے بنیادی عناصر وہ اجزاء ہیں جن کی مدد سے خبر مکمل اور واضح بنتی ہے۔ان میں کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے شامل ہیں۔

2۔ " کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے " کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کیجیے۔

جواب: یہ خبر کے بنیادی عناصر ہیں جو واقعے کے کردار، نوعیت، وقت، مقام، وجہ اور طریق؟ وقوع کی وضاحت کرتے ہیں۔

3۔ خبری اقدار کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ان کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

جواب: خبری اقدار وہ خصوصیات ہیں جو کسی واقعے کو خبر بننے کے قابل بناتی ہیں۔ انہی کی بنیاد پر خبر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

4۔ قربت، اہمیت اور شہرت کو بطور خبری اقدار واضح کیجیے۔

جواب: قربت جغرافیائی نزدیکی، اہمیت عوامی اثرات اور شہرت معروف شخصیات یا اداروں سے وابستگی کو ظاہر کرتی ہے۔

5۔ تصادم اور انسانی دلچسپی کی خبری اقدار کی وضاحت کیجیے۔

جواب: تصادم اختلاف اور کشمکش پر مبنی واقعات سے متعلق ہوتا ہے جبکہ انسانی دلچسپی انسانی جذبات اور احساسات سے متعلق خبروں کو نمایاں کرتی ہے۔

6۔ خبر رساں ایجنسیوں کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: یہ ایسے ادارے ہیں جو مختلف مقامات سے خبریں جمع کر کے اخبارات، رسائل اور نشریاتی اداروں تک پہنچاتے ہیں۔

7۔ بین الاقوامی خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: یہ دنیا بھر سے خبریں جمع کرتی ہیں اور انہیں عالمی ذرائع ابلاغ تک پہنچاتی ہیں۔

8۔ ہندوستان کی اہم خبر رساں ایجنسیوں کا تعارف دیجیے۔

جواب: پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) اور یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (UNI) ہندوستان کی اہم خبر رساں ایجنسیاں ہیں۔

9۔ جدید صحافت میں خبر رساں ایجنسیوں کی اہمیت پر بحث کیجیے۔

جواب: خبر رساں ایجنسیاں فوری، مستند اور وسیع پیمانے پر خبریں فراہم کر کے صحافت کے نظام کو مضبوط بناتی ہیں۔

10۔ خبر کے بنیادی عناصر، خبری اقدار اور خبر رساں ایجنسیوں کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالیے۔

جواب: خبر کے بنیادی عناصر خبر کو مکمل بناتے ہیں، خبری اقدار اس کی اہمیت کا تعین کرتی ہیں اور خبر رساں ایجنسیاں اسے ذرائع ابلاغ تک پہنچاتی ہیں۔ یہ تینوں جدید صحافت کے بنیادی ستون ہیں۔

11.9۔ امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت و رفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر:12 خبروں کے اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریاں

ساخت

12.0 اغراض ومقاصد

12.1 تعارف

12.2 خبر کی تشکیل کے بنیادی عناصر

12.2.1 خبروں کے اصول اور مفہوم

12.2.3 سرگرمی:1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

12.3 اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریاں

12.3.1 جدید ذرائع ابلاغ اور پیشگی منصوبہ بندی

12.3.2 سرگرمی:2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

12.4 عمومی جائزہ

12.5 فرہنگ

12.6 اپنا امتحان خود لیجیے/ خود جانچ سوالات

12.7 مشقی سوالات

12.8 مشقی سوالات کے جوابات/ جوابات سرگرمی

12.9 امدادی کتب

12.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ خبروں کے بنیادی اصولوں کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے اور جان سکیں گے کہ ایک معیاری خبر کن صحافتی ضابطوں اور اصولوں پر استوار ہوتی ہے۔ آپ صداقت، درستگی، غیر جانبداری، معروضیت، توازن، وضاحت اور بروقتی جیسے بنیادی اصولوں کی اہمیت سے واقف ہوں گے۔ آپ یہ بھی سمجھ سکیں گے کہ خبر کے پس منظر کی معلومات خبر کی تفہیم میں کس طرح معاون ثابت ہوتی ہیں اور ایک صحافی کو کسی واقعے یا موضوع کے بارے میں پیشگی معلومات حاصل کرنا کیوں ضروری ہے۔ اس سبق کے ذریعے آپ مختلف ذرائع سے معلومات کے حصول، ان کی جانچ اور تصدیق کے طریقوں کو جان سکیں گے۔ آپ انٹرویو، پریس کانفرنس، تقریبات اور دیگر صحافتی سرگرمیوں سے قبل کی جانے والی تیاریوں کی اہمیت کا ادراک حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ جدید ذرائع ابلاغ کے دور میں تحقیق، دستاویزی مواد اور پیشگی منصوبہ بندی کے کردار کو بھی سمجھ سکیں گے۔ اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ خبر کی تیاری اور پیش کش کے عمل کو زیادہ مؤثر، منظّم اور پیشہ ورانہ انداز میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔

12.1 تعارف

صحافت محض واقعات اور اطلاعات کو عوام تک پہنچانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ذمہ دارانہ عمل ہے جس کے ذریعے معاشرے کو مستند، متوازن اور بروقت معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ کسی بھی خبر کی اہمیت صرف اس کے موضوع یا واقعے میں نہیں ہوتی بلکہ اس بات میں بھی ہوتی ہے کہ اسے کس انداز میں جمع کیا گیا، کس حد تک اس کی تصدیق کی گئی اور کس معیار کے ساتھ اسے پیش کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ صحافت میں بعض اصولوں اور ضابطوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے جن کی پابندی ہر صحافی اور ادارہ صحافت کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے۔ خبروں کے اصول دراصل وہ رہنما خطوط ہیں جو خبر کو درست، معتبر اور مؤثر بناتے ہیں۔ اگر خبر میں صداقت، غیر جانبداری اور توازن موجود نہ ہو تو وہ عوامی اعتماد حاصل نہیں کر سکتی۔ اسی طرح بروقتی اور وضاحت بھی خبر کی افادیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایک کامیاب صحافی وہی ہوتا ہے جو خبر نویسی کے دوران ان تمام اصولوں کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔ دوسری جانب کسی بھی واقعے یا مسئلے کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے اس کے پس منظر سے واقفیت ضروری ہوتی ہے۔ محض واقعے کی اطلاع دینا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے اسباب، حالات اور متعلقہ عوامل کو بھی سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر اطلاعاتی پس منظر کو صحافت میں خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ پس منظر کی معلومات نہ صرف خبر کو جامع بناتی ہیں بلکہ قاری کو واقعے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے

میں بھی مدد دیتی ہیں۔اسی طرح صحافتی میدان میں پیشگی تیاریوں کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔ایک ذمہ دار رپورٹر کسی تقریب، اجلاس، انٹرویو یا اہم واقعے کی کوریج سے پہلے متعلقہ موضوع کا مطالعہ کرتا ہے، ضروری معلومات جمع کرتا ہے اور ممکنہ سوالات ونکات کی تیاری کرتا ہے۔ یہ تیاری نہ صرف خبر کے معیار کو بہتر بناتی ہے بلکہ صحافی کو اعتماد اور پیشہ ورانہ مہارت بھی فراہم کرتی ہے۔اس سبق میں خبروں کے اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریوں کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے گا تا کہ عزیز طلبہ آپ صحافتی عمل کی ان بنیادی اور اہم جہات کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور عملی صحافت میں ان سے استفادہ کر سکیں۔

12.2 خبر کی تشکیل کے بنیادی عناصر

خبر، واقعات اور حادثات کا صرف سیدھا سادہ بیان ہی نہیں ہے بلکہ ان واقعات کی تہہ میں پہنچ کر اس واقعہ یا حادثہ سے متعلق تمام ضروری تفصیلات معلوم کرنا اور اس کے پس منظر اور سیاق وسباق کی روشنی میں اس کا مکمل جائزہ لینا بھی خبر نویسی کے لئے ضروری ہے اور مذکورہ بالا متعلقہ تفصیل کی روشنی میں خبر لکھنا ایک صحافی کی اہم ذمہ داری ہے۔کسی جدید اخبار کی کوئی خبر اگر پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں مندرجہ ذیل چھ یا اس میں سے چند سوالات کا جواب ملتا ہے۔

۱۔ کیا؟

۲۔ کس نے؟

۳۔ کب؟

۴۔ کہاں؟

۵۔ کیوں؟

۶۔ کیسے؟

جب تک نامہ نگار ان سوالات کی تصدیق نہیں کر لے گا اس وقت تک خبر معتبر نہیں ہوگی۔ان اصولوں کو انگریزی صحافت میں پانچ ڈبلیو (W) اور ایک ایچ (H) کا اصول کہا جاتا ہے اور ہندی یا پنجابی میں اسے بالترتیب چھک یا (کا) کا اصول کہا جا سکتا ہے۔اسے چھ کا فی اصول بھی کہا جاتا ہے۔خبر بندی کا اصول ہے کہ نامہ نگار خبر لکھتے وقت اپنے ذاتی تاثرات، ردعمل، اپنی رائے وغیرہ شامل نہیں کرے گا۔جس خبر

میں نامہ نگار اپنی رائے تاثرات وغیرہ کا اظہار کرے گا وہ خبر سے زیادہ تبصرہ، اداریہ یا مضمون سمجھا جائے گا۔ کسی بھی خبر کو لکھتے وقت نامہ نگار کو اپنے جذبات پر قابو رکھنا چاہئے۔ اپنے جذبات کا اظہار کرنا۔ اپنے جذبات کو شامل کرنا اس پر اپنے صحافتی مقاصد یا فرائض کو قربان کرنا ہے۔ لہٰذا نامہ نگار کو اس سے پرہیز لازمی ہے۔ یہ خبر بندی کے اصول کی نہ صرف خلاف ورزی ہے بلکہ یہ صحافتی بے ایمانی یا بد دیانتی کے زمرے میں آتا ہے۔ آزاد صحافت کی یہ بدترین خلاف ورزی ہے۔ ہندوستان کے اخبارات میں یہ صورت ایمرجنسی کے زمانے (۲۶ جون ۱۹۷۵ء تا جنوری ۱۹۷۷ء) تک کے اخباروں میں پائی جاتی ہے۔

اردو میں جس کے لئے خبر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے News کی اصطلاح مستعمل ہے۔ قواعد کی روح سے انگریزی میں نیوز جمع ہے۔ News کی لیکن جب اس لفظ کو اصطلاح کے طور پر انگریزی میں استعمال کیا جاتا ہے تو یہ مفرد ہو جاتا ہے۔ یعنی واحد کے معنی دیتا ہے مثلاً جب انگریزی میں کسی شے کو نیوز قرار دیا جاتا ہے۔ تو اس کے معنی ایک خبر کے ہوتے ہیں۔ اسی مناسبت سے کاغذ کے ایسے تختے یا تختوں کے مجموعے کو جس پر بہت سی نئی معلومات جرد ہوں۔ انگریزی میں نیوز پیپر اور اردو میں اخبار کہتے ہیں۔ یعنی خبروں کا مجموعہ خبر یا نئی اطلاع۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا خبروں کے مجموعے قواعد کے نام سے موسوم کرتے ہیں لیکن جب اس لفظ کو بھی اصطلاح کے طور پر برتا جاتا ہے تو اس کے معنی قدر محدود اور مخصوص ہو جاتے ہیں۔ اخبار خبروں کا مجموعہ تو ہوتا ہے لیکن کس طرح کی خبروں کی خبریں ایسی بھی ہو سکتی ہیں جن کا تعلق صدیوں پہلے ہوئے واقعات سے ہو اس لحاظ سے تاریخ کی ساری کتب کو بھی اخبار کے ہی زمرے میں رکھنا پڑے گا۔ اور شاید دنیا کی ہر اس تحریر کو بھی جس کا تعلق انسانی زندگی کے کسی بھی دور سے ہو میرا خیال ہے ہم اس اصطلاح کو اتنے وسیع معنوں میں استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کی کسی نہ کسی حد تک تحدید ضروری ہے اس لئے اشفاق احمد خان اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''لغوی معنی میں خبروں کے مجموعے کا نام اخبار ہے۔ دراصل کسی اخبار کا طے شدہ تمام مواد خبروں پر مشتمل نہیں ہوتا۔ حقیقی خبروں سے مراد وہ اہم اطلاعات ہوتی ہیں جن کے پڑھنے کے لئے ورزانہ صبح ایک قاری بے صبری سے اخبار کا انتظار کرتا ہے۔ اس کو ان خبروں کے ذریعے 24 گھنٹوں میں رونما ہونے والے دنیا کے حالات وحادثات وواقعات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس خبری مواد کا تعلق ملکی وغیر ودونوں سطحوں سے ہوتا جس سے ہر قاری باخبر رہنے کی خواہش رکھتا ہے۔'' مندرجہ بالا اقتباس سے خبر کے جو لوازم سامنے آتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

خبروں سے مراد وہ اہم اطلاعات ہیں جو پچھلے 24 گھنٹوں کے دوران واقع ہوتے والے حادثات وواقعات سے تعلق رکھتی ہوں۔ ان کا تعلق ملکی وغیر ملکی واقعات سے ہوتا ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے آئے چند ایک تعریفوں کا جائزہ لے لیا جائے۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ خبروں کی

ایسی کون کون سی جہتیں ہیں۔جن کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

''خبر ایک سچا واقعہ یا خیال ہے جس میں بڑی تعداد میں لوگوں کو دلچسپی ہو۔''

عصری واقعہ جو پڑھنے والوں کے ذاتی مسائل یا ان کے سوسائٹی سے تعلق کے حوالے سے ان کے لئے اہم اور دلچسپ خبر ہو۔سب سے بہتر خبر وہ ہے جس میں دلچسپی اور اہمیت کے یہ عناصر سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ موجود ہوں۔خبر ایک ایسے سچے عصری اور اہم واقعے کا صحیح اور معروضی اور غیر جانبدارانہ مطبوعہ بیان ہے۔جو اخبار پڑھنے والوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہو۔خبر ایک ایسی اطلاع ہے جس کو آپ گذرشتہ کل تک نہیں جانتے تھے۔اگر وہ آپ کے علم میں اضافہ نہیں کرتی تو خبر نہیں۔اگر وہ کسی کی دلچسپی کا باعث نہیں ہے تو وہ خبر نہیں ہے۔دوسری طرف ایک بہت ہی دلچسپ افواہ بھی خبر کے دائرے میں نہیں آتی کیونکہ وہ اہمیت سے عاری ہوتی ہے۔

''خبر کسی ایسے عصری واقعے خیال یا صورت حال کا بیان ہے جو عوام کے لئے دلچسپی کا باعث ہو۔''

''خبر کسی چیز کا انکشاف ہے۔''

''خبر ایک اسی چیز ہے جسے کوئی دبا دینا چاہتا ہو''

''خبر اہم واقعات جن سے عوام کو دلچسپی ہو کہ پہلی رپورٹ ہے۔''

''خبر کسی حالیہ واقعے خیال یا مسئلے کا بیان ہے جس سے عوام کو دلچسپی ہو''

''خبر ایسی سب سے دلچسپ اہم اور صحیح اطلاع کا ندارج ہے جو اشیاء کے بارے میں حاصل کی گئی ہو جنہیں انسان نے سوچا، کہا، دیکھا یا کسی طرح عمل کا مظاہرہ کیا ہو۔''

مندرجہ بالا تعریفوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خبر کے جو لوازم سامنے آتے ہیں۔وہ حسب ذیل ہیں۔

اس کا تعلق کسی ملکی یا غیر ملکی واقعے سے ہو۔

تازہ ترین یا حالیہ واقعے سے تعلق رکھتی ہو۔عصری انسان مسائل یا مسئلے کا محاکمہ کرتی ہو۔اس کا تعلق کسی نئے واقعے سے کیونکہ خبر جوں جوں باسی ہوتی جاتی ہے۔وہ اپنی طاقت سے محروم ہوتی جاتی ہے وقتی اعتبار سے خبر کا تازہ سے تازہ ترین رازنامے کی ضرورتوں کا تقاضا کرتی ہے۔صداقت اور مصروفیت خبر کی ایک اور اہم خصوصیت ہے کسی واقعے یا واقعے کی تصویر کا متوازن بیان اس کی قدر و قیمت بڑھا دیتا ہے۔یہاں مبالغے کی گنجائش نہیں ہوتی۔نہ بڑھا چڑھا کر پیش کرنے سے واقعے کی اثر پزیریں اضافہ ہی ہوتا ہے واقعہ بذات خود تاثرات کا طوفان سمیٹے ہوئے

ہوتا ہے۔اس کے بیان میں کسی طرح رنگ آمیزی Anti Changes کا کام کرتی ہے جوخبر کی مرمت کو مجروح کر دیتی ہے اس لئے ایسی کوئی کوشش سودمند نہیں ہوسکتی۔قارئین کے اردگرد کے ماحول سے اس کا گہرا تعلق ہونا ضروری ہے۔خبر کا بڑھنے والوں کے ماحول یا زندگی سے جتنا قریبی تعلق ہوگا خبر کا ثر اتنا ہی قوی ہوگا اور قارئین کی نظر میں اہمیت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔اپنے واقعات وحادثات کو چاہے ان کی اہمیت کتنی ہی کم کیونکہ ہو دور کے اہم سے اہم اور بڑے بڑے واقعات اہم تصور کرتے ہیں۔اس لئے اپنے واقعات یعنی قریبی کے واقعات کی خبری یا اخباری اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔زبان کے اعتبار سے خبر کا عصری ہونا اتنا ہی اہم ہے جتنا مکاں کے اعتبار سے اس کا مقامی ہونا۔

خبر کا دلچسپ ہونا بھی ضروری ہے خبر کی دلچسپ کا دارومدار بھی اس کی زمانی اور مکانی خصوصیت پر ہوتا ہے۔اسی طرح اپنے وطن سے تعلق رکھنے والی خبر غیر ملکی خبر سے زیادہ سے زیادہ باعث توجہ ہوتی ہے۔اس کا نیا پن بھی دلچسپی بڑھاتا ہے مثلاً کوئی ایسا واقعہ جو کبھی دیکھا یا سنا نہ ہو عام واقعات سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔خبر کا انتخاب کرتے وقت ان سب باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ بسا وقات کسی فرد کی اپنی غیر معمولی شخصیت بھی کسی کی دلچسپی بڑھا دیتی ہے۔یا کسی عام آدمی کی شخیصت کا کوئی ایسا پہلو جو غیر معمولی خبر کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیتا ہے زیادہ شہرت بھی دلچسپی کو بڑھاتی ہے۔مثلاً کسی حادثے میں اگر مرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے تو یہ پڑھنے والوں کی توجہ کو فوری پر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

اسی طرح واقعا اگر غیر فطری نوعیت کا ہے جب بھی اس کا اثر زیادہ شدید ہوتا ہے تجسس کے عناصر بھی اس کی اہمیت میں اضافہ کرتے ہیں۔اسی طرح قتل وغارت گری یا جنگ،جنسی استحصال آپسی منافقت،حسن وعشق ایجادات دریافتیں آثار قدیم طنز ومزاح بچوں اور جانوروں کی کہانیاں مہمیاتی نوعیت رکھنے والی خبریں بھی خاص دلچسپی کا باعث ہوتی ہیں۔جرائم مذہبی واقعات اقتصاری امور فطری تباہیاں المیہ حادثات میاں بیوی کے جھگڑے صحت سائنس وغیرہ موضوعات بھی عوام کی دلچسپی سے تعلق رکھتے ہیں۔خبر اور کہانی کے فن میں اگر یہ بڑا قریبی رشتہ ہے لیکن یو دونوں ایک ہی چیز نہیں ہیں خبر کی ترتیب وتشکیل کے دوران اخبار نویس یا نامہ نگار کو پھونک پھونک کر چلنا پڑتا ہے۔کیونکہ اس کی ذرا سی غفلت اس کی ساری محنت پر پانی پھیر سکتی ہے۔فنی اعتبار سے قربت کے باوجود کہانی اور خبر میں بنیادی فرق یہ ہے کہ خبر کا تعلق واقعات وافراط سے ہوتا ہے۔جب کہ فرضی واقعات وکرداروں سے خبر میں ایجاد واختراغ کی گنجائش نہیں ہوتی ہے جب کہ کہانی کا زیادہ تر تعلق ان کی دو عناصر سے ہوتا ہے۔واقعہ چاہے سچا ہی کیوں نہ ہو کہانی کار اسے پیش کرنے کے لئے ایجاد واختراع کا سہارا لیتا اور اس طرح زمانی مکانی اعتبار سے ایک محدود اور مخصوص سچائی کو غیر مکانی اور غیر زمانی یعنی آفاقی نوعیت عطا کرتا ہے۔یہ مرکز گریز عمل ہے۔جب کہ خبر کی کہانی مرکز جو عمل کا تقاضا کرتی

ہے۔وہ (ادبی کہانی) میں اخبارنویس نامہ نگار یا صحافت کا کردار محض راوی کا ہوتا ہے۔ جو اپنی آنکھ معمور کے موئے قلم کی طرح نہیں کیمرے کے شیشے کی طرح استعمال کرتا ہے۔اس بنیادی اختلافات کے باوجود خبر کی تحریر کے دوران کہانی کے فن سے استفادہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نامہ نگار یا اخبارنویس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خبر کو کہانی کے طور پر رقم کرنے کے فن سے آشنا ہو اگر وہ خبر کو کہانی بنانے کے باوجود اس کی صداقتوں کو برقرار رکھنے کا گر بن سکتا ہے اور اس فن کو اس کی معراج تک پہنچانے کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔اس کے لئے سب سے پہلے بات جس کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ خبر کی کہانی کا مقصد صرف وضاحت کرنا یا اس کی معلومات میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ جب کوئی ادبی کہانی کا مقصد تفریح فراہم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اس کے جذبات کو متحرک کرنا اور غور خوض کرنے کی ترغیب دینا ہوتا ہے۔ یہ وہی کام ہے جو سارے فنون لطیفہ انجام دیتے ہیں یعنی مسرت سے بصیرت تک لے جانا خبری کہانی صرف معلومات میں اضافہ کرتی ہے وہ غور وخوض کی ترغیب بھی دے سکتی ہے۔لیکن یہ اس کا بنیادی حق ہے کہ مقصد ہے تاہم دونوں قسم کی کہانیوں کے بنیادی عناصر ترکیبی ایک ہی ہیں ایک صحافی یا نامہ نگار اپنی کہانی کو اس وقت تک کہانی کہہ سکتا ہے جب تک اس کا احساس ہو کر وہ جن لوگوں سے تعلق رکھتا ہے حقیقی اور زندہ لوگ ہیں اور جن اعمال کو پٹ کر رہا ہے۔وہ ایسے عمل ہیں جنہیں عدالت میں ثابت کیا جا سکتا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ خبری کہانی اور ادبی کہانی دونوں کا تعلق واقعے سے ہوتا ہے۔واقعے کے بغیر نہ تو ادبی کہانی وجود میں آسکتی ہے اور نہ خبری کہانی کا پلاٹ واقعات کے سارے مضمرات کو جوڑ کر کہانی کا پلاٹ بنتا ہے۔ یہاں تک کے دونوں میں یکسانیت ہے۔اس سے آگے کا سفر دونوں مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے اپنی اپنی منزل تک پہنچتی ہیں۔

ادبی کہانی کے فنکار کے پاس اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے مختلف راستے وہ تے ہیں۔وہ کہانی کے واقعات ایک لکیر پہ نہیں چلاتا۔اس کا مقصد چونکہ مسرت سے بصیرت تک لے جانا ہوتا ہے اس لئے زبان و بیان کے اعتبار سے بھی واقعات کے ترکیب وتشکیل کے سلسلے میں بھی ایجاد اختراع کے عمل سے کام لیتا ہے۔کبھی وہ کہانی کو انجام سے شروع کرتا ہے۔اور کبھی ابتدا سے لے کر اختتام تک ایک لیک پر چلتا رہا ہے کبھی وہ ماضی سے مستقبل تک سفر کرتا ہے اور کبھی مستقبل سے ماضی کو طرف فلیش بیک صورت میں سر کتا ہے۔کبھی وہ بیک وقت تینوں زمانوں میں سفر کرتا ہے زبان و بیان کے اعتبار سے بھی کسی ایک صیغے کو استعمال کرنا اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا کبھی وہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔تو کبھی حال کا کبھی وہ مستقبل کے صیغے کو برتتا ہے تو کبھی تینوں زمانوں میں بیک وقت سفر کرتا ہے کبھی صیغۂ حاضر متکلم میں بات کرتا ہے کبھی صیغۂ غائب میں قصہ مختصر ادبی کہانی کے فن کار کے پاس ایک وسیع کائینات ہوتی ہے۔خبری کہانی کار کے پاس ایک محدود دائرے کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتا اس کے لئے بھی اگر چہ تینوں زمانوں کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔اس کے باوجود اس کا زیادہ تر تعلق ماضی سے ہوتا ہے۔یعنی ایسے

واقعات سے گذرشتہ 24 گھنٹوں کے دوران رونما ہو چکے ہوتے ہیں۔اوراس طرح اگر چہ وہ عسری حقائق کا ہی درجہ رکھتے ہیں ہر ماضی کا حصہ بن چکے ہوتے ہیں۔ادبی کہانی میں واقعات کی ترتیب کے وقت واقعاتی وتاثراتی ارتقاء کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ آنے والے واقعہ اپنے سے پہلے واقعے کی کوکھ سے ابھرتا دکھائی دے تو ساتھ ہی اس کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر واقعہ اپنے سے پہلے واقعے سے زیادہ متاثر کرنے والا ہوتا ہے۔ تا کہ تاثراتی اعتبار سے بھی کہانی آگے کی طرف مائل رہے۔یعنی اس میں تاثر کی سمت ہمیشہ ارتقاء کی طرف مائل رہتے ہیں۔جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ خبری کہانی تشکیل دیتے وقت کہانی میں واقعات کی سمت اوپر سے نیچے کی طرف ہوتی ہے۔یعنی سب سے پہلے اہم واقعے کو پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد باقی واقعات کو ان کی اہمیت کے اعتبار سے رقم کیا جاتا ہے۔یہاں ادبی کہانی کے پلاٹ کی طرح آغاز، درمیان اوراختتام کے اصولوں کو بھی ان کی منطقی ترتیب کی طرح نہیں برتا جاتا نہ درمیان کو کائمیکس سمجھ کر اس کے بعد پیش کئے گئے واقعات کے حل پیش کئے جاتے ہیں ۔اس کہانی کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ قاری کو واقعے کے اہم پہلوؤں سے روشنا کرایا جائے واقفیت کی قیمت برسر پیکار عناصر تک پہنچا کر اس اثرات کو سمجھنے میں مدد دی جائے جنہوں نے متزکرہ واقعے کو رونما کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔لیکن اس کشمکش کی تصویر کشی نہیں کی جاتی جو آغاز وانجام کے درمیان واقع ہوتی ہے۔مجموعی اعتبار سے خبر میں کہانی کے عمل کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے۔ خبر کی کہانی میں اہم واقعات کو سب سے پہلے اور کم واقعات کو بعد میں پیش کیا جاتا ہے۔کبھی کبھی اہم ترین واقعے کو سب سے پہلے بیان کرنے کے بعد بقیہ واقعے کو اسی ترتیب سے پیش کر دیا جاتا ہے جس طرح وہ حقیقت میں واقع ہوئے ہوں۔

واقعے کو بے کم وکاست پیش کیا جاتا ہے۔

زبان وبیان کی مصروفیت کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جاتا ہے۔

واقعے کی وجوہات اور انجام کو پوری تفصیلات سے پیش کر دیا جاتا ہے۔

اشخاص اور گلیوں کے ناموں کو پوری سچائی کے ساتھ رقم کیا جائے۔

عمل کے مطابق افعال کا استمال کیا جاتا ہے۔یعنی جتنا شدید واقعہ ہو اسی مناسبت سے افعال بھی برتے جاتے ہیں۔

فعل معروف کے استعمال کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے یعنی بجائے یہ لکھنے کے کہ ''خط مجھ سے لکھا گیا'' (میں نے لکھا) لکھنا چاہئے۔

اس بات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ بنیادی طور پر حقیقت کو دھندلا کرنے کا عمل ہے یعنی یہ حقائق کو تصورات بدلنے کا کام کرتی ہے جس کی خبر میں قطعی گنجائش نہیں اس لئے کہانی کے صرف ان ہی پہلوؤں کو خبروں میں برتنا چاہئے جن سے حقائق کی حرمت باقی رہے۔ایک اچھی

کہانی وہی ہے جس میں اچھی کہانی کے بجائے اچھا بیان ہو اور حقائق کے اچھے بیان کے معنی سادہ زبان میں وقعات کو بغیر دخل دئے آئنے کی طرح شفاف کر دیتا ہے۔ یہاں کسی بھی طرح کے مبالغے کی گنجائش نہیں نہ ہی شدید جذبات کی گنجائش ہوتی ہے۔ ایجاد و واختصار اس کی جان ہے یہاں کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ بات کہنا ہوتی ہے اس لئے اس میں غیر ضروری واقعات وتفصیلات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ خبر کی کہانی اسی لئے ترتیب سے تشکیل نہیں پاتی جس ترتیب سے ادبی کہانی ترتیب پاتی ہے۔ اس میں تاریخی ترتیب بھی ملحوظ رہتی ہے۔

خبر اکثر وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں ادبی کہانی ختم ہے۔ نہ ہی صحافی یا نامہ نگار کو کہانی کار کی طرح اظہار کی آزادی ہوتی ہے کہ وہ کسی واقعے پر تبصرہ کر سکے۔ یا مرکزی کردار کی روح میں اتر کر اس کے تفسیاتی محرکات کی نشاندہی کر سکے جو بولا کہا جاتا ہے اسے لکھ دیتے ہیں اور اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ کوئی کردار سوچتا ہے محسوس کرتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں ہمیشہ عمل کو ہی پیش کرنا ہوتا ہے۔ بغیر اس کی وجوہات کو پوری تفصیلات سے پیش کرنے کے۔ ادبی کہانی ہمیشہ اپنے ہیرو کے فتح یا شکست پر ختم ہوتی ہے۔ خبر میں یہ اتنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ

ایک تو یہاں کی کہانی کی طرح ہیرو ہیروئن نہیں ہوتے اور نہ صحافی کہانی کے مصنف کی طرح جانبداری سے کام لے سکتا ہے۔ دوسرے یہاں اس طرح سے جیت یا ہار نہیں ہوتی بسا وقات یہ فیصلہ کرنا ہی ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی خبر کو کسی منقطی انجام تک پہنچائے بلکہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ واقعات کو پوری صداقت کے ساتھ جس حد تک کے وہ اس وقت اس کی گرفت میں ہی پیش کرنے کے بعد کہانی کو چھوڑ دے۔ ادبی کہانی بذات خود اپنا انجام بھی ہوتی ہے جب کہ خبری کہانی کی ہیئت کو محض ایک لبادے ایک سانچے کی طرح برتتی ہے اس سانچے میں کئی قسم کے عناصر پیش کئے گئے ہیں مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ خبروں کے اصول صحافت کی وہ بنیاد ہیں جن پر معیاری خبر نویسی قائم ہوتی ہے۔ جو صحافی ان اصولوں کی پابندی کرتا ہے وہ نہ صرف اچھی خبر تیار کرتا ہے بلکہ صحافت کے وقار اور عوامی اعتماد کو بھی مضبوط بناتا ہے

12.2.1 خبروں کے اصول اور مفہوم

خبر صحافت کی بنیاد ہے، لیکن ہر خبر اسی وقت معتبر اور مؤثر سمجھی جاتی ہے جب وہ چند بنیادی اصولوں کے مطابق تیار کی جائے۔ صحافت میں خبر لکھنے کا عمل صرف کسی واقعے کو بیان کر دینے کا نام نہیں بلکہ اس میں سچائی، درستگی، غیر جانبداری، توازن، وضاحت اور بروقتی جیسے اصولوں کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔ یہی اصول خبر کو افواہ، قیاس آرائی یا ذاتی رائے سے الگ کرتے ہیں۔ ایک معیاری خبر عوام کو گمراہ نہیں کرتی بلکہ انہیں واقعے کی صحیح صورتِ حال سے آگاہ کرتی ہے۔ اگر خبر میں حقائق کی کمی ہو، زبان مبہم ہو یا کسی ایک فریق کو غیر ضروری اہمیت دی گئی ہو تو خبر کا معیار

متاثر ہو جاتا ہے۔ اسی لیے صحافت میں خبروں کے اصول کو خاص اہمیت دی جاتی ہے تا کہ عوام تک پہنچنے والی معلومات قابلِ اعتماد اور مفید ہوں۔ خبروں کے اصول سے مراد وہ بنیادی ضابطے اور معیار ہیں جن کے تحت کسی خبر کو جمع، مرتب اور شائع یا نشر کیا جاتا ہے۔ یہ اصول خبر کو مستند، متوازن اور قابلِ اعتبار بنانے میں مدد دیتے ہیں۔ ایک صحافی جب کسی واقعے کی رپورٹ تیار کرتا ہے تو اسے صرف یہ نہیں دیکھنا ہوتا کہ واقعہ کیا ہے، بلکہ یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ اس کی معلومات کہاں سے حاصل ہوئی ہیں، کیا وہ درست ہیں، کیا تمام فریقوں کا موقف شامل ہے، اور کیا خبر کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ خبروں کے اصول صحافت کے اخلاقی اور پیشہ ورانہ معیار کو قائم رکھتے ہیں۔ ان اصولوں کی بدولت خبر میں سنسنی خیزی، تعصب، مبالغہ آرائی اور غیر مصدقہ معلومات سے بچا جا سکتا ہے۔ صداقت، درستگی، غیر جانبداری، معروضیت، توازن، اختصار، وضاحت اور بروقتی خبروں کے اہم اصول ہیں۔ یہی اصول خبر کو قابلِ اعتماد بناتے ہیں اور قارئین، ناظرین یا سامعین کے اعتماد کو برقرار رکھتے ہیں۔

صداقت اور درستگی

صحافت کا سب سے بنیادی اصول صداقت اور درستگی ہے۔ خبر کا بنیادی مقصد عوام تک صحیح اور مستند معلومات پہنچانا ہے، اس لیے کسی بھی خبر میں غلط، غیر مصدقہ یا مبالغہ آمیز معلومات کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ ایک ذمہ دار صحافی خبر کی اشاعت سے قبل اس کے تمام حقائق کی جانچ کرتا ہے اور مختلف ذرائع سے اس کی تصدیق کرتا ہے۔ صداقت سے مراد یہ ہے کہ خبر حقیقت پر مبنی ہو، جبکہ درستگی کا تعلق اعداد و شمار، ناموں، مقامات اور دیگر تفصیلات کی صحت سے ہے۔ اگر خبر میں معمولی غلطی بھی موجود ہو تو اس سے نہ صرف خبر کی ساکھ متاثر ہوتی ہے بلکہ ادارہ؟ صحافت کی اعتباریت بھی مجروح ہو سکتی ہے۔ اسی لیے صحافت میں کہا جاتا ہے کہ "پہلے درستگی، پھر تیزی"۔

غیر جانبداری

غیر جانبداری صحافت کا ایک اہم اصول ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صحافی کسی خبر کو ذاتی پسند و ناپسند، سیاسی وابستگی یا مذہبی تعصب کے بغیر پیش کرے۔ خبر میں تمام متعلقہ فریقوں کا مؤقف شامل کیا جانا چاہیے تا کہ قاری کو واقعے کی مکمل اور متوازن تصویر حاصل ہو سکے۔ غیر جانبدار رپورٹنگ عوام کے اعتماد کو بڑھاتی ہے اور صحافت کو ایک معتبر پیشے کے طور پر قائم رکھتی ہے۔ اگر صحافی جانبداری کا مظاہرہ کرے تو خبر کی ساکھ متاثر ہو جاتی ہے اور عوام حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر پاتے۔

معروضیت

معروضیت سے مراد حقائق کو ان کی اصل صورت میں پیش کرنا ہے۔ معروضی صحافت میں ذاتی خیالات، جذبات اور تعصّبات کو خبر کا حصہ نہیں بنایا جاتا بلکہ صرف حقائق اور شواہد کی بنیاد پر رپورٹنگ کی جاتی ہے۔ معروضیت صحافت کو افواہوں، قیاس آرائیوں اور بے بنیاد تبصروں سے محفوظ رکھتی ہے۔ ایک معروضی خبر قاری کو خود رائے قائم کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے اور اسے کسی خاص سمت میں متاثر کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔

توازن

خبر نویسی میں توازن کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسئلے یا واقعے کے تمام اہم پہلوؤں کو مناسب اہمیت کے ساتھ پیش کیا جائے۔ اگر کسی تنازعے یا اختلافی مسئلے کی رپورٹنگ کی جا رہی ہو تو تمام متعلقہ فریقوں کا مؤقف شامل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ توازن خبر کو جامع اور قابلِ اعتماد بناتا ہے۔ اس اصول کی بدولت قاری یا ناظر کسی معاملے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کے قابل ہوتا ہے اور یک طرفہ معلومات سے بچ جاتا ہے۔

اختصار اور وضاحت

ایک اچھی خبر مختصر، جامع اور واضح ہوتی ہے۔ خبر میں غیر ضروری تفصیلات اور طویل بیانات سے گریز کیا جاتا ہے تاکہ اصل معلومات آسانی سے قاری تک پہنچ سکیں۔ وضاحت خبر کا ایک اہم وصف ہے۔ اگر خبر مبہم یا پیچیدہ زبان میں لکھی جائے تو اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اسی لیے صحافی سادہ، عام فہم اور مؤثر زبان استعمال کرتا ہے تاکہ خبر ہر طبق؟ فکر کے لیے قابلِ فہم ہو۔

بروقتی

بروقتی خبر کی اہم ترین خصوصیات میں سے ایک ہے۔ صحافت میں خبر کی اہمیت اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب وہ بروقت عوام تک پہنچائی جائے۔ اگر کسی اہم واقعے کی اطلاع بہت دیر سے دی جائے تو اس کی افادیت کم ہو جاتی ہے۔ جدید دور میں ذرائع ابلاغ کے درمیان مسابقت نے بروقتی کی اہمیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ تاہم جلد بازی میں خبر کی صداقت اور درستگی کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ ایک ذمہ دار صحافی بروقتی اور درستگی کے درمیان توازن برقرار رکھتا ہے۔

12.2.3 سرگرمی: 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے:

1۔ صحافت کا بنیادی اصول کون سا ہے؟

2۔ صداقت اور درستگی سے کیا مراد ہے؟

3۔ غیر جانبداری کی تعریف کیجیے۔

4۔ معروضیت خبر میں کیوں ضروری ہے؟

5۔ توازن سے کیا مراد ہے؟

6۔ اختصار اور وضاحت کی اہمیت بیان کیجیے۔

7۔ بروقتی خبر کی اہمیت میں کس طرح اضافہ کرتی ہے؟

8۔ خبر میں تمام فریقوں کا مؤقف شامل کرنا کس اصول کا تقاضا ہے؟

12.3 اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریاں

صحافت میں کسی بھی خبر، واقعے یا مسئلے کی مؤثر، جامع اور مستند رپورٹنگ کے لیے صرف خبر کا حصول کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے پس منظر، اسباب، اثرات اور متعلقہ حالات سے مکمل آگاہی بھی ضروری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید صحافت میں اطلاعاتی پس BACKGROUND INFORMATION اور پیشگی تیاری (Preparation) کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ ایک کامیاب صحافی صرف واقعات کی سطحی رپورٹنگ پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ خبر کے مختلف پہلوؤں، اس کے تاریخی تسلسل، سماجی اثرات اور مستقبل کے امکانات کا بھی جائزہ لیتا ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں خبر زیادہ جامع، متوازن اور بامعنی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ موجودہ دور کو اطلاعاتی انقلاب کا دور کہا جاتا ہے جہاں ہر لمحہ بے شمار اطلاعات گردش میں رہتی ہیں۔ ایسے ماحول میں صحافی کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ اسے درست، مستند اور قابلِ اعتماد معلومات کو غیر مصدقہ اطلاعات سے الگ کرنا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اطلاعاتی پس منظر کا مطالعہ اور پیشگی تیاری ناگزیر سمجھی جاتی ہے۔

درحقیقت یہی دوعناصر صحافتی کام کومحض خبر رسانی سے بلند کر کے ذمہ دار اور معیاری صحافت کی سطح تک پہنچاتے ہیں۔اطلاعاتی پس منظر سے مراد کسی واقعے یا خبر کے متعلق وہ بنیادی، تاریخی، سماجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی معلومات ہیں جو اس خبر کو صحیح تناظر میں سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔مثال کے طور پر اگر کسی ملک میں انتخابات منعقد ہو رہے ہوں تو صرف انتخابی نتائج بیان کرنا کافی نہیں ہوگا بلکہ وہاں کے سیاسی نظام، سیاسی جماعتوں، سابقہ انتخابات اور عوامی مسائل کے بارے میں معلومات بھی ضروری ہوں گی۔اسی طرح اگر کسی معاشی پالیسی کا اعلان کیا جائے تو اس پالیسی کے پس منظر، سابقہ معاشی صورتحال اور ممکنہ اثرات کو بیان کیے بغیر خبر ادھوری تصور کی جائے گی۔صحافت میں اطلاعاتی پس منظر کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ یہ خبر کو محض ایک واقعے کی اطلاع سے آگے بڑھا کر اس کی مکمل تفہیم فراہم کرتا ہے۔پس منظر کی موجودگی خبر میں گہرائی پیدا کرتی ہے اور قارئین، سامعین یا ناظرین کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ کوئی واقعہ کیوں پیش آیا، اس کے محرکات کیا ہیں اور اس کے ممکنہ نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ معیاری اخبارات، رسائل اور نشریاتی ادارے اپنی خبروں میں پس منظر اور تجزیاتی معلومات کو بھی شامل کرتے ہیں۔

دوسری جانب پیشگی تیاری صحافتی عمل کا ایک نہایت اہم مرحلہ ہے۔کسی تقریب، پریس کانفرنس، انٹرویو، عوامی جلسے، عدالتی کارروائی یا پارلیمانی اجلاس کی رپورٹنگ سے پہلے صحافی کو موضوع سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنی چاہییں۔اسے متعلقہ دستاویزات کا مطالعہ کرنا چاہیے، سابقہ رپورٹس دیکھنی چاہییں، متعلقہ شخصیات اور اداروں کے بارے میں معلومات جمع کرنی چاہییں اور ممکنہ سوالات کی فہرست بھی تیار کرنی چاہیے۔اس طرح صحافی موقع پر بہتر سوالات پوچھنے اور درست معلومات حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

پیشگی تیاری میں صرف علمی اور معلوماتی تیاری ہی شامل نہیں ہوتی بلکہ عملی اور تکنیکی تیاری بھی اس کا حصہ ہوتی ہے۔صحافی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ رپورٹنگ کہاں ہوگی، کس وقت ہوگی، وہاں تک رسائی کے ذرائع کیا ہیں، کن افراد سے رابطہ کرنا ہے اور کن تکنیکی وسائل کی ضرورت ہوگی۔ریڈیو اور ٹیلی ویژن صحافت میں تو یہ تیاری مزید اہم ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں کیمرہ، مائیکروفون، روشنی، ریکارڈنگ اور نشریاتی انتظامات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ایک اچھا صحافی ہمیشہ ممکنہ مشکلات کا بھی پیشگی اندازہ لگاتا ہے۔مثال کے طور پر اگر وہ کسی حساس سیاسی جلسے یا احتجاجی مظاہرے کی رپورٹنگ کے لیے جا رہا ہو تو اسے سکیورٹی کی صورتحال، عوامی ردِعمل اور متوقع خطرات سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔اسی طرح قدرتی آفات، جنگی حالات یا ہنگامی واقعات کی رپورٹنگ کے دوران پیشگی منصوبہ بندی صحافی کی پیشہ ورانہ کامیابی اور سلامتی دونوں کے لیے ضروری ہوتی ہے۔اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاری دراصل ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔اطلاعاتی پس منظر صحافی کو موضوع کی گہری سمجھ فراہم کرتا ہے جبکہ پیشگی تیاری اسے اس سمجھ کو عملی رپورٹنگ میں مؤثر انداز میں استعمال کرنے کے قابل بناتی ہے۔جب یہ دونوں عناصر یکجا ہو جاتے ہیں تو خبر زیادہ مستند، جامع، متوازن اور مؤثر بن

جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے بڑے صحافتی ادارے اپنے نمائندوں کو ہر رپورٹنگ اسائنمنٹ سے قبل مکمل بریفنگ، پس منظر کی معلومات اور ضروری تیاری فراہم کرتے ہیں۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاری معیاری صحافت کے بنیادی ستون ہیں۔ یہ نہ صرف خبر کی صحت اور صداقت کو یقینی بناتے ہیں بلکہ صحافی کو پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو بہتر انداز میں ادا کرنے کے قابل بھی بناتے ہیں۔ ایک باشعور اور ذمہ دار صحافی ہمیشہ خبر کے پس منظر کو سمجھنے اور رپورٹنگ سے قبل مکمل تیاری کرنے کو اپنی پیشہ ورانہ کامیابی کی بنیاد تصور کرتا ہے۔

ہر خبر کسی نہ کسی پس منظر کی حامل ہوتی ہے۔ اطلاعاتی پس منظر سے مراد وہ معلومات، حالات اور عوامل ہیں جو کسی واقعے کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ بسا اوقات صرف خبر پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے اسباب، تاریخی تناظر اور متعلقہ حالات کو جاننا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اطلاعاتی پس منظر خبر کی تفہیم کو آسان بناتا ہے اور قاری کو واقعے کی اصل اہمیت سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معیاری صحافت میں پس منظر کی وضاحت کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ خبر کا پس منظر قاری کو واقعے کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرتا ہے۔ اگر کسی سیاسی فیصلے، عدالتی حکم یا سماجی مسئلے کا پس منظر بیان نہ کیا جائے تو خبر ادھوری محسوس ہوتی ہے۔ پس منظر کی فراہمی خبر کو محض اطلاع کے درجے سے نکال کر ایک جامع اور معلوماتی تحریر بنا دیتی ہے۔ اس سے قاری نہ صرف واقعے کو سمجھتا ہے بلکہ اس کے اثرات اور نتائج کا اندازہ بھی لگا سکتا ہے۔

صحافی مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کرتا ہے۔ ان ذرائع میں سرکاری دستاویزات، پریس ریلیز، انٹرویوز، مشاہدات، کتابیں، تحقیقی مقالات، خبر رساں ایجنسیاں اور جدید ڈیجیٹل ذرائع شامل ہیں۔ ایک اچھا صحافی کسی ایک ذریعے پر انحصار نہیں کرتا بلکہ مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کر کے ان کی تصدیق کرتا ہے۔ اس عمل سے خبر کی صداقت اور اعتبار میں اضافہ ہوتا ہے۔ پیشگی تیاریوں سے مراد وہ تمام اقدامات ہیں جو کسی خبر، تقریب، انٹرویو یا اہم واقعے کی کوریج سے پہلے کیے جاتے ہیں۔ ان تیاریوں میں موضوع کا مطالعہ، متعلقہ معلومات کا حصول، سوالات کی تیاری اور ممکنہ مسائل کا جائزہ شامل ہوتا ہے۔ صحافتی میدان میں پیشگی تیاری کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے کیونکہ اچھی تیاری رپورٹر کو زیادہ مؤثر اور جامع رپورٹنگ میں مدد دیتی ہے۔ انٹرویو یا کسی تقریب کی کوریج سے پہلے صحافی کو متعلقہ شخصیت، ادارے یا موضوع کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ اس کے علاوہ سوالات کی ایک مناسب فہرست تیار کرنا بھی ضروری ہے۔ تقریبات کی کوریج کے دوران مقام، وقت، شرکاء اور پروگرام کی نوعیت سے واقفیت رپورٹر کو بہتر انداز میں رپورٹنگ کرنے کے قابل بناتی ہے۔ صحافت میں تحقیق بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ کسی موضوع کے متعلق مستند معلومات حاصل کرنے کے لیے دستاویزات، سرکاری ریکارڈ، تحقیقی رپورٹس اور معتبر ذرائع سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ تحقیق پر مبنی صحافت نہ صرف خبر کو زیادہ قابلِ اعتماد بناتی ہے بلکہ غلط معلومات کے امکانات کو بھی کم کرتی ہے۔

12.3.1 جدید ذرائع ابلاغ اور پیشگی منصوبہ بندی

ڈیجیٹل دور میں صحافت کے طریقہ کار میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، آن لائن ڈیٹا بیس اور ڈیجیٹل آرکائیوز نے معلومات تک رسائی کو آسان بنا دیا ہے۔ تاہم جدید ذرائع کے استعمال کے باوجود معلومات کی تصدیق اور پیشگی منصوبہ بندی کی اہمیت برقرار ہے۔ ایک ذمہ دار صحافی جدید ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی صحافتی اصولوں کی پابندی کرتا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ اور پیشگی منصوبہ بندی

عصرِ حاضر کو اطلاعات اور مواصلات کا دور کہا جاتا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی ترقی نے انسانی زندگی کے تقریباً ہر شعبے کو متاثر کیا ہے اور ذرائع ابلاغ بھی اس تبدیلی سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں ذرائع ابلاغ کی دنیا میں ایسی انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جنہوں نے خبر رسانی، معلومات کی ترسیل اور ابلاغ کے روایتی تصورات کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ آج اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ، ویب سائٹس، سوشل میڈیا، بلاگز، پوڈ کاسٹس، موبائل ایپلی کیشنز اور مختلف ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اطلاعات کی ترسیل کے اہم ذرائع بن چکے ہیں۔ ان جدید ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے اور اطلاعات کے تبادلے کو انتہائی تیز، آسان اور مؤثر بنا دیا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی سب سے نمایاں خصوصیت رفتار ہے۔ ماضی میں کسی خبر کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنے میں کئی گھنٹے یا دن لگ جاتے تھے، لیکن آج دنیا کے کسی بھی حصے میں پیش آنے والا واقعہ چند سیکنڈ کے اندر پوری دنیا تک پہنچ جاتا ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے خبر رسانی کے عمل کو نہایت تیز اور ہمہ گیر بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عوام نہ صرف خبروں کے وصول کنندہ ہیں بلکہ بعض صورتوں میں خود خبر کے ذرائع بھی بن چکے ہیں۔ موبائل فون اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے ہر فرد کو اطلاعات کی ترسیل کا ایک ذریعہ بنا دیا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ نے تعلیم، سیاست، معیشت، ثقافت، تجارت اور سماجی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ تعلیمی میدان میں آن لائن کلاسز، ویبینارز، ڈیجیٹل لائبریریاں اور تعلیمی پلیٹ فارمز نے علم کے حصول کو آسان بنا دیا ہے۔ سیاسی میدان میں عوام اور حکمرانوں کے درمیان رابطے کے نئے ذرائع پیدا ہوئے ہیں۔ کاروباری دنیا میں اشتہارات اور مارکیٹنگ کے جدید طریقے سامنے آئے ہیں۔ اسی طرح سماجی اور ثقافتی سطح پر مختلف قوموں اور معاشروں کے درمیان رابطے اور آگاہی میں اضافہ ہوا ہے۔

تاہم جدید ذرائع ابلاغ کے بے شمار فوائد کے ساتھ بعض مسائل اور چیلنجز بھی وابستہ ہیں۔ اطلاعات کی کثرت، جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، افواہوں کی ترویج، غیر مصدقہ معلومات کی اشاعت اور معلوماتی انتشار جدید میڈیا کے اہم مسائل میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی لیے ضروری ہے کہ

جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال میں احتیاط، ذمہ داری اور پیشہ ورانہ اصولوں کو مدنظر رکھا جائے۔جدید ذرائع ابلاغ کی مؤثر کارکردگی کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔منصوبہ بندی دراصل کسی بھی کام کو منظّم، مؤثر اور کامیاب بنانے کا عمل ہے۔ذرائع ابلاغ کے میدان میں منصوبہ بندی سے مراد مختلف پروگراموں، خبروں، فیچرز، دستاویزی فلموں، اشتہارات اور دیگر مواد کی تیاری اور اشاعت کے لیے پہلے سے واضح حکمت عملی مرتب کرنا ہے۔پیشگی منصوبہ بندی اداروں کو اپنے وسائل کے بہتر استعمال، وقت کے مؤثر انتظام اور مطلوبہ نتائج کے حصول میں مدد فراہم کرتی ہے۔

ذرائع ابلاغ کے اداروں میں روزانہ بے شمار سرگرمیاں انجام پاتی ہیں۔خبریں جمع کرنا، ان کی تدوین، اشاعت، نشریات، تصاویر اور ویڈیوز کی تیاری، مختلف پروگراموں کی ترتیب اور عوام تک معلومات کی فراہمی ایک مسلسل عمل ہے۔اگر ان تمام سرگرمیوں کے لیے مناسب منصوبہ بندی نہ کی جائے تو ادارے کو متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔اسی لیے جدید میڈیا ادارے اپنے تمام امور کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت انجام دیتے ہیں۔پیشگی منصوبہ بندی کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ ادارے کے اہداف اور مقاصد واضح رہیں۔کسی بھی میڈیا ادارے کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کس قسم کے قارئین، سامعین یا ناظرین تک پہنچنا چاہتا ہے اور ان کی ضروریات کیا ہیں۔اسی بنیاد پر ادارے اپنے پروگراموں، خبروں اور دیگر مواد کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔جب اہداف واضح ہوں تو وسائل کا استعمال بھی زیادہ مؤثر انداز میں کیا جا سکتا ہے۔خبر رسانی کے شعبے میں پیشگی منصوبہ بندی کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔انتخابات، بجٹ اجلاس، کھیلوں کے بڑے مقابلے، قومی تقریبات، مذہبی تہواروں اور دیگر اہم مواقع کی کوریج کے لیے میڈیا ادارے پہلے سے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔نمائندوں کی تعیناتی، تکنیکی آلات کی فراہمی، نشریاتی انتظامات اور مواد کی تیاری جیسے تمام امور پیشگی منصوبہ بندی کے تحت انجام دیے جاتے ہیں۔اس کے نتیجے میں ادارہ بروقت اور معیاری معلومات عوام تک پہنچانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال نے منصوبہ بندی کے طریقوں کو بھی تبدیل کر دیا ہے۔اب ادارے مختلف سافٹ ویئرز، ڈیجیٹل کیلنڈرز، مواد کے انتظامی نظام اور تجزیاتی ٹولز کی مدد سے اپنے کام کو زیادہ مؤثر انداز میں منظّم کرتے ہیں۔سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے لیے مواد کی تیاری، اشاعت کے اوقات کا تعین، ناظرین کے رجحانات کا تجزیہ اور ردعمل کا جائزہ بھی منصوبہ بندی کا حصہ بن چکا ہے۔

پیشگی منصوبہ بندی صرف اداروں کے لیے ہی نہیں بلکہ صحافیوں اور رپورٹرز کے لیے بھی ضروری ہے۔ایک کامیاب صحافی کسی خبر یا رپورٹ پر کام شروع کرنے سے پہلے اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے، معلومات کے ذرائع کا تعین کرتا ہے، انٹرویو کی تیاری کرتا ہے اور

ممکنہ مسائل کا اندازہ لگاتا ہے۔اس طرح وہ زیادہ مؤثر اور جامع رپورٹ تیار کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

بحرانی حالات میں پیشگی منصوبہ بندی کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔قدرتی آفات، وبائی امراض، سیاسی بحرانوں اور ہنگامی صورتحال کے دوران ذرائع ابلاغ کو فوری اور درست معلومات فراہم کرنا ہوتی ہیں۔ایسے مواقع پر پہلے سے تیار کردہ منصوبے اداروں کو مؤثر انداز میں کام کرنے اور عوام تک بروقت معلومات پہنچانے میں مدد دیتے ہیں۔موجودہ دور میں مصنوعی ذہانت، ڈیٹا جرنلزم، موبائل صحافت اور سوشل میڈیا نے ذرائع ابلاغ کے دائرہ کار کو مزید وسیع کر دیا ہے۔ان نئی ٹیکنالوجیز کے مؤثر استعمال کے لیے بھی منصوبہ بندی ناگزیر ہے۔اداروں کو اپنے عملے کی تربیت، تکنیکی وسائل کی فراہمی اور نئے رجحانات کے مطابق حکمت عملی مرتب کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ بدلتے ہوئے میڈیا ماحول میں اپنی مؤثریت برقرار رکھ سکیں۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ اور پیشگی منصوبہ بندی ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم حیثیت رکھتے ہیں۔جدید ذرائع ابلاغ نے اطلاعات کی ترسیل کو تیز، وسیع اور مؤثر بنایا ہے جبکہ پیشگی منصوبہ بندی ان ذرائع کے بہتر اور منظّم استعمال کو یقینی بناتی ہے۔کسی بھی میڈیا ادارے کی کامیابی، اس کی پیشہ ورانہ کارکردگی اور عوامی اعتماد کا ایک بڑا دارومدار مؤثر منصوبہ بندی پر ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کے میدان میں پیشگی منصوبہ بندی کو ایک بنیادی ضرورت اور کامیابی کی ضمانت تصور کیا جاتا ہے۔

12.3.2 سرگرمی :2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

1۔ اطلاعاتی پس منظر سے کیا مراد ہے؟

2۔ خبر کے پس منظر کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

3۔ معلومات کے دو اہم ذرائع کے نام لکھیے۔

4۔ پیشگی تیاریوں کا مفہوم بیان کیجیے۔

5۔ انٹرویو سے قبل تیاری کیوں ضروری ہے؟

6۔ تحقیق خبر کے معیار کو کس طرح بہتر بناتی ہے؟

7۔ جدید ذرائع ابلاغ نے صحافت میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے؟

8۔ دستاویزی مواد کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

12.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں خبروں کے اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریوں جیسے اہم اور بنیادی موضوعات کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ابتدا میں یہ واضح کیا گیا کہ صحافت کا بنیادی مقصد عوام تک درست، مستند اور بروقت معلومات پہنچانا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے خبر نگاری کے بعض مسلمہ اصولوں کی پابندی ناگزیر ہوتی ہے۔ درستگی، غیر جانبداری، توازن، معروضیت، دیانت داری، حقائق کی تصدیق اور بروقت خبر رسانی ایسے اصول ہیں جو کسی بھی خبر کی ساکھ اور افادیت کو قائم رکھتے ہیں۔ اگر خبر ان اصولوں کے مطابق تیار نہ کی جائے تو وہ اپنی اہمیت اور اعتبار کھو سکتی ہے۔ اسی لیے صحافت میں اصولوں کی پابندی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

سبق کے دوسرے حصے میں اطلاعاتی پس منظر کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ کسی بھی خبر یا واقعے کو اس کے پس منظر سے الگ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ ہر خبر کے پیچھے بعض تاریخی، سیاسی، سماجی، معاشی یا ثقافتی عوامل کارفرما ہوتے ہیں جنہیں جاننا ضروری ہے۔ اطلاعاتی پس منظر خبر کو گہرائی، وسعت اور معنویت عطا کرتا ہے اور قارئین و ناظرین کو واقعے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید صحافت میں صرف خبر دینا کافی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کے پس منظر اور اسباب کی وضاحت بھی ضروری تصور کی جاتی ہے۔

سبق کے ایک اہم حصے میں پیشگی تیاریوں اور منصوبہ بندی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ یہ بتایا گیا کہ کامیاب خبر نگاری محض اتفاقی عمل نہیں بلکہ ایک منظم اور سوچا سمجھا عمل ہے جس کے لیے پیشگی تیاری ناگزیر ہوتی ہے۔ کسی بھی تقریب، کانفرنس، جلسے، انتخاب، کھیلوں کے مقابلے، قدرتی آفت یا اہم قومی و بین الاقوامی واقعے کی کوریج کے لیے صحافی کو پہلے سے معلومات حاصل کرنا، متعلقہ ذرائع سے رابطہ قائم کرنا، ضروری دستاویزات اور اعداد و شمار جمع کرنا اور ممکنہ صورتِ حال کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ مناسب تیاری سے نہ صرف وقت کی بچت ہوتی ہے بلکہ خبر کی جامعیت اور معیار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

اس سبق میں جدید ذرائع ابلاغ اور ان کی بڑھتی ہوئی اہمیت کا بھی اجمالی جائزہ پیش کیا گیا۔ موجودہ دور میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، موبائل صحافت، آن لائن نیوز پورٹلز اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے خبر رسانی کے پورے نظام کو تبدیل کر دیا ہے۔ اب اطلاعات کی ترسیل پہلے کی نسبت کہیں زیادہ تیز اور وسیع ہو چکی ہے۔ تاہم اس تیزی کے ساتھ ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے، کیونکہ غلط یا غیر مصدقہ معلومات چند لمحوں میں لاکھوں افراد تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس لیے جدید صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نئی ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ صحافتی اصولوں کی بھی مکمل پابندی کرے۔

اس سبق کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ صحافت محض خبر لکھنے یا نشر کرنے کا نام نہیں بلکہ ایک ذمہ دارانہ، منظّم اور تحقیقی عمل ہے۔ ایک کامیاب صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خبر کے بنیادی اصولوں سے واقف ہو، اطلاعاتی پس منظر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ہر صورتِ حال کے لیے پیشگی تیاری اور منصوبہ بندی سے کام لے۔ یہی اوصاف اسے بہتر خبر نگار اور ذمہ دار صحافی بناتے ہیں۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خبروں کے اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریاں صحافت کے ایسے بنیادی ستون ہیں جن پر پوری خبر نگاری کی عمارت قائم ہے۔ ان کے بغیر نہ تو معیاری صحافت ممکن ہے اور نہ ہی عوام تک درست اور قابلِ اعتماد معلومات کی مؤثر ترسیل۔ یہی عناصر خبر کو معتبر، بامقصد، مؤثر اور عوامی ضرورتوں سے ہم آہنگ بناتے ہیں اور صحافت کو اپنے اصل فرائض انجام دینے کے قابل بناتے ہیں۔

12.5 فرہنگ

1۔	اصول	:	ضابطہ یا قاعدہ
2۔	صداقت	:	سچائی اور حقیقت پسندی
3۔	درستگی	:	صحیح اور غلطی سے پاک ہونا
4۔	غیر جانبداری	:	تعصب سے پاک رویہ
5۔	معروضیت	:	حقائق کو غیر جانب دارانہ انداز میں پیش کرنا
6۔	توازن	:	مختلف پہلوؤں کو یکساں اہمیت دینا
7۔	وضاحت	:	بات کو صاف اور واضح انداز میں بیان کرنا
8۔	اختصار	:	مختصر مگر جامع اندازِ بیان
9۔	بروقتی	:	:وقت پر معلومات کی فراہمی
10۔	اطلاعاتی پس منظر	:	کسی واقعے سے متعلق بنیادی معلومات
11۔	سیاق وسباق	:	سلسلۂ کلام، آگے پیچھے کی عبارت یا کلام جسے مفہوم متعین ہو
12۔	تحقیق	:	حقائق کی تلاش اور جانچ

13۔	دستاویز	:	تحریری ریکارڈ یا سرکاری کاغذ
14۔	دستاویزی مواد	:	تحریری یا ریکارڈ شدہ معلومات
15۔	تصدیق	:	معلومات کی سچائی کی جانچ
16۔	مشاہدہ	:	غور سے دیکھنے کا عمل
17۔	انٹرویو	:	سوال و جواب پر مبنی گفتگو
18۔	ذرائع ابلاغ	:	اطلاعات پہنچانے کے وسائل
19۔	معلوماتی ذریعہ	:	معلومات فراہم کرنے والا وسیلہ
20۔	پیشگی تیاری	:	پہلے سے کی جانے والی منصوبہ بندی
21۔	منصوبہ بندی	:	کسی کام کی پیشگی ترتیب
22۔	رپورٹر	:	خبریں جمع کرنے والا صحافی
23۔	خبر نویسی	:	خبر لکھنے کا فن
24۔	خبر نگاری	:	خبروں کی تیاری کا عمل
25۔	مستند	:	قابلِ اعتماد
26۔	اعتبار	:	بھروسہ اور اعتماد
27۔	حقائق	:	ثابت شدہ معلومات
28۔	قیاس آرائی	:	اندازے کی بنیاد پر رائے دینا
29۔	مبالغہ آرائی	:	بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا
30۔	افواہ	:	غیر مصدقہ خبر
31۔	عوامی اعتماد	:	عوام کا بھروسہ
32۔	پیشہ ورانہ اخلاقیات	:	پیشے کے اخلاقی اصول

33۔	تحقیقی مواد	:	تحقیق سے حاصل شدہ معلومات
34۔	تجزیہ	:	گہرائی سے جائزہ لینا
35۔	پس منظر	:	کسی واقعے کے پیچھے موجود حالات
36۔	ابلاغ	:	معلومات کی ترسیل
37۔	رائے عامہ	:	عوام کی اجتماعی سوچ
38۔	صحافتی معیار	:	صحافت کے مقررہ اصول
39۔	ڈیجیٹل ذرائع	:	جدید الیکٹرانک وسائل
40۔	آن لائن ذرائع	:	:انٹرنیٹ پر دستیاب معلوماتی وسائل
41۔	اطلاعات	:	خبریں اور معلومات
42۔	عوامی مفاد	:	عوام کی بھلائی سے متعلق امور
43۔	مؤثریت	:	اثر انگیزی
44۔	جامعیت	:	تمام پہلوؤں کا احاطہ
45۔	خبر کا پس منظر	:	خبر سے متعلق سابقہ معلومات

12.6ا نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ صداقت سے کیا مراد ہے؟

2۔ غیر جانبداری کی تعریف کیجیے۔

3۔ معروضیت کیوں ضروری ہے؟

4۔ توازن کا اصول کیا ہے؟

5۔ بروقتی کی اہمیت بیان کیجیے۔

6۔ اطلاعاتی پس منظر کیا ہوتا ہے؟

7۔ خبر کے پس منظر کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

8۔ معلومات کے دو ذرائع کے نام لکھیے۔

9۔ پیشگی تیاریوں سے کیا مراد ہے؟

10۔ دستاویزی مواد کی اہمیت کیا ہے؟

11۔ انٹرویو سے قبل تیاری کیوں ضروری ہے؟

12۔ صحافتی تحقیق کیا ہے؟

13۔ افواہ اور خبر میں فرق بیان کیجیے۔

14۔ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ سے کیا مراد ہے؟

15۔ صحافتی اصولوں کی پابندی کیوں ضروری ہے؟

تفصیلی سوالات

1۔ خبروں کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے صحافت میں صداقت اور درستگی کی اہمیت پر تفصیلی بحث کیجیے۔

2۔ غیر جانبداری اور معروضیت کو صحافت کے بنیادی ستون قرار دیا جاتا ہے۔ اس بیان کی وضاحت مثالوں کے ساتھ کیجیے۔

3۔ خبر نویسی میں توازن اور وضاحت کے اصولوں کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

4۔ جدید ذرائع ابلاغ کے دور میں بروقتی اور درستگی کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے مسائل پر گفتگو کیجیے۔

5۔ اطلاعاتی پس منظر کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے خبر کی تفہیم میں اس کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

6۔ کسی اہم خبر کی تیاری میں پس منظر کی معلومات کیوں ضروری ہیں؟ مثالوں کی روشنی میں وضاحت کیجیے۔

7۔ معلومات کے مختلف ذرائع کا تقابلی مطالعہ پیش کرتے ہوئے ان کی افادیت اور حدود بیان کیجیے۔

8۔ صحافتی تحقیق اور دستاویزی مواد کی اہمیت پر تفصیلی نوٹ تحریر کیجیے۔

9۔ پیشگی تیاریوں کو کامیاب رپورٹنگ کی بنیاد کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

10۔ انٹرویواور تقریبات کی کوریج کے لیے درکار تیاریوں کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

11۔ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے صحافتی تیاریوں اور معلومات کے حصول کے طریق کار میں کیا تبدیلیاں پیدا کی ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

12۔ ایک ذمہ دار صحافی کے لیے صحافتی اصولوں، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریوں کی اہمیت پر جامع مضمون تحریر کیجیے۔

13۔ افواہ، قیاس آرائی اور مستند خبر میں فرق واضح کرتے ہوئے صحافتی ذمہ داریوں پر بحث کیجیے۔

14۔ موجودہ دور میں صحافت کو درپیش چیلنجز کے تناظر میں خبروں کے اصولوں کی افادیت کا جائزہ لیجیے۔

15۔ صحافتی معیار اور عوامی اعتماد کے درمیان تعلق کو خبروں کے اصولوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

12.7 مشقی سوالات

1۔ خبروں کے اصولوں کی وضاحت کیجیے۔

2۔ صداقت اور درستگی کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

3۔ غیر جانبداری اور معروضیت میں فرق بیان کیجیے۔

4۔ توازن اور وضاحت کے اصولوں کی افادیت بیان کیجیے۔

5۔ بروقتی خبر کی اہمیت میں کس طرح اضافہ کرتی ہے؟

6۔ اطلاعاتی پس منظر کے مفہوم اور اہمیت پر بحث کیجیے۔

7۔ خبر کے پس منظر کی ضرورت واضح کیجیے۔

8۔ معلومات کے مختلف ذرائع کا جائزہ لیجیے۔

9۔ پیشگی تیاریوں کی اہمیت بیان کیجیے۔

12.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

1۔ صحافت کا بنیادی اصول کون سا ہے؟

جواب: صحافت کا بنیادی اصول صداقت اور درستگی ہے، کیونکہ خبر کی اعتباریت کا انحصار درست اور مستند معلومات پر ہوتا ہے۔

2۔ صداقت اور درستگی سے کیا مراد ہے؟

جواب: صداقت سے مراد خبر کا حقیقت پر مبنی ہونا ہے، جبکہ درستگی سے مراد خبر میں دی گئی معلومات، ناموں، مقامات اور اعداد و شمار کا صحیح ہونا ہے۔

3۔ غیر جانبداری کی تعریف کیجیے۔

جواب: خبر کو ذاتی پسند و ناپسند، سیاسی وابستگی یا تعصب کے بغیر پیش کرنا غیر جانبداری کہلاتا ہے۔

4۔ معروضیت خبر میں کیوں ضروری ہے؟

جواب: معروضیت خبر کو حقائق پر مبنی بناتی ہے اور ذاتی آرا یا جذبات کو خبر پر اثر انداز ہونے سے روکتی ہے۔

5۔ توازن سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی خبر یا مسئلے کے تمام اہم پہلوؤں اور متعلقہ فریقوں کے مؤقف کو مناسب اہمیت کے ساتھ پیش کرنا توازن کہلاتا ہے۔

6۔ اختصار اور وضاحت کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: اختصار اور وضاحت خبر کو عام فہم، جامع اور مؤثر بناتے ہیں اور قاری کو کم وقت میں زیادہ معلومات فراہم کرتے ہیں۔

7۔ بروقتی خبر کی اہمیت میں کس طرح اضافہ کرتی ہے؟

جواب: بروقت خبر عوام کو تازہ ترین حالات سے آگاہ کرتی ہے، اس لیے اس کی افادیت اور اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

8۔ خبر میں تمام فریقوں کا مؤقف شامل کرنا کس اصول کا تقاضا ہے؟

جواب: یہ توازن اور غیر جانبداری کے اصول کا تقاضا ہے۔

12.8.2 سرگرمی 2 کے جوابات

1۔ اطلاعاتی پس منظر سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی واقعے یا خبر سے متعلق سابقہ معلومات، حالات اور اسباب کو اطلاعاتی پس منظر کہا جاتا ہے۔

2۔ خبر کے پس منظر کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

جواب: پس منظر قاری کو واقعے کی وجوہات، اہمیت اور اثرات کو بہتر انداز میں سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

3۔ معلومات کے دو اہم ذرائع کے نام لکھیے۔

جواب: سرکاری دستاویزات اور انٹرویوز۔

4۔ پیشگی تیاریوں کا مفہوم بیان کیجیے۔

جواب: کسی خبر یا تقریب کی کوریج سے پہلے معلومات جمع کرنا، تحقیق کرنا اور منصوبہ بندی کرنا پیشگی تیاری کہلاتا ہے۔

5۔ انٹرویو سے قبل تیاری کیوں ضروری ہے؟

جواب: تیاری کی بدولت صحافی مؤثر سوالات مرتب کرسکتا ہے اور انٹرویو سے زیادہ مفید معلومات حاصل کرسکتا ہے۔

6۔ تحقیق خبر کے معیار کو کس طرح بہتر بناتی ہے؟

جواب: تحقیق خبر کو مستند، قابلِ اعتماد اور حقائق پر مبنی بناتی ہے۔

7۔ جدید ذرائع ابلاغ نے صحافت میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے؟

جواب: ان کی بدولت معلومات تک رسائی اور خبروں کی ترسیل تیز اور آسان ہوگئی ہے۔

8۔ دستاویزی مواد کی اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

جواب: دستاویزی مواد خبر کی تصدیق اور تحقیق میں مدد دیتا ہے اور صحافی کو مستند معلومات فراہم کرتا ہے۔

12.8.3 مشقی سوالات کے جوابات

1۔ خبروں کے اصولوں کی وضاحت کیجیے۔

جواب: خبروں کے اصول وہ بنیادی ضابطے ہیں جن کے مطابق خبر تیار اور شائع کی جاتی ہے۔ ان میں صداقت، درستگی، غیر جانبداری، معروضیت، توازن، وضاحت اور بروقتی شامل ہیں۔ یہی اصول خبر کو معتبر اور مؤثر بناتے ہیں۔

2۔ صداقت اور درستگی کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

جواب: صداقت اور درستگی صحافت کی بنیاد ہیں۔ غلط یا غیر مصدقہ معلومات عوام کو گمراہ کرسکتی ہیں اور ادارہ؟ صحافت کے اعتبار کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اس لیے ہر خبر کی تصدیق ضروری ہے۔

3۔ غیر جانبداری اور معروضیت میں فرق بیان کیجیے۔

جواب: غیر جانبداری کا تعلق تعصب سے پاک رویے سے ہے، جبکہ معروضیت حقائق کو ان کی اصل صورت میں پیش کرنے کا نام ہے۔ دونوں اصول مل کر خبر کو متوازن اور معتبر بناتے ہیں۔

4۔ توازن اور وضاحت کے اصولوں کی افادیت بیان کیجیے۔

جواب: توازن مختلف آرا اور مؤقف کو مناسب نمائندگی دیتا ہے، جبکہ وضاحت خبر کو قابلِ فہم بناتی ہے۔ ان دونوں کی موجودگی خبر کے معیار کو بہتر بناتی ہے۔

5۔ بروقتی خبر کی اہمیت میں کس طرح اضافہ کرتی ہے؟

جواب: بروقت خبر عوام کو تازہ ترین معلومات فراہم کرتی ہے اور اسی وجہ سے اس کی افادیت اور دلچسپی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

6۔ اطلاعاتی پس منظر کے مفہوم اور اہمیت پر بحث کیجیے۔

جواب: اطلاعاتی پس منظر کسی خبر یا واقعے سے متعلق سابقہ حالات اور معلومات پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ خبر کو جامع بناتا ہے اور قاری کو معاملے کی گہرائی سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

7۔ خبر کے پس منظر کی ضرورت واضح کیجیے۔

جواب: پس منظر کے بغیر خبر ادھوری محسوس ہوتی ہے۔ پس منظر قاری کو واقعے کے اسباب، نتائج اور اہمیت سے آگاہ کرتا ہے۔

8۔ معلومات کے مختلف ذرائع کا جائزہ لیجیے۔

جواب: صحافی معلومات کے لیے سرکاری دستاویزات، انٹرویوز، کتابوں، تحقیقی مقالات، مشاہدات، خبر رساں ایجنسیوں اور ڈیجیٹل ذرائع سے استفادہ کرتا ہے۔

9۔ پیشگی تیاریوں کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: پیشگی تیاری صحافی کو موضوع کی بہتر تفہیم، درست سوالات کی تیاری اور مؤثر رپورٹنگ میں مدد فراہم کرتی ہے۔ یہ خبر کے معیار کو بہتر بناتی ہے۔

10۔ جدید ذرائع ابلاغ نے صحافتی تیاریوں میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے؟

جواب: ڈیجیٹل ذرائع نے معلومات تک رسائی کو آسان اور تیز بنا دیا ہے۔ آن لائن آرکائیوز، سوشل میڈیا اور ڈیٹا بیس کی مدد سے صحافی کم وقت میں زیادہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔

12.9۔ امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔ عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت، صداقت اور آزادی رائے۔ ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان۔ ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت و رفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر:13 صحافت اورانسانی حقوق

ساخت

13.0 اغراض ومقاصد

13.1 تعارف

13.2 صحافت اورانسانی حقوق

13.2.1 انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ میں صحافت کا کردار

13.2.2 سرگرمی:1 آؤاپنی معلومات جانچیں

13.3 انسانی حقوق اور ذرائع ابلاغ

13.3.1 انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ کے اصول وضوابط

13.3.2 انسانی حقوق کی کی صحافت کو درپیش مسائل اور چیلنجز

13.3.3 سرگرمی:2 آؤاپنی معلومات جانچیں

13.4 عمومی جائزہ

13.5 فرہنگ

13.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

13.7 مشقی سوالات

13.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

13.9 امدادی کتب

13.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ انسانی حقوق کے مفہوم، اہمیت اور تاریخی ارتقا کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ یہ جان سکیں گے کہ انسانی حقوق کا تحفظ ایک مہذب اور جمہوری معاشرے کی بنیادی ضرورت کیوں ہے۔ اس کے علاوہ آپ صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کو سمجھ سکیں گے اور یہ جان پائیں گے کہ ذرائع ابلاغ انسانی حقوق کے فروغ، تحفظ اور آگاہی میں کس طرح اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی، عوامی شعور کی بیداری، اظہارِ رائے کی آزادی، خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے حقوق جیسے موضوعات سے بھی واقفیت حاصل کریں گے۔ اس سبق کے ذریعے آپ صحافتی اخلاقیات، تحقیقی صحافت اور جدید ڈیجیٹل میڈیا کے تناظر میں انسانی حقوق کے مختلف پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔ مزید برآں آپ انسانی حقوق اور صحافت کے تعلق کو موجودہ سماجی، سیاسی اور ثقافتی حالات کے تناظر میں سمجھنے کی صلاحیت بھی حاصل کریں گے۔

13.1 تعارف

انسانی حقوق ہر انسان کو محض انسان ہونے کی بنیاد پر حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایسے بنیادی حقوق ہیں جو فرد کی آزادی، عزت، مساوات اور تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔ جدید دنیا میں انسانی حقوق کو ایک عالمی قدر کی حیثیت حاصل ہے اور اقوام متحدہ سمیت مختلف بین الاقوامی ادارے ان کے تحفظ اور فروغ کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ کسی بھی جمہوری اور مہذب معاشرے کی ترقی کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں انسانی حقوق کا کس حد تک احترام کیا جاتا ہے۔ صحافت کو معاشرے کا آئینہ اور عوام کی آواز کہا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ نہ صرف اطلاعات کی ترسیل کا فریضہ انجام دیتے ہیں بلکہ عوامی مسائل کو اجاگر کرنے، سماجی ناانصافیوں کی نشاندہی کرنے اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ صحافت عوام اور اقتدار کے مراکز کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے جو مختلف طبقات کی آواز کو سماج اور حکومت تک پہنچاتی ہے۔ انسانی حقوق اور صحافت کا تعلق نہایت گہرا اور باہمی نوعیت کا ہے۔ ایک طرف صحافت انسانی حقوق کے بارے میں عوامی شعور بیدار کرتی ہے اور دوسری طرف اظہارِ رائے اور آزادئ صحافت خود بنیادی انسانی حقوق میں شمار ہوتے ہیں۔ صحافی جب انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، سماجی ناانصافیوں اور عوامی مسائل کو منظر عام پر لاتے ہیں تو وہ دراصل انسانی وقار اور انصاف کے قیام میں اپنا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔

موجودہ دور میں روایتی ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل میڈیا نے بھی انسانی حقوق کے موضوع کو نئی وسعت عطا کی ہے۔ اب دنیا

کے کسی بھی حصے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزی چند لمحوں میں عالمی سطح پر موضوعِ بحث بن سکتی ہے۔ تاہم اس کے ساتھ صحافت کو کئی اخلاقی اور پیشہ ورانہ چیلنجز کا بھی سامنا ہے جن کا ادراک اور حل ضروری ہے۔ اس سبق میں صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق، انسانی حقوق کے فروغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار، آزادی اظہار، صحافتی اخلاقیات اور جدید میڈیا کے تناظر میں انسانی حقوق کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

13.2 صحافت اور انسانی حقوق

صحافت اور انسانی حقوق دونوں کا تعلق انسان، معاشرہ اور انصاف سے ہے۔ انسانی حقوق انسان کی عزت، آزادی، مساوات اور تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں، جبکہ صحافت ان حقوق کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے، ان کی خلاف ورزیوں کو سامنے لانے اور عوامی رائے کو بیدار کرنے کا کام انجام دیتی ہے۔ اسی لیے صحافت کو صرف خبر رسانی کا ذریعہ نہیں بلکہ انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کا ایک مؤثر وسیلہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں جب انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں تو صحافت ان مسائل کو عوام اور ذمہ دار اداروں کے سامنے لاتی ہے۔ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے کمزور طبقات کی آواز بلند ہوتی ہے اور سماجی انصاف کے لیے فضا ہموار ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے صحافت اور انسانی حقوق کا رشتہ باہمی تعاون کا رشتہ ہے۔ آزادیِ اظہار خود ایک بنیادی انسانی حق ہے، اور یہی حق صحافت کو طاقت فراہم کرتا ہے کہ وہ ظلم، ناانصافی اور امتیاز کے خلاف آواز اٹھا سکے۔

انسانی حقوق سے مراد وہ بنیادی حقوق اور آزادیاں ہیں جو ہر انسان کو محض انسان ہونے کی بنیاد پر حاصل ہوتی ہیں۔ ان حقوق کا تعلق کسی فرد کی نسل، رنگ، زبان، مذہب، قومیت، جنس یا سماجی حیثیت سے نہیں ہوتا بلکہ یہ تمام انسانوں کے لیے یکساں ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق کا بنیادی مقصد انسانی وقار، مساوات، آزادی اور انصاف کو یقینی بنانا ہے تاکہ ہر فرد عزت اور تحفظ کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکے۔ انسانی حقوق میں زندگی کا حق، آزادیِ اظہار، تعلیم کا حق، مذہبی آزادی، مساوات، انصاف تک رسائی اور معاشی و سماجی تحفظ جیسے حقوق شامل ہیں۔ جدید دور میں انسانی حقوق کو عالمی سطح پر تسلیم کیا جا چکا ہے اور مختلف قومی و بین الاقوامی ادارے ان کے تحفظ اور فروغ کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

انسانی حقوق کا تصور اگرچہ قدیم تہذیبوں میں بھی مختلف شکلوں میں موجود تھا، تاہم موجودہ دور میں اس کی باقاعدہ اور منظّم صورت کئی صدیوں کی فکری اور سماجی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں انسان نے ظلم، استحصال اور ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی اور بنیادی

حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔مغرب میں میگنا کارٹا 1215)ء(،فرانس کے انقلاب 1789)ء(اور امریکی اعلانِ آزادی 1776)ء(جیسے واقعات نے انسانی حقوق کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔دوسری جنگِ عظیم کے بعد اقوام متحدہ کے قیام اور 1948ء میں انسانی حقوق کے عالمی منشور Universal)Declaration of Human(Rights کی منظوری نے انسانی حقوق کو بین الاقوامی سطح پر ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔اس منشور نے دنیا بھر میں انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے ایک مشترکہ معیار قائم کیا۔

صحافت معاشرے میں اطلاعات، خیالات اور آرا کی ترسیل کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔اس کا بنیادی مقصد عوام کو درست، مستند اور بروقت معلومات فراہم کرنا ہے تاکہ وہ اپنے گردوپیش کے حالات و واقعات سے باخبر رہ سکیں۔صحافت کی ذمہ داری صرف خبروں کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ یہ عوامی شعور کی بیداری، سماجی اصلاح، انصاف کے فروغ اور جمہوری اقدار کے استحکام میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ایک ذمہ دار صحافی معاشرے کے مسائل کو اجاگر کرتا ہے، کمزور طبقات کی آواز بنتا ہے اور عوامی مفاد کے معاملات کو نمایاں کرتا ہے۔اسی وجہ سے صحافت کو جمہوریت کا چوتھا ستون بھی کہا جاتا ہے۔

صحافت اور انسانی حقوق کا تعلق نہایت گہرا اور مضبوط ہے۔انسانی حقوق کے تحفظ، فروغ اور آگاہی میں ذرائع ابلاغ کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔صحافت عوام کو ان کے بنیادی حقوق سے آگاہ کرتی ہے اور ان مسائل کو نمایاں کرتی ہے جن کا تعلق انسانی وقار اور انصاف سے ہوتا ہے۔دوسری جانب آزادیِ اظہار اور آزادیِ صحافت خود بنیادی انسانی حقوق میں شمار ہوتے ہیں۔اگر صحافت آزاد نہ ہو تو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو منظرِ عام پر لانا مشکل ہو جاتا ہے۔اسی لیے انسانی حقوق اور صحافت ایک دوسرے کے معاون اور تکمیلی شعبے سمجھے جاتے ہیں۔صحافت اور انسانی حقوق صحافت کے آغاز نے دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کا کام کیا۔صحافت نے سماج کے ہر فرد کو اطلاع بہم پہنچائی۔اطلاعاتی سماج کی تعمیر میں صحافت کا رول سب سے اہم رہا ہے۔انسان کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان کے بعد سب سے زیادہ ضروری شئے ترسیل یعنی کمیونی کیشن ہے۔انگریزی لفظ (Communication) کے معنی ترسیل یا ابلاغ کے ہوتے ہیں۔صحافت کے بنیادی مقاصد میں ترسیل کو عام و سہل بنانا اور ترسیل کے دائرے کو وسیع تر کرنا بھی ہے۔صحافت کا جمہوریت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔جمہوریت میں عوام کو سب کچھ جاننے کا حق ہے۔عوام کو جانکاری دینے کے لئے صحافت سے بہتر اور کارآمد کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔دورِ بادشاہت میں عوام کو جانکاری دینا یا نہ دینا بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھا لیکن جمہوریت میں یہ عوام کا حق ہے۔اس لئے بہتر اور صحت مند جمہوریت کے لئے بہتر صحافتی نظام کی بہت ضرورت ہے۔جمہوریت میں صحافت کی اہمیت اس قدر ہے کہ اسے جمہوریت کا چوتھا ستون کہتے ہیں۔ہنگری کے رہنے والے جوسف پلتزر کو صحافت کا باوا

آدم (Father of Journalism) کہا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر کے نام پر صحافت کا پُر وقار ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر 10 اپریل 1847 کو پیدا ہوا، اس نے ایک صحافی اور ایک بے باک پبلشر کی حیثیت سے ابتدائی زمانے میں ہی صحافت کے خدوخال نمایا کرنے کا کام کیا۔ جوسف پلتزر نے ہی صحافت کو بڑے طاقت ور تجارتی اداروں سے آزاد کرانے کا کام کیا۔ اس نے کہا اور کر کے دکھایا بھی کہ صحافت عام لوگوں کے لئے ہے اور بدعنوانی کے خلاف ہے۔ گویا صحافت نے اپنے ابتدائی ایام میں ہی اصول وضع کر لئے تھے کہ صحافت ہر قسم کی بدعنوانی کے خلاف ہے۔ اور سچ بات یہ ہے کہ آج بھی صحافت کو اسی نقش قدم پر چلنا ہے۔

صحافت کے بنیادی مقاصد میں ایک اہم مقصد ہے لوگوں تک اطلاعات بہم پہنچانا تا کہ لوگ خود اچھے برے کی تمیز کر سکیں۔ عوام حقائق کی روشنی میں خود فیصلہ کر سکے اس کے لئے اطلاعات کو ہونا بہت ضروری ہے۔ عوام تک درست اور بروقت اطلاعات کا پہنچانا صحافت کا بنیادی کام ہے۔ صحافت کا مقصد براہ راست رائے عامہ کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ صحافت عوام تک اطلاعات پہنچا دے اور عوام کو صحیح غلط کا فیصلہ کرنے دے۔ یہی صحافت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔ صحافت کے لئے جو اصول بنائے گئے ان میں صداقت اور معروضیت کو سرفہرست رکھا گیا۔ صحافی کا کام حقائق کو من وعن پہنچا دینا ہے خواہ وہ ان حقائق کو پسند کرے یا ناپسند۔ صحافت میں ذاتی پسند یا ناپسند کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ یہاں بنیادی مقصد ہے حقائق کو عوام تک پہنچانا۔ صداقت اور درستگی کے ساتھ ساتھ بے باکی، آزاد خیالی، انسانیت، حق گوئی اور غیر جانب داری کو بھی صحافت کے اہم اصولوں میں شامل کیا گیا ہے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے عوامی شعور کی بیداری نہایت ضروری ہے۔ اگر افراد اپنے حقوق سے واقف نہ ہوں تو وہ ان کے حصول اور تحفظ کے لیے مؤثر کردار ادا نہیں کر سکتے۔ ذرائع ابلاغ اس سلسلے میں اہم خدمات انجام دیتے ہیں۔ مختلف پروگراموں، مضامین، رپورٹوں اور مباحث کے ذریعے عوام میں انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی پیدا کی جاتی ہے۔ اس سے نہ صرف افراد اپنے حقوق سے واقف ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کے حقوق کا احترام کرنا بھی سیکھتے ہیں۔ یوں معاشرے میں برداشت، مساوات اور انصاف کی فضا قائم ہوتی ہے۔

13.2.1 انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ میں صحافت کا کردار

انسانی حقوق ہر مہذب اور جمہوری معاشرے کی بنیاد تصور کیے جاتے ہیں۔ یہ وہ بنیادی حقوق ہیں جو ہر انسان کو محض انسان ہونے کی حیثیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں زندگی کا حق، آزادی؟ اظہار، مساوات، تعلیم، صحت، مذہبی آزادی، عزت و وقار اور انصاف تک رسائی جیسے حقوق شامل ہیں۔ اگرچہ انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے مختلف قومی اور بین الاقوامی ادارے کام کرتے ہیں، لیکن ان حقوق کے فروغ، تحفظ

اورعوامی شعور بیدار کرنے میں صحافت کا کردار غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔صحافت نہ صرف انسانی حقوق سے متعلق معلومات عوام تک پہنچاتی ہے بلکہ ان حقوق کی خلاف ورزیوں کو بے نقاب کر کے متعلقہ اداروں اور حکومتوں کو جواب دہ بھی بناتی ہے۔

صحافت اور انسانی حقوق کا تعلق بہت گہرا اور مضبوط ہے۔ایک آزاد، ذمہ دار اور غیر جانبدار صحافت انسانی حقوق کے تحفظ کی ضامن سمجھی جاتی ہے۔ ذرائع ابلاغ عوام اور حکومتی اداروں کے درمیان رابطے کا ایک مؤثر وسیلہ ہیں۔ جب کہیں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو صحافت اس واقعے کو عوام کے سامنے لاتی ہے اور متعلقہ اداروں کی توجہ اس جانب مبذول کراتی ہے۔اس طرح صحافت مظلوموں کی آواز بن کر ان کے مسائل کو وسیع پیمانے پر اجاگر کرتی ہے۔انسانی حقوق کے فروغ میں صحافت کا سب سے اہم کردار عوام میں آگاہی پیدا کرنا ہے۔ معاشرے کے بہت سے افراد اپنے بنیادی حقوق سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے۔ ذرائع ابلاغ مختلف خبروں، مضامین، فیچرز، دستاویزی پروگراموں اور مباحثوں کے ذریعے عوام کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ جب لوگوں کو اپنے حقوق کا علم ہوتا ہے تو وہ ان کے حصول اور تحفظ کے لیے زیادہ مؤثر انداز میں جدوجہد کر سکتے ہیں۔اس طرح صحافت انسانی حقوق کے حوالے سے شعور اور بیداری پیدا کرنے کا اہم ذریعہ بنتی ہے۔

صحافت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں بعض اوقات افراد یا گروہوں کے ساتھ ناانصافی، امتیازی سلوک، تشدد، استحصال یا دیگر زیادتیاں روا رکھی جاتی ہیں۔ایسے حالات میں صحافی اور ذرائع ابلاغ ان واقعات کو منظرِ عام پر لا کر عوامی توجہ حاصل کرتے ہیں۔ بہت سے مواقع پر میڈیا کی رپورٹنگ کے نتیجے میں تحقیقات کا آغاز ہوتا ہے، ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی عمل میں آتی ہے اور متاثرہ افراد کو انصاف حاصل ہوتا ہے۔اس اعتبار سے صحافت انسانی حقوق کے تحفظ کا ایک مؤثر ذریعہ بن جاتی ہے۔ جمہوری معاشروں میں صحافت کو عوام کی آواز اور نگہبان تصور کیا جاتا ہے۔ میڈیا حکومتی پالیسیوں، انتظامی فیصلوں اور عوامی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے اور اگر کہیں انسانی حقوق متاثر ہو رہے ہوں تو اس کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحافت کو بعض اوقات ''چوتھا ستون'' بھی کہا جاتا ہے۔ایک آزاد میڈیا حکومتوں اور طاقتور اداروں کو جواب دہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ عوام کے حقوق پامال نہ ہوں۔

صحافت سماجی انصاف کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات، مثلاً خواتین، بچے، معذور افراد، اقلیتیں اور غریب طبقے اکثر مختلف مسائل اور ناانصافیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ ان طبقات کے مسائل کو اجاگر کر کے معاشرے اور

حکومت کی توجہ ان کی طرف مبذول کراتے ہیں۔اس کے نتیجے میں اصلاحی اقدامات اور فلاحی پالیسیوں کی راہ ہموار ہوتی ہے۔اس طرح صحافت معاشرتی مساوات اور انسانی وقار کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

عالمی سطح پر بھی انسانی حقوق کے تحفظ میں صحافت کی خدمات نمایاں ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں جنگوں، نسلی امتیاز، سیاسی جبر، مہاجرین کے مسائل اور انسانی المیوں کی خبریں عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعے دنیا تک پہنچتی ہیں۔ بین الاقوامی صحافت نہ صرف ان مسائل کو عالمی سطح پر اجاگر کرتی ہے بلکہ عالمی اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو بھی متحرک کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔کئی مواقع پر میڈیا کی توجہ کے باعث عالمی برادری نے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے خلاف اقدامات کیے ہیں۔عصرِ حاضر میں ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا نے انسانی حقوق کی صحافت کو نئی وسعت عطا کی ہے۔اب کسی بھی واقعے کی تصاویر، ویڈیوز اور اطلاعات چند لمحوں میں دنیا بھر تک پہنچ سکتی ہیں۔اس تیز رفتار ابلاغ نے انسانی حقوق کے مسائل کو عالمی سطح پر نمایاں کرنے میں مدد دی ہے۔تاہم اس کے ساتھ یہ ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے کہ معلومات کی تصدیق کی جائے اور غیر مصدقہ خبروں سے اجتناب کیا جائے تاکہ انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ حقائق اور سچائی پر مبنی رہے۔

انسانی حقوق کے تحفظ میں صحافت کا کردار ادا کرتے وقت بعض اخلاقی اصولوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔صحافی کو غیر جانبداری، دیانت داری اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔انسانی حقوق سے متعلق حساس معاملات میں متاثرہ افراد کی عزتِ نفس، رازداری اور وقار کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔سنسنی خیزی یا ذاتی مفادات کی خاطر ایسی معلومات شائع نہیں کرنی چاہئیں جو متاثرہ افراد کے لیے مزید مشکلات پیدا کریں۔یہ بھی حقیقت ہے کہ انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے صحافیوں کو بعض اوقات مختلف مشکلات اور خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض ممالک میں آزادئ صحافت پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں اور صحافیوں کو دباؤ، دھمکیوں یا دیگر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس کے باوجود دنیا بھر کے بہت سے صحافی انسانی حقوق کے تحفظ اور حقائق کو عوام تک پہنچانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں انجام دیتے رہتے ہیں۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ میں صحافت کا کردار نہایت اہم اور مؤثر ہے۔صحافت عوام میں شعور بیدار کرتی ہے، انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بے نقاب کرتی ہے، مظلوم طبقوں کی آواز بنتی ہے، حکومتی اداروں کو جواب دہ بناتی ہے اور انصاف و مساوات کے قیام میں معاونت فراہم کرتی ہے۔ایک آزاد، ذمہ دار اور بااصول صحافت نہ صرف جمہوریت کو مضبوط بناتی ہے بلکہ انسانی حقوق کے تحفظ اور فروغ کے لیے بھی ناگزیر حیثیت رکھتی۔

13.2.2 سرگرمی: 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

خالی جگہیں پُر کیجیے:

1۔انسانی حقوق ہر انسان کو محض _____ ہونے کی بنیاد پر حاصل ہوتے ہیں۔

2۔انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ میں _____ اہم کردار ادا کرتی ہے۔

3۔ذرائع ابلاغ عوام میں حقوق کے بارے میں _____ پیدا کرتے ہیں۔

4۔انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو منظرِ عام پر لانا صحافت کی اہم _____ میں شامل ہے۔

5۔آزادیٔ اظہار انسانی حقوق کا ایک بنیادی _____ ہے۔

6۔صحافت مظلوم اور محروم طبقات کی _____ بن کر سامنے آتی ہے۔

7۔انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے عوامی _____ بے حد ضروری ہے۔

8۔ایک آزاد اور ذمہ دار صحافت جمہوری معاشرے کی _____ سمجھی جاتی ہے۔

13.3 انسانی حقوق اور ذرائع ابلاغ کا کردار

انسانی حقوق اور ذرائع ابلاغ کا تعلق نہایت گہرا اور باہمی نوعیت کا ہے۔انسانی حقوق کا بنیادی مقصد ہر فرد کی آزادی، مساوات، عزتِ نفس اور بنیادی ضروریات کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے، جبکہ ذرائع ابلاغ کا بنیادی فریضہ عوام تک درست، مستند اور بروقت معلومات پہنچانا ہے۔جب یہ دونوں عناصر ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں تو معاشرے میں انصاف، شفافیت، احتساب اور جمہوری اقدار کو فروغ ملتا ہے۔ذرائع ابلاغ نہ صرف انسانی حقوق کے بارے میں عوامی شعور بیدار کرتے ہیں بلکہ ان حقوق کی خلاف ورزیوں کو منظرِ عام پر لا کر متعلقہ اداروں اور حکومتوں کو جواب دہ بنانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ انسانی حقوق کی ترویج کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکے ہیں۔اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے عوام کو ان کے بنیادی حقوق، آئینی تحفظات اور قانونی سہولیات کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔اس کے نتیجے میں

لوگ اپنے حقوق سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کے حصول کے لیے زیادہ مؤثر انداز میں آواز بلند کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ذرائع ابلاغ معاشرے کے کمزور اور محروم طبقات کے مسائل کو اجاگر کر کے ان کی مشکلات کو حکومتی اور عوامی سطح پر موضوعِ بحث بناتے ہیں۔ انسانی حقوق اور ذرائع ابلاغ کا تعلق صرف معلومات کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ یہ سماجی تبدیلی اور اصلاحِ معاشرہ کا بھی ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ جب میڈیا کسی انسانی المیے، ناانصافی، استحصال یا امتیازی سلوک کو نمایاں کرتا ہے تو نہ صرف عوامی رائے بیدار ہوتی ہے بلکہ متعلقہ اداروں پر اصلاحی اقدامات کے لیے دباؤ بھی بڑھتا ہے۔ اسی لیے ایک آزاد اور ذمہ دار ذرائع ابلاغ کو انسانی حقوق کے تحفظ کا اہم ضامن تصور کیا جاتا ہے۔

13.3.1 انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ کے اصول وضوابط

انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ صحافت کا ایک نہایت حساس اور ذمہ دارانہ شعبہ ہے۔ اس نوعیت کی رپورٹنگ میں معمولی سی غفلت بھی متاثرہ افراد، خاندانوں یا معاشرے کے مختلف طبقات کے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔ اسی لیے انسانی حقوق سے متعلق خبروں کی تیاری اور اشاعت میں بعض اصولوں اور ضوابط کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ سب سے پہلے درستگی اور صداقت کا اصول اہمیت رکھتا ہے۔ انسانی حقوق سے متعلق کسی بھی خبر کو شائع یا نشر کرنے سے پہلے اس کے تمام حقائق کی تصدیق ضروری ہوتی ہے۔ غیر مصدقہ اطلاعات یا افواہوں کی بنیاد پر تیار کی گئی رپورٹ نہ صرف صحافتی اخلاقیات کے خلاف ہوتی ہے بلکہ متاثرہ افراد کے لیے مزید مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ ایک ذمہ دار صحافی ہمیشہ مختلف ذرائع سے معلومات حاصل کر کے ان کی تصدیق کرتا ہے اور پھر خبر کو عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔

غیر جانبداری انسانی حقوق کی رپورٹنگ کا ایک اور بنیادی اصول ہے۔ صحافی کو کسی بھی معاملے میں ذاتی پسند و ناپسند، سیاسی وابستگی یا نظریاتی تعصب سے بالاتر ہو کر حقائق کو پیش کرنا چاہیے۔ انسانی حقوق کے معاملات اکثر جذباتی نوعیت کے ہوتے ہیں، اس لیے صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ توازن اور معروضیت کو برقرار رکھے۔ انسانی وقار اور عزتِ نفس کا احترام بھی اس نوعیت کی رپورٹنگ کا اہم تقاضا ہے۔ تشدد، جنسی استحصال، گھریلو تشدد، بچوں کے حقوق یا دیگر حساس معاملات سے متعلق رپورٹنگ کرتے وقت متاثرہ افراد کی شناخت، نجی معلومات اور ذاتی زندگی کا تحفظ ضروری ہوتا ہے۔ ایسے افراد کی تصاویر یا معلومات شائع کرنے سے گریز کیا جانا چاہیے جن سے ان کی عزتِ نفس مجروح ہونے یا ان کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہو۔

انسانی حقوق کی رپورٹنگ میں زبان و بیان کا محتاط استعمال بھی ضروری ہے۔ صحافی کو ایسے الفاظ اور اندازِ بیان سے اجتناب کرنا چاہیے

جو کسی فرد، گروہ، مذہب، نسل یا طبقے کے خلاف نفرت یا تعصب کو فروغ دیں۔ ذمہ دار صحافت کا تقاضا ہے کہ خبر کو مہذب، متوازن اور باوقار انداز میں پیش کیا جائے۔ سیاق وسباق کی وضاحت بھی انسانی حقوق کی رپورٹنگ کا ایک اہم اصول ہے۔ کسی واقعے کو محض ایک خبر کے طور پر پیش کرنے کے بجائے اس کے پس منظر، اسباب اور ممکنہ نتائج کو بھی بیان کرنا چاہیے تاکہ قارئین اور ناظرین مسئلے کی نوعیت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔ یہی طرزِ عمل انسانی حقوق کی صحافت کو زیادہ مؤثر اور بامقصد بناتا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر مختلف صحافتی تنظیموں اور انسانی حقوق کے اداروں نے اس نوعیت کی رپورٹنگ کے لیے اخلاقی ضابطے مرتب کیے ہیں۔ ان ضابطوں کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسانی حقوق سے متعلق خبروں میں سچائی، انصاف، توازن اور انسانی وقار کو ہر حال میں مقدم رکھا جائے۔

13.3.2 انسانی حقوق کی صحافت کو درپیش مسائل اور چیلنجز

اگرچہ انسانی حقوق کی صحافت معاشرے میں انصاف اور آگاہی کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، لیکن اس شعبے کو متعدد مسائل اور چیلنجز کا سامنا بھی رہتا ہے۔ یہ چیلنجز بعض اوقات صحافیوں اور میڈیا اداروں کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا مشکل بنا دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کی صحافت کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ آزادی؟ صحافت پر عائد پابندیاں ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں بعض اوقات میڈیا پر دباؤ ڈالا جاتا ہے یا بعض حساس موضوعات پر رپورٹنگ کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ایسے حالات میں صحافیوں کے لیے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو کھل کر سامنے لانا مشکل ہو جاتا ہے۔ سیاسی اور معاشی دباؤ بھی انسانی حقوق کی صحافت کے اہم مسائل میں شامل ہیں۔ بعض اوقات طاقتور سیاسی حلقے، تجارتی ادارے یا مفاداتی گروہ ایسی خبروں کی اشاعت کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کے مفادات کے خلاف ہوں۔ اس کے نتیجے میں بعض اہم مسائل میڈیا میں مناسب جگہ حاصل نہیں کر پاتے۔

میدانی سطح پر کام کرنے والے صحافیوں کو جسمانی خطرات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ جنگی علاقوں، شورش زدہ خطوں، احتجاجی مظاہروں اور انسانی بحرانوں کی کوریج کے دوران صحافیوں کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ کئی مواقع پر صحافیوں کو دھمکیوں، ہراسانی اور تشدد کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے ان کے پیشہ ورانہ فرائض متاثر ہوتے ہیں۔ ڈیجیٹل دور میں جھوٹی خبروں اور غلط معلومات کے پھیلاؤ نے بھی انسانی حقوق کی صحافت کے لیے نئے چیلنجز پیدا کر دیے ہیں۔ سوشل میڈیا پر غیر مصدقہ اطلاعات تیزی سے پھیل جاتی ہیں جس کے باعث اصل حقائق تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں صحافیوں پر یہ ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ وہ ہر اطلاع کی مکمل تصدیق کریں اور عوام تک درست معلومات

پہنچائیں۔ایک اوراہم مسئلہ سنسنی خیزی کا رجحان ہے۔بعض ذرائع ابلاغ ناظرین یا قارئین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے انسانی حقوق کے حساس معاملات کو غیر ضروری طور پر جذباتی یا سنسنی خیز انداز میں پیش کرتے ہیں۔اس طرزِ عمل سے نہ صرف صحافت کا معیار متاثر ہوتا ہے بلکہ متاثرہ افراد کی عزتِ نفس اور رازداری بھی مجروح ہوسکتی ہے۔وسائل کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔انسانی حقوق سے متعلق تحقیقی رپورٹنگ کے لیے وقت، مالی وسائل اور تربیت یافتہ عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔بہت سے میڈیا ادارے محدود وسائل کی وجہ سے اس نوعیت کی رپورٹنگ پر خاطر خواہ توجہ نہیں دے پاتے۔عصرِ حاضر میں مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل میڈیا اور عالمی مواصلاتی نظام نے اگرچہ انسانی حقوق کی صحافت کے نئے امکانات پیدا کیے ہیں، لیکن ان کے ساتھ نئی ذمہ داریاں بھی وابستہ ہوگئی ہیں۔صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے صحافتی اصولوں، اخلاقی اقدار اور انسانی وقار کے تحفظ کو ہمیشہ مقدم رکھیں۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی حقوق کی صحافت معاشرے میں انصاف، مساوات اور انسانی وقار کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ ہے، لیکن اس راہ میں آزادیٔ صحافت پر پابندیاں، سیاسی و معاشی دباؤ، سکیورٹی خدشات، جھوٹی خبریں، سنسنی خیزی اور وسائل کی کمی جیسے متعدد چیلنجز موجود ہیں۔ان تمام مشکلات کے باوجود انسانی حقوق سے وابستہ صحافت آج بھی مظلوم طبقات کی آواز بننے اور معاشرے میں مثبت تبدیلی پیدا کرنے کا اہم فریضہ انجام دے رہی ہے۔

13.3.8 سرگرمی: 2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

درست جواب منتخب کیجئے۔

1۔ انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ میں سب سے زیادہ اہمیت کس چیز کو دی جاتی ہے؟

الف۔سنسنی خیزی ب۔درستگی اور صداقت

ج۔اشتہارات د۔تفریح

2۔ انسانی حقوق کی رپورٹنگ میں متاثرہ افراد کی کس چیز کا احترام ضروری ہے؟

الف۔مقبولیت ب۔شہرت

ج۔عزتِ نفس د۔دولت

3۔ انسانی حقوق کی صحافت کو درپیش اہم چیلنج کون سا ہے؟

الف۔آزادی صحافت پر پابندیاں ب۔کتابوں کی اشاعت

ج۔کھیلوں کے مقابلے د۔موسمی تبدیلی

4۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو اجاگر کرنے میں کون سا ذریعہ اہم کردار ادا کرتا ہے؟

الف۔صحافت ب۔تجارت

ج۔صنعت د۔سیاحت

5۔ انسانی حقوق کی رپورٹنگ میں صحافی کو کس رویے کا مظاہرہ کرنا چاہیے؟

الف۔جانبداری ب۔تعصب

ج۔غیر جانبداری د۔مخالفت

6۔ سوشل میڈیا کے دور میں انسانی حقوق کی صحافت کو کون سا مسئلہ زیادہ درپیش ہے؟

الف۔کھیلوں کی کمی ب۔جھوٹی خبریں

ج۔اشتہارات د۔مطالعے کی کمی

7۔ انسانی حقوق کی صحافت کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

الف۔کاروبار کو فروغ دینا ب۔عوام کو تفریح فراہم کرنا

ج۔حقوق کے تحفظ اور آگاہی کو فروغ دینا د۔اشتہارات شائع کرنا

8۔ انسانی حقوق کی صحافت معاشرے میں کس قدر کے فروغ میں مدد دیتی ہے؟

الف۔تعصب ب۔ناانصافی

ج۔انصاف د۔کشیدگی

13.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا۔ابتدا میں انسانی حقوق کے مفہوم، اہمیت اور تاریخی ارتقا

پر روشنی ڈالی گئی اور یہ واضح کیا گیا کہ انسانی حقوق ہر انسان کی آزادی، مساوات، عزت اور تحفظ کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ صحافت کی سماجی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا گیا کہ ذرائع ابلاغ نہ صرف معلومات کی ترسیل کا فریضہ انجام دیتے ہیں بلکہ انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سبق کے دوسرے حصے میں انسانی حقوق کے تحفظ میں ذرائع ابلاغ کے کردار کا جائزہ لیا گیا۔ اس ضمن میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی، آزادیِ اظہار، خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے حقوق، تحقیقی صحافت اور ڈیجیٹل میڈیا کی اہمیت کو واضح کیا گیا۔ اس کے علاوہ صحافت کو درپیش چیلنجز اور صحافتی اخلاقیات کے مختلف پہلوؤں پر بھی بحث کی گئی۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ صحافت اور انسانی حقوق ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ایک آزاد، ذمہ دار اور با اخلاق صحافت نہ صرف انسانی حقوق کے تحفظ میں معاون ثابت ہوتی ہے بلکہ ایک منصفانہ، باشعور اور جمہوری معاشرے کے قیام میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

ذرائع ابلاغ انسانی حقوق کے تحفظ میں ایک مؤثر نگراں ادارے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جب کسی فرد یا گروہ کے حقوق پامال ہوتے ہیں تو صحافت ان واقعات کو منظرِ عام پر لا کر عوامی توجہ حاصل کرتی ہے۔ اس عمل سے نہ صرف متاثرہ افراد کی آواز بلند ہوتی ہے بلکہ متعلقہ اداروں پر بھی اصلاحی اقدامات کے لیے دباؤ بڑھتا ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں خواتین پر تشدد، بچوں سے مشقت، نسلی امتیاز، مذہبی عدم برداشت اور سماجی ناانصافی جیسے مسائل شامل ہو سکتے ہیں۔ صحافت ان موضوعات کو اجاگر کر کے انصاف اور جواب دہی کے عمل کو مضبوط بناتی ہے۔ اظہارِ رائے کی آزادی بنیادی انسانی حقوق میں شمار ہوتی ہے۔ ہر فرد کو اپنے خیالات، آرا اور معلومات کے اظہار کا حق حاصل ہے۔ صحافت اسی حق کے عملی اظہار کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ آزاد صحافت جمہوری معاشروں کی بنیاد ہوتی ہے کیونکہ اس کے ذریعے عوام کو مختلف مسائل پر معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ اپنی رائے قائم کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ تاہم آزادیِ اظہار کے ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے تاکہ اس حق کا استعمال دوسروں کے حقوق اور وقار کو نقصان پہنچانے کا سبب نہ بنے۔ خواتین، بچے اور اقلیتی طبقات کسی بھی معاشرے کے اہم مگر نسبتاً حساس اور کمزور طبقات شمار کیے جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے تناظر میں ان طبقات کے تحفظ اور فلاح کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ ذرائع ابلاغ ان کے مسائل، حقوق اور مشکلات کو اجاگر کر کے معاشرے میں بیداری پیدا کرتے ہیں اور متعلقہ اداروں کی توجہ ان امور کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ خواتین کے خلاف تشدد، تعلیم سے محرومی، ملازمت میں امتیاز اور سماجی ناانصافی جیسے مسائل اکثر ذرائع ابلاغ کے ذریعے منظرِ عام پر آتے ہیں۔ اسی طرح بچوں کے حقوق، مثلاً تعلیم، صحت، تحفظ اور بہتر نشوونما سے متعلق موضوعات بھی صحافت کا اہم حصہ ہیں۔ اقلیتوں کے مذہبی، ثقافتی اور سماجی حقوق کے تحفظ میں بھی ذرائع ابلاغ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معروضی اور ذمہ دار صحافت ان طبقات کے مسائل کو اجاگر کر کے مساوات اور سماجی

انصاف کے فروغ میں مدد دیتی ہے۔

تحقیقی صحافت انسانی حقوق کے تحفظ کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھی جاتی ہے۔اس طرزِ صحافت میں رپورٹر کسی مسئلے یا واقعے کی گہرائی میں جا کر تحقیق کرتا ہے اور ایسے حقائق سامنے لاتا ہے جو عام طور پر پوشیدہ رہتے ہیں۔انسانی حقوق سے متعلق بہت سے معاملات، جیسے بدعنوانی، انسانی اسمگلنگ، جبری مشقت، امتیازی سلوک اور اختیارات کے ناجائز استعمال کو تحقیقی صحافت کے ذریعے بے نقاب کیا جاتا ہے۔اس قسم کی رپورٹنگ نہ صرف عوامی شعور بیدار کرتی ہے بلکہ متعلقہ اداروں کو اصلاحی اقدامات پر بھی مجبور کرتی ہے۔اسی وجہ سے تحقیقی صحافت کو عوامی مفاد اور انسانی حقوق کے تحفظ کا ایک طاقتور ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔اکیسویں صدی میں ڈیجیٹل میڈیا نے انسانی حقوق کے موضوع کو نئی وسعت عطا کی ہے۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ویب سائٹس اور مختلف ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے معلومات کی ترسیل کو انتہائی تیز اور آسان بنا دیا ہے۔اب دنیا کے کسی بھی حصے میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا واقعہ چند لمحوں میں عالمی سطح پر پہنچ سکتا ہے۔ڈیجیٹل میڈیا نے انسانی حقوق سے متعلق آگاہی پیدا کرنے، عوامی مہمات چلانے اور متاثرہ افراد کی آواز کو وسیع پیمانے پر پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔تاہم اس کے ساتھ غلط معلومات، نفرت انگیز مواد اور پرائیویسی کی خلاف ورزی جیسے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔اس لیے ڈیجیٹل میڈیا کے استعمال میں ذمہ داری اور اخلاقی اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔

انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ کے دوران صحافیوں کو مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔بعض اوقات سیاسی دباؤ، معاشی مفادات، قانونی رکاوٹیں اور معلومات تک محدود رسائی صحافتی عمل کو متاثر کرتی ہیں۔بعض حساس معاملات میں صحافیوں کو دھمکیوں، ہراسانی اور دیگر خطرات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔علاوہ ازیں، سوشل میڈیا کے دور میں غیر مصدقہ معلومات کی فراوانی نے بھی صحافت کے لیے نئے مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ایسے حالات میں صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیشہ ورانہ دیانت داری، تحقیق اور تصدیق کے اصولوں پر کاربند رہے تاکہ انسانی حقوق سے متعلق معلومات درست اور مستند انداز میں عوام تک پہنچ سکیں۔صحافتی اخلاقیات انسانی حقوق کے احترام اور تحفظ میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک ذمہ دار صحافی کو خبر جمع کرتے اور شائع کرتے وقت سچائی، غیر جانبداری، دیانت داری اور انسانی وقار کا خیال رکھنا چاہیے۔کسی فرد کی نجی زندگی، عزت اور بنیادی حقوق کو نقصان پہنچانے والی رپورٹنگ صحافتی اخلاقیات کے منافی سمجھی جاتی ہے۔انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ میں خاص طور پر حساسیت کی ضرورت ہوتی ہے۔متاثرہ افراد، خواتین، بچوں اور دیگر کمزور طبقات سے متعلق خبروں میں ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔صحافتی اخلاقیات نہ صرف خبر کے معیار کو بہتر بناتی ہیں بلکہ انسانی وقار اور سماجی انصاف کے فروغ میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔

13.5 فرہنگ

1۔ انسانی حقوق	:	انسان کو حاصل بنیادی حقوق اور آزادیاں
2۔ وقار	:	عزت واحترام
3۔ مساوات	:	برابری کا اصول
4۔ آزادیِ اظہار	:	خیالات کے اظہار کا حق
5۔ صحافت	:	خبروں اور اطلاعات کی ترسیل کا فن
6۔ ذرائع ابلاغ	:	معلومات پہنچانے کے وسائل
7۔ جمہوریت	:	عوامی نمائندگی پر مبنی نظام حکومت
8۔ انصاف	:	حق دار کو اس کا حق دینا
9۔ امتیاز	:	تفریق یا غیر مساوی سلوک
10۔ استحصال	:	ناجائز فائدہ اٹھانا
11۔ تحفظ	:	حفاظت اور نگہداشت
12۔ عوامی شعور	:	عوام میں آگاہی اور بیداری
13۔ خلاف ورزی	:	قانون یا حق کی پامالی
14۔ عالمی منشور	:	بین الاقوامی اصولوں کا دستاویز
15۔ اقوام متحدہ	:	بین الاقوامی تنظیم
16۔ سماجی انصاف	:	معاشرتی برابری اور انصاف
17۔ اقلیت	:	کم تعداد میں موجود سماجی یا مذہبی گروہ
18۔ تحقیقی صحافت	:	گہری تحقیق پر مبنی صحافت

19۔ رپورٹنگ : واقعات کی معلومات جمع اور پیش کرنا

20۔ ڈیجیٹل میڈیا : انٹرنیٹ پر مبنی ذرائع ابلاغ

21۔ سوشل میڈیا : آن لائن سماجی رابطوں کے ذرائع

22۔ ذمہ داری : فرض اور جواب دہی

23۔ اخلاقیات : اخلاقی اصول وضوابط

24۔ معروضیت : غیر جانبدارانہ طرزِ بیان

25۔ غیر جانبداری : تعصب سے پاک رویہ

26۔ حقوق نسواں : خواتین کے حقوق

27۔ حقوق اطفال : بچوں کے حقوق

28۔ مذہبی آزادی : مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا حق

29۔ شہری حقوق : شہریوں کو حاصل قانونی حقوق

30۔ بنیادی آزادی : انسان کی فطری آزادی

31۔ قانون کی بالادستی : قانون کو سب پر برتر تسلیم کرنا

32۔ جواب دہی : اعمال کی ذمہ داری قبول کرنا

33۔ برداشت : دوسروں کے خیالات کو قبول کرنے کا رویہ

34۔ انسانی وقار : انسان کی عزت اور احترام

35۔ بیداری : شعور اور آگاہی

36۔ ترسیلِ اطلاعات : معلومات پہنچانے کا عمل

37۔ عوامی مفاد: : عوام کی بھلائی سے متعلق امور

38۔ خبر رساں ادارہ : خبریں فراہم کرنے والا ادارہ

39۔ معلومات : علم یا اطلاع

40۔ حقائق : ثابت شدہ معلومات

41۔ سماجی شعور : معاشرتی آگاہی

42۔ قانونی تحفظ : قانون کے ذریعے حفاظت

43۔ شہری آزادی : شہریوں کو حاصل آزادیاں

44۔ بین الاقوامی معاہدہ : ممالک کے درمیان طے شدہ معاہدہ

45۔ انسان دوستی : انسانیت سے محبت اور احترام

13.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ انسانی حقوق کے مفہوم اور ارتقا پر تفصیلی بحث کیجیے۔

2۔ صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

3۔ انسانی حقوق کے فروغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

4۔ آزادیِ اظہار کو بنیادی انسانی حق کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ وضاحت کیجیے۔

5۔ خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں صحافت کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

6۔ تحقیقی صحافت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو بے نقاب کرنے میں کس طرح مددگار ثابت ہوتی ہے؟

7۔ ڈیجیٹل میڈیا نے انسانی حقوق کے تحفظ اور آگاہی کے میدان میں کیا تبدیلیاں پیدا کی ہیں؟

8۔ انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ میں صحافی کو کن اخلاقی اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے؟

9۔ انسانی حقوق اور جمہوری اقدار کے فروغ میں صحافت کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

10۔ موجودہ دور میں انسانی حقوق کی رپورٹنگ کو درپیش مسائل اور چیلنجز پر بحث کیجیے۔

11۔ عوامی شعور کی بیداری میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت واضح کیجیے۔

12۔ ایک ذمہ دار صحافت کس طرح انسانی وقار اور سماجی انصاف کے قیام میں معاون ثابت ہوسکتی ہے؟

13.7 مشقی سوالات

1۔ انسانی حقوق سے کیا مراد ہے؟

2۔ انسانی حقوق کے دو بنیادی اصول بیان کیجیے۔

3۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی منظوری کب دی گئی؟

4۔ صحافت اور انسانی حقوق کے درمیان کیا تعلق ہے؟

5۔ آزادیِ اظہار سے کیا مراد ہے؟

6۔ تحقیقی صحافت کیا ہے؟

7۔ ڈیجیٹل میڈیا انسانی حقوق کے فروغ میں کس طرح معاون ہے؟

8۔ صحافتی اخلاقیات کی تعریف کیجیے۔

9۔ عوامی شعور کی بیداری میں ذرائع ابلاغ کا کیا کردار ہے؟

10۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی کیوں ضروری ہے؟

تفصیلی سوالات

1۔ انسانی حقوق کے مفہوم اور اہمیت پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

2۔ صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کو واضح کیجیے۔

3۔ انسانی حقوق کے فروغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

4۔ خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں صحافت کی اہمیت بیان کیجیے۔

5۔ تحقیقی صحافت اور انسانی حقوق کے درمیان تعلق پر بحث کیجیے۔

6۔ ڈیجیٹل میڈیا کے مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ لیجیے۔

7۔ صحافتی اخلاقیات اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کی وضاحت کیجیے۔

8۔ انسانی حقوق کے تحفظ میں عوامی شعور کی اہمیت بیان کیجیے۔

9۔ انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ میں صحافی کو درپیش چیلنجز پر گفتگو کیجیے۔

10۔ انسانی وقار اور سماجی انصاف کے قیام میں صحافت کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

13.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

سرگرمی 1 کے جوابات

1 جوابات

1۔انسان

2۔صحافت

3۔شعور

4۔ذمہ داریوں

5۔حق

6۔آواز

7۔آگاہی

8۔بنیاد

سرگرمی 2 کے جوابات

1۔ب

2۔ج

3۔الف

4۔الف

5۔ج

6۔ب

7۔ج

8۔ج

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ انسانی حقوق کے مفہوم اور اہمیت پر مختصر نوٹ لکھیے۔

جواب: انسانی حقوق وہ بنیادی حقوق ہیں جو ہر انسان کو بلا امتیاز حاصل ہوتے ہیں۔ان کا مقصد انسانی وقار، آزادی، مساوات اور انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ایک منصفانہ اور مہذب معاشرے کے قیام کے لیے انسانی حقوق کا احترام ضروری ہے۔

2۔ صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کو واضح کیجیے۔

جواب: صحافت انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی پیدا کرتی ہے، ان کی خلاف ورزیوں کو بے نقاب کرتی ہے اور متاثرہ افراد کی آواز کو عوام تک پہنچاتی ہے۔آزادیِ صحافت خود بھی ایک بنیادی انسانی حق ہے۔

3۔ انسانی حقوق کے فروغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

جواب: ذرائع ابلاغ انسانی حقوق کے مسائل کو نمایاں کرتے ہیں، عوامی شعور بیدار کرتے ہیں اور معاشرتی انصاف کے قیام میں معاون بنتے ہیں۔

4۔ خواتین، بچوں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں صحافت کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: صحافت ان طبقات کے مسائل کو اجاگر کر کے مساوات، تحفظ اور انصاف کے فروغ میں مدد فراہم کرتی ہے۔

5۔ تحقیقی صحافت اور انسانی حقوق کے درمیان تعلق پر بحث کیجیے۔

جواب: تحقیقی صحافت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، بدعنوانی اور استحصال کو بے نقاب کر کے عوامی مفاد اور انصاف کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

6۔ ڈیجیٹل میڈیا کے مثبت اور منفی اثرات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: ڈیجیٹل میڈیا نے معلومات تک رسائی آسان بنائی ہے، تاہم غلط معلومات اور نفرت انگیز مواد کے پھیلاؤ جیسے مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔

7۔ صحافتی اخلاقیات اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق کی وضاحت کیجیے۔

جواب: صحافتی اخلاقیات انسانی وقار، سچائی اور انصاف کے احترام پر زور دیتی ہیں، اس لیے یہ انسانی حقوق کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

8۔ انسانی حقوق کے تحفظ میں عوامی شعور کی اہمیت بیان کیجیے۔

جواب: عوامی شعور افراد کو اپنے حقوق اور فرائض سے آگاہ کرتا ہے اور انسانی حقوق کے تحفظ کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

9۔ انسانی حقوق سے متعلق رپورٹنگ میں صحافی کو درپیش چیلنجز پر گفتگو کیجیے۔

جواب: صحافیوں کو سیاسی دباؤ، معلومات تک محدود رسائی، سلامتی کے خطرات اور بعض اوقات قانونی پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

10۔ انسانی وقار اور سماجی انصاف کے قیام میں صحافت کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

جواب: صحافت ظلم، ناانصافی اور امتیازی رویوں کو بے نقاب کرتی ہے اور مساوات، انصاف اور انسانی وقار کے فروغ میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

13.9۔ امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر:14 صحافتی قوانین واخلاقیات

ساخت

14.0 اغراض ومقاصد

14.1 تعارف

14.2 صحافتی قوانین: مفہوم،اہمیت اوردائرۂ کار

14.2.1 آزادیٔ صحافت اورقانونی حدود

14.2.2 سرگرمی:1 آؤاپنی معلومات جانچیں

14.3 صحافتی اخلاقیات کے بنیادی اصول

14.3.2 سرگرمی:2 آؤاپنی معلومات جانچیں

14.4 عمومی جائزہ

14.5 فرہنگ

14.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

14.7 مشقی سوالات

14.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

14.9 امدادی کتب

14.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ صحافتی قوانین اور اخلاقیات کے بنیادی تصورات کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ جان سکیں گے کہ صحافت کے میدان میں قانون کی کیا اہمیت ہے اور صحافیوں کو کن قانونی حدود اور ذمہ داریوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ آپ آزادی؟ صحافت، ہتکِ عزت، حقِ معلومات اور دیگر قانونی پہلوؤں سے واقفیت حاصل کریں گے۔ اس کے علاوہ آپ صحافتی اخلاقیات کے بنیادی اصولوں، مثلاً سچائی، دیانت داری، غیر جانبداری، معروضیت اور راز داری کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔ آپ یہ بھی جان پائیں گے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے دور میں صحافیوں کو کن اخلاقی چیلنجز کا سامنا ہے اور ان کا حل کس طرح ممکن ہے۔ اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ صحافت میں قانون اور اخلاقیات کے باہمی تعلق کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔

14.1 تعارف

صحافت ایک با اثر اور ذمہ دارانہ پیشہ ہے جو عوام تک معلومات پہنچانے، رائے عامہ کی تشکیل اور سماجی شعور کی بیداری میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ چونکہ صحافت کا تعلق براہِ راست عوامی مفاد، سماجی معاملات اور قومی زندگی سے ہوتا ہے، اس لیے اس شعبے کو بعض قانونی اور اخلاقی اصولوں کا پابند بنایا گیا ہے۔ اگر صحافت کو مکمل آزادی حاصل ہے تو اس کے ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے تاکہ عوامی مفاد، انفرادی حقوق اور معاشرتی اقدار کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ صحافتی قوانین وہ ضابطے اور قواعد ہیں جو صحافتی سرگرمیوں کو قانونی دائرے میں رکھنے کے لیے وضع کیے جاتے ہیں۔ ان قوانین کا مقصد آزادی؟ صحافت اور عوامی حقوق کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔ دوسری جانب صحافتی اخلاقیات ان اصولوں کا مجموعہ ہیں جو صحافی کو دیانت داری، سچائی اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں جہاں معلومات کی ترسیل بے حد تیز ہو چکی ہے، وہاں صحافیوں کے لیے قانونی اور اخلاقی اصولوں کی پابندی پہلے سے زیادہ ضروری ہو گئی ہے۔ یہی اصول صحافت کے وقار، اعتماد اور مؤثریت کو برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان کا کوئی بھی فرد اور ادارہ قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ سب قانون کے دائرے میں رہ کر ہی کام کرتے ہیں جو باہر نکل جاتے ہیں وہ قانون شکن کہلاتے ہیں اور ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی ہوتی ہے۔ اخبار اور صحافی بھی قانون سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ان پر سی آر پی سی Code of Criminal procedure یعنی ضابطۂ فوجداری اور آئی پی سی انڈین پنیل کوڈ یعنی ضابطہ تعزیرات ہند کا نفاذ بھی ہوتا ہے اور ہتک عزت کا بھی دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے۔ کسی خبر کو لکھتے

وقت یا اداریہ یا کوئی دوسرا مضمون لکھتے وقت اخلاقی قدروں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور کسی پر کیچڑ نہ اچھالا جائے۔ خبر لکھتے وقت ضروری ہے کہ غیر جانبدار رہا جائے اور خبریں توازن قائم رکھنے کے لئے تصدیق ضروری کی جائے۔ اگر کسی شخص پر کسی نے کوئی الزام لگایا ہے تو اس شخص سے بھی بات کر لینا چاہئے اور اگر وہ نہ ملے تو یہ لکھنا چاہے کہ فلاں صاحب سے ملاقات ممکن نہیں ہو سکی۔ ایک قانون کاپی رائیٹ کا ہوتا ہے اس میں ایک مصنف یا مولف یا مضمون نگار کا پی رائٹ قانون کے تحت اپنی تحریر کے تمام حقوق اپنے نام محفوظ کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے کہ اس مضمون کی نقل بغیر اجازت نہ کی جائے۔

14.2 صحافتی قوانین: مفہوم، اہمیت اور دائرہ کار

صحافت ایک آزاد مگر ذمہ دارانہ عمل ہے۔ اس آزادی کو منظّم رکھنے اور عوامی مفاد کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے مختلف قوانین وضع کیے جاتے ہیں۔ صحافتی قوانین نہ صرف صحافیوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں بلکہ انہیں بعض قانونی حدود کا پابند بھی بناتے ہیں۔ ان قوانین کا مقصد یہ ہے کہ اطلاعات کی ترسیل کا عمل آزاد، منصفانہ اور ذمہ دارانہ انداز میں انجام پائے۔ صحافتی قوانین کا تعلق آزادئ اظہار، ہتکِ عزت، حقِ معلومات، رازداری، قومی سلامتی اور عوامی مفاد جیسے موضوعات سے ہوتا ہے۔ ان قوانین کی موجودگی صحافت کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے اور صحافیوں کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرتی ہے۔ صحافتی قوانین سے مراد وہ قانونی ضابطے اور قواعد ہیں جو صحافتی سرگرمیوں کو منظّم کرتے ہیں۔ یہ قوانین صحافیوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کرتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ اطلاعات کی ترسیل قانون اور انصاف کے اصولوں کے مطابق ہو۔ صحافتی قوانین کا بنیادی مقصد آزادئ صحافت کو برقرار رکھتے ہوئے افراد اور اداروں کے قانونی حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ ان قوانین کے ذریعے صحافیوں کو یہ رہنمائی ملتی ہے کہ کن معاملات میں احتیاط ضروری ہے اور کن حدود کے اندر رہ کر وہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض انجام دے سکتے ہیں۔ صحافت اور قانون کا تعلق نہایت گہرا ہے۔ قانون صحافت کو آزادی فراہم کرتا ہے، جبکہ صحافت قانون کی عمل داری اور شفافیت کو فروغ دیتی ہے۔ ایک طرف صحافیوں کو اظہارِ رائے اور معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہوتا ہے، دوسری طرف انہیں قانونی حدود کا بھی احترام کرنا پڑتا ہے۔ صحافت قانون کی نگرانی اور احتساب کے عمل میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسی طرح قانون صحافت کو ذمہ داری اور احتیاط کا پابند بناتا ہے تاکہ معلومات کی ترسیل عوامی مفاد کے مطابق ہو۔ آئیر لینڈ کی ایک ضرب المثال ہے کہ ''اگر دولت گئی تو کچھ نہیں کیا اور صحت گئی تو کچھ گیا اور اخلاق گیا تو سب کچھ چلا گیا'' اخلاق ایک انسانی رویہ ہے۔ دنیا کا ہر مذہب اخلاق تعلیمات پر مبنی ہے۔ اخلاقی اقدار کے

بغیر انسانی زندگی نامکمل ہے اخلاقی اصول ہر ملک میں ہر دین میں اور ہر دور میں موجود ہے آج تک جتنے بھی فقیر، پیشوا، رشی، مُنی حادی، مصلح وغیرہ دنیا میں آئے ہیں اخلاقی اصولوں کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اخلاق کے لئے انسان کا ضمیر جواب دِہ ہے قانون کی خلاف ورزی پر عدالت سے سزا ملتی ہے لیکن اخلاق کے اصولوں کی پابندی رضا کارانہ طور پر کی جاتی ہے۔ صحافت انسانی زندگی میں ایک اہم مقام رکھتی ہے اور یہ آزادی کی محافظ اور جمہوریت کی ترجمان ہے۔ خلق کی آواز صحافت کے ذریعے ہی گونجتی ہے اخبارات اور اخبار نویسوں کی اہمیت نہ صرف تسلیم شدہ ہے بلکہ اس میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے اخبارات اظہار کے ذریعے ہیں یہ عوام کے لیے شائع ہوتے ہیں اور عوام کے حقوق کی حفاظت ان کا فرض ہے۔ علم الخلاق فلسفیوں کے نزدیک ایک ایسا موضوع ہے جس کے ذریعے کسی بھی فرد یا جماعت کے رویوں اور رجحانات کا جائزہ اخلاقی اصولوں کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ اخلاقی قوانین کا اعلان زبردستی نہیں ہوسکتا اخلاقاً کبھی غلط سلوک انفرادی طور پر ہوتے ہیں اور کبھی اجتماتی طور پر ہر انسانی حرکت کی پشت پر جو نظریہ یا منشا کام کرتا ہے۔ اس کا جائزہ لیا جانا بعض اوقات بہت ضروری ہوتا ہے۔ نیت، عمل، ردعمل اور مشاہدہ اپنی اپنی جگہ کارفرما رہتا ہے۔ انسانوں کے رویے چال چلن ڈھنگ کے بارے میں مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ اخلاقیات کے بارے میں صدیوں سے مفکرین نے غور وخوض کیا ہے۔ J.J Reosscaue Cud-worth Lord shaftes bury Francis

نے ان معاملات پر کافی تحقیق کی ہے۔ Comte Hops, John Rocks, Helveties, J.S. Mill. جیسے مفکرین کے اخلاقی نظریات پر کافی بحث ومباحثہ ہو چکا ہے۔ ہر مفکر نے اپنے اپنے انوکھے انداز میں تشریح اور توضیح کی ہے۔ بیشتر مفکرین کا اسرار ہے کہ اخلاق انسانوں کے امتیاز وتمیز کا نتیجہ ہے۔ اخلاق ایک قوت فیصلہ ہے بعض اسے شعور کہتے ہیں۔ ہندوستان کے آئین میں ہر باشندے کو چند حقوق حاصل ہیں جن پر کوئی ڈاکہ نہیں ڈال سکتا۔ دفعہ 19 کے تحت تمام شہریوں کو حسب ذیل حقوق حاصل ہیں۔

ا) تقریر اور اظہار رائے کی آزادی

ب) امن پسندانہ طریقے سے اور بغیر ہتھیاروں کے کسی جگہ جمع ہونے کا حق۔

ج) انجمن یا قوانین قائم کرنے کا حق

د) ہندوستان کے سارے علاقے میں آزدانہ نقل وحرکت کرنے کا حق

ح) ہندوستان کے علاقے میں آزادانہ نقل وحرکت کرنے کا حق

ع) جائیداد حاصل کرنے رکھنے ور منتقل کرنے کا حق

ی) کسی پیشے کے امتیاز کرنے یا کسی کام کے دھندے تجارت یا کاروبار چلانے کا حق۔

(۶) اخبار کی طاقت مسلم ہے اور سماج میں اخبارات کے امتیازی نظام کو ضرب نہیں پہنچا سکتا انسانی معلومات ہی نہیں روز افزوں اضافے کی ضرورت کی بنیاد پر ہی اخبارات کی مضبوط عمارت تعمیر ہوتی ہے۔آج کا انسان اندھیرے میں رہنے کا عادی نہیں وہ اُجالے میں رہنے کا عادی ہے۔وہ ذہنی اُجالے کا بھی خواہاں ہے۔اور اُجالا اسے اخبارات، رسائل اور کتابوں سے مناسب و معقول طریقے پر سہولت اور ارزانی سے ملتا ہے۔آج کا دور کا معاشرہ اخبارات کے بغیر نامکمل ہے۔کسی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اپنے طے شدہ مقاصد پر مستحکم رہنے والی صحافت صحت مند اخلاق پرست اور اصول پسند صحافت کہلاتی ہے۔عوام کے فلاح بہبود چاہنا آسان ہے۔مگر اس کے لئے راہیں کھولنا کٹھن ذمہ داری ہے ۔مقصدی اخبار نویسی عزم صاف گوئی اور ذہنی دیانت پر مبنی ہے۔بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اخبار کسی مبہم تحریک جماعت یا فیصلے کی حمایت میں اندھا دھند لکھتا چلا جاتا ہے اور اپنی ہی رائے کو سب سے اہم سمجھتا ہے۔خاص کر متنازعہ معاملات میں اس قسم کی طرفداری خوشگوار نتائج پیدا کرتی ہے۔ایسی جانب داری سے صحافیانہ مقصدیت باقی نہیں رہتی اخبار کو عوام کے طرز حیات طریقہ فکر اور رویوں سے دلچسپی رکھنی چاہیے۔ اپنی ہی بات منوانے کی ضد کسی بھی اخبار کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔

جس طرح ہر انسان کا تشخص یا پرسنلٹی ہوتی ہے۔ہر اخبار کی بھی ایک انفرادیت ہوتی ہے۔اس انفرادیت اور خصوصیت کا معیار ہمیشہ بحال رکھنے کے لئے اخبار کو اخلاقی قدروں کا لحاظ رکھنا پڑھتا ہے۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے اخبارات میں سرکاری اعلانات جوں کے توں شائع کردیئے جاتے ہیں۔مصروفیت بھی اخبار کے دفتر کا معمول ہے۔مگر اس مصروفیت کا بہانہ بنا کر سرکاری بیان کو ہی پوری اہمیت دی جائے تو صحافت کی مقصدیت کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔اخباری دیانت داری کا تقاضا ہے کہ اخبار کا کام دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنا ہوتا ہے۔اور اس لئے ایسے حقائق کو فوقیت دی جانی چاہئے جس میں خبر کا پہلو زیادہ قوی اور قابل قبول ہو۔بہت ضروری ہے کہ صحافی اپنی ذمہ داریاں نبھاتے وقت سیاسی اثر رسوخ میں نہ آئے۔M.L.A, M.L.C اور M.P یہاں تک وزراء تک صحافیوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ طرح طرح کی لالچ دینے سے باز نہیں آتے چنانچہ صحافتی اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ صحافی ایسی دباؤ میں نہ آئے اور اپنے وصول پابندی کو قربان نہ کرے۔ ہر اخبار میں مدیر کا ایک محترم اور امتیازی مقام ہوتا ہے لازم ہے کہ مدیر اخلاقی ذمہ داریوں کا پابند رہے اپنے ماتحتوں کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہونے دے۔صحافی اپنے پیشے میں کامیاب رہنے کے لئے کسی نہ کسی ذریعے سے خبریں جمع کرتا ہے اسے مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنی خبروں کا وسیلہ ظاہر کرے ممکنہے کہ صحافی نے اطلاع دینے والے سے وعدہ کرلیا کہ وہ خبر کے ذریعے کا راز ہمیشہ راز ہی رکھے گا۔اہم

معلومات اکثر و بیشتر ایسے وعدوں کے بعد حاصل ہوتی ہیں صحافی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اعتماد کی حفاظت کرے اور کسی بھی قیمت پر راز داری کے حلف کو برقرار رکھے۔

ایک آزاد اور بیباک پریس کسی بھی سماج کے لئے بڑی قوت ہوتا ہے۔ اور اس قوت کو کچلنے کی ہر کوشش آزادی کی روح کو مجروح کرتی ہے۔ طاقت اقتدار اور قوت کا اخلاق اصول اور خودی سے مقابلہ بہت قدیم ہے اس مقابلے میں سخت جان کامیاب ہوتے ہیں اگر ذرا ادب گئے تو پھر سر اٹھانے کا موقع نہیں ملتا اگر ہمت کر کے مردانہ وار مقابلہ کیا جائے تو زور زبردستی کرنے والے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اس لئے یہ صحافتی اخلاقیات کا تقاضا ہے کہ صحافت کی آزادی کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے۔ غور سے اگر دیکھا جائے تو اخبارات کی آزادی کا سیدھا سادا مطلب کو اخبار کے مدیر کو پوری پوری آزادی رہے۔ اخبار میں خبریں منتخب کرنے یا مسترد کرنے میں اس کی رائے کا احترام ہو کسی اندرونی یا خارجی دخل اندازی کا ڈر نہ ہو اگر ادارتی معاملات میں بار بار مداخلت ہوتی رہے۔ تو اس کا صاف مطلب ہے کہ مدیر کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں خود مختاری حاصل نہیں۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ مدیر کو خارجی یا اندرونی آزادی میسر رہے۔

تاہم اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اخبارات مکمل طور پر آزاد ہوتے ہیں کئی قوانین ایسے ہیں جن کی پابندی پر ہندوستانی شہری جس میں صحافی بھی شامل ہیں کے لئے ضروری ہے مثلاً ہتک عزت یا کاپی رائیٹ، ہتک عدالت وغیرہ قوانین official scripts act کے تحت کئی رازدانہ معاملات ایسے ہیں جو اخبارات کے صفحات پر شائع نہیں کیئے جا سکتے کئی معلومات ایسی ہوتی ہیں جن کی اعلانیہ اشاعت سے مل کی حفاظت اور سالمیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اس لئے اخبارات کو ان کے دائرے میں رہنا پڑتا ہے۔ مشترین کی جانب سے اخبار پر دباؤ کا سوال کافی اہم سوال ہے کچھ مشتہرین ایسے ہوتے ہیں جو بعض اوقات کسی خبر کو چھاپنے نہیں دینا چاہتے یا کچھ خبروں کو وہ حصہ اول پر نمایاں حیثیت چھپوانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ خبروں اور تصویروں کے انتخاب میں وہ اپنا اثر ڈالنا چاہتے ہیں ہر مدیر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسے مشتہرین کی مداخلت سے آزاد رہے مگر کوئی ایسے نازک موڑ آجاتے ہیں کہ جب مدیران اور اخبارات بڑے مشترین کی درخواستوں کو قبول کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں یہ ایک بڑا غور طلب اور حل طلب مسئلہ ہے۔ مندرجہ بالا اخلاقی ضوابط کی پابندی ہر اچھے صحافی کے لئے لازمی ہے اس لئے ان سے انحراف کرنا صحافت کے وجود کے لئے خطرناک ہے، ان کے علاوہ بھی کچھ ایسے صحافتی اصول ہیں جنہیں صحافتی اخلاقیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

۱) صحافتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی قلم کو انسانی بقا کے لئے استعمال کرے۔

۲) اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے انصاف پسندی سے کام لے اور جملہ پیشہ وارانہ فرائض اور اخلاقی پابندیوں کا پاس رکھے۔

۳) ایسے معاملات میں غیر معمولی احتیاط برتے جن کی اشاعت سے بدامنی پھیلنے کا خدشہ ہو یا مختلف طبقوں میں منافرت اور کشیدگی پڑنے کا احتمال ہو۔

۴) صحافی ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ ملک کی سالمیت اور اتحاد کو کوئی دھکا نہ لگے۔

۵) جو خبر شائع کی جائے اس کی ذمہ داری اخبار قبول کرے۔

۶) صرف درست اور مستند اطلاعات کو شائع کریں۔

۷) لوگوں کے اعتماد کی ہمیشہ لاج رکھے۔ جو بات صیغہ راز میں کہی گئی ہے وہ رازی رہے۔

۸) اگر کوئی خبر اشاعت کے بعد غلط ثابت ہو تو اس کی فوراً تردید کرے۔

۹) اپنے پیشہ وارانہ فرائض میں ذاتی معاملات کو مداخلت نہ کرنے دے۔

۱۰) کسی بھی طرح کی رشوت نہ طلب کرے نہ قبول کرے۔

۱۱) خبریں جمع کرنے اور انہیں شائع کرنے کی آزادی کی حفاظت کرے۔

۱۲) کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے اس کے ہم پیشہ لوگوں کے کام میں رکاوٹ پڑتی ہو۔

۱۳) افواہوں اور غیر ذمہ دارانہ کہی گئی باتوں کو شائع نہ کرے جب تک اس کی کوئی تصدیق نہ کرے۔

۱۴) ایسی خبروں کی اشاعت سے پرہیز کرے جس سے معاشرے کے جرائم اور برائیوں کے پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

۱۵) اخبار کو ذاتیات سے میرا ہونا چاہئے۔ نہ کسی کی دشمنی کے خلاف زیادہ لکھنا چاہئے اور نہ کسی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے چاہئے۔

۱۶) جو کچھ لکھا جائے متانت اور سنجیدگی سے لکھا جائے۔

۱۷) کسی قوم کو نقصان پہنچانے کے لئے نہ لکھا جائے۔

قانون میں یہ باور کیا جاتا ہے کہ ہر باشندے کو ملک کے قوانین سے پوری واقفیت ہو جہاں قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے وہاں یہ کہہ کر پیچھا نہیں چھڑایا جاسکتا کہ ہمیں قانون کا علم نہیں تھا۔ چنانچہ قوانین کی پابندی کرنا ہر شہری کا فرض ہے۔ صحافیوں کے لئے بھی قانون سے فرار ممکن نہیں ہے بلکہ صحافت سے متعلق قوانین مزید سخت ہوتے ہیں اخبارات سے متعلق جتنے قوانین ہیں ان سے واقفیت حاصل کرنا ہر صحافی کا فرض ہے۔

اخبارنویس خصوصاً نامہ نگار عوام اور خواص کے ناموں سے تعلق رکھتے ہیں کسی بھی فرد کی یہ آرزو رہتی ہے کہ وہ نیک نام رہے اور سماج میں اس کی عزت بنی رہے بلکہ ہمیشہ بڑھتی رہے جس طرح گھر، زمین، باغات وغیرہ اندمی کی ملکیت ہوتے ہیں یا زیورات، ہیرے جواہر کا وہ مالک ہوتا ہے اسی طرح شخص کی نیک نامی بھی اس کی ملکیت ہوتی ہے۔اس پر بھی کسی کو ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی چنانچہ جس طرح ہماری دوسری ملکیت کی حفاظت کرنا حکومت کا فرض ہے اسی طرح ہماری نیک نامی شہرت اور وقت کا تحفظ بھی بہت ضروری ہے۔قانون ہماری عزت نام ونمود اور رتبے کی پاسبان ہے کسی بھی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ ہمارے اخلاق، رویئے یا برتاؤ پر کیچڑ اُچھالے۔یا عزت کی زندگی گذارنے کا حق ایک اہم انسانی حق ہے۔چنانچہ اخبارنویس کا فرض یہ ہے کہ وہ کسی بھی فرد کے مرتبے کو گھٹانے سے باز رہے۔ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کی ذاتی زندگی عوام سے مخفی رہے۔صحافیوں کو حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بھی مرد یا عورت کی نجی زندگی میں مداخلت کریں۔اپنی تحریر سے صحافی کسی کے اخلاق پر حملہ نہیں کرسکتا۔ہندوستان میں ہتک عزت کے قوانین بہت سخت ہیں۔کوئی بھی شخص اپنی عزت پر حملہ کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرسکتا ہے چنانچہ اخبارنویس کے لئے ضروری ہے کہ وہ غیر معمولی احتیاط سے کام لے اور کسی کی ہتک عزت کرنے سے باز رہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہتک عزت کے معنی کیا ہیں کسی بھی انسان کے ساتھ زبانی طور پر گستاخی ہوسکتی ہے۔جب بے عزتی تحریر ہوتی ہے اسے libleکہا جاتا ہے۔زبانی ہتک عارضی ہوتی ہے جبکہ تحریری ہتک مستقل صورت میں موجود رہتی ہے۔کسی کی زبانی بے عزتی ہوتی ہے تو اسے پڑھا دیکھا جاسکتا ہے۔بے عزتی ٹائپ شدہ مطبوعہ تحقیق شدہ پرچوں کی صورت میں ہوسکتی ہے اخبار میں کارٹونوں کے ذریعے بھی کسی کے نام ونمود پر حملہ ممکن ہے۔ہتک آمیز الفاظ کسی ذاتی خط میں شامل ہوسکتے ہیں کسی کی خبر کی تحریر سے کسی کی بے عزتی کا پہلو نکالا جاسکتا ہے اداریہ میں کسی کی عزت پر ڈاکہ پڑسکتا ہے۔کسی کے اشارے میں کسی کی بے عزتی پوشیدہ ہوسکتی ہے۔کسی اشتہار کے ذریعے بھی کسی کی نیک نامی یا اخلاق پر حملہ ہوسکتا ہے۔ہتک کسی اخباری سرخی کے لئے بھی ممکن ہے۔کتابت کی توڑ مروڑ سے بھی کسی کی ہتک کا ساماں پیدا ہوجاتا ہے۔معمولی ادارت کی غلطی سے ایک کے بجائے کسی دوسرے کی بے عزتی ہوجاتی ہے۔نام کے ہجے میں ذرا سے فرق سے ایک آدمی کی بے عزتی کو دوسرے آدمی کی بے عزتی ثابت کیا جاسکتا ہے۔جن الفاظ سے ظاہری طور پر عزت کی ہتک ہوتی ہے۔انہیں قانونی اصطلاح میں (پر۔سے) کہا جاتا ہے۔جو کسی ایسے معصوم کے حق میں استعمال کردیئے جاتے ہیں جس کا کسی جرم سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا libelوہ تحریر ہے جو باعث ہتک عزت ہوتی ہے۔کسی کو بدنام کرنا کسی کے خلاف تحقیر آمیز تحریر شائع کرنا قانوناً جرم ہے۔تحریری ہتک کے قوانین زبانی ہتک کے قوانین سے زیادہ سخت سزا کے حامل ہیں۔

اکثر وبیشتر ہتک وعزت کے مقدمات میں مظلوم افراد ہرجانہ طلب کرتے ہیں کبھی کبھی ایسے ہرجانے کی رقم لاکھوں روپئے تک ہوتی

ہے۔اردو زبان میں اسے ''حرمت بہا'' کہتے ہیں۔اور قانون اصطلاح میں demage یا Special Demages کہتے ہیں تاوان کی رقم کا فیصلہ نقصان اٹھانے والے فرد کے مرتبے کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔اگر اخبار تاوان کی رقم دینے کے قابل نہ ہو تو جیل کی ہوا کھانی پڑتی ہے۔

ہتک عدالت: کسی بھی اخبار میں مقدموں کی خبریں شائع کرنا ضروری ہوتا ہے۔بعض اہم ہمدیوانی مقدموں کی تفصیلات دینی ہوتی ہیں فوجداری مقدمات تو تقریباً ہر دن دائر ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے جرائم کے متعلق مقدمے مقامی عدالتوں میں روز چلتے ہیں جن کی خبریں روزانہ اخبارات میں درج کرنا ضروری ہیں سیشن کورٹ یا ہائی کورٹ میں دیوانی اور فوجداری مقدموں کے علاوہ آئین کے نفاذ سے متعلق بھی مقدمے دائرے ہوتے ہیں مثلاً کورٹ عرضیاں، ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ میں جو فیصلے ہوتے ہیں ان کی رپورٹیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔بعض اہم مقدموں میں مقدمہ شروع ہونے سے پہلے قارئین کو پس منظر سمجھانے کے لئے تمام تفصیلات کا خلاصہ دینا ہوتا ہے۔گواہوں کی شہادت کے بارے میں کچھ نہ کچھ پیشین گوئی کرنا ہوتی ہے۔بڑے بڑے اخبارات قانونی امور کی رپورٹینگ کے لئے ماہر وکیلوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔قانونی معاملات کی اشاعت کے لئے ہر درجہ احتیاط ضروری ہے۔اگر ذرا سی غفلت ہو جائے تو اخبار پر ہتک عدالت کے قانون کے تحت مقدمہ دائر ہوسکتا ہے۔ہتک عدالت کا قانون اس لئے بنایا گیا ہے کہ عوام اور خواص عدالیہ کا پورا پورا احترام کریں عدالت کے فیصلوں کی خلاف ورزی نہ ہو عدالت کی کاروائیوں میں مداخلت نہ ہو عدالت سے جاری کردہ احکامات کی پوری طرح سے تعمیل ہو کسی بھی فرد جماعت یا ادارے یا اخبار سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے عدالت کے رتبے کو دھکا لگتا ہو ہر عدالت کی توقیر لازمی ہے۔اپنی کسی لغزش سے یا تحریر سے صحافی عدالت کی توہین نہ کرے۔عدالت کی توہین دو طرح سے ہونی ممکن ہے۔

(الف) عدالت کے کمرے میں عدالت کی توہین

(ب) عدالت کے باہر عدالت کی توہین۔کبھی کبھی خاص وجہ سے کسی اہم مقدمے میں اخبار نویس کو عدالت میں موجود رہنے کی ممانیت کی جاتی ہے۔اس حکم کے باوجود اگر اخبار نویس عدالت کے کمرے میں داخل ہو جائے تو وہ توہین عدالت سمجھی جائے گی۔بعض مقدمات میں ملزمان کی تصاویر کھینچنے کی واضح ممانت ہوتی ہے۔ایسے حکم کے باوجود اگر پریس فوٹو گرافر بھری عدالت میں ملزم کی تصویر کھینچنے کی کوشش کرے تو اس پر ہتک عدالت کا الزام لگ جاتا ہے۔بعض مقدمے کسی خاص وجہ سے بند کمروں میں منعقد ہوتے ہیں اور حکم شائع ہوتا ہے کہ ایسی عدالتوں کی کارروائی حد درجہ صیغۂ راز میں رہے گی۔اگر کوئی اخبار اپنے منفی ذرائع سے تفصیلات حاصل کر کے اخبار میں شائع کرتا ہے۔تو اس پر ہتک عدالت کا الزام عائد ہوتا ہے۔عدالت اپنے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی برداشت نہیں کرتی۔اخبار چونکہ مقدموں کی تفصیلات شائع کرتے ہیں

اس لئے انہیں کافی بیداری اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ان کے عمل کی وجہ سے عدالت جج وکیل فریقین اور گواہوں کے خلاف کوئی ہتک آمیز بات نہ شائع ہوا۔ جب معاملہ کسی عدالت کے سامنے زیر سماعت ہو تو اخبار کو چاہئے کہ اس کے بارے میں ایک لفظ بھی شائع نہ کرے کیونکہ اخبارات شائع ہونے سے پہلے عدالتی کارروائی میں تعصب پیدا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ جب کوئی معاملہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے تو وہ عدالتی معاملہ (Subjudice) کہلاتا ہے تو اس پر تنقید و تبصرہ کرنے کی کوئی بھی جرات نہ ہونی چاہئے۔ ہندوستان میں ہتک عدالت کے قوانین کا فیصلہ کرنے کیلئے 1952ء قانون منظور ہوا جو The contouch of Court act of 1952 کہلاتا ہے۔ اس قانون کے تحت ہتک عدالت کے مجرم کو چھ ماہ تک کی سادہ سزا دی جاسکتی ہے یا جرمانہ زیادہ سے زیادہ ہزار تک عائد کیا جاسکتا ہے یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جاسکتی ہیں اگر ہتک عدالت کا مجرم اپنی غلطی کا اعتراف کرلے اور معافی مانگ لے تو وہ الزام سے بھری کیا جاسکتا ہے۔ ہتک عدالت کے مقدمے میں کوئی بھی مداخلتی تدبیر کارگر ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔

سنسر شپ کو اردو میں احتساب یا نظارت سرکاری طور پر کتابوں تماشوں خبروں یا دیگر معلومات کو مخرب اخلاق باغیانہ نامناسب قرار دینے والا آفیسر متعصب کہلاتا ہے۔ پرانے زمانے میں متعصب یا سنسر اس رومی مجسٹریٹ کا عہدہ تھا جو شہریوں کی مردم شماری اور ان کی فہرست رکھتا تھا اور اخلاق عام کی نگرانی کرتا تھا۔ گزشتہ ڈھائی سو سالوں میں تقریباً ہر جگہ سنسر شپ سے آزادی حاصل کرنے کی خواہش بڑھتی جارہی ہے۔ ہر ملک میں صحافی کی یہ دلی خواہش ہے اسے خبریں جمع کرنے اور رائے زنی کی مکمل آزادی اور خودمختاری نصیب رہے۔ غیر جمہوری حکومتوں کا اسرار ہے کہ احتساب کا سلسلہ جاری رہے۔ اٹھارہویں صدی سے لوگ وسیع نظر کے حامی ہوئے ہیں حریت پسند کا بول بالا ہے۔ مکمل آزادی کے نظریات قدیم فلسفیوں میں بھی پائے جاتے تھے۔ مگر عملی طور پر اس کے لئے 18 صدی میں مطالبات سامنے آئے عوام پر مذہب کی دیرینہ گرفت چھٹکارہ پانے کی لذت پوری اقوام میں بڑھنے لگی تجسس کا رویہ جڑ پکڑتا گیا سیکولر نظریات کی حوصلہ افزائی ہونے لگی روحانی اقدار کی جگہ سماجی کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ قبائلی زندگی سے نکل کر زیادہ تر لوگ مذہب کے طریقوں کو اپنانے لگے سائنسی معلومات کی وجہ سے فلسفیوں کی جگہ عملی تجربات کو زیادہ اہمیت ملی۔ سیاسی اور اقتصادی میدانوں میں متوسط طبقے میں زیادہ دلچسپی لے جانے لگی ان تمام پیش رفتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ آزادی کے اقتدار کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا گیا۔ اس کے باوجود سنسر شپ کسی نہ کسی صورت میں برقرار رہا آزادی سے پہلے ہندوستان میں اخبارات سنسر شپ عائد کرنے کا رواج بہت عام تھا، برطانوی حکومت چاہتی تھی کہ نوآبادیاتی نظام کے بارے میں کوئی رائے زنی نہ ہو۔ جنگ آزادی کے جوش کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں اخباروں پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے ہیں دوسری جنگ عظیم کے دوران سنسر شپ کے قوانین بہت سخت کردیئے

گئے۔ ہندوستانی اختیارات سے بڑی بھاری بھاری رقمیں ضمانت کے طور پر طلب کی جانے لگیں اور انہیں ضبط کیا جانے لگا۔ حصول آزادی کے بعد قومی ایمرجنسی کے دنوں میں بھی سنسر شپ جاری تھی اور اخبارات کو ایسے مقالے اور اداریئے سرکاری احتساب کے لئے بھیجے ہوئے تھے یا پانچویں صدی قبل مسیح میں رومن سینٹ کی جانب سے معین کردہ سنسر شپ اخلاق عادات ملبوسات اور اشیائے خورد ونوش اور نجی رویوں کی بھی نگرانی کرتے تھے۔ متعصب کو جرمانہ عائد کرنے کا حق بھی تھا بعض معاملات میں سخت سزائیں دے کر ملزمین کو جیل بھی بھیج دیا جاتا تھا۔

جدید سنسر شپ میں خیالات کی منتقلی پر زیادہ فوجہ دی جاتی ہے۔ یہ احتیاط برتی جاتی ہے کہ اخبارات اور رسائل کے ذریعے عوام میں باغیانہ اداروں کی پرورش نہ ہونے پائے۔ ہر حکومت یقین کر لینا چاہتی ہے کہ ملک میں کوئی حکومت مخالف تحریکیں نہیں چل رہی ہیں۔ بعض اوقات کسی اخبار رسالے میں کسی مخرب اخلاق یا حکومت باغیانہ مواد کے شائع ہونے پر احکامات جاری کیے جاتے ہیں کہ فلاں اخبار یا رسالے کی فلاح تاریخ کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ لہٰذا مذکورہ تمام پرچے باحق سرکار ضبط کر لئے جائیں۔ محکمہ پولیس کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اخبار فروشوں کی دکانوں پر چھاپے مار کر اخبارات یا رسائل کی کاپیاں ضبط کر لیں کبھی کسی اخبار یا رسائل کا داخلہ کسی ریاست یا علاقے میں ممنوع قرار دیا جاتا ہے اسے عام طور پر Pre-senceship یا پیشگی احتساب کہتے ہیں۔ ہندوستان میں مشتبہ سے اجتناب کیا جارہا ہے۔ سینٹرل بورڈ فلم سنسر کا نام بدل کر سنٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفکیشن رکھ دیا گیا۔ اس سے متعصب ادارے کے سرٹیفکیٹ کے بغیر کوئی فلم ملک میں دکھائی نہیں جاسکتی ہے۔ حتیٰ کہ حکومت کی جانب سے تیار کئی گئی فلم ڈویژن کی دستاویزی فلمیں اور نیوز ریل بھی بغیر سنسر سرٹیفکیٹ کے دکھائی نہیں جاسکتی۔ ٹیلی ویژن پر فلم دکھانے سے پہلے بھی سرٹیفکیٹ دکھانا ضروری ہے۔ نئی ویڈیو فلمیں بی سرٹیفکیٹ کے بعد ہی پیش کی جاسکتی ہے۔

14.2.1 آزادئ صحافت اور قانونی حدود

آزادئ صحافت جمہوری معاشروں کا ایک بنیادی اصول ہے۔ اس آزادی کے ذریعے صحافی عوامی مسائل کو اجاگر کرتے ہیں اور حکومت واداروں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں۔ تاہم یہ آزادی مطلق نہیں ہوتی بلکہ بعض قانونی حدود کے تابع ہوتی ہے۔ قومی سلامتی، عوامی نظم ونسق، عدالتوں کے احترام، نجی زندگی کے تحفظ اور ہتکِ عزت جیسے معاملات میں صحافیوں کو احتیاط برتنا ضروری ہے۔ آزادی اور ذمہ داری کے درمیان توازن ہی صحافت کو موثر اور معتبر بناتا ہے۔

ہتکِ عزت سے مراد کسی فرد، ادارے یا تنظیم کے بارے میں ایسی غلط، بے بنیاد یا گمراہ کن معلومات شائع یا نشر کرنا ہے جس سے اس کی

ساکھ اور عزت کو نقصان پہنچے۔ صحافت میں ہتکِ عزت کے قوانین کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ ذرائع ابلاغ کی رسائی وسیع ہوتی ہے اور ان کے ذریعے شائع ہونے والی معلومات عوامی رائے کو متاثر کر سکتی ہیں۔ صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی خبر یا الزام کو شائع کرنے سے قبل اس کی مکمل تصدیق کرے۔ غیر مصدقہ اطلاعات، افواہوں یا ذاتی الزامات کی اشاعت قانونی کارروائی کا سبب بن سکتی ہے۔ ہتکِ عزت کے قوانین کا مقصد افراد کی عزت، وقار اور نجی زندگی کا تحفظ کرنا ہے تاکہ صحافت آزادی کے ساتھ ساتھ ذمہ داری کا بھی مظاہرہ کرے۔

حقِ معلومات جمہوری معاشروں کا ایک اہم اصول ہے۔ اس سے مراد عوام کا یہ حق ہے کہ وہ سرکاری اداروں اور عوامی معاملات سے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔ صحافی اس حق کے ذریعے مختلف اداروں سے معلومات حاصل کر کے عوام تک پہنچاتے ہیں۔ حقِ معلومات کا قانون شفافیت، جواب دہی اور اچھی حکمرانی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس قانون کی بدولت صحافی عوامی مفاد سے متعلق معلومات حاصل کر کے بدعنوانی، بے ضابطگیوں اور انتظامی خامیوں کو منظرِ عام پر لا سکتے ہیں۔ یوں حقِ معلومات صحافت اور جمہوریت دونوں کو مضبوط بناتا ہے۔ صحافتی قوانین صحافت کے منظّم اور ذمہ دارانہ فروغ کے لیے ناگزیر ہیں۔ یہ قوانین ایک طرف صحافیوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور دوسری طرف انہیں قانونی ذمہ داریوں کا پابند بناتے ہیں۔ صحافتی قوانین کی بدولت آزادیٔ اظہار اور عوامی مفاد کے درمیان توازن برقرار رہتا ہے۔ یہ قوانین غلط اطلاعات، ہتکِ عزت، نفرت انگیز مواد اور دیگر غیر ذمہ دارانہ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ اسی لیے جدید صحافت میں قانونی شعور کو پیشہ ورانہ مہارت کا ایک اہم حصہ تصور کیا جاتا ہے۔

14.2.2 سرگرمی: 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

1۔ صحافتی سرگرمیوں کو منظّم کرنے والے قواعد کو _____ کہا جاتا ہے۔

2۔ کسی شخص کی ساکھ کو نقصان پہنچانے والی غلط اطلاع _____ کہلاتی ہے۔

3۔ جمہوری معاشروں میں عوام کو معلومات حاصل کرنے کا حق _____ کہلاتا ہے۔

4۔ آزادی؟ صحافت کے ساتھ _____ بھی لازم ہے۔

5۔ صحافتی قوانین کا مقصد آزادی اور _____ کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔

14.3 صحافتی اخلاقیات کے بنیادی اصول

صحافت محض ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک سماجی ذمہ داری بھی ہے۔اسی وجہ سے صحافیوں کے لیے بعض اخلاقی اصولوں کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہے۔صحافتی اخلاقیات ان اقدار اور ضابطوں کا مجموعہ ہیں جو صحافی کو سچائی، دیانت داری، غیر جانبداری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔قانون ہر معاملے کو مکمل طور پر منظّم نہیں کر سکتا، اس لیے صحافت میں اخلاقیات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔بہت سے ایسے معاملات ہوتے ہیں جہاں قانونی پابندی موجود نہیں ہوتی لیکن اخلاقی ذمہ داری موجود ہوتی ہے۔ایک اچھا صحافی نہ صرف قانون کا احترام کرتا ہے بلکہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کو بھی پیشِ نظر رکھتا ہے۔صحافتی اخلاقیات سے مراد وہ اخلاقی اصول اور پیشہ ورانہ اقدار ہیں جو صحافی کو خبر جمع کرنے، مرتب کرنے اور شائع کرنے کے دوران درست رویہ اختیار کرنے کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ان اخلاقیات کا مقصد صحافت میں سچائی، دیانت داری، شفافیت اور عوامی اعتماد کو برقرار رکھنا ہے۔اگر صحافی اخلاقی اصولوں کو نظر انداز کرے تو صحافت کا وقار اور عوام کا اعتماد متاثر ہو سکتا ہے۔صحافتی اخلاقیات چند بنیادی اصولوں پر استوار ہوتی ہیں جن میں سچائی، غیر جانبداری، دیانت داری، معروضیت، عوامی مفاد، رازداری اور ذمہ داری شامل ہیں۔ان اصولوں کی پابندی صحافت کو معتبر اور باوقار بناتی ہے۔ایک صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ذاتی آرا اور مفادات کو خبر پر اثر انداز نہ ہونے دے اور ہمیشہ عوامی مفاد کو ترجیح دے۔

سچائی اور دیانت داری

سچائی صحافت کی روح ہے۔ایک صحافی کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ درست اور مستند معلومات عوام تک پہنچائے۔دیانت داری کا تقاضا ہے کہ خبر میں کسی قسم کی تحریف، مبالغہ آرائی یا جانبداری شامل نہ ہو۔اگر صحافی سچائی اور دیانت داری کے اصولوں پر کاربند رہے تو عوام کا اعتماد برقرار رہتا ہے اور صحافت اپنی اصل ذمہ داری ادا کرنے کے قابل ہوتی ہے۔

غیر جانبداری اور معروضیت

غیر جانبداری کا مطلب یہ ہے کہ صحافی کسی فرد، جماعت یا نظریے کے حق یا مخالفت میں تعصب کا مظاہرہ نہ کرے۔معروضیت سے مراد حقائق کو ان کی اصل صورت میں پیش کرنا ہے۔یہ دونوں اصول صحافت کی ساکھ کے لیے انتہائی اہم ہیں۔متوازن اور غیر جانبدار رپورٹنگ عوام کو حقیقت سے آگاہ کرتی ہے اور انہیں خود رائے قائم کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

رازداری اور ذرائع کا تحفظ

صحافت میں بعض اوقات معلومات ایسے ذرائع سے حاصل ہوتی ہیں جو اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ ایسی صورت میں صحافی کی اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے ذرائع کی رازداری کا احترام کرے۔ ذرائع کے تحفظ سے نہ صرف اعتماد قائم رہتا ہے بلکہ معلومات کے حصول کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ تاہم رازداری کا استعمال عوامی مفاد اور قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جانا چاہیے۔

سنسنی خیزی اور اخلاقی حدود

سنسنی خیزی سے مراد خبروں کو غیر ضروری طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کرنا یا عوامی جذبات کو بھڑکانے کے لیے مبالغہ آمیز انداز اختیار کرنا ہے۔ یہ طرزِ عمل صحافتی اخلاقیات کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ایک ذمہ دار صحافی کا فرض ہے کہ وہ خبر کو حقائق کی بنیاد پر پیش کرے اور محض مقبولیت یا توجہ حاصل کرنے کے لیے غیر ذمہ دارانہ انداز اختیار نہ کرے۔

جدید ذرائع ابلاغ اور اخلاقی چیلنجز

ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا کے فروغ نے صحافت کے میدان میں نئے امکانات پیدا کیے ہیں، لیکن اس کے ساتھ متعدد اخلاقی چیلنجز بھی سامنے آئے ہیں۔ جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، معلومات کی غیر مصدقہ اشاعت، نجی زندگی میں مداخلت اور نفرت انگیز مواد ایسے مسائل ہیں جن سے جدید صحافت کو نمٹنا پڑ رہا ہے۔ ان حالات میں صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحافتی اخلاقیات اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی پابندی کریں تاکہ ذرائع ابلاغ کا اعتبار اور وقار برقرار رہے۔ صحافتی اخلاقیات کے اصول کسی بھی صحافتی نظام کی مضبوطی، ساکھ اور وقار کے ضامن سمجھے جاتے ہیں۔ صحافت کا بنیادی مقصد صرف خبر پہنچانا نہیں بلکہ حقائق کو دیانت داری، غیر جانبداری اور ذمہ داری کے ساتھ عوام تک پہنچانا بھی ہے۔ اسی لیے صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خبر کی تیاری اور اشاعت کے دوران سچائی، انصاف، توازن، شائستگی، عوامی مفاد اور پیشہ ورانہ دیانت داری جیسے اصولوں کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ جب صحافی اخلاقی اصولوں کی پابندی کرتا ہے تو اس کی خبر زیادہ معتبر، مؤثر اور قابلِ اعتماد بن جاتی ہے، جبکہ ان اصولوں سے انحراف صحافت کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی غیر معمولی وسعت اور اطلاعات کی برق رفتار ترسیل نے صحافیوں کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا، آن لائن پلیٹ فارمز اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کے فروغ کے باعث غلط، غیر مصدقہ اور گمراہ کن معلومات کے پھیلنے کے امکانات بھی بڑھ گئے ہیں۔ ایسے حالات میں صحافتی اخلاقیات کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی

ہے۔ایک ذمہ دار صحافی نہ صرف خبر کے حقائق کی تصدیق کرتا ہے بلکہ اس بات کا بھی خیال رکھتا ہے کہ اس کی رپورٹنگ سے کسی فرد، گروہ یا ادارے کی بلاوجہ دل آزاری یا حق تلفی نہ ہو۔صحافتی اخلاقیات دراصل صحافی کو اس بات کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں کہ وہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض کس طرح انجام دے۔ یہ اصول صحافت کو سنسنی خیزی، تعصب، جانبداری اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے ایک باوقار اور عوامی خدمت کے شعبے کے طور پر قائم رکھتے ہیں۔اسی لیے دنیا بھر کے صحافتی ادارے اور تنظیمیں اخلاقی ضابطوں کی پابندی کو پیشہ ورانہ صحافت کی بنیادی شرط قرار دیتی ہیں۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحافتی اخلاقیات کے اصول صحافت کی روح اور اس کی اصل طاقت ہیں۔انہی اصولوں کی بدولت صحافت عوامی اعتماد حاصل کرتی ہے، معاشرے میں مثبت کردار ادا کرتی ہے اور جمہوری اقدار، شفافیت اور احتساب کے فروغ میں مؤثر کردار نبھاتی ہے۔لہٰذا ہر صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے پیشے کی اخلاقی ذمہ داریوں کو سمجھے اور انہیں اپنی عملی زندگی کا لازمی حصہ بنائے۔

سرگرمی :2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

صحیح یا غلط کی نشاندہی کیجئے۔

1۔ صحافتی اخلاقیات کا تعلق صرف قانونی معاملات سے ہے۔

2۔ سچائی اور دیانت داری صحافتی اخلاقیات کے بنیادی اصول ہیں۔

3۔ صحافی کو اپنے ذرائع کی رازداری کا احترام کرنا چاہیے۔

4۔ سنسنی خیزی صحافت کا ایک پسندیدہ اخلاقی اصول ہے۔

5۔ سوشل میڈیا نے صحافت کے لیے نئے اخلاقی چیلنجز پیدا کیے ہیں۔

6۔ غیر جانبداری اور معروضیت صحافت کی ساکھ میں اضافہ کرتی ہیں۔

14.3.1 فرہنگ

1۔ صحافتی قوانین : صحافت سے متعلق قانونی ضابطے

2۔ اخلاقیات : اخلاقی اصول واقدار

3۔	آزادیٔ صحافت	:	صحافتی اظہار کی آزادی
4۔	آزادیٔ اظہار	:	خیالات کے اظہار کا حق
5۔	قانون	:	معاشرتی نظم کے لیے وضع کردہ قواعد
6۔	ضابطہ	:	مقررہ اصول یا قاعدہ
7۔	ہتکِ عزت	:	کسی کی ساکھ کو نقصان پہنچانا
8۔	حقِ معلومات	:	معلومات تک رسائی کا حق
9۔	شفافیت	:	کھلا اور واضح نظام
10۔	جواب دہی	:	اپنے اعمال کی ذمہ داری قبول کرنا
11۔	عوامی مفاد	:	عوام کی بھلائی سے متعلق امور
12۔	دیانت داری	:	امانت اور سچائی کا رویہ
13۔	صداقت	:	حقیقت پر مبنی ہونا
14۔	درستگی	:	غلطیوں سے پاک ہونا
15۔	معروضیت	:	حقائق کو غیر جانب دارانہ انداز میں پیش کرنا
16۔	غیر جانبداری	:	تعصب سے پاک رویہ
17۔	توازن	:	مختلف پہلوؤں کو مناسب اہمیت دینا
18۔	رازداری	:	معلومات کو خفیہ رکھنا
19۔	ذریعۂ خبر	:	معلومات فراہم کرنے والا فرد یا ادارہ
20۔	سنسنی خیزی	:	خبر کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا
21۔	مبالغہ آرائی	:	حقیقت سے بڑھ کر بیان کرنا
22۔	افواہ	:	غیر مصدقہ اطلاع

23۔	تصدیق	:	معلومات کی جانچ
24۔	قومی سلامتی	:	ملک کے تحفظ سے متعلق معاملات
25۔	نجی زندگی	:	فرد کی ذاتی زندگی
26۔	وقار	:	عزت واحترام
27۔	شہرت	:	نیک نامی اور ساکھ
28۔	احتساب	:	جواب طلبی کا عمل
29۔	اخلاقی ذمہ داری	:	اخلاقی اصولوں کی پابندی
30۔	پیشہ ورانہ طرزِ عمل	:	پیشے کے مطابق رویہ
31۔	ڈیجیٹل میڈیا	:	انٹرنیٹ پر مبنی ذرائع ابلاغ
32۔	سوشل میڈیا	:	آن لائن سماجی رابطوں کے ذرائع
33۔	جھوٹی خبر	:	غلط یا گمراہ کن اطلاع
34۔	اطلاعات کی ترسیل	:	معلومات پہنچانے کا عمل
35۔	قانونی حدود	:	قانون کی مقرر کردہ پابندیاں
36۔	انصاف	:	حق دار کو حق دینا
37۔	اخلاقی اقدار	:	اعلیٰ انسانی اصول
38۔	ذمہ دار صحافت	:	قانون اور اخلاقیات کی پابند صحافت
39۔	عوامی اعتماد	:	عوام کا بھروسہ
40۔	خبر نویسی	:	خبر لکھنے کا فن
41۔	رائے عامہ	:	عوام کی اجتماعی سوچ
42۔	صحافتی ضابطۂ اخلاق	:	صحافت کے اخلاقی اصول

43۔ میڈیا اخلاقیات : ذرائع ابلاغ کے اخلاقی اصول

44۔ قانونی تحفظ : قانون کے ذریعے حفاظت

45۔ ابلاغِ عامہ : عوام تک اطلاعات پہنچانے کا نظام

14.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ صحافتی قوانین کے مفہوم، اہمیت اور دائرۂ کار پر تفصیلی بحث کیجیے۔

2۔ صحافت اور قانون کے باہمی تعلق کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

3۔ آزادئ صحافت اور قانونی حدود کے درمیان توازن کی ضرورت پر روشنی ڈالیے۔

4۔ ہتکِ عزت کے قوانین کی اہمیت اور صحافت پر ان کے اثرات کا جائزہ لیجیے۔

5۔ حقِ معلومات کے قانون نے جدید صحافت کو کس طرح متاثر کیا ہے؟

6۔ صحافتی اخلاقیات کے بنیادی اصولوں کی وضاحت کیجیے۔

7۔ سچائی، دیانت داری اور معروضیت کو صحافت کی بنیاد کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

8۔ ذرائع کی رازداری کے اصول اور اس کی عملی اہمیت پر گفتگو کیجیے۔

9۔ سنسنی خیزی کے صحافت اور معاشرے پر اثرات کا تجزیہ کیجیے۔

10۔ جدید ڈیجیٹل میڈیا نے صحافتی اخلاقیات کے لیے کون سے نئے چیلنجز پیدا کیے ہیں؟

11۔ صحافتی ضابطۂ اخلاق اور قانونی ضابطوں کے درمیان فرق واضح کیجیے۔

12۔ ایک ذمہ دار صحافی کے لیے قانونی شعور اور اخلاقی آگاہی کی اہمیت پر مضمون تحریر کیجیے۔

13۔ عوامی اعتماد کے قیام میں صحافتی اخلاقیات کا کردار واضح کیجیے۔

14۔ جھوٹی خبروں اور غلط اطلاعات کے پھیلاؤ کو روکنے میں صحافتی اصول کس طرح معاون ثابت ہو سکتے ہیں؟

14.7 مشقی سوالات

مختصر نوعیت کے سوالات

1۔ صحافتی قوانین سے کیا مراد ہے؟

2۔ آزادیٔ صحافت کی تعریف کیجیے۔

3۔ ہتکِ عزت کیا ہے؟

4۔ حقِ معلومات سے کیا مراد ہے؟

5۔ صحافتی اخلاقیات کیا ہیں؟

6۔ غیر جانبداری کی تعریف کیجیے۔

7۔ معروضیت سے کیا مراد ہے؟

8۔ رازداری کی اہمیت بیان کیجیے۔

9۔ سنسنی خیزی کیا ہے؟

10۔ صحافتی ضابطۂ اخلاق سے کیا مراد ہے؟

10۔ جدید ذرائع ابلاغ کے دور میں صحافتی اخلاقیات کو درپیش چیلنجز بیان کیجیے۔

14.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

1۔ صحافتی سرگرمیوں کو منظّم کرنے والے قواعد کو صحافتی قوانین کہا جاتا ہے۔

2۔ کسی شخص کی ساکھ کو نقصان پہنچانے والی غلط اطلاع ہتکِ عزت کہلاتی ہے۔

3۔ جمہوری معاشروں میں عوام کو معلومات حاصل کرنے کا حق حقِ معلومات کہلاتا ہے۔

4۔ آزادیٔ صحافت کے ساتھ ذمہ داری بھی لازم ہے۔

5۔ صحافتی قوانین کا مقصد آزادی اور جواب دہی کے درمیان توازن قائم کرنا ہے۔

سرگرمی 2 کے جوابات

صحیح یا غلط

1۔	صحافتی اخلاقیات کا تعلق صرف قانونی معاملات سے ہے۔	غلط
2۔	سچائی اور دیانت داری صحافتی اخلاقیات کے بنیادی اصول ہیں۔	صحیح
3۔	صحافی کو اپنے ذرائع کی راز داری کا احترام کرنا چاہیے۔	صحیح
4۔	سنسنی خیزی صحافت کا ایک پسندیدہ اخلاقی اصول ہے۔	غلط
5۔	سوشل میڈیا نے صحافت کے لیے نئے اخلاقی چیلنجز پیدا کیے ہیں۔	صحیح
6۔	غیر جانبداری اور معروضیت صحافت کی ساکھ میں اضافہ کرتی ہیں۔	صحیح

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ صحافتی قوانین سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحافتی قوانین ان قانونی ضابطوں اور قواعد کو کہا جاتا ہے جو صحافتی سرگرمیوں کو منظّم کرتے ہیں اور صحافیوں کے حقوق و فرائض کا تعین کرتے ہیں۔

2۔ آزادیٔ صحافت کی تعریف کیجیے۔

جواب: آزادی؟ صحافت سے مراد صحافیوں اور ذرائع ابلاغ کا یہ حق ہے کہ وہ بلا خوف و دباؤ عوام تک معلومات پہنچا سکیں، تاہم یہ آزادی قانونی حدود کے تابع ہوتی ہے۔

3۔ ہتکِ عزت کیا ہے؟

جواب: کسی شخص یا ادارے کے بارے میں ایسی غلط یا بے بنیاد معلومات شائع کرنا جس سے اس کی ساکھ متاثر ہو، ہتکِ عزت کہلاتا ہے۔

4۔ حقِ معلومات سے کیا مراد ہے؟

جواب: عوام کا یہ حق کہ وہ سرکاری اور عوامی امور سے متعلق معلومات حاصل کر سکیں، حقِ معلومات کہلاتا ہے۔

5۔ صحافتی اخلاقیات کیا ہیں؟

جواب: صحافتی اخلاقیات ان اخلاقی اصولوں کا مجموعہ ہیں جو صحافی کو سچائی، دیانت داری اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

6۔ سچائی اور دیانت داری کو صحافت کی بنیاد کیوں قرار دیا جاتا ہے؟

جواب: کیونکہ صحافت کی ساکھ اور عوامی اعتماد کا انحصار درست اور سچی معلومات پر ہوتا ہے۔ سچائی اور دیانت داری خبر کے معیار کو بہتر بناتی ہیں۔

7۔ غیر جانبداری اور معروضیت کی افادیت بیان کیجیے۔

جواب: یہ اصول صحافی کو تعصب سے دور رکھتے ہیں اور خبر کو حقائق کی بنیاد پر پیش کرنے میں مدد دیتے ہیں، جس سے صحافت کا اعتبار برقرار رہتا ہے۔

8۔ ذرائع کی رازداری کی اہمیت پر بحث کیجیے۔

جواب: ذرائع کی رازداری صحافی اور معلومات فراہم کرنے والے کے درمیان اعتماد کو مضبوط بناتی ہے اور حساس معلومات کے حصول میں مدد دیتی ہے۔

9۔ سنسنی خیزی کے منفی اثرات کا جائزہ لیجیے۔

جواب: سنسنی خیزی عوام کو گمراہ کر سکتی ہے، غلط فہمیاں پیدا کر سکتی ہے اور صحافت کے وقار کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

10۔ جدید ذرائع ابلاغ کے دور میں صحافتی اخلاقیات کو درپیش چیلنجز بیان کیجیے۔

جواب: جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، معلومات کی فوری ترسیل، سوشل میڈیا کا دباؤ، پرائیویسی کے مسائل اور غیر مصدقہ اطلاعات کی اشاعت جدید صحافت کے اہم اخلاقی چیلنجز ہیں۔

14.9امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 15 اخبار کی خبریں اور ریڈیو کی پیشکش میں فرق

ساخت

15.0 اغراض ومقاصد

15.1 تعارف

15.2 خبر اور ذرائع ابلاغ

15.2.1 ریڈیو خبر اور اس کی خصوصیات

15.2.2 سرگرمی 1 آواپنی معلومات جانچیں

15.3.2 جدید دور میں اخبارات اور ریڈیو کی اہمیت

15.3 اخبارات اور ریڈیو کی پیشکش کا تقابلی مطالعہ

15.3.1 اخبارات اور ریڈیو کے فوائد و حدود

15.3.2 جدید دور میں ریڈو اور اخبار کی اہمیت

15.3.3 سرگرمی2 آواپنی معلومات جانچیں

15.4 عمومی جائزہ

15.5 فرہنگ

15.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

15.7 مشقی سوالات

15.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

15.9 امدادی کتب

15.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ اخبار کی خبر اور ریڈیو کی خبر کے بنیادی فرق کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ یہ جان سکیں گے کہ اخبار میں خبر تحریری صورت میں پیش کی جاتی ہے جبکہ ریڈیو میں خبر آواز کے ذریعے سامعین تک پہنچتی ہے۔ آپ اخباری خبر کی ساخت، زبان، تفصیل اور پیش کش کے انداز کو سمجھ سکیں گے، ساتھ ہی ریڈیو خبر کی سادگی، اختصار، روانی اور صوتی اثرات کی اہمیت سے بھی واقف ہوں گے۔ اس سبق کے ذریعے آپ یہ بھی سمجھ سکیں گے کہ قارئین اور سامعین کی ضروریات ایک جیسی نہیں ہوتیں؛ قاری خبر کو اپنی سہولت کے مطابق پڑھ سکتا ہے، لیکن سامع ریڈیو خبر کو اسی وقت سنتا ہے جب وہ نشر ہوتی ہے۔ اس لیے ریڈیو کی خبر میں الفاظ کا انتخاب، جملوں کی ساخت اور آواز کی ادائیگی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ اخبار اور ریڈیو دونوں ذرائع ابلاغ کی افادیت، حدود اور پیشہ ورانہ تقاضوں کا تقابلی جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔

15.1 تعارف

خبر صحافت کا بنیادی جزو ہے، لیکن ہر ذریعۂ ابلاغ خبر کو ایک ہی انداز میں پیش نہیں کرتا۔ اخبار، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل میڈیا سبھی خبروں کی ترسیل کا کام انجام دیتے ہیں، مگر ہر ذریعے کی اپنی نوعیت، ضرورت اور پیش کش کا طریقہ الگ ہوتا ہے۔ اخبار میں خبر تحریری شکل میں قاری کے سامنے آتی ہے، جب کہ ریڈیو میں وہی خبر آواز کے ذریعے سامع تک پہنچتی ہے۔ یہی بنیادی فرق دونوں کی زبان، ساخت، تفصیل اور اندازِ بیان کو متاثر کرتا ہے۔ اخبار کا قاری خبر کو بار بار پڑھ سکتا ہے، مشکل الفاظ پر رک سکتا ہے اور تفصیلات کو اپنی رفتار سے سمجھ سکتا ہے۔ اس کے برعکس ریڈیو کا سامع خبر کو ایک ہی بار سنتا ہے؛ اس لیے ریڈیو خبر میں سادگی، روانی اور فوری تفہیم ضروری ہوتی ہے۔ ریڈیو کی خبر ایسے انداز میں لکھی جاتی ہے کہ سننے والا بغیر رکے اور بغیر دوبارہ سننے کے اصل بات سمجھ سکے۔ اخبار میں خبر کے ساتھ سرخی، ذیلی سرخی، تصاویر، اعداد و شمار اور پس منظر شامل کیے جا سکتے ہیں، جبکہ ریڈیو میں آواز، لہجہ، وقفہ اور ادائیگی خبر کی مؤثریت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سبق میں اخبار کی خبر اور ریڈیو کی پیشکش کے درمیان فرق کو تفصیل سے سمجھایا جائے گا تاکہ طلبہ دونوں ذرائع ابلاغ کی عملی ضرورتوں اور صحافتی تقاضوں سے واقف ہو سکیں۔

15.2 خبر اور ذرائع ابلاغ

خبر خواہ اخبار میں شائع ہو یا ریڈیو سے نشر کی جائے، اس کا بنیادی مقصد عوام تک معلومات پہنچانا ہوتا ہے۔ تاہم خبر کی پیش کش کا انداز

ذریعۂ ابلاغ کے مطابق بدل جاتا ہے۔ اخبار بصری اور تحریری ذریعہ ہے، جبکہ ریڈیو صوتی ذریعہ ہے۔ اسی وجہ سے دونوں میں خبر کی زبان، ترتیب، طوالت اور اثر پذیری مختلف ہوتی ہے۔ اخبار میں قاری خبر کو دیکھتا اور پڑھتا ہے، اس لیے اس میں تفصیل، پس منظر اور تحریری وضاحت کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے۔ ریڈیو میں سامع خبر کو سنتا ہے، اس لیے وہاں مختصر، واضح اور رواں جملوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ہی خبر اخبار کے لیے تفصیلی رپورٹ بن سکتی ہے، جبکہ ریڈیو کے لیے اسے چند سادہ اور مختصر جملوں میں ڈھالنا پڑتا ہے۔ خبر سے مراد کسی نئے، اہم اور عوامی دلچسپی کے حامل واقعے یا اطلاع کو کہا جاتا ہے۔ یہ اطلاع سیاسی، سماجی، تعلیمی، معاشی، ثقافتی یا کسی بھی شعبے سے متعلق ہو سکتی ہے۔ خبر کا مقصد لوگوں کو حالات و واقعات سے باخبر رکھنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے معاشرے، ملک اور دنیا کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر سکیں۔ خبر کی اہمیت اس کی تازگی، صداقت، عوامی دلچسپی اور اثرات سے متعین ہوتی ہے۔ اگر کوئی واقعہ عوام کی زندگی، سوچ یا مفاد سے تعلق رکھتا ہے تو وہ خبر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن اس خبر کو کس طرح پیش کیا جائے گا، یہ اس بات پر منحصر ہے کہ اسے اخبار کے لیے لکھا جا رہا ہے یا ریڈیو کے لیے تیار کیا جا رہا ہے۔ اخبار میں خبر کا قاری آنکھوں سے مطالعہ کرتا ہے، اس لیے وہاں عبارت، سرخی اور ترتیب اہم ہوتی ہے۔ ریڈیو میں خبر سامع کے کانوں تک پہنچتی ہے، اس لیے وہاں آواز، لہجہ اور جملوں کی روانی زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ اخباری خبر تحریری شکل میں پیش کی جاتی ہے۔ اس میں خبر کے بنیادی عناصر، یعنی کون، کیا، کب، کہاں، کیوں اور کیسے، کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے۔ اخبار میں خبر کی سرخی قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور پھر خبر کی تفصیل اسے واقعے کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرتی ہے۔ اخباری خبر میں پس منظر، اعداد و شمار، حوالہ جات، بیانات اور تجزیاتی معلومات شامل کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ قاری خبر کو اپنی سہولت کے مطابق پڑھ سکتا ہے، ضرورت پڑنے پر دوبارہ دیکھ سکتا ہے اور اہم نکات پر غور کر سکتا ہے۔ اسی لیے اخباری خبر نسبتاً تفصیلی اور تحریری وضاحت پر مبنی ہوتی ہے۔ اخبار کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں خبر محفوظ رہتی ہے۔ قاری اسے بعد میں بھی پڑھ سکتا ہے یا حوالہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ اس اعتبار سے اخبار کی خبر دستاویزی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

15.2.1 ریڈیو خبر اور اس کی خصوصیات

ریڈیو خبر آواز کے ذریعے سامع تک پہنچتی ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت فوری ترسیل ہے۔ ریڈیو کم وقت میں بڑی تعداد تک خبر پہنچا سکتا ہے، خاص طور پر ایسے علاقوں میں جہاں اخبار کی رسائی محدود ہو یا لوگ پڑھنے کے بجائے سننے کو ترجیح دیتے ہوں۔ ریڈیو خبر کی زبان سادہ، مختصر اور رواں ہوتی ہے۔ اس میں لمبے جملوں، مشکل الفاظ اور پیچیدہ تراکیب سے گریز کیا جاتا ہے، کیونکہ سامع خبر کو ایک ہی بار سنتا ہے۔

اگر جملہ مشکل ہوتو سامع کے لیے بات سمجھنا دشوار ہوسکتا ہے۔ریڈیو خبر میں آواز کی ادائیگی، لہجہ، وقفہ اور رفتار بہت اہم ہوتے ہیں۔خبر پڑھنے والے کی آواز خبر کے اثر کو بڑھا بھی سکتی ہے اور کم بھی کرسکتی ہے۔اسی لیے ریڈیو خبر صرف لکھنے کا نہیں بلکہ بولنے اور سنانے کا فن بھی ہے۔

اخباری خبر اور ریڈیو خبر کا سب سے بڑا فرق ان کے ذریعۂ اظہار میں ہے۔اخبار میں خبر لکھی جاتی ہے اور قاری اسے پڑھتا ہے، جبکہ ریڈیو میں خبر بولی جاتی ہے اور سامع اسے سنتا ہے۔اس فرق کی وجہ سے دونوں کی زبان، ساخت اور پیش کش میں نمایاں تبدیلی آجاتی ہے۔اخبار میں تفصیل کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے، جبکہ ریڈیو میں اختصار ضروری ہوتا ہے۔اخبار میں قاری خبر کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے، مگر ریڈیو میں سامع کو خبر اسی وقت سمجھنی ہوتی ہے جب وہ نشر ہورہی ہوتی ہے۔اسی لیے ریڈیو کی خبر میں سادگی اور وضاحت بنیادی شرط ہے۔اخبار کی خبر کا اثر سرخی، ترتیب، متن اور تصاویر سے پیدا ہوتا ہے، جبکہ ریڈیو خبر کا اثر آواز، لہجے، رفتار اور ادائیگی سے قائم ہوتا ہے۔اخبار آنکھ سے پڑھا جاتا ہے، ریڈیو کان سے سنا جاتا ہے؛ یہی فرق دونوں کی پیش کش کا اصل فرق ہے۔اخبار کی زبان نسبتاً تحریری اور تفصیلی ہوسکتی ہے۔اس میں مرکب جملے، اعداد وشمار، اقتباسات اور پس منظر شامل کیے جاسکتے ہیں۔ اخباری زبان میں وقار اور تحریری حسن کی گنجائش ہوتی ہے، بشرطیکہ خبر واضح اور قابلِ فہم رہے۔ریڈیو کی زبان گفتگو کے قریب ہوتی ہے۔ریڈیو خبر میں ایسے جملے استعمال کیے جاتے ہیں جو سننے میں آسان ہوں۔مشکل الفاظ، طویل جملے اور غیر ضروری تفصیلات سامع کو الجھا سکتی ہیں۔اس لیے ریڈیو میں زبان عام فہم، مختصر اور رواں رکھی جاتی ہے۔مثال کے طور پر اخبار میں لکھا جاسکتا ہے:

''حکومت نے تعلیمی اصلاحات کے سلسلے میں ایک نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔''

ریڈیو میں یہی بات یوں بہتر ہوگی:

''حکومت نے تعلیم کے شعبے میں نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے۔''

دونوں جملوں کا مفہوم ایک ہے، مگر ریڈیو والا جملہ سننے میں زیادہ آسان ہے۔

اخبار کا قاری اور ریڈیو کا سامع دونوں خبر چاہتے ہیں، مگر دونوں کی ضرورتیں مختلف ہوتی ہیں۔قاری کے پاس وقت اور اختیار ہوتا ہے کہ وہ کس خبر کو پہلے پڑھے، کس کو چھوڑ دے اور کس کو دوبارہ دیکھے۔اس لیے اخباری خبر میں تفصیل، پس منظر اور وضاحت کی گنجائش ہوتی ہے۔ ریڈیو کا سامع خبر کو نشر ہوتے وقت سنتا ہے۔وہ نہ خبر کو روک سکتا ہے اور نہ آسانی سے واپس جاسکتا ہے۔اس لیے ریڈیو خبر ایسی ہونی چاہیے جو پہلی سماعت میں سمجھ آجائے۔سامع کی توجہ برقرار رکھنے کے لیے خبر مختصر، واضح اور دلچسپ انداز میں پیش کی جاتی ہے۔اسی فرق کی وجہ سے اخبار کا انداز

زیادہ تحریری اور ریڈیو کا انداز زیادہ گفتاری ہوتا ہے۔ اخبار قاری کو سوچنے اور پڑھنے کا وقت دیتا ہے، جبکہ ریڈیو فوری سماعت اور فوری تفہیم پر انحصار کرتا ہے۔

15.2.2 سرگرمی: 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

خالی جگہیں پُر کیجیے

1۔ اخبار میں خبر _____ صورت میں پیش کی جاتی ہے۔

2۔ ریڈیو میں خبر _____ کے ذریعے سامع تک پہنچتی ہے۔

3۔ اخباری خبر میں تفصیل اور _____ کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے۔

4۔ ریڈیو خبر کی زبان سادہ، مختصر اور _____ ہونی چاہیے۔

5۔ اخبار کا قاری خبر کو دوبارہ _____ سکتا ہے۔

6۔ ریڈیو کا سامع خبر کو عموماً ایک ہی بار _____ ہے۔

7۔ ریڈیو خبر میں آواز، لہجہ اور _____ خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

8۔ اخبار بصری ذریعہ ہے جبکہ ریڈیو _____ ذریعہ ہے۔

15.3 اخبارات اور ریڈیو کی پیشکش کا تقابلی مطالعہ

اخبار اور ریڈیو دونوں ذرائع ابلاغ کے اہم اور مؤثر وسائل ہیں، لیکن ان کی خبر پیش کرنے کی تکنیک، انداز اور ضروریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ دونوں کا مقصد عوام تک درست اور بروقت معلومات پہنچانا ہے، تاہم خبر کی ترسیل کا طریقہ کار مختلف ہونے کی وجہ سے ان کی پیشکش میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اخبارات تحریری صحافت کی نمائندگی کرتے ہیں جبکہ ریڈیو صوتی صحافت کا اہم ذریعہ ہے۔ اسی فرق کی بنیاد پر ان کے اسلوب، ساخت اور اثرات میں بھی فرق پیدا ہوتا ہے۔

اخبار میں خبر عام طور پر الٹی اہرامی ساخت (Inverted Pyramid) کے مطابق لکھی جاتی ہے۔ اس طرز میں سب سے اہم معلومات

ابتدا میں دی جاتی ہیں اور پھر بتدریج کم اہم تفصیلات شامل کی جاتی ہیں۔ قاری اپنی ضرورت کے مطابق پوری خبر یا اس کا کوئی حصہ پڑھ سکتا ہے۔ ریڈیو خبر میں بھی اہم معلومات کو ترجیح دی جاتی ہے، لیکن یہاں ساخت زیادہ سادہ اور گفتاری انداز کی ہوتی ہے۔ چونکہ سامع خبر کو صرف سنتا ہے، اس لیے ریڈیو میں مختصر جملے اور واضح ترتیب اختیار کی جاتی ہے۔ خبر کو اس انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے کہ سامع بغیر کسی دشواری کے پوری بات سمجھ سکے۔

اخبار میں خبر تحریری صورت میں قارئین تک پہنچتی ہے۔ قاری اپنی رفتار کے مطابق خبر پڑھتا ہے اور ضرورت محسوس ہونے پر دوبارہ مطالعہ بھی کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس ریڈیو میں خبر آواز کے ذریعے براہِ راست سامعین تک پہنچتی ہے۔ ریڈیو کی ترسیل فوری اور مؤثر ہوتی ہے۔ سامع دورانِ سفر، کام یا دیگر مصروفیات کے دوران بھی خبریں سن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ریڈیو کو فوری اطلاعات کی ترسیل کا ایک مؤثر ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ اخبار میں خبر کی طوالت نسبتاً زیادہ ہو سکتی ہے۔ رپورٹر کو موقع ملتا ہے کہ وہ پس منظر، اعداد و شمار اور مختلف حوالوں کو شامل کرے۔ قاری بھی اپنی سہولت کے مطابق وقت نکال کر خبر پڑھ سکتا ہے۔ ریڈیو میں وقت کی پابندی بہت اہم ہوتی ہے۔ خبری بلیٹن کا دورانیہ محدود ہوتا ہے، اس لیے خبر مختصر، جامع اور براہِ راست انداز میں لکھی جاتی ہے۔ غیر ضروری تفصیلات سے اجتناب کیا جاتا ہے تاکہ محدود وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی جا سکیں۔ اخبار میں خبر کا اثر الفاظ، سرخیوں، تصاویر اور ترتیب کے ذریعے پیدا کیا جاتا ہے، جبکہ ریڈیو میں آواز بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ خبر پڑھنے والے کا لہجہ، رفتار، تلفظ اور آواز کا اتار چڑھاؤ خبر کی مؤثریت میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض مواقع پر ریڈیو میں صوتی اثرات، موقع کی آوازیں یا مختصر بیانات بھی شامل کیے جاتے ہیں تاکہ سامع واقعے کو زیادہ بہتر انداز میں محسوس کر سکے۔ یہی خصوصیت ریڈیو کو دیگر ذرائع ابلاغ سے منفرد بناتی ہے۔

15.3.1 اخبارات اور ریڈیو کے فوائد و حدود

اخبارات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ تفصیلی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ قاری خبر کو بار بار پڑھ سکتا ہے اور ضرورت کے وقت بطور حوالہ استعمال کر سکتا ہے۔ تاہم اخبارات کی اشاعت اور ترسیل میں وقت لگتا ہے اور ناخواندہ افراد اس سے مکمل استفادہ نہیں کر سکتے۔ ریڈیو کی اہمیت اس کی فوری رسائی اور سادگی میں ہے۔ یہ کم وسائل میں بڑی تعداد تک معلومات پہنچا سکتا ہے اور ناخواندہ افراد بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ البتہ ریڈیو کی خبر کو دوبارہ سننا آسان نہیں ہوتا اور اس میں تفصیل کی گنجائش بھی محدود ہوتی ہے۔

ذرائع ابلاغ انسانی معاشرے کی ایک بنیادی ضرورت ہیں۔معلومات کی ترسیل،تعلیم وتربیت،تفریح اورعوامی شعور کی بیداری میں ذرائع ابلاغ کا کردارنہایت اہم ہے۔مختلف ذرائع ابلاغ میں اخبارات اور ریڈیو کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔اگرچہ جدید دور میں ٹیلی ویژن،انٹرنیٹ اورسوشل میڈیا نے ابلاغ کے نئے امکانات پیدا کردیے ہیں،تاہم اخبارات اور ریڈیو آج بھی اپنی افادیت اوراہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔دونوں ذرائع نے مختلف ادوار میں عوام تک معلومات پہنچانے،رائے عامہ کی تشکیل کرنے اورسماجی وثقافتی ترقی میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔اس کے باوجود ان کے بعض فوائد کے ساتھ چند حدوداور کمزوریاں بھی وابستہ ہیں۔اخبارات دنیا کے قدیم ترین ذرائع ابلاغ میں شمار ہوتے ہیں۔یہ عوام تک روزمرہ کے واقعات،ملکی اور بین الاقوامی حالات،سیاسی سرگرمیوں،تعلیمی مسائل،کاروباری خبروں اور ثقافتی سرگرمیوں کی معلومات پہنچاتے ہیں۔اخبارات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان میں خبریں نسبتاً تفصیل کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں۔قاری کسی خبر،مضمون یا تجزیے کو اپنی سہولت کے مطابق بار بار پڑھ سکتا ہے اوراس کے مختلف پہلوؤں پرغور کرسکتا ہے۔یہی خصوصیت اخبارات کو دیگر ذرائع ابلاغ سے ممتاز بناتی ہے۔اخبارات عوامی شعور کی بیداری میں بھی اہم کردارادا کرتے ہیں۔مختلف مضامین،اداریوں،کالموں اور تجزیاتی تحریروں کے ذریعے اخبارات معاشرتی مسائل،قومی معاملات اورعوامی ضروریات پر بحث کرتے ہیں۔اس کے نتیجے میں قارئین نہ صرف معلومات حاصل کرتے ہیں بلکہ مختلف مسائل کے بارے میں اپنی رائے قائم کرنے کے قابل بھی ہوتے ہیں۔جمہوری معاشروں میں اخبارات کو رائے عامہ کی تشکیل کا ایک مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

تعلیم اور تحقیق کے میدان میں بھی اخبارات کی اہمیت مسلم ہے۔طلبہ،اساتذہ،محققین اورمختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراداخبارات سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں،مضامین اور تجزیے مستقبل میں حوالہ جاتی مواد کے طور پر بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔اسی لیے اخبارات کو تاریخ کا روزنامچہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے عہد کے واقعات کو محفوظ کرتے ہیں۔اخبارات کا ایک اوراہم فائدہ یہ ہے کہ وہ مقامی،قومی اور بین الاقوامی سطح کے واقعات کو ایک ہی جگہ پر پیش کرتے ہیں۔ایک قاری اپنے علاقے کے مسائل کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف حصوں میں رونما ہونے والے واقعات سے بھی آگاہ ہوجاتا ہے۔اس طرح اخبارات معلومات کے دائرے کو وسیع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔اگرچہ اخبارات بے شمار فوائد رکھتے ہیں،لیکن ان کی بعض حدود بھی ہیں۔سب سے پہلی حد یہ ہے کہ اخبارات صرف خواندہ افراد ہی استعمال کر سکتے ہیں۔جو لوگ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے وہ اخبارات سے براہِ راست استفادہ نہیں کر سکتے۔اسی طرح اخبارات کی اشاعت اور تقسیم میں وقت درکار ہوتا ہے،اس لیے بعض اوقات تازہ ترین اطلاعات فوری طور پر قارئین تک نہیں پہنچ پاتیں۔جدید

دور میں الیکٹرانک اور ڈیجیٹل میڈیا کی تیز رفتاری کے مقابلے میں اخبارات نسبتاً سست ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔اخبارات کی ایک اور کمزوری یہ ہے کہ بعض اوقات ان میں جانبداری یا مخصوص نظریات کا اثر نمایاں ہوسکتا ہے۔بعض اخبارات سیاسی، تجارتی یا نظریاتی وابستگیوں کی وجہ سے خبروں اور تبصروں میں غیر جانبداری برقرار نہیں رکھ پاتے۔اس کے نتیجے میں قارئین کو مکمل اور متوازن معلومات حاصل کرنے میں دشواری پیش آ سکتی ہے۔

ریڈیو بھی ذرائع ابلاغ کا ایک نہایت اہم اور مؤثر ذریعہ ہے۔بیسویں صدی میں ریڈیو نے اطلاعات اور تفریح کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔آج بھی دنیا کے بہت سے ممالک میں ریڈیو عوام تک معلومات پہنچانے کا ایک سستا اور آسان ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ریڈیو کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعے معلومات فوری طور پر بڑی تعداد میں لوگوں تک پہنچائی جاسکتی ہیں۔ایک نشریہ بیک وقت لاکھوں سامعین تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ریڈیو کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے لیے خواندگی ضروری نہیں۔جو لوگ پڑھنا نہیں جانتے وہ بھی ریڈیو کے ذریعے خبریں، تعلیمی پروگرام اور دیگر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ دیہی علاقوں اور کم شرحِ خواندگی والے معاشروں میں ریڈیو کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔قدرتی آفات، جنگی حالات اور ہنگامی صورتحال میں بھی ریڈیو معلومات کی ترسیل کا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ریڈیو کی ایک اہم خوبی اس کی سادگی اور کم لاگت ہے۔ریڈیو سننے کے لیے مہنگے آلات یا پیچیدہ ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہوتی۔کم وسائل رکھنے والے افراد بھی ریڈیو سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔اسی طرح بجلی کی عدم دستیابی کی صورت میں بیٹری سے چلنے والے ریڈیو سیٹ بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔تعلیم اور ثقافت کے فروغ میں بھی ریڈیو نے اہم کردار ادا کیا ہے۔مختلف تعلیمی پروگرام، ادبی نشستیں، ڈرامے، موسیقی اور عوامی آگاہی کی مہمات ریڈیو کے ذریعے نشر کی جاتی رہی ہیں۔اس کے ذریعے دور دراز علاقوں کے لوگوں تک بھی علم اور معلومات پہنچائی جاسکتی ہیں۔تاہم ریڈیو کی بعض حدود بھی ہیں۔ریڈیو صرف آواز کا ذریعہ ہے، اس میں تصویری مواد موجود نہیں ہوتا۔بعض اوقات سامعین کسی خبر یا پروگرام کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے بصری معلومات کے محتاج ہوتے ہیں، جو ریڈیو فراہم نہیں کرسکتا۔اسی وجہ سے ٹیلی ویژن اور دیگر بصری ذرائع بعض معاملات میں ریڈیو پر فوقیت رکھتے ہیں۔ریڈیو کی ایک اور حد یہ ہے کہ سامع خبر یا پروگرام کو اسی وقت سن سکتا ہے جب وہ نشر ہو رہا ہو۔اگر کوئی نشریہ چھوٹ جائے تو اسے دوبارہ سننا ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا، جبکہ اخبار کو بار بار پڑھا جاسکتا ہے۔اسی طرح ریڈیو میں تفصیلی معلومات محفوظ کرنے یا بعد میں حوالہ دینے کی سہولت بھی محدود ہوتی ہے۔عصرِ حاضر میں اگرچہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے ذرائع ابلاغ کی دنیا کو نئی جہتیں عطا کی ہیں، تاہم اخبارات اور ریڈیو کی اہمیت مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی۔اخبارات آج بھی سنجیدہ مطالعے، تجزیے اور دستاویزی معلومات کا اہم ذریعہ

ہیں، جبکہ ریڈیو فوری اطلاعات، عوامی آگاہی اور دور دراز علاقوں تک رسائی کے اعتبار سے اپنی افادیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ جدید ٹیکنالوجی نے ان دونوں ذرائع کو نئے امکانات بھی فراہم کیے ہیں۔ آج آن لائن اخبارات اور انٹرنیٹ ریڈیو کی صورت میں یہ ذرائع نئے انداز میں عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اخبارات اور ریڈیو دونوں ذرائع ابلاغ کے نہایت اہم اور مؤثر ذرائع ہیں۔ اخبارات تفصیلی معلومات، تجزیے اور مستقل ریکارڈ کی سہولت فراہم کرتے ہیں جبکہ ریڈیو فوری، آسان اور کم خرچ ابلاغ کا ذریعہ ہے۔ دونوں کے اپنے فوائد اور حدود ہیں، لیکن عوامی آگاہی، تعلیم، تفریح اور سماجی شعور کے فروغ میں ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ جدید ذرائع ابلاغ کی ترقی کے باوجود یہ دونوں ذرائع آج بھی اپنی افادیت اور اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

15.3.2 جدید دور میں اخبارات اور ریڈیو کی اہمیت

اگرچہ جدید دور میں ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا نے ذرائع ابلاغ کے منظرنامے میں بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہیں، پھر بھی اخبارات اور ریڈیو اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اخبارات آج بھی مستند معلومات، تجزیاتی مضامین اور تفصیلی خبروں کا اہم ذریعہ سمجھے جاتے ہیں۔ دوسری جانب ریڈیو اپنی فوری رسائی، کم لاگت اور وسیع سامعین کی وجہ سے آج بھی مقبول ہے۔ ہنگامی حالات، قدرتی آفات اور دور دراز علاقوں میں ریڈیو کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ جدید ٹیکنالوجی نے ایف ایم ریڈیو، آن لائن ریڈیو اور ڈیجیٹل نشریات کے ذریعے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔ جدید دور میں اخبارات اور ریڈیو کی اہمیت

ذرائع ابلاغ انسانی معاشرے کی فکری، سماجی اور ثقافتی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ہر دور میں انسان نے معلومات کے حصول اور ان کے تبادلے کے لیے مختلف ذرائع اختیار کیے ہیں۔ زمانے کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کی شکلیں تبدیل ہوتی رہی ہیں، لیکن ان کا بنیادی مقصد عوام تک معلومات پہنچانا، شعور بیدار کرنا اور مختلف طبقات کے درمیان رابطے کو مضبوط بنانا رہا ہے۔ جدید دور میں اگرچہ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، موبائل ایپلی کیشنز اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے ابلاغ کے میدان میں نئی جہتیں پیدا کی ہیں، تاہم اخبارات اور ریڈیو آج بھی اپنی افادیت اور اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ دونوں ذرائع نہ صرف اطلاعات کی ترسیل کا مؤثر وسیلہ ہیں بلکہ تعلیم، تربیت، سماجی بیداری اور قومی ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

اخبارات کو طویل عرصے سے عوامی شعور اور فکری رہنمائی کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ جدید دور میں اگرچہ اطلاعات کے متعدد ذرائع دستیاب ہیں، لیکن اخبارات اب بھی معلومات کی مستند اور منظّم فراہمی کا ذریعہ ہیں۔ اخبار محض خبروں کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ یہ معاشرے کی فکری، سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی زندگی کا آئینہ بھی ہوتا ہے۔ ایک اچھا اخبار اپنے قارئین کو نہ صرف روزمرہ کے واقعات سے آگاہ کرتا ہے بلکہ ان واقعات کی تشریح اور تجزیہ بھی پیش کرتا ہے، جس سے قارئین مسائل کو بہتر انداز میں سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جدید دور میں اخبارات کی سب سے بڑی اہمیت ان کی مستند اور نسبتاً قابلِ اعتماد معلومات میں پوشیدہ ہے۔ سوشل میڈیا پر جہاں غیر مصدقہ اطلاعات اور افواہیں تیزی سے پھیلتی ہیں، وہاں اخبارات عموماً تصدیق شدہ معلومات فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اخبارات میں شائع ہونے والی خبریں مختلف مراحل سے گزر کر عوام تک پہنچتی ہیں، جس سے غلطی کے امکانات نسبتاً کم ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنجیدہ قارئین آج بھی قومی اور بین الاقوامی معاملات کو سمجھنے کے لیے اخبارات کا مطالعہ ضروری سمجھتے ہیں۔

اخبارات کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ کسی مسئلے کا گہرائی کے ساتھ تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ روزانہ شائع ہونے والے اداریے، کالم، مضامین اور تبصرے قارئین کو مختلف مسائل کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرتے ہیں۔ اس طرح اخبارات رائے عامہ کی تشکیل اور فکری رہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ سیاسی شعور، سماجی بیداری اور قومی مسائل کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے میں اخبارات کا کردار آج بھی نہایت اہم ہے۔ تعلیمی میدان میں بھی اخبارات کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ طلبہ، اساتذہ، محققین اور مختلف شعبوں سے وابستہ افراد اخبارات سے روزانہ معلومات حاصل کرتے ہیں۔ مسابقتی امتحانات کی تیاری کرنے والے طلبہ کے لیے اخبارات معلومات کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ موجودہ حالات، حکومتی پالیسیوں، بین الاقوامی تعلقات اور معاشی رجحانات کے بارے میں معلومات اکثر اخبارات ہی کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے اخبارات کو غیر رسمی تعلیم کا ایک مؤثر ذریعہ بھی قرار دیا جاتا ہے۔ جدید دور میں اخبارات نے خود کو وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ اب بیشتر اخبارات اپنے آن لائن ایڈیشن بھی شائع کرتے ہیں جنہیں دنیا کے کسی بھی حصے میں بیٹھ کر پڑھا جا سکتا ہے۔ اس تبدیلی نے اخبارات کی رسائی اور اثر پذیری کو مزید بڑھا دیا ہے۔ یوں روایتی اور ڈیجیٹل صحافت کے امتزاج نے اخبارات کو نئی زندگی عطا کی ہے۔

ریڈیو بھی جدید دور میں اپنی افادیت برقرار رکھنے والے اہم ذرائع ابلاغ میں شمار ہوتا ہے۔ اگرچہ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ نے اطلاعات کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے، لیکن ریڈیو آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں لاکھوں افراد کے لیے معلومات اور تفریح کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ریڈیو کی سب سے بڑی خوبی اس کی سادگی، کم لاگت اور وسیع رسائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں طرح کے

ممالک میں ریڈیو کی اہمیت برقرار ہے۔ ریڈیو کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ایسے علاقوں تک بھی رسائی حاصل کر لیتا ہے جہاں دیگر ذرائع ابلاغ پوری طرح مؤثر نہیں ہوتے۔ دور دراز دیہی علاقوں، پہاڑی خطوں اور کم سہولیات والے علاقوں میں ریڈیو آج بھی معلومات کی فراہمی کا اہم ذریعہ ہے۔ بہت سے لوگ روزانہ خبروں، موسمی اطلاعات، زرعی پروگراموں اور عوامی آگاہی کی نشریات سن کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ریڈیو کی ایک نمایاں خصوصیت اس کی فوری خبر رسانی ہے۔ کسی بھی اہم واقعے یا ہنگامی صورتِ حال میں ریڈیو بہت تیزی سے عوام تک معلومات پہنچا سکتا ہے۔ قدرتی آفات، سیلاب، زلزلے، طوفان یا دیگر ہنگامی حالات میں ریڈیو کا کردار خاص طور پر اہم ہو جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر عوام کو فوری ہدایات اور ضروری معلومات فراہم کرنے میں ریڈیو مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ تعلیم و تربیت کے میدان میں بھی ریڈیو کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔ مختلف تعلیمی پروگرام، علمی گفتگو، ادبی نشستیں اور تربیتی نشریات عوام کے علم میں اضافے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ بہت سے ممالک میں فاصلاتی تعلیم کے فروغ میں بھی ریڈیو نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ زبان و ادب کے فروغ، موسیقی، ڈرامے اور ثقافتی پروگراموں کے ذریعے ریڈیو نے معاشرتی اور ثقافتی ترقی میں بھی نمایاں حصہ لیا ہے۔ جدید دور میں ایف ایم ریڈیو کی مقبولیت نے ریڈیو کے کردار کو مزید وسعت دی ہے۔ ایف ایم چینلز مقامی زبانوں اور علاقائی مسائل پر مبنی پروگرام نشر کرتے ہیں، جس سے عوام اور ذرائع ابلاغ کے درمیان تعلق مزید مضبوط ہوتا ہے۔ نوجوان نسل بھی موسیقی، معلوماتی پروگراموں اور مختلف سماجی موضوعات کی وجہ سے ایف ایم ریڈیو کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

انٹرنیٹ کی ترقی نے ریڈیو کو بھی نئے امکانات فراہم کیے ہیں۔ آج آن لائن ریڈیو اور ویب ریڈیو کی صورت میں دنیا کے مختلف ممالک کے پروگرام کسی بھی جگہ سنے جا سکتے ہیں۔ اس تبدیلی نے ریڈیو کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر دیا ہے اور اس کی افادیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ اب ریڈیو صرف روایتی نشریاتی ذریعہ نہیں رہا بلکہ ڈیجیٹل ابلاغ کا بھی ایک اہم حصہ بن چکا ہے۔ اخبارات اور ریڈیو دونوں ذرائع ابلاغ معاشرے میں جمہوری اقدار کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ عوام کو معلومات فراہم کر کے انہیں قومی اور سماجی معاملات میں باخبر رکھتے ہیں۔ عوامی مسائل کو اجاگر کرنا، حکومتی کارکردگی پر نظر رکھنا اور مختلف طبقات کی آواز کو سامنے لانا ان دونوں ذرائع کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوری معاشروں میں ان کی موجودگی کو نہایت اہم تصور کیا جاتا ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل میڈیا کی غیر معمولی ترقی کے باوجود اخبارات اور ریڈیو کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ اخبارات آج بھی سنجیدہ مطالعے، فکری رہنمائی اور مستند معلومات کا اہم ذریعہ ہیں، جبکہ ریڈیو فوری اطلاعات، عوامی آگاہی اور وسیع رسائی کے

اعتبار سے اپنی افادیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ دونوں ذرائع وقت کے ساتھ خود کو نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے معاشرے کی علمی، فکری اور سماجی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید دور میں بھی اخبارات اور ریڈیو ذرائع ابلاغ کے مؤثر اور ناگزیر ستونوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

15.3.3 سرگرمی: 2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

صحیح یا غلطی نشاندہی کیجئے

1۔ اخبار اور ریڈیو دونوں میں خبر پیش کرنے کا طریقہ مکمل طور پر یکساں ہوتا ہے۔ ( )

2۔ اخباری خبر میں تفصیلی معلومات شامل کی جاسکتی ہیں۔ ( )

3۔ ریڈیو خبر میں طویل اور پیچیدہ جملے استعمال کرنا بہتر سمجھا جاتا ہے۔ ( )

4۔ ریڈیو کی خبر سامع تک آواز کے ذریعے پہنچتی ہے۔ ( )

5۔ اخبار کی خبر کو دوبارہ پڑھا جاسکتا ہے۔ ( )

6۔ ریڈیو میں وقت کی پابندی بہت اہم ہوتی ہے۔ ( )

7۔ صوتی اثرات ریڈیو کی پیشکش کو زیادہ مؤثر بنا سکتے ہیں۔ ( )

8۔ جدید دور میں اخبارات اور ریڈیو اپنی تمام اہمیت کھو چکے ہیں۔ ( )

15.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں اخبار کی خبروں اور ریڈیو کی پیشکش کے درمیان موجود بنیادی فرق کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ ابتدا میں خبر کے مفہوم اور ذرائع ابلاغ میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی۔ اس کے بعد اخباری خبر اور ریڈیو خبر کی خصوصیات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا کہ اگرچہ دونوں کا مقصد عوام تک معلومات پہنچانا ہے، لیکن ان کی پیشکش کا انداز، زبان اور ساخت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ سبق کے دوسرے حصے میں اخبارات اور ریڈیو کی پیشکش کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا۔ خبر کی ساخت، ترسیل کے طریقہ کار، وقت کی اہمیت، صوتی اثرات اور دونوں

ذرائع کے فوائد وحدود پر گفتگو کی گئی۔اس مطالعے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اخبار اور ریڈیو اپنی اپنی خصوصیات کے باعث ابلاغِ عامہ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ایک جانب اخبار تفصیل، تجزیے اور مستقل ریکارڈ کی سہولت فراہم کرتا ہے، جبکہ دوسری جانب ریڈیو فوری، سادہ اور وسیع پیمانے پر اطلاعات کی ترسیل کا مؤثر ذریعہ ہے۔ریڈیو کی ابتداء ٹکنالوجی کی ترقی سے جڑی ہوئی ہے۔1875ء میں تھامسن (Thomson) نے وائرلیس سگنل بھیجنے شروع کیے۔ایک سال بعد گراہم بیل (Bell) نے ٹیلی فون ایجاد کیا-1886ء میں (Oberlin Smith) نے متناطیسی ریکارڈنگ Redio نے ریڈیائی لہروں (Hertz) کا نظریہ پیش کیا۔ 1887ء میں جرمن ماہر طبیعیات ہرمز (Magnetic Recording)(waves) کو خلاء میں بھیجا۔دو سال بعد ایڈیسن (Edison) نے کیمرہ ایجاد کیا۔1895ء میں مارکونی نے ریڈیو LANA AZAD ایجاد کیا۔(Transmitter & Receiver)(ٹرانسمیٹر ریسیور)1900ء میں ریکی نالڈ فینڈن (Reginald Fessenden) نے آواز کو بغیر کسی وائر کے ترسیل کیا۔مارکونی نے بین الاوقیانوی سگنل (Transatlantic Signals) بھیجنے میں کامیابی حاصل کی۔1909ء میں ہیرالڈ نے سان جوز (San Jose) میں کامیاب ریڈیو براڈ کاسٹ کیا۔1917ء میں ماڈی سن (Madison) میں یونیورسٹی آف وسکانسن (University of Wisconsin) نے پہلا ریڈیو نشریہ پیش کیا۔1919ء میں ریڈیو کارپوریشن آف امریکہ کا قیام عمل میں آیا۔

ریڈیو۔یورپ اور امریکہ میں:1920ء میں KDKA امریکہ میں پسبرگ (Pittsburg) سے پہلا مقررہ (شیڈول) پروگرام پیش کیا۔1921ء میں امریکہ میں گھریلو استعمال چھوٹے چھوٹے ریڈیو سیٹ تیار کیے گئے۔1922ء میں نیویارک میں ریڈیو اسٹیشن قائم کیا گیا۔ برطانیہ میں پہلی باقاعدہ ریڈیو سروس نومبر 1922ء میں شروع ہوئی۔1927ء کو یہ کمپنی کارپوریشن میں تبدیل ہوگئی۔جرمنی میں ریڈیو کا آغاز 29 نومبر 1923ء اور اٹلی میں 27 اگست 1924ء کو ہوا۔امریکہ میں نیشنل براڈ کاسٹنگ کمپنی کا وجود عمل میں آیا اور 1928ء میں فیڈرل کمیشن قائم کیا گیا۔

ریڈیو ذرائع ابلاغ کا ایک نہایت مؤثر اور طاقتور وسیلہ ہے جس نے دنیا بھر میں اطلاعات، تعلیم اور تفریح کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔یہ ایک ایسا ذریعہ ابلاغ ہے جس کے ذریعے آواز اور معلومات نہایت تیزی سے وسیع پیمانے پر لوگوں تک پہنچتی ہیں۔ریڈیو کی سب سے بڑی خوبی اس کی سادگی، کم لاگت اور دور دراز علاقوں تک رسائی ہے۔ہندوستان میں ریڈیو کی تاریخ بھی نہایت اہم اور دلچسپ ہے۔اس نے نہ صرف عوام تک خبریں پہنچانے میں مدد دی بلکہ قومی شعور، سماجی بیداری اور ثقافتی فروغ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ریڈیو کی تاریخ دراصل سائنسی

ایجادات اور تجربات سے وابستہ ہے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں سائنس دانوں نے آواز اور برقی لہروں کی ترسیل پر مختلف تجربات کیے۔ 1875ء میں تھامسن نے برقی سگنلز کی ترسیل پر تحقیق کی۔ اس کے بعد 1876ء میں الیگزینڈر گراہم بیل نے ٹیلی فون ایجاد کیا، جس نے صوتی ترسیل کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ 1887ء میں ہینرک ہیرٹز نے برقی مقناطیسی لہروں (Electromagnetic Waves) کے نظریے کو عملی طور پر ثابت کیا۔ یہ دریافت ریڈیو کی ایجاد کی بنیاد بنی۔ بعد ازاں مارکونی نے وائرلیس کمیونیکیشن کو کامیاب بنایا اور ریڈیو نشریات کے امکانات روشن ہوئے۔

ہندوستان میں ریڈیو کا آغاز برطانوی دور حکومت میں ہوا۔ 1921ء میں بمبئی میں ٹائمز آف انڈیا نے ایک ٹرانسمیٹر کے ذریعے تجرباتی طور پر موسیقی کا ایک مختصر پروگرام نشر کیا۔ یہ ہندوستان میں ریڈیو نشریات کا ابتدائی تجربہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک محدود اور غیر رسمی کوشش تھی، مگر اس نے مستقبل کے لیے نئی راہیں ہموار کیں۔ اس کامیاب تجربے کے بعد ہندوستان کے مختلف شہروں میں ریڈیو کے شوقین افراد نے ریڈیو کلب قائم کرنا شروع کیے۔ 1923ء میں کلکتہ ریڈیو کلب قائم ہوا جبکہ 1924ء میں بمبئی ریڈیو کلب نے اپنے پروگرام نشر کرنا شروع کیے۔ ان کلبوں نے محدود پیمانے پر موسیقی، معلوماتی گفتگو اور تفریحی پروگرام نشر کیے۔ اگرچہ اس وقت ریڈیو سیٹ مہنگے تھے اور صرف محدود طبقہ ہی ان سے فائدہ اٹھا سکتا تھا، لیکن عوام میں ریڈیو کی مقبولیت آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ ریڈیو کی بڑھتی ہوئی اہمیت کو دیکھتے ہوئے باقاعدہ نشریاتی نظام قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اسی مقصد کے تحت انڈین براڈکاسٹنگ کمپنی (Indian Broadcasting Company) قائم کی گئی۔ اس ادارے نے ہندوستان میں ریڈیو کو ایک منظّم شکل دی۔ 1927ء میں بمبئی اور کلکتہ میں باقاعدہ ریڈیو اسٹیشن قائم کیے گئے۔ بمبئی اسٹیشن کا افتتاح 23 جولائی 1927ء کو ہوا جبکہ اگست 1927ء میں کلکتہ اسٹیشن نے بھی اپنی نشریات شروع کر دیں۔ ان دونوں اسٹیشنوں نے ہندوستان میں ریڈیو کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔

ابتدائی دور میں ریڈیو اسٹیشنوں کو شدید مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ عوامی دلچسپی میں اضافہ ہو رہا تھا، لیکن معاشی مسائل نے ان اداروں کو کمزور کر دیا۔ چنانچہ 1930ء میں حکومت نے ان نشریاتی اداروں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس کے بعد اس سروس کو انڈین براڈکاسٹنگ سروس (Indian Broadcasting Service) کا نام دیا گیا۔ حکومتی سرپرستی ملنے کے بعد ریڈیو کی ترقی میں نمایاں تیزی آئی۔ 1927ء میں جہاں ریڈیو لائسنس کی تعداد تقریباً 3 ہزار تھی، وہ 1929ء تک بڑھ کر 6 ہزار تک پہنچ گئی۔

ہندوستان ایک کثیر اللسانی اور کثیر الثقافتی ملک ہے، اس لیے مختلف زبانوں میں نشریات شروع کرنا وقت کی اہم ضرورت تھی۔ 1933ء

میں بمبئی اسٹیشن نے مراٹھی، گجراتی اور کنڑ زبانوں میں بھی پروگرام نشر کرنا شروع کیے۔اس اقدام نے ریڈیو کی رسائی مزید وسیع کر دی۔اسی سال ضلع تھانے کے بھیونڈی قصبے میں ملک کا پہلا کمیونٹی ریڈیو سیٹ نصب کیا گیا۔اس کا مقصد دیہی اور کم آمدنی والے لوگوں تک معلومات اور تفریح پہنچانا تھا۔1936ء میں اس نشریاتی نظام کو مزید منظّم کرنے کے لیے اس کا نام تبدیل کر کے آل انڈیا ریڈیو(All India Radio) رکھ دیا گیا۔ آل انڈیا ریڈیو نے ہندوستان کے طول وعرض میں اطلاعات، تعلیم اور تفریح کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا۔اس کے ذریعے خبریں، حالات حاضرہ، موسیقی، ڈرامے، زرعی پروگرام، تعلیمی پروگرام اور عوامی آگاہی سے متعلق مواد نشر کیا جانے لگا۔آزادی کے بعد ہندوستان میں ریڈیو کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوا۔مولانا ابوالکلام آزاد نے ریڈیو کو قومی تعمیر، تعلیمی بیداری اور سماجی ترقی کا ایک مؤثر ذریعہ قرار دیا۔ان کے نزدیک ریڈیو صرف تفریح کا وسیلہ نہیں بلکہ علم وشعور پھیلانے کا ایک طاقتور ہتھیار تھا۔انہی کوششوں کے نتیجے میں آل انڈیا ریڈیو ملک کے دور دراز علاقوں تک پہنچا اور قومی یکجہتی کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کرنے لگا۔

ہندوستان میں ریڈیو نے قومی یکجہتی کو فروغ دینے میں غیر معمولی خدمات انجام دیں۔مختلف زبانوں، ثقافتوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے میں ریڈیو نے اہم کردار ادا کیا۔خصوصاً دیہی علاقوں میں کسانوں کے لیے زرعی پروگرام، طلبہ کے لیے تعلیمی نشریات اور عام لوگوں کے لیے معلوماتی پروگرام نہایت مفید ثابت ہوئے۔موجودہ دور میں اگرچہ ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے میڈیا کے منظرنامے کو کافی حد تک بدل دیا ہے، مگر ریڈیو آج بھی اپنی افادیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ایف ایم ریڈیو، کمیونٹی ریڈیو اور آن لائن ریڈیو نے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ کیا ہے۔آج بھی لاکھوں لوگ خبروں، موسیقی، تعلیم اور تفریح کے لیے ریڈیو پر انحصار کرتے ہیں۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں ریڈیو کا سفر ایک مختصر تجربے سے شروع ہو کر ایک وسیع قومی نیٹ ورک تک پہنچا ہے۔اس نے ہندوستان کے سماجی، ثقافتی، تعلیمی اور سیاسی شعور کی تشکیل میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ریڈیو ماضی میں بھی ایک مؤثر ذریعہ ابلاغ تھا، آج بھی اہم ہے اور مستقبل میں بھی اپنی افادیت برقرار رکھے گا۔۔

15.5 فرہنگ

1۔ خبر : کسی نئے اور اہم واقعے کی اطلاع

2۔ ذرائع ابلاغ : اطلاعات پہنچانے کے مختلف وسائل

3۔ اخبار : مطبوعہ خبروں کا ذریعہ

4۔ ریڈیو : صوتی نشریات کا ذریعہ

5۔ پیشکش : معلومات پیش کرنے کا انداز

6۔ سامع : سننے والا فرد

7۔ قاری : پڑھنے والا فرد

8۔ ترسیل : معلومات پہنچانے کا عمل

9۔ نشریات : نشر کیا جانے والا مواد

10۔ سرخی : خبر کا عنوان

11۔ ذیلی سرخی : مرکزی سرخی کی وضاحت کرنے والا عنوان

12۔ صوتی اثرات : آواز سے پیدا ہونے والے اثرات

13۔ لہجہ : آواز کا مخصوص انداز

14۔ تلفظ : الفاظ ادا کرنے کا طریقہ

15۔ روانی : سلاست اور بہاؤ

16۔ اختصار : مختصر انداز میں بات کہنا

17۔ وضاحت : صاف اور واضح اندازِ بیان

18۔ تفصیل : کسی موضوع کی مکمل تشریح

19۔ پس منظر : واقعے سے متعلق سابقہ معلومات

20۔ ابلاغ : معلومات اور خیالات کی ترسیل

21۔ صحافت : خبروں اور اطلاعات کی ترسیل کا فن

22۔ رپورٹنگ : واقعات کی خبر رسانی

23۔ خبرنویسی : خبر لکھنے کا فن

24۔ نشری صحافت : ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی صحافت

25۔ مطبوعاتی صحافت : اخبار اور رسائل کی صحافت

26۔ عوامی دلچسپی : عوام کی توجہ کا موضوع

27۔ تجزیہ : گہرائی سے جائزہ

28۔ دستاویزی ریکارڈ : محفوظ شدہ تحریری مواد

29۔ فوری ترسیل : جلد معلومات پہنچانا

30۔ معلومات : علم یا اطلاع

31۔ خبرنامہ : خبروں کا مجموعہ

32۔ نشری بلیٹن : ریڈیو یا ٹی وی پر نشر ہونے والی خبریں

33۔ سامعین : سننے والوں کا مجموعہ

34۔ قارئین : پڑھنے والوں کا مجموعہ

35۔ رابطۂ عامہ : عوام سے تعلقات کا عمل

36۔ میڈیا : ذرائع ابلاغ

37۔ صحافتی اسلوب : خبر پیش کرنے کا انداز

38۔ تحریری اسلوب : لکھنے کا انداز

39۔ گفتاری اسلوب : بولنے کا انداز

40۔ مؤثریت : اثر پیدا کرنے کی صلاحیت

41۔ رسائی : پہنچنے کی صلاحیت

42۔ نشری وقت : پروگرام یا خبر نشر ہونے کا وقت

43۔ خبری مواد : خبروں پر مشتمل مواد

44۔ عوامی آگاہی : عوام میں شعور اور معلومات

45۔ ابلاغی ذریعہ : معلومات پہنچانے کا وسیلہ

15.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ خبر کے مفہوم اور اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالیے۔

2۔ اخباری خبر اور ریڈیو خبر کی خصوصیات کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

3۔ اخبار اور ریڈیو کی پیشکش کے بنیادی فرق کو مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

4۔ اخباری خبر کی ساخت اور ریڈیو خبر کی ساخت میں فرق بیان کیجیے۔

5۔ ریڈیو خبر میں سادہ زبان اور اختصار کی اہمیت پر بحث کیجیے۔

6۔ قارئین اور سامعین کی ضروریات میں موجود فرق کی وضاحت کیجیے۔

7۔ خبر کی ترسیل میں ریڈیو کی افادیت کا جائزہ لیجیے۔

8۔ اخبارات کے فوائد اور حدود پر تفصیلی نوٹ تحریر کیجیے۔

9۔ ریڈیو کی خبر میں صوتی اثرات، لہجے اور تلفظ کی اہمیت بیان کیجیے۔

10۔ جدید دور میں اخبارات اور ریڈیو کی اہمیت پر تنقیدی تبصرہ کیجیے۔

11۔ نشری صحافت اور مطبوعاتی صحافت کے درمیان فرق واضح کیجیے۔

12۔ اخبارات اور ریڈیو کو عوامی آگاہی کے ذرائع کے طور پر واضح کیجیے۔

13۔ خبر کی مؤثر پیشکش میں زبان و اسلوب کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

14۔ اخبارات اور ریڈیو کی ابلاغی افادیت کا تقابلی مطالعہ پیش کیجیے۔

15۔ موجودہ ڈیجیٹل دور میں اخبارات اور ریڈیو کے مستقبل پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

15.7 مشقی سوالات

1۔ خبر سے کیا مراد ہے؟

2۔ ریڈیو خبر کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

3۔ اخباری خبر میں سرخی کی کیا اہمیت ہے؟

4۔ سامع اور قاری میں کیا فرق ہے؟

5۔ صوتی اثرات سے کیا مراد ہے؟

6۔ اختصار کیوں ضروری ہے؟

7۔ نشری صحافت کیا ہے؟

8۔ مطبوعاتی صحافت کی تعریف کیجیے۔

9۔ ریڈیو خبر میں لہجے کی اہمیت کیا ہے؟

10۔ خبر کی ترسیل سے کیا مراد ہے؟

15.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

15.8.1 سرگرمی 1 کے جوابات

خالی جگہیں پُر کیجیے

1۔اخبار میں خبر تحریری صورت میں پیش کی جاتی ہے۔

2۔ریڈیو میں خبر آواز کے ذریعے سامع تک پہنچتی ہے۔

3۔اخباری خبر میں تفصیل اور پس منظر کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے۔

4۔ریڈیو خبر کی زبان سادہ، مختصر اور رواں ہونی چاہیے۔

5۔اخبار کا قاری خبر کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔

6۔ریڈیو کا سامع خبر کو عموماً ایک ہی بار سنتا ہے۔

7۔ریڈیو خبر میں آواز، لہجہ اور تلفظ خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

8۔اخبار بصری ذریعہ ہے جبکہ ریڈیو صوتی ذریعہ ہے۔

15.8.2 سرگرمی 2 کے جوابات

صحیح یا غلط

1۔ اخبار اور ریڈیو دونوں میں خبر پیش کرنے کا طریقہ مکمل طور پر یکساں ہوتا ہے۔ (غلط)

2۔ اخباری خبر میں تفصیلی معلومات شامل کی جاسکتی ہیں۔ (صحیح)

3۔ ریڈیو خبر میں طویل اور پیچیدہ جملے استعمال کرنا بہتر سمجھا جاتا ہے۔ (غلط)

4۔ ریڈیو کی خبر سامع تک آواز کے ذریعے پہنچتی ہے۔ (صحیح)

5۔ اخبار کی خبر کو دوبارہ پڑھا جاسکتا ہے۔ (صحیح)

6۔ ریڈیو میں وقت کی پابندی بہت اہم ہوتی ہے۔ (صحیح)

7۔ صوتی اثرات ریڈیو کی پیشکش کو زیادہ مؤثر بنا سکتے ہیں۔ (صحیح)

8۔ جدید دور میں اخبارات اور ریڈیو اپنی تمام اہمیت کھو چکے ہیں۔ (غلط)

15.8.3 مشقی سوالات کے جوابات

1۔ خبر سے کیا مراد ہے؟

جواب: خبر کسی نئے، اہم اور عوامی دلچسپی کے حامل واقعے یا اطلاع کو کہا جاتا ہے جو عوام کو حالات و واقعات سے آگاہ کرے۔

2۔ ریڈیو خبر کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

جواب: ریڈیو خبر کی زبان سادہ اور مختصر ہوتی ہے۔اس کے علاوہ اس میں آواز، لہجے اور تلفظ کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔

3۔ اخباری خبر میں سرخی کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: سرخی خبر کا خلاصہ اور تعارف ہوتی ہے۔ یہ قاری کی توجہ اپنی جانب مبذول کرتی ہے اور خبر کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

4۔ سامع اور قاری میں کیا فرق ہے؟

جواب: سامع خبر کو سنتا ہے جبکہ قاری خبر کو پڑھتا ہے۔ سامع خبر کو عموماً ایک بار سنتا ہے جبکہ قاری اسے بار بار پڑھ سکتا ہے۔

5۔ صوتی اثرات سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ آوازیں یا صوتی عناصر جو کسی خبر یا پروگرام کی مؤثریت اور دلچسپی میں اضافہ کریں، صوتی اثرات کہلاتے ہیں۔

6۔ اختصار کیوں ضروری ہے؟

جواب: اختصار خبر کو مختصر، واضح اور مؤثر بناتا ہے، خاص طور پر ریڈیو صحافت میں جہاں وقت محدود ہوتا ہے۔

7۔ نشری صحافت کیا ہے؟

جواب: ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے خبروں اور معلومات کی ترسیل کو نشری صحافت کہا جاتا ہے۔

8۔ مطبوعاتی صحافت کی تعریف کیجیے۔

جواب: اخبارات، رسائل اور جرائد کے ذریعے معلومات اور خبروں کی اشاعت کو مطبوعاتی صحافت کہا جاتا ہے۔

9۔ ریڈیو خبر میں لہجے کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: لہجہ خبر کو مؤثر اور قابلِ فہم بناتا ہے اور سامعین کی توجہ برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

10۔ خبر کی ترسیل سے کیا مراد ہے؟

جواب: خبر یا معلومات کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام تک پہنچانے کے عمل کو خبر کی ترسیل کہا جاتا ہے۔

11۔ اخباری خبر کی خصوصیات بیان کیجیے۔

جواب: اخباری خبر تحریری شکل میں پیش کی جاتی ہے۔ اس میں تفصیل، پس منظر، اعداد و شمار، تصاویر اور حوالہ جات شامل کیے جا سکتے ہیں۔ قاری خبر کو بار بار پڑھ سکتا ہے اور اسے بطور دستاویزی ریکارڈ استعمال کر سکتا ہے۔

12۔ ریڈیو خبر کی خصوصیات پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

جواب: ریڈیو خبر آواز کے ذریعے سامعین تک پہنچتی ہے۔ اس کی زبان سادہ، مختصر اور عام فہم ہوتی ہے۔ ریڈیو خبر میں فوری ترسیل، واضح

تلفظ، مناسب لہجہ اور اختصار کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے تا کہ سامع پہلی مرتبہ سننے پر ہی خبر کو سمجھ سکے۔

13۔ اخبارات اور ریڈیو کی پیشکش کا تقابلی جائزہ پیش کیجیے۔

جواب: اخبار تحریری ذریعہ ابلاغ ہے جبکہ ریڈیو صوتی ذریعہ ابلاغ ہے۔ اخبار میں تفصیلی خبر، پس منظر اور تجزیے کی گنجائش ہوتی ہے جبکہ ریڈیو میں مختصر، سادہ اور فوری انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ اخبار قاری کو دوبارہ مطالعے کی سہولت دیتا ہے جبکہ ریڈیو فوری سماعت پر انحصار کرتا ہے۔

14۔ خبر کی ساخت میں اخبار اور ریڈیو کے فرق کو واضح کیجیے۔

جواب: اخبار میں خبر نسبتاً تفصیلی اور تحریری اسلوب میں لکھی جاتی ہے، جبکہ ریڈیو میں مختصر، رواں اور گفتاری انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ ریڈیو کی ساخت سامع کی فوری تفہیم کو مدنظر رکھ کر ترتیب دی جاتی ہے۔

15۔ جدید دور میں ریڈیو کی اہمیت پر بحث کیجیے۔

جواب: اگرچہ ڈیجیٹل میڈیا کا دور ہے، تاہم ریڈیو آج بھی معلومات کی فوری ترسیل، کم لاگت اور دور دراز علاقوں تک رسائی کی وجہ سے اہمیت رکھتا ہے۔ قدرتی آفات اور ہنگامی حالات میں ریڈیو ایک مؤثر ذریعہ ابلاغ ثابت ہوتا ہے۔

15.9 امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔ عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت، صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل و ابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت و رفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 16 ٹیلی ویژن کی صحافت اور تکنیک: ایک تعارف

16.0 اغراض ومقاصد

16.1 تعارف

16.2 ٹیلی ویژن صحافت: مفہوم اور ارتقا

16.2.1 سرگرمی 1 خالی جگہیں پُر کیجیے

16.3 ٹیلی ویژن صحافت کی تکنیک

16.3.1 سرگرمی 2

16.4 عمومی جائزہ

16.5 فرہنگ

16.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

16.7 مشقی سوالات

16.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

16.9 امدادی کتب

16.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ ٹیلی ویژن صحافت کے مفہوم، اہمیت اور ارتقا کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ جان سکیں گے کہ ٹیلی ویژن صحافت دیگر ذرائع ابلاغ سے کس طرح مختلف ہے اور یہ عوام تک اطلاعات اور خبروں کی ترسیل میں کیا کردار ادا کرتی ہے۔ اس کے

علاوہ آپ ٹیلی ویژن کی بصری اور صوتی خصوصیات، خبر کی پیشکش کے انداز اور اس کے بنیادی تقاضوں سے بھی واقفیت حاصل کریں گے۔ اس سبق کے ذریعے آپ ٹیلی ویژن صحافت کی تکنیکی جہات، مثلاً کیمرہ، آواز، نیوز اینکر، رپورٹر اور ویڈیو ایڈیٹنگ کی اہمیت کو سمجھ سکیں گے۔ آپ یہ بھی جان سکیں گے کہ جدید دور میں ٹیلی ویژن صحافت کس طرح بدل رہی ہے اور نئی ٹیکنالوجی نے اس شعبے پر کیا اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس سبق کے اختتام پر آپ ٹیلی ویژن صحافت کے فوائد، حدود اور عملی تقاضوں کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔

16.1 تعارف

ذرائع ابلاغ کے جدید دور میں ٹیلی ویژن کو ایک نہایت مؤثر اور مقبول ذریعہ؟ ابلاغ کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ایسا وسیلہ ہے جو آواز اور تصویر دونوں کو یکجا کر کے معلومات، تعلیم، تفریح اور خبروں کو عوام تک پہنچاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کی یہ خصوصیت اسے اخبارات اور ریڈیو کے مقابلے میں زیادہ مؤثر بناتی ہے کیونکہ ناظر نہ صرف خبر سنتا ہے بلکہ متعلقہ مناظر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ ٹیلی ویژن صحافت نے دنیا بھر میں خبر رسانی کے طریقۂ کار کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ماضی میں لوگ خبروں کے لیے اخبارات یا ریڈیو پر انحصار کرتے تھے، لیکن ٹیلی ویژن کی آمد کے بعد واقعات کو براہِ راست دیکھنا ممکن ہو گیا۔ اس سے خبر کی صداقت، اثر پذیری اور عوامی دلچسپی میں اضافہ ہوا۔ موجودہ دور میں ٹیلی ویژن صحافت صرف خبر پڑھنے تک محدود نہیں رہی بلکہ اس میں لائیو کوریج، خصوصی رپورٹس، ٹاک شوز، تجزیاتی پروگرام اور دستاویزی فلمیں بھی شامل ہو چکی ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی نے اس شعبے کو مزید ترقی دی ہے اور آج ٹیلی ویژن صحافت ابلاغِ عامہ کا ایک اہم ستون سمجھی جاتی ہے۔

16.2 ٹیلی ویژن صحافت: مفہوم اور ارتقا:

ٹیلی ویژن صحافت ذرائع ابلاغ کی وہ شاخ ہے جس میں خبروں اور معلومات کو آواز اور تصویر کے امتزاج کے ساتھ ناظرین تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ صحافت کی جدید اور مؤثر صورت ہے جو خبر کو زیادہ واضح، دلچسپ اور قابلِ فہم بناتی ہے۔ ٹیلی ویژن صحافت کی کامیابی کا راز اس کی بصری قوت میں پوشیدہ ہے، کیونکہ ناظر واقعے کو صرف سنتا ہی نہیں بلکہ اسے دیکھ بھی سکتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ ٹیلی ویژن صحافت نے نمایاں ترقی کی ہے۔ ابتدا میں محدود نشریات ہوتی تھیں، لیکن آج سیٹلائٹ چینلز، ڈیجیٹل نشریات اور لائیو کوریج نے اسے عالمی سطح پر ایک طاقتور ذریعہ؟ ابلاغ بنا دیا ہے۔

ٹیلی ویژن صحافت کا مفہوم: ٹیلی ویژن صحافت سے مراد وہ صحافتی سرگرمیاں ہیں جن کے ذریعے خبروں، واقعات اور معلومات کو ٹیلی

ویژن کے ذریعے عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔اس میں خبر نویسی، رپورٹنگ، اینکرنگ، ویڈیو ریکارڈنگ اور نشریات کے مختلف مراحل شامل ہوتے ہیں۔ٹیلی ویژن صحافت کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خبر کو آواز اور تصویر کے امتزاج کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ناظرین پر اس کا اثر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور وہ خبر کو بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔

ہندوستان میں ٹیلی ویژن صحافت کا تاریخی پس منظر: ٹیلی ویژن کی ایجاد بیسویں صدی کی اہم سائنسی کامیابیوں میں شمار ہوتی ہے۔ابتدا میں ٹیلی ویژن تفریح اور معلومات کی محدود ترسیل کا ذریعہ تھا،لیکن جلد ہی اسے خبر رسانی کے لیے بھی استعمال کیا جانے لگا۔وقت گزرنے کے ساتھ ٹیلی ویژن صحافت نے ترقی کی اور دنیا کے بیشتر ممالک میں نیوز چینلز قائم ہو گئے۔ ہندوستان میں دوردرشن نے ٹیلی ویژن صحافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا،جبکہ بعد ازاں نجی نیوز چینلز کے قیام سے اس شعبے میں مزید وسعت پیدا ہوئی۔آج ٹیلی ویژن صحافت عالمی سطح پر اطلاعات کی فوری ترسیل کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکی ہے۔ ہندوستان میں ٹیلی ویژن کی عمر اب چار دہائیوں سے زیادہ ہو چکی ہے۔ان برسوں میں ترسیل و ابلاغ کے اس جدید ذریعے نے ہمارے ملک میں ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں زیادہ ترقی کی ہے۔یہ ترقی تکنیک اور مواد دونوں کے اعتبار سے ہوئی ہے۔ٹیلی ویژن سیٹس مہنگے اور عام آدمی کی پہنچ سے دور ہونے کی وجہ سے گرچہ شروع میں اس کی ترقی کی رفتار کم تھی مگر بہت جلد منظر نامہ بدلا اور ہندوستان ٹیلی ویژن نے اپنا اثر و رسوخ بڑھا لیا۔اب ہندوستانی ٹیلی ویژن دنیا کے بہترین اور وسیع نیٹ ورک کے طور پر اپنی پہچان اور مقام بنا چکا ہے۔

15 ستمبر 1959ء کو یونیسکو (UNESCO) کی مدد سے تجرباتی طور پر دہلی میں ٹیلی ویژن کی نشریات شروع کی گئیں۔اس وقت تک اس کی حد دہلی شہر کے کچھ علاقوں تک تھی اور ہفتے میں صرف ایک گھنٹے کے لیے پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوتا تھا۔اس ایک گھنٹے میں تعلیمی، معلوماتی اور تفریحی پروگرام پیش کیے جاتے تھے اور یہ پروگرام صرف دہلی میں چند جگہوں پر کمیونٹی ویونگ سیٹس (Community Viewing Sets) کے ذریعے دیکھے جا سکتے تھے اور یہ سیٹس چند کلبوں میں ہی مہیا تھے۔1961ء میں تجرباتی طور پر اسکول ٹیلی ویژن شروع کیا گیا جس سے طلبہ اور اساتذہ کی ایک بڑی تعداد ٹیلی ویژن کے قریب اسکول ٹی وی (STV) اس وقت بھی مقامی اسکولوں کے نصاب کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر چلایا جاتا تھا اور امید کی جاتی تھی کہ اس کے ذریعے تربیت یافتہ اساتذہ اور خاص طور پر اسکولوں میں سائنس کی تجربہ گاہوں کی کمی کو کسی حد تک پورا کیا جا سکے گا۔اسکول ٹی وی سے ٹیلی ویژن کی ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں۔1959،یعنی ہندوستان میں ٹیلی ویژن کے آغاز سے 1965ء تک نشریات کا وقت ہفتے میں ایک گھنٹہ رہا 15 اگست 1965ء سے نشریات روزانہ ایک گھنٹے ہونے لگیں۔

دہلی کے بعد 1972ء میں ممبئی میں ٹیلی ویژن کا دوسرا مرکز قائم کیا گیا۔ممبئی میں ٹیلی ویژن سنٹر کا قیام ہندوستان میں ٹیلی ویژن کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل ہے۔ ٹیلی ویژن کا ممبئی سینٹر ہندوستان میں پیشہ ورانہ مہارت کا پہلا سنٹر ہے۔ممبئی سنٹر کا لگ بھگ سارا ساز وسامان مغربی جرمنی نے ہندوستان کو تحفے میں دیا تھا۔شروع میں اس کی نشریات روزانہ ڈیڑھ گھنٹے کے لیے تھیں لیکن کچھ عرصے بعد اس میں اضافہ کر دیا گیا اور پروگراموں کی نوعیت میں کچھ تبدیلی کر کے اسے مزید وسعت دی گئی۔ممبئی میں ٹی وی سنٹر کے قائم ہونے کے بعد ایک سال کے اندر ہی پونے میں پہلا ریلے سنٹر قائم کیا گیا جس سے ممبئی ٹی وی کے پروگرام ریلے کیے جانے ے لگے اور اس کی وجہ سے ممبئی سنٹر کے پروگرام مہاراشٹر کے دیہی علاقوں تک پہنچ گئے۔اس ریلے سنٹر کے قیام سے پہلے مبئی ٹی وی کی نشریات ممبئی شہر تک محدود تھیں اس لیے بیشتر پروگرام شہری مسائل، ضروریات اور دلچسپیوں کو دھیان میں رکھ کر ترتیب دیے جاتے تھے لیکن جب پروگرام دیہی علاقوں تک پہنچنے لگے تو پروگرام میں گاؤں کی ضروریات، ماحول اور مسائل کا خاص خیال رکھا جانے لگا۔ پروگراموں کی اس توسیع وترمیم سے ٹی وی کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔

ذرائع ابلاغ میں ٹیلی ویژن کی اہمیت: ٹیلی ویژن ذرائع ابلاغ کا ایک طاقتور وسیلہ ہے کیونکہ یہ بیک وقت سننے اور دیکھنے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔اس کے ذریعے ناظرین کو نہ صرف معلومات حاصل ہوتی ہیں بلکہ وہ واقعات کے مناظر بھی دیکھ سکتے ہیں،جس سے خبر زیادہ مؤثر اور قابلِ یقین محسوس ہوتی ہے۔قدرتی آفات، سیاسی واقعات، کھیلوں کے مقابلوں اور قومی تقریبات کی براہِ راست کوریج میں ٹیلی ویژن کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔اسی وجہ سے یہ عوامی آگاہی اور رائے عامہ کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

ٹیلی ویژن صحافت کی خصوصیات: ٹیلی ویژن صحافت کی سب سے نمایاں خصوصیت بصری اور صوتی عناصر کا امتزاج ہے۔اس میں خبر کو تصاویر، ویڈیوز، گرافکس اور آواز کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔اس وجہ سے خبر زیادہ مؤثر اور یادگار بن جاتی ہے۔ ٹیلی ویژن صحافت کی دیگر خصوصیات میں فوری ترسیل، براہِ راست نشریات، وسیع رسائی، عوامی دلچسپی اور اثر پذیری شامل ہیں۔ یہ خصوصیات اسے جدید ذرائع ابلاغ میں ایک منفرد مقام عطا کرتی ہیں۔

ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کا تقابلی جائزہ: اخبار تحریری ذریعہ ابلاغ ہے، ریڈیو صوتی ذریعہ ہے جبکہ ٹیلی ویژن بصری اور صوتی دونوں خصوصیات کا حامل ہے۔اخبار میں قاری خبر پڑھتا ہے، ریڈیو میں سامع خبر سنتا ہے جبکہ ٹیلی ویژن میں ناظر خبر کو دیکھتا اور سنتا دونوں ہے۔ اسی وجہ سے ٹیلی ویژن کی خبر نسبتاً زیادہ مؤثر سمجھی جاتی ہے، اگرچہ اخبارات تفصیلی معلومات اور ریڈیو فوری رسائی کے اعتبار سے اپنی الگ اہمیت رکھتے ہیں۔

ٹیلی ویژن صحافت کے بنیادی تقاضے: ٹیلی ویژن صحافت میں درست معلومات، بروقت ترسیل، مؤثر پیشکش اور تکنیکی مہارت بنیادی تقاضوں میں شامل ہیں۔ ایک کامیاب ٹیلی ویژن صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ خبر کی اہمیت کو سمجھے، مؤثر انداز میں گفتگو کر سکے اور جدید تکنیکی آلات کے استعمال سے واقف ہو۔ اس کے علاوہ زبان کی سادگی، تلفظ کی درستگی، کیمرے کے سامنے اعتماد اور پیشہ ورانہ اخلاقیات کی پابندی بھی ٹیلی ویژن صحافت کے اہم تقاضے ہیں۔

16.2.1 سرگرمی: 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

1۔ ٹیلی ویژن صحافت میں خبر _____ اور آواز کے ذریعے پیش کی جاتی ہے۔

2۔ ٹیلی ویژن ایک _____ اور صوتی ذریعۂ ابلاغ ہے۔

3۔ ہندوستان میں ٹیلی ویژن صحافت کے فروغ میں _____ نے اہم کردار ادا کیا۔

4۔ ٹیلی ویژن صحافت کی ایک اہم خصوصیت _____ نشریات ہیں۔

5۔ ٹیلی ویژن میں ناظر خبر کو دیکھتا بھی ہے اور _____ بھی ہے۔

6۔ درست معلومات اور بروقت ترسیل ٹیلی ویژن صحافت کے بنیادی _____ ہیں۔

7۔ خبر کی مؤثر پیشکش کے لیے درست _____ ضروری ہے۔

8۔ ٹیلی ویژن صحافت جدید ذرائع ابلاغ کی ایک _____ صورت ہے۔

16.3 ٹیلی ویژن صحافت کی تکنیک

ٹیلی ویژن صحافت صرف خبر جمع کرنے یا تحریر کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل فنی اور تکنیکی عمل ہے۔ اس میں خبر کی تیاری، ویڈیو ریکارڈنگ، آواز کی ترتیب، ایڈیٹنگ اور مؤثر پیشکش جیسے متعدد مراحل شامل ہوتے ہیں۔ چونکہ ٹیلی ویژن بصری اور صوتی دونوں عناصر کا امتزاج ہے، اس لیے اس میں تکنیکی مہارت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ جدید ٹیلی ویژن صحافت میں کیمرے، مائیکروفون، روشنی، گرافکس، ویڈیو

ایڈیٹنگ اور براہِ راست نشریات جیسے عوامل خبر کی مؤثریت کو بڑھاتے ہیں۔ یہی عناصر ٹیلی ویژن صحافت کو دیگر ذرائع ابلاغ سے ممتاز بناتے ہیں۔ ٹیلی ویژن خبر کی ساخت عام طور پر مختصر، جامع اور مؤثر ہوتی ہے۔ خبر کا آغاز اہم معلومات سے کیا جاتا ہے تاکہ ناظر فوراً خبر کے مرکزی نکتے کو سمجھ سکے۔ اس کے بعد متعلقہ تفصیلات، ویڈیو مناظر، بیانات اور پس منظر شامل کیا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن خبر کی تیاری میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ تحریر اور تصویر ایک دوسرے کی تکمیل کریں۔ اگر خبر میں کسی واقعے کے مناظر موجود ہوں تو اس کی اثر پذیری مزید بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے ٹیلی ویژن خبر کو صرف تحریری مواد نہیں بلکہ بصری مواد کے ساتھ مربوط انداز میں ترتیب دیا جاتا ہے۔

کیمرہ اور بصری اظہار: کیمرہ ٹیلی ویژن صحافت کا بنیادی آلہ ہے۔ اس کے ذریعے واقعات، مناظر اور شخصیات کو محفوظ کیا جاتا ہے اور ناظرین تک پہنچایا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن کی خبر میں تصویر کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ناظر اکثر انہی مناظر کی بنیاد پر واقعے کا اندازہ لگاتا ہے۔ مؤثر کیمرہ ورک خبر کی ساکھ اور دلچسپی میں اضافہ کرتا ہے۔ مختلف زاویوں، شاٹس اور تصویری ترتیب کے ذریعے خبر کو زیادہ مؤثر اور پرکشش بنایا جاسکتا ہے۔ اسی لیے ایک کامیاب ٹیلی ویژن صحافی کے لیے بنیادی بصری شعور اور کیمرے کی سمجھ ضروری سمجھی جاتی ہے۔

آواز اور پیشکش کی اہمیت: ٹیلی ویژن صحافت میں آواز خبر کی وضاحت اور اثر پذیری کا اہم ذریعہ ہے۔ واضح تلفظ، مناسب رفتار، درست لہجہ اور مؤثر اندازِ بیان ناظرین کی توجہ برقرار رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ خبر پڑھنے والے کی آواز ناظرین پر براہِ راست اثر ڈالتی ہے۔ اگر آواز غیر واضح یا بے ربط ہو تو خبر کی اہمیت کم ہوسکتی ہے۔ اسی وجہ سے ٹیلی ویژن صحافت میں وائس اوور، اینکر نگ اور آڈیو کوالٹی کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔

نیوز اینکر اور رپورٹر کا کردار: نیوز اینکر اور رپورٹر ٹیلی ویژن صحافت کے نمایاں کردار ہیں۔ اینکر اسٹوڈیو سے خبروں کی پیشکش کرتا ہے، مختلف پروگراموں کی میزبانی کرتا ہے اور ناظرین کو مختلف موضوعات سے آگاہ کرتا ہے۔ دوسری جانب رپورٹر میدانِ عمل میں جا کر معلومات جمع کرتا ہے، انٹرویوز کرتا ہے اور موقع پر موجود حقائق کو ناظرین تک پہنچاتا ہے۔ ایک کامیاب رپورٹر میں مشاہدے کی قوت، تحقیق کی صلاحیت اور مؤثر ابلاغ کی مہارت ہونا ضروری ہے۔ اینکر اور رپورٹر دونوں مل کر خبر کو مکمل اور قابلِ اعتماد بناتے ہیں۔

ویڈیو ایڈیٹنگ اور خبر کی تیاری: ویڈیو ایڈیٹنگ ٹیلی ویژن صحافت کا ایک اہم مرحلہ ہے۔ اس عمل میں مختلف ویڈیوز، آوازوں، تصاویر اور گرافکس کو ترتیب دے کر ایک مکمل خبر یا پروگرام تیار کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹنگ کا مقصد غیر ضروری مواد کو حذف کرنا اور اہم معلومات کو مؤثر انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ جدید کمپیوٹر سافٹ ویئرز کی مدد سے خبر کو زیادہ پرکشش، منظّم اور مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔ کامیاب ایڈیٹنگ خبر کے معیار اور ناظرین کی دلچسپی میں اضافہ کرتی ہے۔

جدید دور میں ٹیلی ویژن صحافت: ٹیکنالوجی کی ترقی نے ٹیلی ویژن صحافت کو نئی جہتیں عطا کی ہیں۔ اب سیٹلائٹ نشریات، ڈیجیٹل کیمرے، موبائل جرنلزم، آن لائن اسٹریمنگ اور سوشل میڈیا کے ذریعے خبریں زیادہ تیزی سے عوام تک پہنچ رہی ہیں۔ جدید دور میں ٹیلی ویژن چینلز صرف روایتی نشریات تک محدود نہیں رہے بلکہ ان کی موجودگی انٹرنیٹ اور مختلف ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر بھی نمایاں ہے۔ اس تبدیلی نے خبر رسانی کے عمل کو زیادہ تیز، مؤثر اور عالمی بنا دیا ہے۔

ٹیلی ویژن صحافت کے فوائد اور حدود: ٹیلی ویژن صحافت کا سب سے بڑا فائدہ اس کی بصری قوت ہے۔ ناظرین کسی واقعے کو براہِ راست دیکھ سکتے ہیں، جس سے خبر زیادہ مؤثر اور قابلِ یقین محسوس ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیلی ویژن عوامی آگاہی، تعلیم اور تفریح کا بھی ایک اہم ذریعہ ہے۔ تاہم اس کے بعض حدود بھی ہیں۔ ٹیلی ویژن نشریات کے لیے مہنگے آلات، تکنیکی وسائل اور تربیت یافتہ عملے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اوقات وقت کی کمی یا مسابقت کے دباؤ میں خبروں کی گہرائی متاثر ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود ٹیلی ویژن آج بھی دنیا کے مؤثر ترین ذرائع ابلاغ میں شمار ہوتا ہے۔

16.3.1 سرگرمی: 2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

درج جملوں کے آگے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ ٹیلی ویژن صحافت میں تصویر اور آواز دونوں شامل ہوتے ہیں۔ ( )

2۔ کیمرہ ٹیلی ویژن صحافت میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ( )

3۔ نیوز اینکر صرف میدانِ عمل میں رپورٹنگ کرتا ہے۔ ( )

4۔ ویڈیو ایڈیٹنگ خبر کی تیاری کا اہم مرحلہ ہے۔ ( )

5۔ واضح تلفظ اور مناسب لہجہ مؤثر پیشکش میں مدد دیتے ہیں۔ ( )

6۔ جدید دور میں ٹیلی ویژن صحافت صرف روایتی نشریات تک محدود ہے۔ ( )

7۔ رپورٹر کا کام معلومات جمع کرنا اور واقعات کی کوریج کرنا ہے۔ ( )

8۔ ٹیلی ویژن صحافت کی ایک بڑی خصوصیت اس کی بصری قوت ہے۔ ( )

16.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں ٹیلی ویژن صحافت کے مفہوم، ارتقا، اہمیت اور تکنیکی پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ابتدا میں ٹیلی ویژن صحافت کی تعریف، تاریخی پس منظر اور ذرائع ابلاغ میں اس کے مقام پر روشنی ڈالی گئی۔ اس کے بعد ٹیلی ویژن صحافت کی خصوصیات، دیگر ذرائع ابلاغ کے ساتھ اس کے تقابلی جائزے اور اس کے بنیادی تقاضوں کو بیان کیا گیا۔ سبق کے دوسرے حصے میں ٹیلی ویژن صحافت کی تکنیکی جہات پر گفتگو کی گئی۔ اس ضمن میں ٹیلی ویژن خبر کی ساخت، کیمرے کی اہمیت، آواز اور پیشکش کے اصول، نیوز اینکر اور رپورٹر کے کردار، ویڈیو ایڈیٹنگ اور جدید تکنیکی ترقیوں کا جائزہ لیا گیا۔ مزید برآں ٹیلی ویژن صحافت کے فوائد اور حدود کو بھی واضح کیا گیا۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ٹیلی ویژن صحافت جدید ابلاغی نظام کا ایک مؤثر اور طاقتور ذریعہ ہے۔ تصویر اور آواز کے امتزاج نے اسے عوامی آگاہی، خبر رسانی اور رائے عامہ کی تشکیل کا ایک اہم وسیلہ بنا دیا ہے۔

16.5 فرہنگ

1۔	ٹیلی ویژن صحافت	: ٹیلی ویژن کے ذریعے خبروں اور معلومات کی ترسیل
2۔	نشریات	: پروگراموں اور خبروں کا نشر ہونا
3۔	ناظر	: ٹیلی ویژن دیکھنے والا شخص
4۔	نیوز بلیٹن	: خبروں کا باقاعدہ نشری پروگرام
5۔	اینکر	: خبروں یا پروگرام کی میزبانی کرنے والا شخص
6۔	رپورٹر	: خبریں جمع کرنے اور پیش کرنے والا صحافی
7۔	کیمرہ	: تصاویر اور ویڈیوز ریکارڈ کرنے کا آلہ
8۔	کیمرہ مین	: کیمرہ چلانے والا فرد
9۔	ویڈیو	: متحرک تصویری ریکارڈ
10۔	بصری ابلاغ	: تصویر کے ذریعے معلومات کی ترسیل

11۔	صوتی ابلاغ	: آواز کے ذریعے معلومات کی ترسیل
12۔	وائس اوور	: ویڈیو پر ریکارڈ شدہ آواز
13۔	تلفظ	: الفاظ ادا کرنے کا طریقہ
14۔	لہجہ	: گفتگو کا مخصوص انداز
15۔	پیشکش	: معلومات پیش کرنے کا طریقہ
16۔	اسکرپٹ	: پروگرام یا خبر کا تحریری متن
17۔	لائیو کوریج	: براہِ راست نشری کوریج
18۔	براہِ راست نشریات	: BroadcastingLive
19۔	انٹرویو	: سوال و جواب پر مبنی گفتگو
20۔	ویڈیو ایڈیٹنگ	: ویڈیو مواد کی ترتیب و تدوین
21۔	گرافکس	: کمپیوٹر سے تیار کردہ بصری مواد
22۔	اسٹوڈیو	: نشریات کا مخصوص کمرہ
23۔	مائیکروفون	: آواز ریکارڈ کرنے کا آلہ
24۔	روشنی (Lighting)	: تصویری معیار بہتر بنانے کا انتظام
25۔	شاٹ	: کیمرے سے حاصل شدہ منظر
26۔	کلوزاپ	: قریب سے لیا گیا منظر
27۔	لانگ شاٹ	: دور سے لیا گیا منظر
28۔	فوٹیج	: ریکارڈ شدہ ویڈیو مواد
29۔	سیٹلائٹ نشریات	: مصنوعی سیاروں کے ذریعے نشریات
30۔	ڈیجیٹل میڈیا	: جدید ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ

31۔	موبائل جرنلزم	:	موبائل آلات کے ذریعے صحافت
32۔	خبرنویسی	:	خبر تحریر کرنے کا فن
33۔	خبر رساں ادارہ	:	خبریں فراہم کرنے والا ادارہ
34۔	ابلاغ	:	معلومات کی ترسیل
35۔	عوامی آگاہی	:	عوام میں شعور پیدا کرنا
36۔	رائے عامہ	:	عوام کی اجتماعی رائے
37۔	صحافتی اخلاقیات	:	صحافت کے اخلاقی اصول
38۔	غیر جانبداری	:	تعصب سے پاک طرزِ عمل
39۔	معروضیت	:	حقائق پر مبنی پیشکش
40۔	فوری ترسیل	:	جلد معلومات پہنچانے کا عمل
41۔	تکنیک	:	فنی طریقۂ کار
42۔	پروڈکشن	:	پروگرام کی تیاری کا عمل
43۔	نشری معیار	:	StandardsBroadcasting
44۔	میڈیا ہاؤس	:	نشریاتی یا صحافتی ادارہ
45۔	خبری تجزیہ	:	خبروں کا تفصیلی مطالعہ

16.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ ٹیلی ویژن صحافت کے مفہوم اور ارتقا پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

2۔ ذرائع ابلاغ میں ٹیلی ویژن کی اہمیت کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

3۔ ٹیلی ویژن صحافت کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے دیگر ذرائع ابلاغ سے اس کا تقابلی مطالعہ کیجیے۔

4۔ ٹیلی ویژن خبر کی ساخت اور اس کے بنیادی اجزاء کی وضاحت کیجیے۔

5۔ کیمرہ اور بصری اظہار کی اہمیت پر تفصیلی نوٹ تحریر کیجیے۔

6۔ آواز، تلفظ اور لہجے کا ٹیلی ویژن صحافت میں کیا کردار ہے؟

7۔ نیوز اینکر اور رپورٹر کے فرائض اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالیے۔

8۔ ویڈیو ایڈیٹنگ کی اہمیت اور اس کے مختلف مراحل بیان کیجیے۔

9۔ جدید دور میں ٹیلی ویژن صحافت کو درپیش مواقع اور چیلنجز کا جائزہ لیجیے۔

10۔ لائیو کوریج نے خبر رسانی کے عمل میں کیا تبدیلیاں پیدا کی ہیں؟

11۔ ٹیلی ویژن صحافت کے فوائد اور حدود پر تفصیلی بحث کیجیے۔

12۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے اثرات کو ٹیلی ویژن صحافت کے تناظر میں واضح کیجیے۔

13۔ عوامی آگاہی اور رائے عامہ کی تشکیل میں ٹیلی ویژن کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

14۔ ٹیلی ویژن صحافت میں پیشہ ورانہ مہارت اور تکنیکی تربیت کی اہمیت بیان کیجیے۔

15۔ موجودہ دور میں ٹیلی ویژن صحافت کے مستقبل پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

16.7 مشقی سوالات

1۔ ٹیلی ویژن صحافت سے کیا مراد ہے؟

2۔ ٹیلی ویژن صحافت کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

3۔ نیوز اینکر کا کیا کردار ہوتا ہے؟

4۔ رپورٹر کے دو فرائض لکھیے۔

5۔ لائیو کوریج سے کیا مراد ہے؟

6۔ ویڈیو ایڈیٹنگ کیا ہے؟

7۔ بصری ابلاغ کی تعریف کیجیے۔

8۔ مائیکروفون کی اہمیت کیا ہے؟

9۔ ٹیلی ویژن صحافت میں کیمرے کا کردار کیا ہے؟

10۔ موبائل جرنلزم کیا ہے؟

16.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

سرگرمی 1 کے جوابات

1۔تصویر

2۔بصری

3۔دوردرشن

4۔براہِ راست

5۔سنتا

6۔تقاضے

7۔تلفظ

8۔مؤثر

سرگرمی 2 کے جوابات

1۔صحیح 2۔غلط 3۔غلط 4۔صحیح 5۔صحیح

6۔غلط 7۔صحیح 8۔صحیح

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ ٹیلی ویژن صحافت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ٹیلی ویژن کے ذریعے خبروں اور معلومات کی ترسیل کو ٹیلی ویژن صحافت کہا جاتا ہے۔

2۔ ٹیلی ویژن صحافت کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

جواب: تصویر اور آواز کا امتزاج، اور براہِ راست نشریات۔

3۔ نیوز اینکر کا کیا کردار ہوتا ہے؟

جواب: نیوز اینکر خبروں کی پیشکش کرتا ہے اور ناظرین کو مختلف واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔

4۔ رپورٹر کے دو فرائض لکھیے۔

جواب: معلومات جمع کرنا اور واقعات کی کوریج کرنا۔

5۔ لائیو کوریج سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی واقعے کی براہِ راست نشری رپورٹنگ۔

6۔ ویڈیو ایڈیٹنگ کیا ہے؟

جواب: ویڈیو مواد کی ترتیب، تدوین اور تیاری کا عمل۔

7۔ بصری ابلاغ کی تعریف کیجیے۔

جواب: تصاویر اور مناظر کے ذریعے معلومات کی ترسیل بصری ابلاغ کہلاتی ہے۔

8۔ مائیکروفون کی اہمیت کیا ہے؟

جواب: یہ آواز کو ریکارڈ اور نشر کرنے میں مدد دیتا ہے۔

9۔ ٹیلی ویژن صحافت میں کیمرے کا کردار کیا ہے؟

جواب: کیمرہ واقعات اور مناظر کو ریکارڈ کر کے ناظرین تک پہنچاتا ہے۔

10۔ موبائل جرنلزم کیا ہے؟

جواب: موبائل فون اور دیگر پورٹیبل آلات کے ذریعے صحافتی سرگرمیاں انجام دینے کو موبائل جرنلزم کہتے ہیں۔

16.9 امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔نادر علی خاں۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 17 اردو کی ادبی صحافت: رسائل و جرائد

ساخت

17.0 اغراض و مقاصد

17.1 تعارف

17.2 اردو کی ادبی صحافت کا آغاز و ارتقاء

17.2.1 اردو کی ادبی صحافت میں جدید ادبی رجحانات

17.2.2 سرگرمی 1 خالی جگہیں پُر کیجیے.

17.3 اردو کے اہم ادبی رسائل و جرائد اور ان کی خدمات

17.3.1 تہذیب الخلاق،

17.3 ہمدرد، الہلال

17.3.2 سرگرمی 2 آؤ اپنی معلومات کو جانچیں

17.4 عمومی جائزہ

17.5 فرہنگ

17.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

17.7 مشقی سوالات

17.8 مشقی سوالات کے جوابات / جوابات سرگرمی

17.9 امدادی کتب

17.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ اردو کی ادبی صحافت کے مفہوم، ارتقا اور اہمیت کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ یہ جان سکیں گے کہ اردو زبان وادب کے فروغ میں ادبی صحافت نے کیا کردار ادا کیا اور مختلف ادبی رسائل وجرائد نے اردو ادب کی ترویج واشاعت میں کس طرح خدمات انجام دیں۔ اس سبق کے ذریعے آپ اردو کے معروف ادبی رسائل وجرائد، ان کے مقاصد، ادبی رجحانات اور علمی وتحقیقی خدمات سے بھی واقفیت حاصل کریں گے۔ مزید برآں آپ ادبی صحافت اور عام صحافت کے فرق، ادبی تحریکوں کے فروغ میں رسائل کے کردار اور موجودہ دور میں ادبی جرائد کی افادیت کا جائزہ لینے کے قابل ہو جائیں گے۔

17.1 تعارف

صحافت کسی بھی معاشرے کے فکری، سماجی، تہذیبی اور ادبی شعور کی عکاس ہوتی ہے۔ اردو صحافت نے برصغیر میں نہ صرف سیاسی اور سماجی بیداری پیدا کی بلکہ اردو زبان وادب کے فروغ اور ارتقا میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اردو کی ادبی صحافت دراصل صحافت کی وہ شاخ ہے جس کے ذریعے ادب، شاعری، تنقید، تحقیق، افسانہ، ناول اور دیگر ادبی موضوعات کو عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔ ادبی صحافت نے اردو زبان وادب کی ترویج، ادبی ذوق کی آبیاری اور فکری شعور کی بیداری میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اردو صحافت کا آغاز 1822ء میں کلکتہ سے شائع ہونے والے جامِ جہاں نما سے ہوا۔ اگرچہ اس کا بنیادی مقصد خبروں اور معلومات کی ترسیل تھا، تاہم اس نے اردو صحافت کی بنیاد مضبوط کی اور بعد کے اخبارات ورسائل کے لیے راہ ہموار کی۔ اس کے بعد دہلی اردو اخبار، سید الاخبار اور دیگر اخبارات منظرِ عام پر آئے جنہوں نے اردو زبان کے فروغ اور عوامی شعور کی بیداری میں اہم خدمات انجام دیں۔ رفتہ رفتہ اردو صحافت میں ادبی مضامین، شعری تخلیقات اور تنقیدی مباحث کو بھی جگہ ملنے لگی اور یوں ادبی صحافت کی ایک مضبوط روایت قائم ہوئی۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں اردو ادبی صحافت کو مزید استحکام حاصل ہوا۔ تہذیب الاخلاق نے سرسید احمد خاں کی قیادت میں اصلاحِ معاشرہ، جدید تعلیم اور فکری بیداری کو فروغ دیا۔ الہلال اور ہمدرد نے قومی شعور اور سیاسی بیداری کے ساتھ ساتھ ادبی صحافت کو بھی نئی سمت عطا کی، جبکہ زمیندار نے عوامی مسائل اور قومی جذبات کی ترجمانی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان اخبارات اور رسائل نے اردو نثر کے ارتقا اور فکری مباحث کے فروغ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

اردو ادبی صحافت کی ترقی میں مختلف ادبی رسائل وجرائد کا کردار بھی نہایت اہم رہا ہے۔ مخزن، معارف، نگار، ساقی، شاعر، ادبی دنیا اور

شب خون جیسے رسائل نے اردو ادب کے مختلف رجحانات، تحریکات اور تنقیدی مباحث کو فروغ دیا۔ ان رسائل نے نئے ادیبوں اور شاعروں کو متعارف کرایا، تحقیقی و تنقیدی مضامین شائع کیے اور اردو ادب کے علمی سرمائے میں نمایاں اضافہ کیا۔ یہی رسائل اردو زبان و ادب کی مختلف تحریکوں اور نظریات کے ترجمان بھی بنے۔ رسائل و جرائد کسی بھی زبان کے ادبی ورثے کے تحفظ، اشاعت اور فروغ کا مؤثر ذریعہ ہوتے ہیں۔ اردو زبان و ادب کی ترقی میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ اردو کی ادبی صحافت نے نہ صرف ادبی تخلیقات کو محفوظ کیا بلکہ مختلف ادوار کے فکری، تہذیبی اور ادبی رجحانات کو بھی آنے والی نسلوں تک منتقل کیا۔ اس لیے اردو کی ادبی صحافت اور اس سے وابستہ رسائل و جرائد کا مطالعہ اردو ادب کے طلبہ، محققین اور ناقدین کے لیے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سبق میں اردو کی ادبی صحافت کے ارتقا، اہم رسائل و جرائد اور اردو ادب کے فروغ میں ان کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

17.2 اردو کی ادبی صحافت کا آغاز وارتقا

اردو صحافت کا آغاز 1822ء میں کلکتہ سے جام جہاں نما ہفتہ وار کی اشاعت سے ہوا۔ اس کا بنیادی مقصد قارئیں کو معلوم فراہم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ عصر حاضر کے مسائل سے بھی روشناس کرتا تھا۔ ادبی صحافت سے قدر مختلف چیز ہے۔ اس لئے اس کا آغاز اردو صحافت کے آغاز سے 30 چالیس سال بعد ہوا۔ اس کے آغاز کا سہرا بھی اردو کے ان اخباروں کے سر ہے جن کو اردو کی جنم بھومی یا اردو کا گہواہ قرار دیا جاتا ہے۔ یعنی گنگا اور جمنا کے بیچ کا علاقہ اس علاقے کو اردو کی جنم بھومی کے ساتھ ہی ساتھ اردو زبان و ادب کے ارتقا کا مرکز بھی قرار دیا جاتا ہے۔ ادبی صحافت کو وجود میں لانے کی ابتدائی کوشش قدیم دہلی کالج میں انجام دی گئیں۔ اس کالج میں اردو کی ترقی کے لئے اور دوسری مقامی زبانوں کو فروغ دینے کے لئے ایک سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ اس سوسائٹی نے 1847ء میں محبّ ہند کے نام سے ماسٹر رام چندر کی ادارت میں ایک رسالہ جاری کیا۔ ماسٹر رام چندر کالج میں حساب کے پروفیسر اور سوسائٹی کے بڑے سرگرم رکن تھے۔ ماسٹر رام چندر چونکہ بڑے ذہین آدمی تھے اس لئے انہوں نے اس رسالے میں اردو شاعروں اور ادیبوں پر مضمون شائع کر کے اردو میں ادبی صحافت کی بنیاد رکھی اور اس رسالے کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے کلکتہ کالج کے منتظمین نے دو اور رسالے (قرآن السیدین) اور فوائد الناظرین 48-1847ء کے آس پاس جاری کئے۔ ان رسائل میں ادبی مضامین کے ساتھ ہی ساتھ اور دوسرے مضامین سے متعلق بھی مقالے شائع کئے جاتے تھے۔ تاہم یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قدیم دہلی کالج سے شائع ہونے والے یہ ادبی رسائل جزوی اعتبار سے ادبی تھے۔ مکمل طور پر ادبی رسائل جاری کرنے کا

سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب سے گلدستے شائع کرنے کی روایت شروع ہوئی۔ جن میں زیادہ شعر یا صرف غزلیں ہی شائع کی جاتی تھیں یہ رسائل اکثر ایسے موقع پر شائع کئے جاتے تھے۔ جب کوئی مشاعرہ ہوتا۔ چنانچہ مشاعرے کے موقعے پر پڑھے گئے کلام کو شائع کر کے گلدستے کے عنوان سے شائع کر کے خاص و عام تک پہنچایا جاتا تھا۔ اس طرح کے کئی گلدستے 1850ء سے پہلے دہلی میں شائع کئے گئے۔ اس طرح کا سب سے پہلا گلدستہ گل رعنا کے عنوان سے 1845ء میں مولوی عبدالحلیم نے شائع کیا۔ بعد میں یہ روایت لکھنؤ میں پہنچی جہاں اسے بہت تقویت ملی۔

ان حکومتوں میں شروع کی گئی روایت کو آگے بڑھانے کا کام سرسید کے تہذیب الاخلاق نے انجام دیا اس رسالے میں سرسید احمد نے ادبی اور تنقیدی مضامین شائع کر کے ادبی صحافت کو مضبوط بنیاد فراہم کرنے کی کوشش کی۔ اب تک ادبی صحافت کے ذریعے زیادہ شعری تخلیقات ہی پیش کی جاتی تھی۔ ان پر مضامین لکھے جاتے تھے مولانا عبدالحلیم شرر نے 1887ء میں ولگداز جاری کر کے ایک نئی روایت شروع کی یعنی اب شاعری کے مقابلے میں نثر کو ترجیح دی جانے لگی نثری تخلیقات کے ساتھ ہی ساتھ ان پر تنقیدی اور تخلیقی مضامین شائع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا اسی کے بعد میں عبدالحلیم کے اپنے ناول قسط وار بھی شائع ہوتے رہے۔ اسی زمانے میں اس دور کے ایک اور مایہ ناز ادیب رتن ناتھ سرشار نے ایک رسالہ خُم خانہ شرر کے نام سے جاری کیا اس میں بھی صرف ناول قسط وار شائع ہوتے تھے۔

ادبی صحافت کو اس وقت مزید ترقی کے مواقع حاصل ہوئے جب لکھنؤ پنچ کے نام اخبار و رسائل جاری ہونے لگے۔ ان اخباروں میں طنزیہ اور مزاحیہ مضامین اور تخلیقات شائع ہوتی تھیں۔ ان تخلیقات یا مضامین کا مقصد سماج کی اصلاح کرنا تھا۔ اسی زمانے میں 1855ء میں پورے مذاق کے عنوان سے ایک رسالی جاری ہوا اس نے بھی ادبی صحافت کو تقویت پہنچائی ایک اندازے کے مطابق اس زمانے میں تقریباً چالیس کے قریب رسائل و جرائد جاری کئے گئے۔ جن کا بنیادی مقصد ادبی صحافت کو پروان چڑھانا تھا۔ لیکن رسائل اور اخبارات میں سب سے زیادہ اہمیت اودھ پنچ کو حاصل ہے جس کو 1877ء میں سجاد حسین نے لکھنؤ سے جاری کیا۔ اسی زمانے میں سرسید پر طنزیہ اور مزاحیہ مضامین بھی شائع ہوتے تھے اور سرسید کی اس پالیسی کی شدید مخالفت کی جاتی تھی۔ جس کی روح سے مسلمانوں کو قومی سیاست میں حصہ لینے کا مشورہ دیا جاتا تھا۔ اس دور میں ایک اور اہم رسالہ زمانہ تھا جو 1903ء میں بریلی سے نکلا لیکن بعد میں کانپور منتقل ہو گیا۔ اس کے ایڈیٹر منشی دیا نرائن نگم تھے۔ اس ادبی رسالے کو عہد ساز رسالے کا درجہ حاصل ہے۔ اس رسالے نے اس زمانے کے مشاہیر ادیبوں کی خدمات حاصل کر کے ادبی صحافت کو فروغ دیا اور نظم و نثر دونوں میں ادبی صحافت کو پروان چڑھایا زمانے کے اجراح کے چند مہینوں بعد مولانا حسرتؔ موہانی نے اردوئے معلیٰ جاری کیا۔ یہ رسالہ علی گڑھ سے نکلتا تھا اور یہ بھی 1903ء میں شروع ہوا۔ اس میں نظم و نثر دونوں شائع ہوتے تھے۔ اس رسالے نے

جدوجہد آزادی میں بھی بڑا کردار ادا کیا۔اسی سال مولانا ابولکلام آزاد نے اپنا ماہوار رسالہ لسان الصدق 1903ء میں جاری کیا جو ادبی اور سماجی رسالہ تھا۔اس رسالے نے بھی اردوئے معلیٰ کی طرح قوم کی اصلاح کی طرف زیادہ توجہ دی اسی زمانے میں مولانا شبلی نعمانی نے لکھنؤ سے (الندو) جاری کیا اس میں ادبی مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔یہی کام بعد میں مولانا ابولکلام آزاد کے ایک دوسرے اخبار الہلال نے 1912ء میں انجام دیا۔

مخزن اور زمانہ دونوں کی قائم کی گئی روایت کو ادیب 1910ء نے آگے بڑھایا یہ الہ آباد سے اردو کے مشہو شاعر نوبت رائے کی ادارت میں نکلتا تھا پیارے لال شاکر اور عصر عظیم آبادی نے لکھنؤ سے العصر 1913ء اور صبح امید 1918ء میں جاری کئے۔العصر کو بعد میں پیارے لال شاکر اور صبح امید کو برج نرائن چکبست نے اور الناظر کو مولوی ظفر الملک نے بام عروج تک پہنچایا ان لوگوں نے ان رسائل میں اعلیٰ پائے کی تخلیقات اور تنقیدی مضامین شائع کئے۔1921ء میں انجمن ترقی اردو ہند جو 1903ء میں قائم ہو چکی تھی نے شبلی نعمانی کی ادارت میں اپنا ادبی وتخلیقی رسالہ اردو جاری کیا یہ اب بھی اردو ادب کے نام سے مسلسل نکل رہا ہے۔1922ء میں نیاز فتحپوری نے اپنا ماہوار رسالہ نگار آگرہ سے شروع کیا جو 1927ء میں لکھنؤ منتقل ہو گیا۔یہ اپنے دور کا سب سے اہم رسالہ تھا۔اس نے ادب کی نئی اقدار اور معیار کو پیدا کرنے کا کام انجام دیا۔اب تک ادبی صحافت بام عروج تک پہنچ چکی تھی۔اسی لئے ادبی صحافت کے لئے اسے سنہری دور کا نام دیا جاتا ہے۔اس دور کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانے میں دہلی ''ساقی'' اور تنویر لکھنؤ سے فروغ اردو آگرہ سے نقال بھوپال سے افکار اور جادو پٹنے سے جیح نو اور معاصر حیدرہ آباد سے سب رس اور صبا بمبئی سے ایشیا شاعر نوائے ادب اور نیا ادب رسائل جاری ہوئے۔لیکن اس دور میں جہاں تک ادبی صحافت کا تعلق ہے لاہور وہ جگہ ہے جسے مرکز قرار دینا چاہئے اور جہاں نیرنگ خیال، عالمگیر، ہمایوں ادبی دنیا، شاہکار، ادب لطیف اور سویرا جیسے ادبی رسائل جاری کئے گئے۔ان میں بہت سے رسائل پاکستان بننے کے بعد جاری رہے۔اور کچھ اب تک جاری ہیں۔کچھ رسائل جو آزادی کے پہلے ادھر ہندوستان میں نکلتے تھے۔وہ آزادی کے بعد پاکستان منتقل ہو گئے ان میں ساقی افکار اور نگار قابل ذکر ہیں۔

تاہم یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ آزادی کے بعد ہندوستان میں کئی نئے رسائل نے اس قدر خلا کو پر کرنے کی کوشش کی جو کچھ رسائل کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد ہو گیا تھا۔آج ہندوستان میں سب سے زیادہ اردو اخبار اور رسائل ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ مدت تک اردو ادب میں قابل قدر اضافہ کر کے بند ہو گئے۔ان میں شاہراہ دہلی، تحریک دہلی، تحریر دہلی، گفتگو بمبئی، شاہکار الہ آباد، اور کتاب لکھنؤ قابل ذکر ہیں۔آزادی کے بعد بہت سی اردو اکادمیوں اور سرکاری اداروں نے بھی رسائل جاری کئے۔ان میں آج کل، نئی دہلی، دلی دہلی، نیا دور اور کیڈیمی لکھنؤ زبان

وادب پٹنہ شیرازہ اورتعمیر سرینگراورامکان بمبئی آندھر پردیس اورقومی زبان حیدرآباد، پاسبان، چنڈی گڑھ تعمیر، ہریانہ چنڈی گڑھ اورایوان اردوقابل ذکر ہیں ان کے علاوہ دہلی سے کونسل برائے فروغ اردو نے بھی دورسالے اردو دنیااور تحقیق وتنقید جاری کئے۔

مندرجہ ذیل وضاحتوں سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اردوادبی صحافت بھی ترقی کی راہ پرگامزن ہے اورآئے دن ایسے رسائل شائع کئے جارہے ہیں کہ جن کا مقصد تحقیق وتنقید کوفروغ دینا ہے اس سب کوششوں سے ملک کی یونیورسٹیوں میں اردوشعبوں کا کام بھی کسی سے کم نہیں ہے اکثر شعبے سہ ماہی یاشش ماہی تحقیقی جرائد شائع کرتے ہیں جس سے شعبوں کی تحقیقی کاوشوں کوشائقین تک تک پہنچانے کا کام بحسن خوبی انجام دیاجاتا ہے۔اردو کی ادبی صحافت اردوادب کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔اس کے ذریعے ادبی افکار،تخلیقی رجحانات،تنقیدی مباحث اور تحقیقی سرگرمیاں قارئین تک پہنچتی رہی ہیں۔ادبی رسائل وجرائد نے مختلف ادوار میں نہ صرف ادب کوفروغ دیا بلکہ ادبی تحریکوں اورنظریات کی ترویج میں بھی بنیادی کردارادا کیا۔رسائل وجرائد نے ادیبوں،شاعروں،ناقدین اورمحققین کوایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا جہاں وہ اپنی تخلیقات اورافکار کوپیش کرسکیں۔یہی وجہ ہے کہ اردوادب کی ترقی میں ادبی صحافت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

ادبی صحافت سے مرادصحافت کی وہ شاخ ہے جوادب اورادبی سرگرمیوں سے متعلق موضوعات کواپنی توجہ کا مرکز بناتی ہے۔اس میں شاعری،افسانہ،ناول،ڈراما،تنقید،تحقیق اور دیگرادبی مباحث شامل ہوتے ہیں۔ادبی صحافت کا مقصدصرف معلومات فراہم کرنانہیں بلکہ ادبی ذوق کی تربیت،فکری شعور کی بیداری اورادبی اقدار کے فروغ میں معاونت کرنا بھی ہے۔اسی لیے ادبی صحافت کوادب اورصحافت کے حسین امتزاج کی حیثیت حاصل ہے۔اردو کی ادبی صحافت کا آغاز انیسویں صدی میں ہواجب مختلف اخبارات اوررسائل نے ادبی موادکی اشاعت کو اہمیت دیناشروع کی۔وقت کے ساتھ ادبی رسائل کی تعداد میں اضافہ ہوااورانہوں نے اردوزبان وادب کی ترقی میں نمایاں کردارادا کیا۔ابتدائی دور کے رسائل میں علمی،ادبی اوراصلاحی مضامین شائع ہوتے تھے۔ان رسائل نے اردونثر کی ترقی،ادبی شعور کی بیداری اورنئی نسل کی فکری تربیت میں اہم خدمات انجام دیں۔بعدازاں مختلف ادبی تحریکوں کے فروغ میں بھی ادبی صحافت نے مؤثر کردارادا کیا۔

اردوادبی صحافت اردوادب کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ رہی ہے۔اس نے ادیبوں اورشاعروں کواظہارِخیال کا موقع فراہم کیااورنئی تخلیقی صلاحیتوں کومنظرِ عام پرلانے میں مدد دی۔ادبی صحافت کے ذریعے نہ صرف ادبی تخلیقات شائع ہوئیں بلکہ تنقیدی مباحث،تحقیقی مقالات اورادبی نظریات بھی عام ہوئے۔اس طرح ادبی صحافت نے اردوادب کی فکری اورفنی ترقی میں اہم کردارادا کیا۔رسائل وجرائد ایسی مطبوعات ہیں جومقررہ وقفے کے بعد شائع ہوتی ہیں اورجن میں مختلف موضوعات پرمضامین،تحقیقی مقالات،ادبی تخلیقات،تبصرے اور دیگرموادشامل ہوتا

ہے۔ادبی رسائل کا بنیادی مقصد ادب کی اشاعت، ادبی مباحث کی ترویج اور ادبی تخلیقات کو قارئین تک پہنچانا ہوتا ہے۔یہی رسائل مختلف ادبی رجحانات اور تحریکوں کے ترجمان بھی بن جاتے ہیں۔رسائل و جرائد نے اردو ادبی صحافت کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔انہوں نے نئے لکھنے والوں کو متعارف کرایا، ادبی مباحث کو فروغ دیا اور ادب کے مختلف رجحانات کو عام کیا۔ادبی رسائل نے مختلف ادوار میں ادبی تحریکوں، مثلاً سرسید تحریک، ترقی پسند تحریک اور جدیدیت کو فروغ دینے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ان رسائل کے ذریعے ادبی نظریات اور فکری مباحث وسیع حلقوں تک پہنچے۔اردو زبان و ادب کے فروغ میں رسائل و جرائد کی خدمات بے حد اہم ہیں۔انہوں نے نہ صرف معیاری ادبی تخلیقات شائع کیں بلکہ ادبی تنقید، تحقیق اور ترجمہ نگاری کو بھی فروغ دیا۔بہت سے مشہور ادیبوں اور شاعروں کی ابتدائی تخلیقات ادبی رسائل ہی میں شائع ہوئیں۔اسی طرح مختلف ادبی مباحث، نظریات اور رجحانات کو عام کرنے میں بھی رسائل و جرائد نے اہم کردار ادا کیا۔اس لحاظ سے ادبی رسائل اردو ادب کی تاریخ کا قیمتی سرمایہ ہیں۔

17.2.1 اردو کی ادبی صحافت میں جدید ادبی رجحانات

اردو کی ادبی صحافت نے اردو زبان و ادب کے فروغ میں ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ادبی رسائل و جرائد نہ صرف ادب کی اشاعت کا ذریعہ رہے بلکہ انہوں نے ہر دور میں نئے ادبی رجحانات کو متعارف کرانے، فروغ دینے اور مستحکم کرنے میں بھی اہم خدمات انجام دیں۔اردو کی ادبی صحافت نے بدلتے ہوئے فکری، سماجی اور تہذیبی حالات کے مطابق ادب کو نئی جہت عطا کی۔ادبی صحافت کا بنیادی مقصد صرف ادبی تخلیقات کی اشاعت نہیں بلکہ ادبی شعور کی بیداری، تنقیدی فکر کی آبیاری اور نئے رجحانات کو فروغ دینا بھی ہے۔اردو کے ادبی رسائل و جرائد نے ہر دور میں ادب کے بدلتے ہوئے مزاج کو قارئین تک پہنچایا اور ادیبوں کو اظہار کا مؤثر پلیٹ فارم فراہم کیا۔اردو کی ادبی صحافت میں سب سے نمایاں جدید رجحان ترقی پسند ادب کا تھا۔ترقی پسند تحریک نے ادب کو سماجی حقیقتوں سے جوڑا۔غربت، استحصال، طبقاتی کشمکش، آزادی اور انسانی حقوق جیسے موضوعات ادب کا حصہ بنے۔ادبی رسائل جیسے ادب لطیف، ساقی اور نیا ادب نے ترقی پسند نظریات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ان رسائل میں شائع ہونے والے مضامین، افسانے اور نظمیں اس رجحان کے عکاس تھے۔

اس کے بعد اردو کی ادبی صحافت میں جدیدیت کا رجحان سامنے آیا۔جدیدیت نے ادب میں فرد کی داخلی دنیا، تنہائی، اضطراب اور نفسیاتی مسائل کو اہمیت دی۔اس رجحان نے اردو شاعری اور افسانے میں نئے اسلوب اور علامتی انداز کو فروغ دیا۔اس دور میں شب خون جیسے

رسالے نے جدید ادب کو مضبوط بنیاد فراہم کی۔ شمس الرحمٰن فاروقی کی ادارت میں شب خون نے جدید تنقیدی نظریات اور تخلیقی تجربات کو فروغ دیا۔ اردو کی ادبی صحافت میں ایک اور اہم رجحان تنقیدی شعور کا فروغ ہے۔ جدید رسائل و جرائد نے صرف تخلیقی ادب شائع نہیں کیا بلکہ تنقیدی اور تحقیقی مضامین کے ذریعے ادبی مباحث کو بھی وسعت دی۔ اس سے اردو ادب میں علمی سنجیدگی اور فکری گہرائی پیدا ہوئی۔

معاصر دور میں مابعد جدیدیت بھی اردو ادبی صحافت کا اہم رجحان بن چکی ہے۔ اس رجحان میں ادب کو مختلف زاویوں سے دیکھنے اور نئے بیانیے تشکیل دینے کا عمل سامنے آیا۔ جدید ادبی جرائد میں اب روایت، شناخت، ثقافت، نسائی شعور اور سماجی مسائل پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ آج کے دور میں اردو کی ادبی صحافت صرف مطبوعہ رسائل تک محدود نہیں رہی بلکہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز، آن لائن جرائد اور ویب پورٹلز تک پھیل چکی ہے۔ اس تبدیلی نے ادبی صحافت کے دائرہ کار کو مزید وسیع کیا ہے۔ اب ادب زیادہ تیزی سے قارئین تک پہنچ رہا ہے اور نئے ادبی رجحانات فوری طور پر منظر عام پر آ رہے ہیں۔ اردو کی ادبی صحافت میں جدید ادبی رجحانات کے فروغ کا ایک اہم پہلو نئی اصنافِ ادب کی پذیرائی بھی ہے۔ روایتی شاعری اور افسانے کے ساتھ ساتھ ادبی صحافت نے آزاد نظم، نثری نظم، جدید افسانہ، خاکہ نگاری، سفرنامہ اور انشائیہ جیسی اصناف کو بھی نمایاں مقام دیا۔ ادبی رسائل نے ان اصناف کے ذریعے ادب کے دائرہ کار کو وسیع کیا اور نئے موضوعات کو ادب کا حصہ بنایا۔

اسی طرح اردو کی ادبی صحافت میں نسائی ادب ایک مضبوط رجحان کے طور پر ابھرا ہے۔ جدید ادبی رسائل و جرائد نے خواتین قلم کاروں کو بھرپور اظہار کے مواقع فراہم کیے۔ اس کے نتیجے میں خواتین کے مسائل، ان کے تجربات اور سماجی حقیقتیں ادب میں زیادہ نمایاں ہوئیں۔ عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر اور فہمیدہ ریاض جیسے قلم کاروں کے افکار و خیالات کو ادبی صحافت کے ذریعے وسیع پیمانے پر پذیرائی ملی۔ اردو کی ادبی صحافت نے علاقائی اور بین الاقوامی ادبی رجحانات کو بھی اردو ادب میں متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف زبانوں کے ادب کے تراجم، تنقیدی مباحث اور تحقیقی مضامین کے ذریعے اردو قارئین کو عالمی ادبی تحریکوں سے روشناس کرایا گیا۔ اس عمل نے اردو ادب میں وسعت، تنوع اور فکری گہرائی پیدا کی۔ عصر حاضر میں ٹیکنالوجی نے ادبی صحافت کے مزاج کو بڑی حد تک تبدیل کر دیا ہے۔ اب روایتی رسائل و جرائد کے ساتھ ساتھ ای- میگزین، آن لائن جرائد، ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز بھی اردو ادبی صحافت کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس تبدیلی نے ادبی مواد تک رسائی کو نہایت آسان بنا دیا ہے۔ اب ایک قاری دنیا کے کسی بھی حصے میں بیٹھ کر اردو ادب سے جڑ سکتا ہے۔ ڈیجیٹل دور میں ادبی صحافت کا ایک نمایاں فائدہ یہ بھی ہے کہ نئے لکھنے والوں کو فوری طور پر اظہار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ پہلے کسی ادیب یا شاعر کو اپنی تخلیقات شائع کروانے کے لیے طویل انتظار کرنا پڑتا تھا، مگر اب آن لائن پلیٹ فارمز کے ذریعے تخلیقات جلد قارئین تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس سے اردو ادب میں نئ

آوازوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اگر چہ جدید ادبی صحافت نے بے شمار سہولتیں فراہم کی ہیں، تاہم اسے کئی چیلنجز کا بھی سامنا ہے۔ معیاری مواد کی کمی، سطحی تحریروں کا بڑھتا رجحان اور مطالعے میں کمی جیسے مسائل ادبی صحافت کے لیے چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود اردو کی ادبی صحافت مسلسل ترقی کر رہی ہے اور نئے تقاضوں کے مطابق خود کو ہم آہنگ بنا رہی ہے۔ یہ تمام رجحانات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اردو کی ادبی صحافت محض ادبی تخلیقات کی اشاعت تک محدود نہیں بلکہ یہ ادب، فکر اور شعور کی تشکیل میں ایک مؤثر قوت کے طور پر کام کر رہی ہے۔ یہی ادبی صحافت اردو ادب کو عصر حاضر سے ہم آہنگ رکھنے میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔ مختصراً، اردو کی ادبی صحافت جدید ادبی رجحانات کے فروغ کا ایک مؤثر ذریعہ رہی ہے۔ ادبی رسائل و جرائد نے ہر دور میں ادب کے بدلتے ہوئے رجحانات کو نہ صرف محفوظ کیا بلکہ انہیں ترقی بھی دی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کی ادبی صحافت آج بھی اردو ادب کی تشکیل و ترقی میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

17.2.2 سرگرمی: 1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے:

1۔ ادبی صحافت، صحافت کی وہ شاخ ہے جس کا تعلق _____ سے ہوتا ہے۔

2۔ اردو کی ادبی صحافت کا آغاز _____ صدی میں ہوا۔

3۔ رسائل و جرائد اردو ادب کے _____ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

4۔ ادبی رسائل نئے _____ کو متعارف کراتے ہیں۔

5۔ ترقی پسند تحریک کے فروغ میں ادبی _____ نے اہم کردار ادا کیا۔

6۔ رسائل و جرائد میں تحقیقی مقالات، مضامین اور ادبی _____ شائع ہوتی ہیں۔

7۔ ادبی صحافت ادب اور _____ کا حسین امتزاج ہے۔

8 اردو زبان و ادب کی ترقی میں ادبی _____ کی خدمات نمایاں ہیں۔

17.3. اردو کے اہم ادبی رسائل و جرائد اور ان کی خدمات

اردو ادب کی تاریخ میں متعدد رسائل و جرائد ایسے گزرے ہیں جنہوں نے زبان و ادب کی ترقی، ادبی شعور کی بیداری اور فکری رہنمائی

میں نمایاں کردار ادا کیا۔ان رسائل نے نہ صرف ادبی تخلیقات کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا بلکہ مختلف ادبی تحریکوں اور رجحانات کو بھی فروغ دیا۔ اردو کے بیشتر معروف ادیب، شاعر اور ناقد کسی نہ کسی ادبی رسالے سے وابستہ رہے ہیں۔ان رسائل نے ادب کے سنجیدہ مباحث کو عام کرنے اور نئی نسل کو ادبی روایت سے جوڑنے میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

اخبار ''سائنٹفک سوسائٹی'' علی گڑھ سے 30 مارچ 1866ء کو جاری ہوا۔اس اخبار کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔علامہ کیفی نے اس اخبار کے دونوں نام اخبار سائنٹفک سوسائٹی اردو اور انگریزی نام (Aligarh Institute Gazette) لکھے ہیں۔اس کی اصلاح کرنے یا غلط بنانے کے لئے مولوی عبدالرزاق راشد صاحب نے ایک مضمون رسالہ اردو میں شائع کیا تھا اور اس اخبار کے بارے میں انہوں نے لکھا تھا کہ علی گڑھ Institute کے نام سے 1866ء میں اخبار نہیں نکلا۔صحیح نام اخبار سائنٹفک سوسائٹی ہے۔راشد صاحب لکھتے ہیں کہ اس کی پہلی جلد حاجی اسمٰعیل خاں صاحب کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اخبار کا نام اخبار سائنٹفک سوسائٹی ہے۔انہوں نے اس اخبار کی پہلی جلد تو دیکھی ہوگی لیکن ان کی نظر انگریزی جعلی حرفوں پر نہیں پڑی اگر پڑتی تو وہ ایسی غلط بات نہیں کہتے کہ 1866ء میں علی گڑھ Institute کے نام سے اخبار نہیں نکلا۔اس اخبار کی جلد اول کا شمارہ مورخہ 4 جولائی 1866 ہے جس کے ایک ٹائٹل پیج کے ابتدائی حصے میں گول دائرے میں انگریزی زبان میں The aligarh Institute Gazette لکھا ہوا ہے اور ''اخبار سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ'' اردو میں درج ہے۔ان تمام شواہد سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ ''اخبار سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ'' (The Aligarh Institute Gazette) ایک ہی اخبار کے دو نام تھے چنانچہ 1868ء کی ابتداء میں ہی یہ اخبار ہفتے میں دو بار نکلنے لگا تھا۔اس اخبار کے ایڈیٹر خود سرسید مرحوم تھے۔مولوی محمد اسمٰعیل بھی ادارے میں شامل تھے اور منشی چکھن لال بھی انگریزی اخبارات کا ترجمہ کرتے تھے۔مولوی فیض الحسن اور گنگا پرشاد اردو کتابوں کا ترجمہ کرتے تھے۔کل عملہ پانچ سو روپیہ مہینہ تھا۔مولانا حالی حیات جاوید میں اس اخبار کی پالیسی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> ''شروع شروع میں سرسید پولٹیکل معاملات پر مضامین اور نوٹ لکھتے تھے۔اس لئے ان کی ابتدائی جلدوں کو ان کے پولٹیکل کالموں کا ایک مجموعہ کہا جاسکتا ہے۔اس اخبار کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس کا ایک کالم انگریزی میں اور ایک اردو میں ہوتا تھا اور بعض مضامین اردو میں الگ اور انگریزی میں الگ چھاپے جاتے تھے اس لئے اس سے اردوداں اور انگریزی داں طبقہ یکساں فائدہ اٹھاتے تھے۔اس کا مقصد گورنمنٹ اور انگریزوں کو ہندوستانیوں کے حالات و معاملات اور خیالات سے آگاہ کرنا اور ہندوستانیوں کو انگریزی طرز حکومت سے

آگاہ کرنا اوران میں سیاسی خیالات اور مذاق پیدا کرنا تھا۔اس کی ابتدائی جلدوں کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ انگریزی خیالات کو ہندوستانی لباس میں اور ہندوستانی خیالات کوانگریزی لباس میں ظاہر کرنے اور دوقوموں کوملانا چاہتا تھا۔''

اس میں سوشل، اخلاقی، عملی اور ہرقسم کے مضامین چھپتے تھے جب تک سرسید کی سوچ دوسروں پر مائل نہیں ہوئی علاوہ ان لیڈنگ آرٹیکل کے جووہ خود لکھتے تھے انگریزی اخباروں سے عمدہ عمدہ جو ہندوستان کے معاملات سے تعلق رکھتے تھے برابر ترجمہ ہوکر چھپتے رہتے تھے۔ ہندوستان کی طریق معاشرت یا تعلیم یا کسی عملی یا کسی تحریری تحقیقات کے متعلق جتنے لیکچر سوسائٹی میں دئے جاتے تھے وہ سب اس کے ذریعے شائع ہوتے تھے۔ اگرچہ اخبار ملک کی سوشل اصلاح کا ہمیشہ عمدہ ذریعہ رہا ہے۔اول اول کئی سال تک جس قدر زمانہ حال کی نئی اصطلاحیں اس کی بدولت ہندوستانیوں میں مائل ہوتیں رہیں ہیں ان کے لحاظ سے یہ کہنا کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ کم سے کم شمالی ہندوستان میں عام خیالات کی تبدیلی اور معلومات کی ترقی اس پرچہ کے اجراع سے شروع ہوئی۔ایک خاص خوبی اس اخبار کی یہ تھی جواس کو ہندوستانیوں کے تمام انگریزی اور دیسی اخباروں سے ممتاز ٹھہراتی تھی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنے طرز تحریر میں برخلاف اپنے تمام ہمعصروں کے کبھی کسی قوم یا فرقہ یا کسی خاص شخص کی دلی آزادی روا نہیں رکھی۔اس نے ہندوستان کی کسی قوم کی نسبت دوستی اور خیرخواہی کے خلاف کبھی ایک حرف بھی نہیں لکھا کبھی کسی ہندو یا مسلمان ریاست یا اس دور کے دوسرے اخباروں پر زہر نہیں اُگلا ہندو مسلمان کے مذہبی جھگڑوں سے ہمیشہ بے تعلق رہا اور کبھی بولا تو دونوں کو صلح آشتی کی نصیحت کی۔

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اخبار سائنٹفک علی گڑھ نے اپنے زمانے میں نہایت اہم اور تعمیری کردار ادا کیا۔ایک طرف قوم کو نئے علوم سے آشنا کرنے کے لئے مضامین شائع کئے تو دوسری طرف ان کے مذاق کو شستہ اور اعلیٰ بنانے کے لئے حتیٰ المقدور کوشش کی۔ یہ دور قوم کے لئے خصوصاً مسلمانوں کے لئے بہت ہی مشکل دور تھا انگریزوں کے ساتھ 1857ء کے ہنگاموں کی وجہ سے بڑی ٹھنی ہوئی تھی ہندوستانیوں کو انگریز طرح طرح سے اذیتیں دے رہے تھے اور انہیں حقیر و ذلیل سمجھتے تھے۔ وہ ہندوستانیوں سے تعلقات قائم کرنے یا ملاقات کرنے کو اپنے لئے حقیر سمجھتے تھے ان حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے اس اخبار نے بھرپور کوشش کی کہ ہندوستانیوں کے نہیں انگریزوں کے دل کو صاف کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے اس اخبار میں متعدد ایسے مضامین شائع کئے جن کا قوم کے ساتھ ہی ساتھ انگریزوں نے بھی خیر مقدم کیا اور نتیجے کے طور پر ان دونوں کے درمیان کشیدگی اور نفرت کم کرنے میں مدد ملی۔ اردو دنیا میں خصوصاً مسلمانوں کے بیچ نشاۃ ثانیہ یا ایک نئے دور کا آغاز کرنے میں اخبار سائنٹفک سوسائٹی کے کردار کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جسے اس دور کی کوئی بھی تاریخ فراموش نہیں کرسکتی۔

اس اخبار کی وجہ سے جہاں قوم نے روشن خیالی تحریک شروع کی وہاں اردو زبان وادب میں نئی اضاف ادب کو جاری کرنے کا کام بھی انجام دیا گیا یہ سارا کارنامہ سرسید مرحوم کی شخصیت نے انجام دیا۔

17.3.1 تہذیب الاخلاق

تہذیب الاخلاق اردو کے اہم اصلاحی اور ادبی رسائل میں شمار ہوتا ہے۔اس رسالے کا اجرا سرسید احمد خاں نے کیا تھا۔اس کا بنیادی مقصد مسلمانوں میں تعلیمی، سماجی اور فکری بیداری پیدا کرنا تھا۔اس رسالے نے جدید تعلیم، سائنسی شعور اور اصلاحِ معاشرہ کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اگرچہ اس کی بنیادی حیثیت اصلاحی تھی، تاہم اس نے اردو نثر کے ارتقا اور ادبی صحافت کی ترقی میں بھی اہم خدمات انجام دیں۔ بقول مولانا حالؔی مسلمانوں کے مذہبی خیالات کی۔اصلاح اوران کو ترقی کی طرف مائل کرنے کے لئے سرسید نے یہ اخبار جاری کیا۔انہوں اس اخبار کو جاری کرنے کے لئے اپنے ولایت کے قیام کے دوران ہی ارادہ کرلیا تھا۔اس کا ثبوت ہمیں اس بات سے ملتا ہے کہ اس اخبار کی پیشانی پر اس کا نام اور اپیل جس طرح چھپی ہے اس کا ٹائپ لندن سے بنوا کر ساتھ لائے تھے۔سرسید مرحوم نے اپنے دوستوں اور حامیوں کی ایک کمیٹی قائم کی تھی جس کے ہر ممبر سے تہذیب الاخلاق کو چلانے کیلئے ساٹھ روپے سالانہ اور عام خریداری کی کم سے کم تین روپیہ سالانہ چندہ اور ڈیڑھ روپیہ موصول کا وصول کرتے تھے یہ اخبار متقاضے مضامین ہوتا تھا یعنی اگر زیادہ مضامین جمع ہوجاتے تو دوبار چھپ جاتا۔اگر مضامین کم ہوتے تو ایک ہی بار چھپتا تھا۔ابتداء میں یہ منشی مشتاق حسین کے اہتمام میں اور پھر حافظ محمد عبدالرزاق کی دیکھ ریکھ میں چھپتا رہا۔اس کے ایڈیٹر خود سرسید تھے۔ یہ اخبار تاجرانہ مقاصد کے لئے نہیں بلکہ قوم کی فلاح و بہبود کے لئے اسے نکالا گیا تھا۔اس لئے اس سے جو آمدن حاصل ہوتی تھی اسے اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے صرف کیا جاتا تھا۔

تہذیب الاخلاق کے جاری کرنے کا اہم مقصد سرسید احمد خاں کے نزدیک مسلمان معاشرے کی مکمل اصلاح کرنا تھا اس کا اندازہ سرسید کے اس اقتباس سے بخوبی ہوجاتا ہے۔''اس پرچے کے اجراء کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو کامل درجہ کی (Civilization) یعنی تہذیب اختیار کرنے پر راغب کیا جائے تاکہ جس حقارت سے مہذب قومیں ان کو دیکھتی ہیں وہ رفع ہو اور وہ بھی دنیا میں معزز اور مہذب قوم کہلائیں (Civilization) ایک انگریزی لفظ ہے جس کا ''تہذیب'' ہم نے ترجمہ کیا ہے مگر اسکے معنی نہایت وسیع ہیں اس سے مراد انسان کے تمام افعال ارادی، اخلاق، معاملات، معاشرت وتمدن اور طریقۂ تمدن اور اوقات اور علوم اور فنون ہنر کو اعلیٰ درجے کی عمدگی پر پہنچانا اور ان کو

نہایت خوش اسلوبی سے برتنا جس سے اصلی خوش اور جسمانی سکونت نصیب ہوتی ہے اور جس سے تمکین وقار اور قدر منزل حاصل کی جاتی ہے اور وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز نظر آتی ہے۔ایک عیسائی مورخ ترکی یعنی روم کی سیر کے بعد اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ ترک جب تک اسلام کو نہ چھوڑیں گے مہذب نہ ہوں گے کیونکہ مذہب اسلام انسان کی تہذیب کا مطلق قوی ہے۔عبدالعزیز خان سلطان روم کو اس بات کی تحقیقات منظور ہوئی کہ درحقیقت مذہب اسلام معانۂ تہذیب ہے یا نہیں اور چند علماء وعقلاء اور وزراء کی کونسل اس امر کی نسبت رائے لکھنے کو مقرر کی جس کا آفیسر فواد پاشا تھا۔اس کونسل نے جو رپورٹ لکھی ہے اس کے ایک اقتباس کا ترجمہ اس مقام پر لکھا جاتا ہے۔

''اسلام میں سب اچھی باتیں ہیں جو ترقی کو حاصل کرنے والی اور انسانیت وتہذیب، رحم دلی کو درجہ کمال پر پہنچانے والی ہیں مگر ہم کو اپنی بہت ساری رسومات وعادات جو کہ اگلے زمانے میں مفید تھیں مگر زمانۂ حال میں غیر مفید ہوگئیں ان کو چھوڑنا چاہیئے ۔ ہماری سمجھ میں فواد پاشا کی رائے اور پچھلے انگریزی مورخ کا بیان بالکل درست ہے کہ مسلمانوں میں عقیدے پرانے تھے۔یہودیوں کے اور بہت سی باتیں خیالات اور اعتقادات رومن کیتھولک جو ایک قدیمی عیسائی فرقہ ہے اور جو مدت سے عرب میں موجود تھا اور بے پناہ اس میں عادتیں ہندوؤں کی مل گئیں تھیں اور مزید بہت سی باتیں خود ہمارے عقیدوں یا ہماری غلط فہمیوں نے پیدا کرلیں تھیں جو درحقیقت مذہب اسلام میں نہیں ہیں اور اسی سبب سے مسلمانوں کی کمزور حالت ہوگئی تھی اور یہی باعث کہ غیر قومیں ہماری اس ہیئت مجموعی پر خیال کر اس مجموعہ کو مذہب اسلام قرار دیتی ہیں اور اس کی نسبت نہایت حقارت کی رائے دیتی ہیں بس کیا اب یہ غربت کی بات نہیں ہے کہ ہم غیر قوموں سے حقارت کے الفاظ اپنی نسبت اور اپنے تہذیب وشائستگی کی طرف متوجہ نہ ہوئے یہی ہمارا مطلب ہندوستان کے مسلمانوں سے ہے اور اسی مقصد کے لئے یہ پرچہ جاری کرتے ہیں۔تاکہ بعد ذرا اس پرچے کی جہاں تک ہم سے ہوسکے ان کے دین ودنیا کی بھلائی میں کوشش کریں اور جو نقصان ہم میں ہیں گو ہم کو نہ دکھائی دیتے ہوں مگر غیر قومیں ان کو بخوبی دیکھتی ہیں ان سے ان کو نجات دلائیں۔''

تعلیم کے بارے میں سرسید مرحوم کا نظریہ تھا کہ علوم دینی کے ساتھ ساتھ دنیاوی بھی حاصل کرنے چاہیئے کسی کی مذمت یا کسی کی تعلیم پر پابندی نہیں لگنی چاہیئے اور لکیر کا فقیر بننا بھی درست نہیں ہے۔ چنانچہ اپنے ایک شمارے میں مذہب اور عام تعلیم کے بارے میں سے لکھتے ہیں۔''سلطنت اسلامیہ میں بھی یہ کام بالکل گورنمنٹ کے ذمے نہ تھا شاید دو ایک مدرسہ ایسے ہونگے جن کا خرچ گورنمنٹ دیتی تھی ورنہ تمام

مدرسہ صرف رعایا کی مدد سے قائم تھے جوان کے مدرسوں یا بانیوں کو بطور نذر و نیاز کے ان کے قائم رکھنے کو دیتی ہے۔ کیا شاہ عبدالعزیز کا مدرسہ ہو یا شاہ غلام علی کی خانقاہ ہو بغیر لوگوں کی نذر و نیاز دینے کے جس کو حال کی زبان میں چندہ کہتے ہیں قائم رہ سکتی تھیں پس ہر مقام میں مسلمانوں کو متحد ہو کر ترقی تعلیم کے لئے سعی کرنی چاہئے اور پھر وہی وسیلے رواج تعلیم کے خود اپنے پاس قائم کرنے چاہئے اس طرح پر وابستہ ترقی تعلیم اور بہبودی مسلمانوں کی عموماً توقع ہے اور بغیر اس کے کچھ توقع نہیں سرسید نے اپنے نظریات کو عام کرنے کے لئے عملی طور پر بھی کوششیں کیں اور جگہ جگہ ایسے مدرسے قائم کئے جن کا بنیادی مقصد قوم کو نئے علوم سے روشناس کرنا تھا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت علی گڑھ یونیورسٹی کا قیام ہے۔ جس کو آج ہم ایک یونیورسٹی کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ جیسے سرسید اور ان کے ساتھیوں کی ان تھک مخلصانہ جدوجہد کے بعد 1875ء میں ایک مدرسہ ۃ العلوم کی شکل میں قائم کیا گیا تھا۔

تہذیب الاخلاق میں خبریں یا ادبی مضامین بہت کم تھے جو علمی وہ بھی دینی مسائل پر تحقیقی و اصلاحی و تنقیدی، اخلاقی معاشرتی اور تمدنی مضامین شائع ہوتے تھے جن کا مقصد مسلمانوں کی مذہبی اصلاح تعلیمی بہتری اور بیداری کرنا تھا۔ تہذیب الاخلاق کی کوشش یہ بھی تھی کہ عیسائی اسلام پر جو اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ترقی اور تمدن کا دشمن ہے اس غلط فہمی کا اصل منشا ظاہر کیا جائے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کے اسلام کی عظمت کا خیال پیدا کیا جائے۔ ان کی قدیمی اور علمی ترقیات یاد دلائی جائیں اور اس طرح مردہ قوم کو از سر نو زندہ کیا جائے۔

سرسید کے مطابق اسلام فطرت ہے اور وہ فطرتِ اسلام کے نظریے کے قائل تھے۔ مخالفین سرسید نیچری کا مطلب یہ سمجھاتے تھے کی سرسید انگریزوں کے حامی اور ان کے خیالات کے مجرد ہیں اور بے دینی کے خیالات پھیلاتے ہیں سرسید نے تہذیب الاخلاق کے ذریعے ان غلط فہمیوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کی اس اخبار میں مذہبی بحثیں کی جاتی تھیں اور مضمون لکھنے والے سرسید مولوی حمیدی علی، منشی مشتاق حسین، منشی ذکا اللہ اور محمد احسان اللہ وغیرہ ہوتے تھے۔ اس اخبار کے ابھی دو تین پرچے ہی جاری ہوئے تھے کہ اس کی مخالفت چاروں طرف سے ہونے لگی چنانچہ جب اس اخبار نے مسلم کالج علی گڑھ کا پروپگنڈہ شروع کیا تو اس میں بھی شدید مخالفت کی گی لیکن سرسید نے اپنا کام حوصلے کے ساتھ جاری رکھا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ تہذیب الاخلاق سات سال تک برابر نکلتا رہا اس کے بعد بند ہو گیا اور ایک سال سات مہینے کے بعد دوبارہ جاری ہوا مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ تہذیب الاخلاق نے مسلمانوں میں نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے عہد ساز کردار ادا کیا اور دانشوری کی اس روایت کو جنم دیا جسے آج ہم روشن خیالی کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

مخزن اردو کا ایک ممتاز ادبی رسالہ تھا جس نے بیسویں صدی کے آغاز میں اردو ادب کو نئی سمت عطا کی۔ اس رسالے میں شاعری،

افسانے ،تنقیدی مضامین اور تحقیقی مقالات شائع ہوتے تھے۔مخزن نے متعدد اہم ادیبوں اور شاعروں کو متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ علامہ اقبال کی ابتدائی شاعری بھی اسی رسالے میں شائع ہوئی،جس کی وجہ سے اسے اردو ادبی صحافت میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

17.3.2 زمیندار، ہمدرد اور الہلال

اردو صحافت کی تاریخ میں مولانا ظفر علی خان کو بابائے صحافت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔آپ نے اخبار ''زمیندار'' کی وساطت سے اردو صحافت کی جو خدمات انجام دیں انہیں صحافت کی تاریخ کبھی بھی نظر انداز نہیں کرسکتی۔مولانا ظفر علی خان کے والد مولانا سراج الدین نے 1903ء میں ہفت روزہ اخبار ''زمیندار'' لاہور سے جاری کیا تھا۔مالی مشکلات کی وجہ سے مولوی سراج کرم آباد منتقل ہوگئے ان کی وفات کے بعد مولانا ظفر علی خان نے زمیندار کی باغ ڈور سنبھالی اور ایک بار پھر لاہور سے شائع کرنا شروع کیا جنگ طرابلس کے زمانے میں انہوں نے روزانہ کردیا یہ اخبار برطانوی سامراج کے خلاف ایک زبردست تازیانے کا درجہ رکھتا تھا اور اسی جہاد کی وجہ سے زمیندا تمام طبقوں میں بہت مشہو ہوا اس اخبار کی اس مجاہدانہ روش کی وجہ سے حکام وقت اس کے خلاف تھے۔ چنانچہ اخبار کی ضمانت طلبی اور چھاپے خانے کی ضبطی کا سلسلہ شروع ہوا جو آزادی کے وقت جاری رہا اس کی بیبا کی کی وجہ سے اس وقت کا کوئی دوسرا اخبار ''زمیندار'' کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا مولانا ظفر علی خان چونکہ شاعر بھی تھے چنانچہ ان کی باغیانہ نظمیں اس کے صفحہ اوّل پر چھپتی تھیں جو پورے ملک میں تہلکہ مچادیتی تھیں گورنر سر مائیکل اوران کے بعد سر مانسٹر اس اخبار کو کچل دینے کے درپہ تھے لیکن زمیندار کے مداح اور خیر خواہ ضمانت طلبی پر بڑی سے بڑی رقم فراہم کردیتے تھے۔جس کی وجہ سے اخبار مسلسل جاری رہتا تھا، رولٹ ایکٹ کے خلاف جدوجہد میں اور جلیاں والا باغ کے قتل عام کے دنوں میں مولانا ظفر علی خان کی تحریروں نے انگریزوں کے خلاف نفرت کی آگ کو بھڑکایا پریس ایکٹ کے خلاف مہم چلانے کے لئے ظفر علی خان انگلستان بھی گئے اور وہاں سے ایک ایسا مضمون شائع کیا جس سے آگ بگولہ ہوکر حکام نے زمیندار کو بند کردیا 80 ہزار روپئے کی ضمانت طلبی پر اور پریس کو بھی ضبط کرلیا گیا۔لیکن ان ہی دنوں ساری رقم فراہم کردی گئی۔

مولانا ظفر علی خان نے سرجان سائمن کا استقبال کرنے پر علامہ اقبال کے خلاف لکھا اور لالہ لاج پت رائے پر لاٹھی چارج پر نظم لکھی ۔سردار بھگت سنگھ اوران کے ساتھیوں کو جب پھانسی کی سزا دی گئی اوران کی لاش ستلج کے کنارے پر جلائی گئی۔گیٹ لاہور میں مولانا نے تقریر کی اور فی البدیع نظم پڑھی جس نے پوری قوم میں آگ لگادی۔ مولانا کانگریس سے الگ ہوکر مسلم لیگ میں شامل ہوگئے تھے مگر جب لالہ بہاری

لال چنانہ کی قیادت میں ایجیٹیشن شروع کی گئی تو اس میں شامل ہوگئے۔انہوں نے انگریزوں کے خلاف فی البدیع منظوم تقریر کی اور اس طرح تقریر میں اور صحافت میں وہ جوہر دکھائے جنہیں آج بھی نمونے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔جدوجہد آزادی میں جن اخباروں نے لامثالی کردار ادا کیا ان میں زمیندار کا کام اور نام سہرفہرست ہے۔اس اخبار کے ذریعے مولانا ظفر علی خان نے اردو صحافت کو صرف معلوماتی ہی نہیں بلکہ ادبیت کے اعتبار سے بھی بام عروج تک پہنچایا۔اخبار زمیندار کو ان حریت پسند اخباروں میں شمار کیا جاتا ہے۔جنہیں جنگ آزادی کی تاریخ میں ہراول دستے کا مرتبہ حاصل ہے۔**ہمدرد:** جدوجہد آزادی کے ایک اور نامور رہنما کی زیرادارت 'ہمدرد' اخبار جاری ہوا۔یہ اخبار زمیندار کے بعد سب سے زیادہ چھپنے والا اخبار تھا۔معیار کے اعتبار سے بھی کسی طرح یہ زمیندار سے کم نہیں تھا لیکن انتظامی حالت کی ابتری کی وجہ سے اخبار زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہ سکا۔مولانا ظفر علی کی طرح مولانا محمد علی جوہر بھی چوں کہ ایک روش پر چلنے والے انسان نہیں تھے۔اس لئے کچھ دنوں چمک دمک کے ساتھ لکھنے کے بعد تک یہ اخبار مدھم پڑنے لگا۔شروع میں یہ اخبار ٹائپ میں چھپتا تھا قارئین کو راس آیا چنانچہ جلد ہی یہ اخبار بند ہوگیا تاہم جتنا عرصہ بھی یہ اخبار زندہ رہا اس نے قومی وملی مسائل کی بھرپور ترجمانی کی اور جدوجہد آزادی کا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے انگریزوں کی مخالفت کو اپنا شعار بنایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم میں سیاسی شعور پیدا کرنے میں اس اخبار نے قابل قدر فریضہ انجام دیا۔

محمد علی جوہر کا یہ روزنامہ اخبار ابتداء میں کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوا تھا بعد میں مولانا جوہر اسے دہلی سے نکالنے لگے۔دہلی میں مولانا جوہر نے اس اخبار کے لئے سرگرمی سے کام شروع کیا۔13 فروری 1913 کے ہمدرد کا نقیب ایک صفحے پر نکلنے لگا پھر بیروت سے ٹائپ خاصی مقدار میں آگئے تو یہ اخبار باقاعدگی سے نکلنے لگا۔اس اخبار میں اردو کے بلند پایہ صحیفہ نگار مولانا سید جالب،مولانا شرر،قاضی عبدالغفار اور سید محفوظ علی بدایونی وغیرہ مولانا جوہر کی زیرنگرانی کام کرتے تھے۔نومبر 1914 میں مولانا جوہر کے ترکوں کے متعلق ایک مقالہ لکھنے کے باعث میں ان کے انگریزی اخبار ''کامریڈ'' کی ضمانت ضبط ہوگئی اور انہیں اور انکے بڑے بھائی کو نظر بند کردیا گیا۔اگست 1916 میں مولانا جوہر کے اردو اخبار ''ہمدرد'' کو بھی بند کردیا گیا۔مولانا جوہر نے تحریک ترک موالات کے سلسلے میں ہوئی قید کی رہائی کے بعد 1932ء میں اخبار ''ہمدرد' کو پھر جاری کیا۔جب 1928ء میں مولانا جوہر علاج کے سلسلے میں یورپ گئے۔وہاں سے واپس آئے تو اخبار کی حالت کو اچھا نہ پایا تو لہٰذا مجبور ہوکر اسے بند ہی کرنا پڑا۔

الہلال: مولانا ابوالکلام آزاد کو قدرت نے بے پناہ صلاحیتوں تے نوازا تھا۔ادب،انشاء صحافت،خطابت،قیادت ان سبھی امور میں وہ دوسروں سے کہیں بلند شخصیت کے مالک تھے۔صحافت کے میدان میں جب وہ اترے تو اس وقت امور صحافت کا معیار روبہ زوال تھا۔کم عمری سے ہی وہ اخبار نویسی کے فن میں مہارت حاصل کرچکے تھے۔اس کم عمری میں وہ ''الہلال'' جیسے مایہ ناز اخبار کے ایڈیٹر ہوئے مولانا شبلی نے جب

انہیں دیکھا تو بے حد تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ''تم کسی نمائش میں بطور عجوبہ کے پیش کرنے کے قابل ہو۔''

مولانا ابوالکلام آزاد کی صحافتی زندگی کا آغاز ''نیرنگ عالم'' اور ''المصباح'' سے ہوا۔ چند شماروں کے بعد یہ اخبار بند ہو گئے اور بعد میں وہ ''لسان الصدق'' سے وابستہ رہے۔ یہ اس وقت کے چند معیاری پرچوں میں سے ایک تھا۔ اس پرچے کے فن مقاصد کا مولانا نے اعلان کیا۔ انہیں مسلمانوں کی سماجی اصلاح ان میں جدید تعلیم کا شوق پیدا کرنا تھا۔ تعلیمی تحریک کے سلسلے میں انہوں نے سرسید کا پُرزور الفاظ سے خراج تحسین ادا کیا۔ لسان الصدق سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد مولانا شبلی نے انہیں ندوہ میں بلا لیا۔ وہاں سے سبکدوش ہونے کے بعد انہوں نے امرتسر سے نکلنے والے اخبار ''وکیل'' کی ادارت سنبھالی۔ وکیل میں کام کرنے کے دوران ہی انہیں یہ احساس ہوا کہ اخبار نویس کے ذہن اور قلم کو آزاد ہونا چاہئے اور یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب اخبار اس کی اپنی ملکیت ہو۔ اس احساس نے الہلال کو جنم دیا اس کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں۔ 1906ء میں موسم کی آخری راتیں تھیں جب امرت میں میری چشم بیداری نے ایک خواب دیکھا۔ انسان کے ارادوں اور منصوبوں کی حد تک ذہن و تخیل میں عالم بیداری کا ایک خواب سمجھنا چاہئے مکمل چھ برس اس کی تعمیر کی عشق آج اس خواب عزیز کی تعمیر عام وجود میں پیش نظر ہے الہلال جب سامنے آیا تو اس نے صحافت کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا یہ پہلا موقع تھا کہ اردو زبان کا ایک پرچہ حسن صورت اور حسن سیرت سے مرقع ہو کر نکلا۔ مصری اخباروں کی پیروی میں مولانا نے اس پرچے کو ٹائپ میں نکلا اور اسے تصویروں سے بھی مزین کیا لیکن اس کی اصل خصوصیت مولانا کے انداز بیان کی تھی وہ لفظوں اور جملوں کے بادشاہ تھے اور ان کی تحریر میں تقریر کی شان نظر آتی تھی۔ اخبار نکالنے کے وسائل نہ ہوتے ہوئے انہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے اخبار جاری کیا اور چاروں طرف پھیلے ہوئے نامساعد حالات سے ہرگز نہیں گھبرائے۔ مولانا بڑے خوددار انسان تھے۔ بہت سی پریشانیاں پیدا ہونے کے باوجود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا اور ایک ریاست کے مالک نے الہلال پڑھ کر مدد کے طور پر چیک مولانا کو روانہ کیا اور ہر ماہ اتنی رقم دینے کا وعدہ کیا لیکن مولانا نے اس چیک کو واپس کر دیا اور کہا ''ہم اس بازار میں سودائے نفع کے لئے نہیں بلکہ تلاش سود و زیاں کے لئے آئے ہیں صلاح و تحسین نہیں بلکہ نفرت و دشنام کے طلب گار ہیں ایسوں کی مدد کر کے آپ کا کیا جی خوش ہوگا۔ اس سے میری رائے اور میرا ضمیر خریدنا مقصود ہو تو باادب واجب عرض ہے کہ ان خذف ریزہائے طلائی کی تو کیا قیمت ہے۔ کوہ نور ،اور تخت طاؤس کی قیمت بھی جمع کر لیجئے جب وہ آپ کی پوری ریاست اس کی قیمت کے آگے ہیچ ہے یقین کیجئے کہ اس کے سوائے شہنشائے حقیقی کو کوئی نہیں خرید کر سکتا وہ ایک بار خرید چکا ہے۔ مولانا کا عقیدہ تھا کہ جو اخبار اپنی قیمت کا سود کسی انسان یا جماعت سے موصول کرے وہ اخبار اسکے فن کے لئے دھبہ ہے۔ الہلال ایک اخبار ہی نہیں ایک تحریک تھا۔ اس نے مسلمانوں میں سیاسی اور مذہبی بیداری پیدا کی اور ان کی توجہ ان

کے فرائض کی طرف دلائی اوران کے اندر جرأت پیدا کی۔مولانا نے مسلمانوں کوتلقین کی کہ وہ بے خوف ہوکر قوم کی خدمت دوسری اقوام کے ساتھ ملکر کریں لکھتے ہیں:

''میں نے 1912ء میں جرنل الہلال جاری کیا اورامر واقع ہے کہ الہلال نے مسلمانوں کی تعداد کے بجائے ایمان پر اعتبار کرنے کی تلقین کی اور بے خوف ہوکر ہندؤں کے ساتھ مل جانے کی دعوت دی اس سے وہ تبدیلیاں رونما ہوئیں جن کا نتیجہ آج متحدہ خلافت وسوراج ہے۔''

مولانا ابوالکلام آزاد نے الہلال کے ذریعے لامثال کارنامے انجام دیئے کاش وہ صحافت اورعلمی سرگرمیوں کوچھوڑ کر خود کومکمل طور پر سیاست کے حوالے نہ کردیتے اگرایسا ہوتا تو ہمارے پاس ادب وعلمیت کا بہت بڑا خزانہ ہوتا۔الہلال مولانا ابوالکلام آزاد کی ادارت میں شائع ہونے والا ایک مؤثر رسالہ تھا۔اس نے سیاسی بیداری،قومی شعوراورفکری آزادی کے فروغ میں اہم کردارادا کیا۔

الہلال کی نثر اپنے ادبی حسن،خطیبانہ انداز اورفکری گہرائی کے باعث اردوصحافت کی تاریخ میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔اس رسالے نے اردونثر کوایک نیااسلوب عطا کیااورقومی تحریکوں کوتقویت بخشی۔

نگار: نگار اردو کا ایک معروف ادبی رسالہ ہے جس نے ادب،تنقید اورتحقیق کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔اس رسالے نے اردوزبان وادب کے سنجیدہ مباحث کوفروغ دیااورمتعدد تحقیقی وتنقیدی مضامین شائع کیے۔نگار نے ادبی معیار کو برقرار رکھنےاورعلمی روایت کومضبوط بنانے میں اہم کردارادا کیا۔اردوادب کےطلبہ اورمحققین کے لیے یہ رسالہ ایک اہم حوالہ سمجھا جاتا ہے۔

ساقی: ساقی اردو کا ایک ممتاز ادبی رسالہ تھا جس نے جدیداردوادب کی تشکیل میں اہم کردارادا کیا۔اس رسالے میں شاعری،افسانے، تنقیداوردیگرادبی اصناف کونمایاں مقام حاصل تھا۔ساقی نے متعدد نئے ادیبوں اورشاعروں کومتعارف کرایااوراردوادب میں جدید رجحانات کو فروغ دیا۔اس کی ادبی خدمات اردوصحافت کی تاریخ میں ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔

شب خون اورجدیدادبی رجحانات: شب خون اردو کا ایک اہم ادبی رسالہ تھا جس نے جدیدیت کےفروغ میں بنیادی کردارادا کیا۔اس رسالے نے اردوادب میں نئےفکری اورفنی مباحث کومتعارف کرایااورادبی تنقید کونئی جہت عطا کی۔شب خون کے ذریعے جدید نظم،جدیدافسانہ اورجدیدتنقیدی نظریات کوفروغ ملا۔اس رسالے نے اردوادب میں جدید رجحانات کے استحکام اورتوسیع میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

17.3.3 موجودہ دور کے اردو ادبی رسائل و جرائد

اردو زبان و ادب کی ترقی میں ادبی رسائل و جرائد کا کردار ہمیشہ بنیادی رہا ہے۔ اردو ادب کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں رسائل و جرائد نے نہ صرف ادبی تخلیقات کو شائع کیا بلکہ نئے ادبی رجحانات، تنقیدی رویوں، فکری مباحث اور ادبی تحریکوں کو بھی فروغ دیا۔ موجودہ دور میں جب ڈیجیٹل میڈیا، سوشل میڈیا اور آن لائن پلیٹ فارمز نے مطالعے کے انداز کو بدل دیا ہے، تب بھی اردو کے ادبی رسائل و جرائد اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہ رسائل آج بھی زبان، ادب، تہذیب اور فکری شعور کی آبیاری میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ موجودہ دور کے ادبی رسائل و جرائد کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ روایت اور جدت دونوں کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ ایک طرف ان میں غزل، نظم، افسانہ، تنقید، تحقیق، خاکہ، انشائیہ اور تبصرہ جیسی روایتی ادبی اصناف کو جگہ دی جاتی ہے، دوسری طرف جدید فکری مباحث، عالمی ادب، ترجمہ نگاری، نسائی ادب، دلت ادب، ماحولیاتی ادب، میڈیا اسٹڈیز اور ڈیجیٹل کلچر جیسے موضوعات بھی شامل کیے جا رہے ہیں۔ اس طرح یہ رسائل بدلتے ہوئے زمانے کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے اردو ادب کو نئے امکانات سے جوڑ رہے ہیں۔

موجودہ دور میں ہندوستان سے شائع ہونے والے اردو ادبی رسائل میں آج کل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ رسالہ حکومتِ ہند کے پبلیکیشنز ڈویژن سے شائع ہوتا ہے اور ایک طویل عرصے سے اردو ادب کی خدمت کر رہا ہے۔ اس میں شاعری، افسانے، مضامین، ادبی تبصرے اور مختلف علمی و تہذیبی موضوعات پر تحریریں شائع ہوتی ہیں۔ اس رسالے کی خوبی یہ ہے کہ یہ سنجیدہ ادبی ذوق رکھنے والے قارئین کے لیے معیاری مواد فراہم کرتا ہے۔ اردو دنیا بھی موجودہ دور کا ایک اہم رسالہ ہے۔ یہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالے میں زبان، ادب، تعلیم، تحقیق، تنقید اور اردو کے فروغ سے متعلق مضامین شامل کیے جاتے ہیں۔ اردو دنیا کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ یہ صرف ادبی تخلیقات تک محدود نہیں بلکہ اردو زبان کی تدریس، اس کے مسائل، امکانات اور فروغ کے عملی پہلوؤں پر بھی مواد پیش کرتا ہے۔ ایوانِ اردو دہلی اردو اکیڈمی کا نمائندہ رسالہ ہے۔ یہ رسالہ ادبی، تہذیبی اور ثقافتی موضوعات پر معیاری مضامین شائع کرتا ہے۔ دہلی کی ادبی فضا اور اردو زبان کی روایت کو سمجھنے کے لیے ایوانِ اردو کی خاص اہمیت ہے۔ اس میں نئے اور پرانے دونوں قلم کاروں کو جگہ ملتی ہے اور اردو کے مختلف ادبی رجحانات پر گفتگو کی جاتی ہے۔ معارف اردو کا ایک قدیم اور معتبر علمی و تحقیقی رسالہ ہے جو دارالمصنفین، اعظم گڑھ سے شائع ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں بھی اس کی علمی حیثیت برقرار ہے۔ اس میں تحقیق، تاریخ، تہذیب، مذہب، سیرت، زبان و ادب اور علمی موضوعات پر سنجیدہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ معارف کا اسلوب عام ادبی رسائل سے قدرے مختلف ہے، کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی رنگ غالب رہتا ہے۔

فکرونظر بھی ایک اہم علمی وادبی جریدہ ہے۔ یہ رسالہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے علمی ماحول سے وابستہ رہا ہے اور اس میں تحقیق وتنقید کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ اردو تنقید، ادبی نظریات اور تحقیقی مباحث کے سلسلے میں فکرونظر کا کردار قابلِ ذکر ہے۔ موجودہ دور کے ادبی رسائل میں شاعر ممبئی کا ایک معروف رسالہ ہے۔ اس نے اردو شاعری، خصوصاً غزل اور نظم کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس میں نئے شعرا کی تخلیقات بھی شائع ہوتی ہیں اور معروف شعرا پر خصوصی گوشے بھی شامل کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح سب رس حیدرآباد کا اہم ادبی رسالہ ہے جو دکنی تہذیب، اردو ادب اور ادبی تحقیق کے حوالے سے اپنی شناخت رکھتا ہے۔ جدید ادبی رجحانات کے حوالے سے اثبات کا نام بھی اہم ہے۔ یہ رسالہ کتابی سلسلے کے طور پر شائع ہوتا رہا ہے اور اس میں جدید ادب، تنقید، فکری مباحث اور عالمی ادبی رجحانات کو جگہ دی جاتی ہے۔ اثبات نے کئی اہم ادبی مباحث کو اردو قارئین تک پہنچانے میں کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح استعارہ، انشاء، پیش رفت اور نیا ورق جیسے رسائل نے بھی اپنے اپنے انداز میں جدید اردو ادب کو فروغ دیا ہے۔

پاکستان سے شائع ہونے والے ادبی رسائل بھی اردو ادب کے موجودہ منظرنامے میں اہم ہیں۔ ادبِ لطیف لاہور کا ایک قدیم اور معتبر رسالہ ہے، جو آج بھی اپنی ادبی روایت کے سبب پہچانا جاتا ہے۔ فنون نے اردو افسانہ، شاعری اور تنقید کے فروغ میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اگرچہ بعض رسائل کی اشاعت تسلسل کے ساتھ جاری نہیں رہتی، پھر بھی ان کی ادبی خدمات اردو ادب کی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ پاکستان کے ادبی رسائل میں اجرا، دنیا زاد، مکالمہ اور دیگر جرائد نے بھی جدید ادبی گفتگو کو آگے بڑھایا ہے۔ موجودہ دور میں ادبی رسائل و جرائد کا ایک اہم پہلو آن لائن اشاعت ہے۔ اب بہت سے رسائل پرنٹ شکل کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل صورت میں بھی دستیاب ہیں۔ اس سے اردو ادب کی رسائی عالمی سطح تک بڑھ گئی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، خلیجی ممالک، یورپ اور امریکہ میں رہنے والے اردو قارئین اب آن لائن رسائل کے ذریعے ادبی مواد تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ ڈیجیٹل اشاعت نے نئے لکھنے والوں کے لیے بھی امکانات پیدا کیے ہیں، کیونکہ اب انہیں اپنی تخلیقات وسیع قارئین تک پہنچانے کے لیے صرف مطبوعہ رسائل پر انحصار نہیں کرنا پڑتا۔ آن لائن ادبی جرائد نے اردو ادب میں نئی رفتار پیدا کی ہے۔ ان جرائد میں تخلیقات جلد شائع ہوتی ہیں، قارئین فوری ردعمل دے سکتے ہیں اور ادبی مکالمہ زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ معیار کا مسئلہ بھی پیدا ہوا ہے۔ ہر آن لائن مواد ادبی معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اس لیے معتبر ادبی رسائل کی ضرورت آج بھی باقی ہے، کیونکہ وہ انتخاب، تدوین اور معیار کا خیال رکھتے ہیں۔

موجودہ ادبی رسائل و جرائد نئے قلم کاروں کے لیے تربیت گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہت سے نوجوان شاعر، افسانہ نگار اور ناقدین پہلے رسائل ہی کے ذریعے ادبی دنیا میں متعارف ہوتے ہیں۔ رسائل ان کی تخلیقات کو شائع کر کے انہیں ادبی شناخت فراہم کرتے ہیں۔ اسی

طرح ادبی رسائل پرانے اور نئے ادب کے درمیان رابطے کا کام بھی کرتے ہیں۔ان میں کلاسیکی ادب پر مضامین بھی شائع ہوتے ہیں اور جدید ادب پر گفتگو بھی ہوتی ہے۔ادبی رسائل کا ایک اہم کام ادبی تنقید کو فروغ دینا بھی ہے۔تنقید کے بغیر ادب کی صحیح تفہیم ممکن نہیں۔موجودہ دور کے رسائل میں کتابوں پر تبصرے، تحقیقی مضامین، تنقیدی جائزے اور ادبی مباحث شامل کیے جاتے ہیں۔اس سے قارئین کو نئے ادبی رجحانات سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور ادب کا سنجیدہ مطالعہ فروغ پاتا ہے۔موجودہ دور کے اردو رسائل و جرائد کو کئی مسائل کا سامنا بھی ہے۔کاغذ کی قیمت، اشاعت کے اخراجات، قارئین کی کمی، خریداری کے کم ہوتے رجحان اور ڈیجیٹل میڈیا کی تیزی نے مطبوعہ رسائل کے لیے مشکلات پیدا کی ہیں۔بہت سے رسائل مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے باقاعدگی سے شائع نہیں ہو پاتے۔اس کے باوجود بعض ادارے، اکیڈمیاں اور سنجیدہ ادبی شخصیات ان رسائل کو جاری رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ دور کے اردو ادبی رسائل و جرائد اردو ادب کی ترویج و ترقی میں نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔یہ رسائل نئے ادیبوں کو موقع دیتے ہیں، ادبی رجحانات کو محفوظ کرتے ہیں، تنقیدی شعور کو فروغ دیتے ہیں اور زبان و ادب کو بدلتے ہوئے زمانے سے ہم آہنگ کرتے ہیں۔ڈیجیٹل دور کے باوجود ان کی اہمیت ختم نہیں ہوئی بلکہ نئے انداز میں بڑھ گئی ہے۔اردو ادب کا سنجیدہ مطالعہ ادبی رسائل و جرائد کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہی رسائل اپنے عہد کے ادبی مزاج، فکری رجحانات اور تخلیقی امکانات کا سب سے مؤثر آئینہ ہوتے ہیں۔

17.3.4 سرگرمی :2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

مندرجہ ذیل جملوں کے صحیح یا غلط لکھیے :

1۔ تہذیب الاخلاق کا اجرا سر سید احمد خاں نے کیا تھا۔ ( )

2۔ مخزن نے اردو ادب میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کیا۔ ( )

3۔ الہلال مولانا ابوالکلام آزاد کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ ( )

4۔ نگار ایک تحقیقی اور ادبی رسالہ ہے۔ ( )

5۔ ساقی نے جدید اردو ادب کے فروغ میں کردار ادا کیا۔ ( )

6۔ شب خون کا تعلق جدید ادبی رجحانات سے ہے۔ ( )

7۔ موجودہ دور میں تمام ادبی رسائل مکمل طور پر ختم ہو چکے ہیں۔ ( )

8۔ بعض ادبی رسائل اب آن لائن بھی دستیاب ہیں۔ ( )

17.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں اردو کی ادبی صحافت اور رسائل و جرائد کی اہمیت کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ابتدا میں ادبی صحافت کے مفہوم، اس کے تاریخی پس منظر اور اردو ادب میں اس کے کردار کو واضح کیا گیا۔ اس کے بعد رسائل و جرائد کی تعریف، ان کی خصوصیات اور اردو زبان و ادب کے فروغ میں ان کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ سبق کے دوسرے حصے میں اردو کے اہم ادبی رسائل و جرائد، مثلاً تہذیب الاخلاق، مخزن، الہلال، نگار، ساقی اور شب خون کا تعارف پیش کیا گیا اور ان کی ادبی، فکری اور تحقیقی خدمات کا جائزہ لیا گیا۔ مزید برآں موجودہ دور کے ادبی رسائل و جرائد اور ان کی افادیت پر بھی گفتگو کی گئی۔ اس مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اردو کی ادبی صحافت نے زبان و ادب کی ترقی، ادبی شعور کی بیداری اور مختلف ادبی تحریکوں کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ رسائل و جرائد اردو ادب کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں اور آج بھی علمی و ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ صحافت کسی بھی معاشرے کے فکری، سماجی اور ثقافتی شعور کی عکاس ہوتی ہے۔ اردو صحافت نے برصغیر میں نہ صرف سیاسی اور سماجی بیداری پیدا کی بلکہ زبان و ادب کے فروغ میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ اردو کی ادبی صحافت دراصل صحافت کی وہ شاخ ہے جو ادب، تنقید، تحقیق، شاعری، افسانہ، ناول اور دیگر ادبی موضوعات کو اپنی توجہ کا مرکز بناتی ہے۔ اردو ادبی صحافت کی تاریخ نہایت شاندار اور وسیع ہے۔ مختلف ادوار میں متعدد رسائل و جرائد نے اردو ادب کی ترقی، ادبی ذوق کی آبیاری اور نئے ادیبوں کی حوصلہ افزائی میں اہم کردار ادا کیا۔ ان رسائل نے نہ صرف ادبی تخلیقات کو شائع کیا بلکہ علمی و تحقیقی مباحث کو بھی فروغ دیا۔

ادبی رسائل و جرائد کسی بھی زبان کے ادبی سرمائے کی حفاظت اور اشاعت کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں۔ اردو زبان کی بقا، ترقی اور ترویج میں ان رسائل کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اردو ادبی صحافت کا مطالعہ اردو زبان و ادب کے طلبہ کے لیے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ ''جام جہاں نما'' اردو کا اولین مطبوعہ اخبار ہے جو ۲۷/ مارچ ۱۸۲۲ء کو کلکتہ سے جاری کیا گیا تھا۔ اس کے ایڈیٹر منشی سدا سکھ مرزا پوری اور ملک ہری ہردت تھا اور یہ ولیم ہوپکنس پمئپرس کے مشین پریس سے چھپتا تھا۔ یہ ایک ہفتہ وار اخبار تھا۔ اخبار میں مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی خبروں کے علاوہ جدید علوم و فنون سے متعلق مضامین اور خبریں شائع ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ شعر و شاعری کو بھی جگہ دی جاتی تھی۔

انیسویں صدی کے نصف حصے یا پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے قبل تک ہندوستان کے مختلف شہروں سے متعدد اخبارات جاری ہو چکے تھے۔ اس صدی کی تیسری دہائی میں جو سب سے بڑا اخبار سامنے آیا وہ ہے ''دہلی اردو اخبار'' جسے ۱۸۳۶ء میں اردو کے مشہور انشاء پرداز مولانا محمد

حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر نے جاری کیا تھا۔ایک زمانے تک اسی اخبار کو اردو کا پہلا اخبار سمجھا جاتا رہا۔ اسی دوران ایک اور اخبار ''خیر خواہ ہند'' مرزا پور سے جاری ہوا۔ اتر پردیش کا یہ پہلا اردو اخبار ہے ۔ چوتھی دہائی میں مزید کئی اخبارات سامنے آئے ۱۸۴۱ء میں دلی سے ''سیدالاخبار'' ۱۸۴۱ء میں ''آئینہ گیتی نما'' سید اولاد علی کی ادارت میں جاری ہوا۔اس کے بعد مدارس سے ۱۸۴۲ء میں ''جامع الاخبار'' تسلیم کیا جاتا ہے۔اور اس زمانے میں یہ ایک بہتر اخبار تھا جو انگریزی اخبارات کے طرز پر شائع ہوتا تھا۔جدید علوم کے فروغ میں ''قدیم دلی کالج'' کی بیش بہا خدمات رہی ہیں۔(۱۸۴۵ء) میں اس دلی کالج سے بارہ صفحات پر مشتمل ہفتہ وار اخبار ''القرآن السعدین'' کے نام سے جاری ہوا اس کے ایڈیٹر لال جی تھے۔اس کے علاوہ اسی سال میرٹھ سے ''جام جمشید'' بابو شیو چندر ناتھ کی ادارت میں اور بریلی سے مولوی عبدالرحمٰن کی ادارت میں ''عمدۃ الاخبار'' جاری ہوا۔

''صدر الاخبار'' کو آگرہ میں اردو کا پہلا اخبار تصور کیا جاتا ہے جو ۱۸۴۶ء میں جاری ہوا تھا۔ مارچ ۱۸۵۷ء میں ''معدن الاخبار'' اور ''عیار الاخبار'' لکھنؤ سے جاری ہوئے ۔لکھنؤ کے ان اخبارات کی زبان مقفیٰ ،رنگین اور اسلوب نگارش پر تکلف ہوا کرتی تھی۔اخبار سائنٹفک سوسائیٹی یا علی گڑھ گزٹ (Aligarh Institute Gazatte) اس کا پرانا نام سرسید گزٹ تھا۔اِسے 3 مارچ 1866ء میں سرسید احمد خان نے علی گڑھ سے جاری کیا۔ یہ اخبار پہلے ہفت روزہ تھا بعد میں اسے سہ روزہ کر دیا گیا۔اس اخبار میں عام طور پر صفحے میں دو کالم ہوا کرتے تھے۔ایک کالم میں انگریزی عبارت جب کہ دوسرے کالم میں اردو عبارت ہوتی تھی۔ کچھ اہم مضامین انگریزی یا اردو میں الگ دیے جاتے تھے۔اس مذکورہ اخبار کا اہم مقصد عوام کے خیالات اور احساسات سے حکومت کو آگاہ کرنا تھا۔بتیس سال تک یہ اخبار باقاعدگی سے معینہ تاریخ پر تسلسل سے شائع ہوتا رہا۔سرسید احمد خان نے انگلستان سے واپس آکر 24 دسمبر 1870ء کو علی گڑھ سے ماہنامہ ''تہذیب الاخلاق'' جاری کیا۔اس ماہنامے کا انگریزی نام ''محمڈن سوشل ریفارمر'' تھا۔ یہ ایک اصلاحی نوعیت کا ماہنامہ تھا۔اس ماہنامے میں تمام مضامین اردو زبان میں چھپتے تھے۔آٹھ سے بارہ صفحات پر مبنی یہ پرچہ اُس وقت چار آنے میں فروخت ہوتا تھا۔ چھ سال اور سات ماہ شائع ہونے کے بعد 1876ء میں یہ پرچہ بند ہو گیا۔ اس عرصہ میں اس ماہنامہ میں کل دو سو چھبیس مضامین چھپے جن میں سے ایک سو بارہ مضامین خود سرسید احمد خان نے تحریر کئے تھے۔ یہ ماہنامہ 1879ء میں دوبارہ جاری ہوا لیکن تین سال اور پانچ ماہ کے بعد پھر بند ہو گیا۔ چودہ برس بعد اِسے پھر جاری کیا گیا اور تین سال کی قلیل مدت گزارنے کے بعد پھر بند ہو گیا۔ایک طویل عرصہ کے بعد 1960ء میں اِس ماہنامہ کو ایک بار پھر جاری کیا گیا جو اب بھی پابندی کے ساتھ علی گڑھ سے شائع ہو رہا ہے۔اخبار ''زمیندار'' ظفر علی خان نے جاری کیا تھا۔ظفر علی خان تحریک پاکستان کے سرکردہ کارکنوں میں سے ایک اور آل انڈیا

مسلم لیگ کے حامی تھے۔ یہ مذکورہ اخباری پوری طرح ان کی سرپرستی میں شائع ہوتا تھا۔ یہ اخبار اردو زبان میں ایک ہندوستانی مسلم اخبار تھا جو 1920ء سے 1940ء تک ہندوستانی مسلمانوں، مسلمان قوم پرستوں اور تحریک پاکستان کی ترجمانی کرتا رہا۔ اس اخبار کو ہندوستانی مسلمانوں میں ایک خاص مقبولیت حاصل تھی۔ اس اخبار کا صدرِ دفتر لاہور میں تھا اور آزادی کے بعد بھی یہ پاکستان سے شائع ہوتا رہا۔

جدوجہد آزادی کے ایک نامور رہنما محمد علی جوہر نے کولکتہ سے اخبار ''ہمدرد'' جاری کیا۔ یہ اخبار ''زمیندار'' اخبار کے بعد سب سے زیادہ چھپنے والا اخبار تھا۔ کولکتہ کے بعد محمد علی جوہر اسے دہلی سے نکالنے لگے۔ معیار کے اعتبار سے یہ اردو کا ایک اچھا اخبار تھا لیکن انتظامی بدحالی کے سبب یہ اخبار کم عرصہ ہی زندہ رہ سکا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے جولائی 1912ء میں ہفت روزہ اخبار ''الہلال'' کولکتے سے جاری کیا۔ تصاویر سے مزین یہ اخبار ٹائپ میں چھپتا تھا۔ مذہب، سیاست، جغرافیہ، تاریخ، ادب اور حالات حاضرہ کے علاوہ دیگر اہم موضوعات پر معیاری مضامین اور فیچر اس اخبار میں چھپتے رہتے تھے جن کی عوام اور ادبی حلقوں میں کافی سراہنا ہوتی تھی۔ اس اخبار میں دیگر مقامی زبانوں کے اخبارات کے علاوہ عربی اور مصری اخبارات سے بھی خبریں ترجمہ کرا کے شائع کی جاتیں تھیں۔ یہ اخبار تحریک خلافت اور سول نافرمانی کا مبلغ و موید تھا۔ اس پاداش میں الہلال مطبع سے دو ہزار روپے کی ضمانت طلب کر لی گئی۔ اس کے بعد پھر 1914ء کو دس ہزار روپے کی ضمانت طلب کی گئی جو جمع نہ ہو سکی اور یہ اخبار بند ہو گیا۔ 1927ء میں یہ اخبار اسی نام سے پھر جاری ہوا لیکن زیادہ عرصہ نہ چل سکا۔ چند ماہ کے بعد پھر بند ہو گیا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران اس اخبار کی تعداد اشاعت پچیس ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی۔ یہ اخبار اپنی بہترین ترتیب و تزئین اور معیاری مضامین کے سبب کافی مقبول تھا۔ اِسے اردو کا پہلا باتصویر سیاسی پرچہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

17.5 فرہنگ

1۔ ادبی صحافت : ادب سے متعلق صحافتی سرگرمیاں

2۔ رسالہ : مخصوص وقفے سے شائع ہونے والی مطبوعہ اشاعت

3۔ جریدہ : علمی، ادبی یا تحقیقی مطبوعہ

4۔ ادارت : رسالے کی نگرانی اور ترتیب کا عمل

5۔ مدیر : رسالے کا نگران اور ذمہ دار شخص

6۔ اشاعت	:	مواد کو شائع کرنے کا عمل
7۔ ادبی تحریک	:	ادب میں پیدا ہونے والا فکری یا فنی رجحان
8۔ تنقید	:	ادبی تخلیقات کا جائزہ
9۔ تحقیق	:	حقائق کی تلاش اور مطالعہ
10۔ مقالہ	:	کسی موضوع پر علمی تحریر
11۔ مضمون	:	کسی موضوع پر لکھی گئی تحریر
12۔ افسانہ	:	نثری تخلیقی صنف
13۔ ناول	:	طویل نثری کہانی
14۔ شاعری	:	منظوم ادبی اظہار
15۔ نثر	:	غیر منظوم تحریر
16۔ ادبی ذوق	:	ادب کو سمجھنے اور پسند کرنے کی صلاحیت
17۔ فکری شعور	:	سوچ اور فکر کی بیداری
18۔ اصلاحی ادب	:	اصلاحِ معاشرہ پر مبنی ادب
19۔ ادبی رجحان	:	ادب میں رائج فکری یا فنی میلانات
20۔ جدیدیت	:	جدید افکار پر مبنی ادبی تحریک
21۔ ترقی پسند تحریک	:	سماجی شعور پر مبنی ادبی تحریک
22۔ علمی مباحث	:	علم سے متعلق گفتگو
23۔ تنقیدی مضمون	:	تنقیدی نوعیت کی تحریر
24۔ تحقیقی مقالہ	:	تحقیق پر مبنی علمی تحریر
25۔ ترجمہ نگاری	:	ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی

26۔ ادبی سرمایہ	:	ادب کا قیمتی ذخیرہ
27۔ فنونِ لطیفہ	:	خوبصورت فنون
28۔ ادبی روایت	:	ادب کی روایتی اقدار
29۔ فکری بیداری	:	ذہنی اور فکری آگاہی
30۔ تخلیق	:	نیا ادبی کام
31۔ تخلیق کار	:	ادبی تخلیق کرنے والا
32۔ نقاد	:	تنقید کرنے والا ادیب
33۔ محقق	:	تحقیق کرنے والا شخص
34۔ ادبی حلقہ	:	ادب سے وابستہ افراد کا گروہ
35۔ علمی معیار	:	علمی سطح اور معیار
36۔ فکری آزادی	:	آزادانہ سوچنے کا حق
37۔ قومی شعور	:	قوم سے وابستگی کا احساس
38۔ ادبی خدمات	:	ادب کے لیے انجام دی گئی خدمات
39۔ مطبوعہ مواد	:	شائع شدہ تحریری مواد
40۔ آن لائن جریدہ	:	انٹرنیٹ پر دستیاب جریدہ
41۔ ادبی ورثہ	:	ادب کا تاریخی سرمایہ
42۔ علمی روایت	:	علم کی روایتی بنیاد
43۔ ادبی ماحول	:	ادب سے متعلق فضا
44۔ ادبی مکالمہ	:	ادبی تبادلۂ خیال
45۔ اردو صحافت	:	اردو زبان میں صحافتی سرگرمیاں

17.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔اردو کی ادبی صحافت کے مفہوم اور ارتقا پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

2۔اردو زبان وادب کے فروغ میں ادبی صحافت کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

3۔رسائل وجرائد کی اہمیت اور افادیت پر تفصیلی روشنی ڈالیے۔

4۔تہذیب الاخلاق کی ادبی اور اصلاحی خدمات کا جائزہ پیش کیجیے۔

5۔مخزن کی ادبی خدمات اور اردو ادب پر اس کے اثرات بیان کیجیے۔

6۔الہلال کی صحافتی اور ادبی اہمیت پر بحث کیجیے۔

7۔نگار کی علمی وتحقیقی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

8۔ساقی اور شب خون کے ادبی کردار کا تقابلی مطالعہ پیش کیجیے۔

9۔اردو کی مختلف ادبی تحریکوں کے فروغ میں رسائل وجرائد کا کردار واضح کیجیے۔

10۔موجودہ دور میں ادبی رسائل وجرائد کو درپیش مسائل اور چیلنجز پر گفتگو کیجیے۔

11۔ادبی صحافت اور عام صحافت میں فرق واضح کیجیے۔

12۔اردو ادب کی ترقی میں مدیرانِ رسائل کی خدمات کا جائزہ لیجیے۔

13۔جدید ڈیجیٹل دور میں ادبی جرائد کی افادیت پر روشنی ڈالیے۔

14۔ادبی رسائل کو اردو ادب کا قیمتی سرمایہ کیوں کہا جاتا ہے؟

15۔اردو کی ادبی صحافت کے مستقبل پر اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

17.7 مشقی سوالات

1۔ادبی صحافت سے کیا مراد ہے؟

2۔رسالہ اور جریدہ میں کیا فرق ہے؟

3۔تہذیب الاخلاق کے بانی کون تھے؟

4۔مخزن کی ایک اہم ادبی خدمت بیان کیجیے۔

5۔الہلال کے مدیر کون تھے؟

6۔نگار کس نوعیت کا رسالہ ہے؟

7۔شب خون کا تعلق کس ادبی رجحان سے ہے؟

8۔ادبی رسائل کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

9۔تحقیقی جریدہ کیا ہوتا ہے؟

10۔موجودہ دور میں ادبی جرائد کس نئی شکل میں بھی دستیاب ہیں؟

17.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

سرگرمی 1 کے جوابات

1۔ادب 2۔انیسویں 3۔فروغ 4۔ادیبوں 5۔رسائل

6۔تخلیقات 7۔صحافت 8۔رسائل وجرائد

سرگرمی 2 کے جوابات

1۔صحیح 2۔غلط 3۔صحیح 4۔صحیح

5۔صحیح 6۔صحیح 7۔غلط 8۔صحیح

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ ادبی صحافت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ادب اور ادبی سرگرمیوں سے متعلق صحافتی کام کو ادبی صحافت کہا جاتا ہے۔

2۔ رسالہ اور جریدہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: رسالہ عموماً ادبی یا عام موضوعات پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ جریدہ زیادہ تر علمی اور تحقیقی نوعیت کا ہوتا ہے۔

3۔ تہذیب الاخلاق کے بانی کون تھے؟

جواب: سرسید احمد خاں۔

4۔ مخزن کی ایک اہم ادبی خدمت بیان کیجیے۔

جواب: اس نے اردو کے اہم ادیبوں اور شاعروں کو متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

5۔ الہلال کے مدیر کون تھے؟

جواب: مولانا ابوالکلام آزاد۔

6۔ نگار کس نوعیت کا رسالہ ہے؟

جواب: ادبی، تحقیقی اور تنقیدی رسالہ۔

7۔ شب خون کا تعلق کس ادبی رجحان سے ہے؟

جواب: جدیدیت سے۔

8۔ ادبی رسائل کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب: ادب کی ترویج، اشاعت اور ادبی شعور کی بیداری۔

9۔ تحقیقی جریدہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: ایسا جریدہ جس میں تحقیقی مقالات اور علمی مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

10۔ موجودہ دور میں ادبی جرائد کس نئی شکل میں بھی دستیاب ہیں؟

جواب: آن لائن اور ڈیجیٹل شکل میں۔

17.9 امدادی کتب

ا۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔گربچن چندن۔ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت،صداقت اور آزادی رائے۔ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

سبق نمبر 18 صحافت میں زبان کی اہمیت اور بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کا کردار

ساخت

18.0 اغراض ومقاصد

18.1 تعارف

18.2 صحافت میں زبان کی اہمیت

18.2.1 صحافتی زبان کی خصوصیات

18.2.3 سرگرمی 1 خالی جگہیں پُر کیجیے

18.3 عالمگیریت اور صحافت

18.3.1 بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کا کردار

18.3.2 سرگرمی 2 صحیح یا غلط

18.4 عمومی جائزہ

18.5 فرہنگ

18.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

18.7 مشقی سوالات

18.8 مشقی سوالات کے جوابات / جوابات سرگرمی

18.9 امدادی کتب

18.0 اغراض ومقاصد

اس سبق کے مطالعے کے بعد آپ صحافت میں زبان کی اہمیت اور اس کے بنیادی تقاضوں کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔ آپ یہ جان سکیں گے کہ صحافت میں زبان صرف اظہار کا وسیلہ نہیں بلکہ مؤثر ابلاغ، عوامی شعور اور رائے عامہ کی تشکیل کا اہم ذریعہ بھی ہے۔ آپ صحافتی زبان کی خصوصیات، اس کی سادگی، روانی اور اثر پذیری سے واقفیت حاصل کریں گے۔ اس سبق کے ذریعے آپ بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کے کردار، ڈیجیٹل میڈیا کے اثرات، سوشل میڈیا کی اہمیت اور جدید صحافت کو درپیش چیلنجز کا بھی مطالعہ کریں گے۔ مزید برآں آپ یہ سمجھ سکیں گے کہ موجودہ دور میں صحافت کس طرح عوامی آگاہی، جمہوری اقدار کے فروغ اور سماجی تبدیلی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

18.1 تعارف

زبان انسانی ابلاغ کا سب سے مؤثر اور بنیادی ذریعہ ہے۔ خیالات، معلومات، احساسات اور تجربات کی ترسیل زبان ہی کے ذریعے ممکن ہوتی ہے۔ صحافت چونکہ اطلاعات اور خبروں کی ترسیل کا عمل ہے، اس لیے زبان کو اس میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ صحافت کی کامیابی کا انحصار بڑی حد تک اس بات پر ہوتا ہے کہ خبر یا معلومات کس انداز میں اور کس زبان کے ذریعے عوام تک پہنچائی جاتی ہیں۔ صحافتی زبان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ معلومات کو سادہ، واضح اور مؤثر انداز میں قارئین، سامعین یا ناظرین تک پہنچایا جائے۔ اگر زبان پیچیدہ، مبہم یا غیر فطری ہو تو خبر کا اصل مقصد متاثر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے صحافت میں ایسی زبان کو ترجیح دی جاتی ہے جو عام فہم، رواں اور مؤثر ہو۔ عصرِ حاضر میں دنیا تیزی سے بدل رہی ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے صحافت کے انداز، دائرۂ کار اور اثرات میں نمایاں تبدیلی پیدا کی ہے۔ آج صحافت محض خبروں کی ترسیل تک محدود نہیں بلکہ عوامی شعور کی تشکیل، سماجی مسائل کی نشاندہی، جمہوری اقدار کے فروغ اور عالمی رابطے کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکی ہے۔ اس سبق میں صحافت میں زبان کی اہمیت اور جدید دنیا میں صحافت کے بدلتے ہوئے کردار کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

18.2 صحافت میں زبان کی اہمیت

صحافت اور زبان کا تعلق نہایت گہرا اور بنیادی ہے۔ زبان کے بغیر صحافت کا تصور ممکن نہیں کیونکہ خبر، رپورٹ، مضمون، اداریہ، کالم اور

دیگر صحافتی اصناف زبان ہی کے ذریعے قارئین تک پہنچتی ہیں۔صحافتی زبان کا بنیادی مقصد معلومات کو درست، واضح اور مؤثر انداز میں عوام تک پہنچانا ہے۔صحافت میں استعمال ہونے والی زبان عام ادبی زبان سے مختلف ہوتی ہے۔ یہاں سادگی، اختصار، وضاحت اور اثر پذیری کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے تاکہ ہر طبقے کا فرد خبر کو آسانی سے سمجھ سکے۔

زبان خیالات، احساسات اور معلومات کے اظہار کا ایک منظّم ذریعہ ہے۔انسان زبان کے ذریعے اپنے افکار دوسروں تک پہنچاتا ہے اور دوسروں کے خیالات کو سمجھتا ہے۔زبان نہ صرف ابلاغ کا ذریعہ ہے بلکہ تہذیب، ثقافت اور علم وادب کی محافظ بھی ہے۔صحافت میں زبان کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ یہی عوام اور ذرائع ابلاغ کے درمیان رابطے کا بنیادی وسیلہ بنتی ہے۔مؤثر زبان خبر کو زیادہ قابلِ فہم اور بامعنی بناتی ہے۔

صحافت اور زبان کا باہمی تعلق: صحافت اور زبان ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔صحافت کو اپنی بات عوام تک پہنچانے کے لیے زبان کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ زبان کو وسعت اور فروغ دینے میں صحافت اہم کردار ادا کرتی ہے۔اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل میڈیا زبان کے فروغ اور اس کے ارتقا میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔صحافت نئی اصطلاحات، نئے اسالیب اور نئے طرزِ اظہار کو عام کرتی ہے، جس سے زبان کی ترقی ممکن ہوتی ہے۔

صحافتی زبان کی خصوصیات: صحافتی زبان میں چند بنیادی خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔سب سے پہلے اس میں سادگی اور وضاحت ہونی چاہیے تاکہ خبر ہر سطح کے قاری یا سامع کے لیے قابلِ فہم ہو۔اس کے علاوہ اختصار، روانی، صحتِ زبان اور معروضیت بھی صحافتی زبان کی اہم خصوصیات ہیں۔صحافتی زبان میں غیر ضروری پیچیدگی، مشکل الفاظ اور مبالغہ آرائی سے گریز کیا جاتا ہے۔خبر جتنی واضح اور براہِ راست ہوگی، اس کا اثر اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

سادہ، مؤثر اور معیاری زبان کی ضرورت: صحافت کا بنیادی مقصد عوام تک معلومات پہنچانا ہے، اس لیے ایسی زبان استعمال کرنا ضروری ہے جو آسانی سے سمجھی جاسکے۔سادہ زبان معلومات کے مؤثر ابلاغ میں مدد دیتی ہے جبکہ معیاری زبان صحافت کے وقار اور اعتبار کو برقرار رکھتی ہے۔اگر خبر میں غیر ضروری پیچیدگی یا ابہام ہو تو قاری اصل مفہوم تک نہیں پہنچ پاتا۔اسی لیے کامیاب صحافت میں سادہ اور معیاری زبان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

زبان اور ابلاغِ عامہ: ابلاغِ عامہ کا پورا نظام زبان پر قائم ہے۔ذرائع ابلاغ عوام تک جو پیغام پہنچاتے ہیں، وہ زبان ہی کے ذریعے منتقل ہوتا ہے۔زبان جتنی مؤثر ہوگی، ابلاغ بھی اتنا ہی کامیاب ہوگا۔ریڈیو میں زبان سماعت کے ذریعے اثر انداز ہوتی ہے، ٹیلی ویژن میں

زبان تصویر کے ساتھ مل کر اپنا اثر پیدا کرتی ہے جبکہ اخبارات اور رسائل میں تحریری زبان بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

صحافت میں زبان کے مسائل اور چیلنجز: عصرِ حاضر میں صحافتی زبان کو مختلف مسائل اور چیلنجز کا سامنا ہے۔ سوشل میڈیا کے پھیلاؤ، غیر معیاری زبان کے استعمال، غیر ضروری غیر ملکی الفاظ کی کثرت اور جلد بازی میں خبر رسانی نے زبان کے معیار کو متاثر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات سنسنی خیزی، مبالغہ آرائی اور غیر محتاط طرزِ اظہار بھی صحافت کے معیار کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ زبان کی صحت، سادگی اور وقار کو برقرار رکھیں۔

18.2.2 صحافتی زبان کی خصوصیات

صحافتی زبان عام زبان سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ اس کا بنیادی مقصد اطلاعات، خبروں اور واقعات کو جلد، واضح اور مؤثر انداز میں عوام تک پہنچانا ہے۔ صحافت میں زبان صرف اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ معلومات کی درست ترسیل، رائے عامہ کی تشکیل اور سماجی شعور کی بیداری کا ایک اہم وسیلہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحافتی زبان میں چند ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اسے دیگر اصنافِ نثر سے ممتاز بناتی ہیں۔

صحافتی زبان کی سب سے نمایاں خصوصیت سادگی ہے۔ صحافت میں ایسی زبان استعمال کی جاتی ہے جو عام قاری، سامع یا ناظر آسانی سے سمجھ سکے۔ پیچیدہ اور ثقیل الفاظ سے گریز کیا جاتا ہے تاکہ پیغام ہر طبقے تک بغیر کسی دشواری کے پہنچ سکے۔ سادہ زبان خبر کی ترسیل کو آسان اور مؤثر بناتی ہے۔ دوسری اہم خصوصیت وضاحت ہے۔ صحافتی زبان میں ابہام، پیچیدگی یا غیر ضروری الجھن نہیں ہونی چاہیے۔ خبر کو اس انداز میں پیش کرنا ضروری ہے کہ اس کا مفہوم بالکل واضح ہو اور قاری کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ واضح زبان خبر کے معیار اور صحافت کی ساکھ میں اضافہ کرتی ہے۔

صحافتی زبان کی ایک اور اہم خصوصیت اختصار ہے۔ صحافت میں وقت اور جگہ دونوں محدود ہوتے ہیں، اس لیے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک کامیاب صحافی وہی ہے جو مختصر مگر جامع انداز میں اپنی بات پیش کرے۔ غیر جانب داری صحافتی زبان کی بنیادی شرط ہے۔ خبر نویسی میں ذاتی رائے، جذبات یا تعصب کو شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔ صحافی کا فرض ہے کہ وہ واقعات کو غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کرے تاکہ خبر کی ساکھ اور اعتماد برقرار رہے۔ صحافتی زبان میں اثر انگیزی بھی نہایت اہم ہے۔ الفاظ میں ایسی قوت ہونی چاہیے کہ وہ قاری یا سامع کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکیں۔ مؤثر سرخیاں، جامع جملے اور بامعنی الفاظ خبر کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہیں اور پیغام کو زیادہ طاقتور بناتے ہیں۔ ایک اہم خصوصیت درستگی بھی ہے۔ صحافت میں غلط معلومات یا نامکمل خبر نہ صرف ادارے کی ساکھ کو نقصان پہنچاتی ہے

بلکہ عوام کو گمراہ بھی کر سکتی ہے۔اس لیے صحافتی زبان میں حقائق کی درست عکاسی ضروری ہے۔اسی طرح روانی بھی صحافتی زبان کا ایک اہم وصف ہے۔جملوں کی ساخت ایسی ہونی چاہیے کہ قاری خبر کو آسانی سے پڑھ سکے اور بات تسلسل کے ساتھ سمجھ میں آتی رہے۔روان زبان قاری کی دلچسپی برقرار رکھتی ہے۔موجودہ دور میں جدت اور تیزی صحافتی زبان کی اہم ضرورت بن چکی ہے۔ڈیجیٹل میڈیا،سوشل میڈیا اور آن لائن صحافت کے فروغ نے ایسی زبان کی ضرورت بڑھا دی ہے جو مختصر ہونے کے باوجود جامع،تازہ اور فوری اثر رکھنے والی ہو۔اس کے علاوہ صحافتی زبان میں مقصدیت بھی ضروری ہے۔ہر خبر،رپورٹ یا مضمون کا ایک واضح مقصد ہونا چاہیے،اور زبان ایسی ہو جو اس مقصد کو بہترین انداز میں پورا کر سکے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحافتی زبان کی بنیادی خصوصیات سادگی،وضاحت،اختصار،غیر جانب داری،اثر انگیزی،درستگی،روانی،جدت اور مقصدیت ہیں۔یہی اوصاف صحافتی زبان کو مؤثر،معتبر اور کامیاب بناتے ہیں۔

18.2.3 سرگرمی:1 آؤ اپنی معلومات جانچیں

خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجئے:

1۔ زبان انسانی ____ کا بنیادی ذریعہ ہے۔

2۔ صحافت میں زبان کو ____ حیثیت حاصل ہے۔

3۔ صحافتی زبان میں سادگی،وضاحت اور ____ کو اہمیت دی جاتی ہے۔

4۔ خبر میں غیر ضروری ____ سے گریز کرنا چاہیے۔

5۔ ذرائع ابلاغ زبان کے ____ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

6۔ معیاری زبان صحافت کے ____ کو برقرار رکھتی ہے۔

7۔ ابلاغِ عامہ کا نظام بنیادی طور پر ____ پر قائم ہے۔

8۔ سوشل میڈیا کے پھیلاؤ نے صحافتی ____ کو نئے چیلنجز سے دوچار کیا ہے۔

18.3 عالمگیریت اور صحافت

عالمگیریت نے دنیا کے مختلف ممالک اور معاشروں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔ آج دنیا کے کسی بھی حصے میں رونما ہونے والا واقعہ چند لمحوں میں عالمی خبر بن جاتا ہے۔ اس صورتحال میں صحافت مختلف قوموں، ثقافتوں اور معاشروں کے درمیان رابطے کا اہم ذریعہ بن گئی ہے۔ صحافت عالمی مسائل، جیسے ماحولیاتی تبدیلی، انسانی حقوق، تعلیم، صحت اور امن کے موضوعات کو بین الاقوامی سطح پر اجاگر کرتی ہے۔ اس طرح صحافت عالمی شعور اور بین الاقوامی ہم آہنگی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ صحافت کا میدانِ عمل بہت وسیع ہے۔ اسے جرنلزم، پترکاریتا، صحیفہ نگاری یا اخبار نویسی کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ صحافت ایک نہایت معزّز اور ذمّہ دارانہ پیشہ ہے۔ صحافت ایک فن ہے۔ صحافت کے لئے بیک وقت تکنیکی اور تخلیقی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ صحافت کی تاریخ سے واقفیت اس لئے ضروری ہے کہ ہم جان سکیں کہ قطرے سے گہر ہونے تک اس پہ کیا گزری ہے۔ جب دنیا میں چھاپہ خانہ کی ایجاد نہیں ہوئی تھی تب بھی اخبارات نکلتے تھے، جنھیں ہم قلمی اخبار کے نام سے جانتے ہیں۔ پھر چھاپہ خانہ کی ایجاد نے اخبار نویسی کو آسان بنا دیا۔ مطبوعہ صحافت کے آغاز سے پہلے صحافت کا دائرہ بہت محدود تھا۔ لیکن مطبوعہ صحافت نے ہر خاص و عام تک پہنچ کر اس کا دائرہ وسیع کیا۔ ہندوستان میں مطبوعہ صحافت کا آغاز انگریزی زبان سے ہوا۔ لیکن اُردو صحافت کی تاریخ بھی بہت روشن ہے۔

صحافت کے آغاز نے دنیا میں مثبت تبدیلی لانے کا کام کیا۔ صحافت نے سماج کے ہر فرد کو اطلاع بہم پہنچائی۔ اطلاعاتی سماج کی تعمیر میں صحافت کا رول سب سے اہم رہا ہے۔ انسان کی بنیادی ضرورتوں میں روٹی، کپڑا اور مکان کے بعد سب سے زیادہ ضروری شئے ترسیل یعنی کمیونی کیشن ہے۔ انگریزی لفظ (Communication) کے معنی ترسیل یا ابلاغ کے ہوتے ہیں۔ صحافت کے بنیادی مقاصد میں ترسیل کو عام و سہل بنانا اور ترسیل کے دائرے کو وسیع تر کرنا بھی ہے۔ صحافت کا جمہوریت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ جمہوریت میں عوام کو سب کچھ جاننے کا حق ہے۔ عوام کو جانکاری دینے کے لئے صحافت سے بہتر اور کارآمد کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ دورِ بادشاہت میں عوام کو جانکاری دینا یا نہ دینا بادشاہ کی مرضی پر منحصر تھا لیکن جمہوریت میں یہ عوام کا حق ہے۔ اس لئے بہتر اور صحت مند جمہوریت کے لئے بہتر صحافتی نظام کی بہت ضرورت ہے۔ جمہوریت میں صحافت کی اہمیت اس قدر ہے کہ اسے جمہوریت کا چوتھا ستون کہتے ہیں۔ ہنگری کے رہنے والے جوسف پلتزر کو صحافت کا باوا آدم (Father of Journalism) کہا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر کے نام پر صحافت کا پُر وقار ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ جوسف پلتزر 10 اپریل 1847 کو پیدا ہوا، اس نے ایک صحافی اور ایک بے باک پبلشر کی حیثیت سے ابتدائی زمانے میں ہی صحافت کے خدوخال نمایاں کرنے کا کام کیا۔ جوسف

پلٹزر نے ہی صحافت کو بڑے طاقت ور تجارتی اداروں سے آزاد کرانے کا کام کیا۔اس نے کہا اور کر کے دکھایا بھی کہ صحافت عام لوگوں کے لئے ہے اور بدعنوانی کے خلاف ہے۔گویا صحافت نے اپنے ابتدائی ایام میں ہی اصول وضع کر لئے تھے کہ صحافت ہر قسم کی بدعنوانی کے خلاف ہے۔اور سچ بات یہ ہے کہ آج بھی صحافت کو اسی نقش قدم پر چلنا ہے۔

صحافت کے بنیادی مقاصد میں ایک اہم مقصد ہے لوگوں تک اطلاعات بہم پہنچانا تا کہ لوگ خود اچھے برے کی تمیز کر سکیں۔عوام حقائق کی روشنی میں خود فیصلہ کر سکے اس کے لئے اطلاعات کو ہونا بہت ضروری ہے۔عوام تک درست اور بروقت اطلاعات کا پہنچانا صحافت کا بنیادی کام ہے۔صحافت کا مقصد براہ راست رائے عامہ کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ صحافت عوام تک اطلاعات پہنچا دے اور عوام کو صحیح غلط کا فیصلہ کرنے دے۔ یہی صحافت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔صحافت کے لئے جو اصول بنائے گئے ان میں صداقت اور معروضیت کو سرفہرست رکھا گیا۔صحافی کا کام حقائق کو من وعن پہنچا دینا ہے خواہ وہ ان حقائق کو پسند کرے یا ناپسند۔صحافت میں ذاتی پسند یا ناپسند کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ یہاں بنیادی مقصد ہے حقائق کو عوام تک پہنچانا۔صداقت اور درستگی کے ساتھ ساتھ بے باکی، آزاد خیالی، انسانیت، حق گوئی اور غیر جانب داری کو بھی صحافت کے اہم اصولوں میں شامل کیا گیا ہے۔صحافت کے بنیادی عناصر میں ایک اہم عنصر سچائی اور حقیقت ہے۔حقیقت اور صداقت کے بغیر صحافت کا تصور بے معنی ہے۔دوسرا اہم عنصر عوام کی طرف داری ہے۔صحافت حکومت کی طرفدار نہیں ہوگی بلکہ عوام کے تئیں ایماندار اور مخلص ہوگی۔صحافت افواہ پر نہیں بلکہ حقیقت پر اپنی خبروں کی بنیاد رکھے گی۔سچائی کو پرکھنا بھی صحافت کا ایک اہم عنصر ہے۔جن اجزا سے صحافت کی دنیا کی تعمیر ہوتی ہے ان میں خبروں کی غیر جانب داری بھی ایک اہم جز ہے۔اسی کے ساتھ صحافیوں کو اپنے ضمیر کی آواز پر حق و باطل کا امتیاز کرنا بھی صحافت کا ایک اہم جز ہے۔لغت کے اعتبار سے 'صحافت' عربی لفظ ہے جس کے معنی نامہ نگاری یا اخبار نویسی کے ہیں۔خبروں کو جمع کرنے، ان کی تنظیم اور تقسیم کو صحافت کہتے ہیں۔زمانہ قدیم سے انسان خبروں کا بھوکا رہا ہے۔روٹی، کپڑا، مکان کے ساتھ ترسیل بھی انسان کی بنیادی ضرورت رہی ہے۔انسان اپنی عقل کا استعمال کر کے جو کچھ جان لیتا ہے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جاننے کی خواہش رکھتا ہے۔وہ ہر واقعہ، ہر حادثہ کے بارے میں جاننا چاہتا ہے۔وہ مختلف مقامات اور مختلف لوگوں کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا چاہتا ہے۔وہ ہر واقعے اور ہر حادثے کے پیچھے کی کہانی معلوم کرنا چاہتا ہے۔وہ ہر حادثے کا پس منظر جاننا چاہتا ہے۔انسان کے اسی بھوک کو مٹانے کا کام صحافت نے کیا ہے۔انسان کی یہی خواہش صحافت کی ضرورت کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔

پرینٹنگ پریس کی ایجاد سے پہلے صحافت اور اخبار نویسی کا تصور بہت محدود تھا۔قلمی اخبارات ایک محدود اور مخصوص حلقے تک ہی پہنچ سکتے

تھے۔اس طرح عوامی ترسیل کا تصور بہت ناقص اور غیر متاثر کن تھا۔قلمی اخبارات تیار کرنے میں کافی وقت لگتا تھا۔لیکن جب چھاپہ خانہ یعنی پرنٹنگ پریس کی ایجاد ہوئی تو صحافت کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہوگیا۔ پرنٹنگ پریس کی وجہ سے کتابوں کی چھپائی بھی آسان ہوئی لیکن سب سے زیادہ فائدہ اخبارنویسی کو ہوا۔ پہلے کاغذ کی ایجاد نے لکھنے پڑھنے کی راہ کو آسان بنایا اور پھر پرنٹنگ پریس نے طباعت کو آسان بنا کر عام لوگوں تک تحریر کو پہنچانے کا کام کیا۔اب تک کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سو سال قبل مسیح چین میں کاغذ بنایا گیا تھا۔چینیوں نے سب سے پہلے کاغذ کا استعمال شروع کیا۔حضرت عیسیٰ سے سو سال پہلے ہی چینی کاغذ بنانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔لیکن سن ۱۰۵ء میں ہان خاندان کے بادشاہ حوتی کے زمانے میں تائی لون نام کے شخص نے سب سے پہلے کاغذ بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ کچھ خاص قسم کے درختوں کے گودے سے یہ کاغذ بنایا جاتا تھا۔ظاہر سی بات ہے کہ آج دنیا میں جس اعلیٰ قسم کے کاغذ مل رہے ہیں،اس زمانے میں نہیں تھے۔وہ کاغذ بنانے کا ابتدائی زمانہ تھا۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اب انسان کے لئے کسی بات،کسی جانکاری یا خیال کو لکھ کر رکھ لینا، یا کسی تک پہنچا دینا پہلے کے مقابلے کافی آسان ہوگیا تھا۔ کاغذ کی ایجاد کے بعد چین میں پرنٹنگ کے کام میں بھی کئی ایجادات ہوئیں۔چینیوں کو ایک خاص قسم کا پرنٹنگ مشین بنانے میں کسی حد تک کامیابی بھی ملی لیکن پوری طرح پرنٹنگ پریس قائم کرنے کا سہرا جرمنی کے رہنے والے سونار جوہانس گٹن برگ کے سر ہے۔ جوہانس گٹن برگ نے دراصل سن 1440ء میں اس وقت پرنٹنگ پریس بنانے میں کامیابی حاصل کر لی تھی جب وہ فرانس میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا۔لیکن جب وہ جرمنی واپس آیا تب 1450ء میں وہ پرنٹنگ مشین بنانے میں کامیاب ہوا جس کا استعمال بڑے پیمانے پر یعنی کاروباری سطح پر کیا جا سکے۔ یہ انسانی تاریخ کا ایک بڑا واقعہ تھا۔اس مشین کی ایجاد کے بعد چھپائی کی دنیا میں ایک بڑا انقلاب آیا اور صحافت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرنے میں مدد ملی۔

اس بات کو لے کر ماہرین میں اختلاف رہا ہے کہ دنیا کا پہلا مطبوعہ اخبار کون سا ہے۔لیکن زیادہ تر ماہرین کا اتفاق ہے کہ جس طرح پہلا پرنٹنگ پریس جرمنی میں قائم ہوا اسی طرح دنیا کا پہلا مطبوعہ اخبار بھی جرمنی سے شائع ہوا۔ پہلے اخبار کا نام ''دی ریلیشن'' تھا جس کے پبلشر مسٹر جان کارلوس تھے۔مسٹر جان کارلوس 1575 میں پیدا ہوئے اور سن 1634 میں ان کا انتقال ہوا۔مسٹر جان کارلوس نے سن 1605 میں پہلا اخبار'' دی ریلیشن'' شائع کیا۔ جہاں تک انگریزی زبان میں شائع ہونے والے پہلے اخبار کی بات ہے تو سن 1665 میں لندن سے'' آکسفورڈ گزٹ'' کی اشاعت سے انگریزی میں مطبوعہ صحافت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ تمام ابتدائی اخبارات ہفتہ وار تھے جو ایک شیٹ پر شائع ہوتے تھے جنھیں موڑ کر چار صفحات کا اخبار بنا لیا جاتا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ قلمی اخبارات کے مقابلے میں یہ چھپے ہوئے اخبارات زیادہ لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچنے لگے۔ ابتدا میں اخبار کے لیئے گزٹ (Gazzette) کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔سترہویں صدی کی آخری دہائیوں میں اخبار کے لئے گزٹ کے بجائے

انگریزی لفظ نیوز پیپر (News Paper) کا استعمال شروع ہوا۔ جرمنی میں مطبوعہ صحافت کے آغاز کے بعد ہالینڈ اور خصوصی طور پر ہالینڈ کا شہر ایمسٹرڈم اخبار نویسی کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ اس زمانے میں ہالینڈ برطانیہ سے زیادہ طاقت ور تھا اور شہر ایمسٹرڈم ایک اہم تجارتی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ ایمسٹرڈم سے کئی اہم اخبارات ڈچ زبان میں شائع ہوئے۔ ''کرانٹے ایوٹ اٹالین'' ڈچ زبان میں شائع ہونے والا پہلا اخبار تھا۔ سن 1631 میں فرانس سے پہلا اخبار ''لاگزٹ'' شائع ہوا۔ پرتگال کے شہر لسبن میں 1641 میں ''اے گزٹ دارسٹاریکو'' نام کا پہلا اخبار شائع ہوا تھا۔ جبکہ اسپین میں پہلے اخبار کی اشاعت 1661 میں ہوئی۔ ''دی ڈیلی کورینٹ'' انگریزی زبان کا پہلا کامیاب اخبار تصور کیا جاتا ہے جو سن 1702 میں شائع ہوا اور سن 1735 تک اس کی اشاعت ہوتی رہی۔ امریکا میں سن 1704 سے باقائدہ صحافت کا آغاز ہوتا ہے۔ ''دی بوسٹن نیوز لیٹر'' امریکا سے شائع ہونے والا پہلا کامیاب اخبار تھا۔ جس نے پڑھنے والوں کو متاثر کیا اور یہ تاثر بھی قائم ہوا کہ مستقبل میں اخباروں سے سماجی تبدیلی بھی لائی جاسکے گی۔

نصف سترہویں صدی تک صحافت کے اصول وضوابط بہت واضح نہیں تھے۔ لیکن اب صحافت کا دائرہ بھی بڑھ رہا تھا اور سماج پر اس کے اثرات بھی نمایاں ہورہے تھے۔ اس لئے الگ الگ ملکوں میں حکومتیں اب صحافت کے لئے اصول وضوابط بنانے کے لئے بے تاب تھیں۔ سن 1800 میں صرف امریکا میں 234 اخبارات شائع ہورہے تھے۔ اسی طرح دوسرے ممالک میں بھی صحافت کا دائرہ بڑھتا جارہا تھا۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہونی چاہئے کہ اس وقت صحافت کے نام پر صرف مطبوعہ صحافت کا وجود تھا۔ جسے آج ہم پرنٹ میڈیا کے نام سے جانتے ہیں۔ اس وقت الکٹرانک میڈیا اور سائبر میڈیا کا کوئی تصور نہیں تھا۔ الکٹرانک میڈیا بیسویں صدی کی اور سائبر میڈیا اکیسویں صدی کی دین ہے۔ حالانکہ بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں سائبر میڈیا ایک شکل اختیار کرنے لگی تھی لیکن آن لائن صحافت کا تصور اکیسویں صدی کا تصور ہے۔ جبکہ فلم، ریڈیو اور ٹیلی ویژن بیسویں صدی کی ایجاد ہے۔ حالانکہ ہندستان میں 1896 میں پہلی خاموش فلم بن چکی تھی لیکن فلموں کا حقیقی آغاز بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے مانا جاتا ہے۔ اسی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن بھی بیسویں صدی میں ہی صحافت کی ایک نئی تاریخ لکھنے میں کامیاب ہوسکے۔ ریڈیو کے وجود میں آنے سے پہلے کئی صدیوں تک صحافت سے مراد اخبار نویسی ہی تھا۔ اخبار ہی عوامی ترسیل کا ایک سب سے موثر ذریعہ رہا۔ لیکن اخبارات جب طاقتور ہونے لگے تو حکومتوں کی دقت بڑھنے لگی۔ اب بحث یہ شروع ہوئی کہ اخبارات آزادانہ طور پر خبروں کا انتخاب کرسکیں گے اور حکومت کی تنقید کرسکیں گے یا نہیں؟ یہ ایک بہت اہم سوال تھا۔ صحافت کی سات سو سالہ تاریخ میں کئی ایسے مقام آئے جب حکومتوں نے سخت قوانین بنا کر اخبارات کی آزادی کو ختم کرنے یا کم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن صحافت نے بھی حکومتوں پر پلٹ وار کئے۔ صحافت نے کوشش کی کہ وہ

عوام کی ترجمان بنے۔حکومتوں نے کوشش کی کہ صحافت بے لگام نہ ہونے پائے۔عوامی بے داری سے بھی کئی بار حکومتوں کو دقت ہونے لگتی ہے اور صحافت ابتدا سے ہی عوامی بے داری پھیلانے کا کام کرتے رہے ہیں۔یہیں اس حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہئے اور تسلیم کرنا چاہئے کہ صحافت کی دنیا میں ہمیشہ سے یہ ہوتا آیا ہے کہ کچھ اخبارات یا کچھ صحافی حکومت کے طرفدار بھی ہوتے ہیں۔حکومت سے کچھ فائدہ حاصل کرنے کے لئے یا پھر حکومت کے خوف سے کچھ اخبارات اپنی سماجی اور عوامی ذمہ داری نبھانے کے بجائے حکومت کی طرف داری کرتے رہے ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ ایسے اخبارات اپنی عوامی مقبولیت رفتہ رفتہ کھو دیتے ہیں۔صحافت، جمہوریت اور ٹیکنالوجی کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔جمہوری نظام حکومت میں ہی صحافت کو بھرپور فروغ حاصل ہوتا ہے۔جبکہ ٹیکنالوجی کے فروغ سے صحافت کو طاقت ملتی ہے۔

جب ہم صحافت کے تعلق سے ٹیکنالوجی کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے پرنٹنگ پریس کی ایجاد اور اس کی ترقی پر غور کرتے ہیں۔ قدیم روم، چین، جرمنی، فرانس، انگلینڈ، پرتگال، اسپین اور ہالینڈ کے علاوہ زمانہ قدیم میں میکسیکو شہر کا نام بھی پرنٹنگ پریس اور صحافت کے حوالے سے لیا جاتا ہے۔سن 1530 میں میکسیکو شہر میں پہلا پرنٹنگ پریس قائم ہوا تھا۔جس نے سن 1541 میں ''نیوز بک'' شائع کیا۔سن 1665 اس لئے صحافت کی تاریخ میں اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال ایک ایسا اخبار شائع ہوا جو تمام نشیب و فراز دیکھتا ہوا لگاتار جاری رہا۔ یہ اخبار سب سے پہلے 07 نومبر 1665 کو'' آکسفورڈ گزٹ'' کے نام سے شائع ہوا۔ بعد میں یہی اخبار ''لندن گزٹ'' کے نام سے جاری رہا۔24 اپریل 1704 کو ''بوسٹن نیوز لیٹر'' کی اشاعت نے اخبار نویسی کی دنیا میں ایک الگ مقام حاصل کیا۔اس اخبار کے سالانہ خریدار بنائے جاتے تھے۔یہ اخبار یعنی ''بوسٹن نیوز لیٹر'' ہر عام قاری تک نہیں پہنچتا تھا۔اس کے پبلشر اور مدیران کی خواہش تھی کہ یہ اخبار کچھ خاص لوگوں تک ہی پہنچے۔یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سن 1800 سے پہلے گلیوں میں، چوراہوں پر اخبار فروخت کرنے کا رواج نہیں تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ پرنٹنگ پریس آنے کے باوجود اخبارات اتنی بڑی تعداد میں چھاپنا ممکن نہیں تھا کہ شہر کے ہر آدمی تک اخبار پہنچایا جا سکے۔رفتہ رفتہ جب پرنٹنگ پریس کی ٹیکنالوجی میں ترقی ہوتی گئی تو اخبار کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں چھاپنا ممکن ہو سکا۔

امریکی صحافت کی تاریخ میں ''دی بوسٹن گزٹ'' کو سب سے متاثر کن اخبار تصور کیا جاتا ہے۔19 دسمبر 1719 کو پہلی بار یہ اخبار شائع ہوا۔''دی بوسٹن گزٹ'' کے پہلے پرنٹر اور پبلشر مسٹر جیمس فرنکلن تھے۔جیمس فرینکلن نے 1732 میں ایک اور اخبار ''روڈ آئی لینڈ گزٹ'' بھی نکالنا شروع کیا۔اس نے انگریزی زبان کی صحافت کو کئی نئے راستے دکھائے۔جیمس فرینکلن نے صحافت میں نت نئے تجربات کئے۔اس وقت زیادہ تر اخبارات ہفتہ وار تھے۔کئی صحافی ایسے تھے جو چاہتے تھے کہ روزنامہ اخبارات شائع کئے جائیں۔سن 1783 میں امریکا سے پہلا روزنامہ اخبار شائع ہوا جس کا نام ''پن سل وینیا ایوننگ پوسٹ'' تھا۔''دی نیویارک مارننگ پوسٹ'' اور ''دی نیویارک سن'' دو ایسے اخبارات تھے جنھوں

نے عام لوگوں تک پہنچ بنانے کی شعوری کوشش کی۔ یہ اخبار 'ایک پینی' یعنی اس زمانے کا ایک پیسہ میں فروخت کیا جاتا تھا۔ پہلے جہاں اخبارات کے لئے صرف سالانہ چندہ ہی اخبار حاصل کرنے کا واحد ذریعہ تھا وہیں اب اور بھی ذرائع پیدا کئے گئے۔ اسی اخبار نے سب سے پہلے گھر گھر اخبار پہنچانے کا کام شروع کیا۔

سن 1860 تک معاملہ یہ تھا کہ جو خبریں امریکی اخبارات میں شائع ہوتی تھیں وہ زمانے بعد یوروپی اخبارات تک پہنچ پاتی تھیں۔ ادھر یوروپ کی خبریں بھی امریکی اخبارات تک بہت دیر سے پہنچتی تھیں۔ اس درمیان ٹیلیگراف کی سہولت کو عام کرنے کے لئے بہت محنت کی جارہی تھی۔ آخر کار سن 1866 میں یوروپ اور امریکا کے درمیان ٹیلیگراف کی خدمات بھرپور ڈھنگ سے کام کرنے لگیں۔ ٹرانس اٹلانٹک کیبل کے ذریعے یوروپ اور امریکا کے اخبارات ایک دوسرے سے جڑ سکے۔ اخبارات میں فوٹو شائع کرنے کا سلسلہ بھی امریکا سے شروع ہوا۔ میتھو براڈے کو فوٹو جرنلزم کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ انھوں نے سن 1861 میں پہلی بار امریکی خانہ جنگی کی تصویریں شائع کرنے کا کام کیا۔ اسی زمانے میں مسٹر تھامس نوسٹ نے کارٹون بنانے کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ کارٹون اس وقت کے کئی امریکی اخبارات مین شائع ہوتے تھے۔ سن 1876 میں جب گراہم بیل نے ٹیلی فون ایجاد کیا تو اس کے دس سال بعد ''دی نیویارک ٹائمس'' نے پہلا ٹیلی فون نمبر حاصل کیا۔ کسی اخبار کے دفتر میں جو پہلا فون لگا اس کا نمبر تھا John 470۔ نیویارک ٹائمس ہی وہ پہلا اخبار تھا جس نے سن 1882 میں بجلی کا کنکشن حاصل کیا۔ سن 1883 میں جوسف پلٹزر صحافت کے منظر نامے پر نمودار ہوئے اور صحافت کی دنیا میں کئی انقلاب برپا کرنے میں کامیاب رہے۔ جوسف پلتزر نے کئی کامیاب تجربات کئے جس کے سبب اس زمانے میں اخبار کا سرکولیشن پندرہ ہزار کاپی سے بڑھ کر چھ لاکھ کاپی تک پہنچ گیا۔ بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ صحافت کی دنیا میں دو اہم واقعات رونما ہوئے۔ پہلا واقعہ کسی نیوز ایجنسی کا قیام تھا اور دوسرا اہم واقعہ ریڈیو کی ایجاد تھا۔ پہلے سبھی اخبارات اپنے اپنے ذرائع سے خبریں جمع کرتے تھے۔ جس کے لئے انھیں ہر شہر اور اہم مقامات پہ اپنے نمائندے رکھنے پڑتے تھے۔ سن 1907 میں یونائیٹڈ پریس ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس نیوز اجنسی سے ابتدا میں تین اہم اخبارات کو خبریں فراہم کی جانے لگیں۔ سن 1912 میں کیلیفورنیا میں ریڈیو کا آغاز ہوا۔ اب تک صحافت کے نام پر ہمارے پاس اخبارات تھے لیکن اب صحافت کی دنیا میں ریڈیو ایک انقلاب برپا کرنے جارہا تھا۔ یہاں سے ''براڈ کاسٹنگ جرنلزم'' کا آغاز ہوتا ہے۔ جس کے دوررس نتائج صحافت کی دنیا میں دیکھنے کو ملے۔ سن 1920 میں پٹس برگ میں پہلا باقاعدہ ریڈیو اسٹیشن شروع ہوا۔ 1920 کے امریکی صدارتی انتخابات کی خبریں ریڈیو سے نشر کی گئیں۔ 18 اکتوبر 1922 سے بی بی سی نے اپنی نشریات کا آغاز کیا۔ اس طرح صحافت اب ایک نئے روپ میں دنیا کے سامنے آئی۔ سن 1930 میں پہلی بار ریڈیو پر

ریکارڈنگ کی سہولت کو استعمال کیا گیا۔اب تک لائیو براڈ کاسٹ کے ذریعے ہی خبریں پہنچائی جاتی تھیں۔لیکن اب یہ ممکن ہوسکا کہ خبروں کو پہلے ریکارڈ کرلیا جائے اور بعد میں جب ضرورت ہو اسے نشر کیا جائے۔بیسویں صدی کی تیسری دہائی تک ریڈیو نے کافی ترقی کرلی تھی۔اسی درمیان آواز کے ساتھ تصویریں بھی ایک دوسرے مقام تک بھیجنے کی کوششیں جاری تھیں۔یہ تجربات ٹیلی ویژن کی بنیاد رکھنے کے لئے ضروری اقدام کے طور پر دیکھے جاتے ہیں۔دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں خبروں کے لئے ریڈیو پر کافی انحصار بڑھ چکا تھا۔اب صحافت صرف پرنٹ میڈیا تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ سمعی اور بصری میڈیا تک اپنا دامن پھیلا چکا تھا۔

18.3.1 بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کا کردار

صحافت کسی بھی ریاست، ملک یا حکومت کا ایک اہم اور طاقتور ستون ہے۔یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس کی اہمیت ہر دور میں تسلیم کی گئی ہے ۔کسی بھی معاشرے میں صحافت کی ایک مخصوص طاقت ہوتی ہے جو اپنا جداگانہ اثر رکھتی ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ صحافت نے حکومتیں قائم کیں، کئی حکومتوں کو استحکام بخشا اور کئی حکومتوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا۔مشہور مؤرخ H.G.Wells نے لکھا ہے کہ روم کی طاقتور حکومت اس وجہ سے بھی دیرپا نہ رہی کیوں کہ اس زمانے میں اخبارات عام نہ تھے۔مشہور فاتح نپولین کو صحافت کی طاقت کا بخوبی اندازہ تھا ان کا مشہور قول ہے کہ ایک مخالف اخبار کا ایک ہزار بندوقوں سے بھی زیادہ خوف کھانا چاہئے۔ایک مشہور مشرقی منقولہ ہے کہ چھوٹے حکمران شہنشاہِ اکبر کی تلوار سے زیادہ ابوالفضل کی قلم سے خوف زدہ رہتے تھے۔صحافت ایک ایسا شعبہ ہے جو قوموں کو زندگی عطا کرتا ہے اور انھیں ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

صحافت ایک ایسا شعبہ ہے جس کی اہمیت کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے۔اِسے قدیم زمانے میں بھی جب اشاعت وطباعت کی سہولیات میسر نہ تھیں اور اخبار نکالنا ایک مشکل کام تصور کیا جاتا تھا اس کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر اسے خاص وعام تک پہنچانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ آہستہ آہستہ حکومتوں کو جب صحافت کی طاقت کا اندازہ ہونے لگا تو وہ اس سے خائف رہنے لگیں یہی نہیں اسے کسی نہ کسی طرح روکنے اور حوصلہ افزائی نہ کرنے کا کام بھی انجام دیتے رہے۔اس مقصد کے لئے انہوں نے طرح طرح کے قوانین بنائے، ٹیکس لگائے اور ظلم وجبر سے کام لیا تاکہ اخبار یا جریدہ نکالنے کی کوششوں پر پابندی عائد کی جاسکے اور صحافیوں پر ایسے ایسے ظلم ڈھائے گئے کہ اس میدان میں اترنا ہر آدمی کے بس کی بات نہ رہی صحافت کے ارتقا کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ اسے طرح طرح کے امتحانات سے گذرنا پڑا ہے لیکن کہیں نہ کہیں ایسے حوصلہ مند افراد پیدا ہوتے رہے جو تمام دقتوں کے باوجود اس کی شمع کو روشن رکھتے رہے۔یورپ ہندوستان اور متعدد دوسرے ممالک سے ایسی شہادتیں پیش

کی جاسکتی ہیں جوحوصلہ شکنی کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ان تمام مظالم کے باوجود صحافت آگے ہی بڑھتی رہی ہے اور جیسے جیسے پرنٹنگ کی سہولیات میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔اس میں بھی نیا حوصلہ اور ولولہ پیدا ہوتا رہا ہے۔جاگیردارنہ نظام سے باہر نکلتے ہی صحافت کی ترقی کی رفتار تیز ہوئی اور نئے نئے اخبار، رسالے اور پمفلٹ شائع کئے جانے لگے جس کا بنیادی مقصد عوام کو حالات حاضرہ سے آگاہ کرنا ہی نہیں بیداری اور شعور بھی پیدا کرنا تھا تاکہ وہ اپنی طاقت کا احساس کر کے سماج میں انقلاب لانے کا کام انجام دیں۔دنیا میں جتنے بھی ذہنی انقلاب آئے ہیں ان سب کی بنیاد تحریرشدہ لفظ پر ہی مبنی ہے۔Printing Word دنیا کا سب سے طاقت ور ہتھیار یا آلہ ہے جس کے صحیح استعمال سے قوموں کا مقدر بن جاتا ہے اور غلط استعمال سے ان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اس لئے صحافت میں قدم قدم پر صحافتی اخلاقیات کو رہنما بنانے کی تلقین کی جاتی ہے کیونکہ اس کے غلط استعمال سے قوموں کے مستقبل کے تاریک ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔جمہوریت کے ارتقا کے ساتھ صحافت کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی رہی ہے اگر یہ کہا جائے کہ صحافت کے بغیر جمہوریت نامکمل ہے تو بے جا نہیں ہے۔جمہوریت کی کامیابی کا راز عوام کے بیدار اور باشعور ہونے میں ہے اس کا کام تعلیم سے بھی زیادہ صحافت انجام دیتی ہے کیونکہ کسی موقع پر کس طرح کا عمل ضروری ہے اور قوموں کو ارتقا کے کس موڑ پر انہیں کیا کرنا ہے اس کا شعور صحافت ہی پیدا کرتی ہے اس لئے صحافت کو جمہوری نظام کا چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ جمہوریت کی عمارت کا مضبوط ترین ستون صحافت ہے تو بے جا نہیں ہے۔

صنعتی انقلاب کے بعد دنیا میں حالات ایسے تیزی سے بدلے کہ اس کا ساتھ دینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں رہی۔انسان کی روزمرہ زندگی کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنا یہ بھی کسی نظام کے اختیار میں نہیں رہا ان حالات میں باشعور اور بیدار شہروں کو کس طرح زندہ رہنا ہے اس کا شعور صحافت ہی پیدا کرتی ہے۔گزشتہ تین سو سال کے دوران انسان کی دلچسپیوں میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ اگر وہ دلچسپیوں کے لئے سامان اکٹھا کرنے لگیں تو کئی عمریں درکار ہونگیں جو ممکن نہیں ہے لیکن صحافت ایسا جادو ہے جو عمروں کے یہ فاصلے لمحوں میں بدل کر قوموں کو وہ سب کچھ فراہم کرتی ہے جو بصورت دیگر حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج کے انسان کا صحافت سے چولی دامن کا ساتھ ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ Electration or, Mass Media کی بے پناہ ترقی کے باوجود آج بھی اخبار کی اہمیت اتنی ہی ہے جتنی اس وقت تھی جب کوئی اور وسیلہ موجود نہ تھا بلکہ انسانی دلچسپیوں اور ضرورتوں میں اضافے نے اس کی اہمیت کا درجہ بڑھا دیا ہے اکثر ریڈیو اور ای میل انٹرنیٹ پر حالات کے بارے میں جاننے کے باوجود ہماری پیاس نہیں بجھتی اور ہم چاہتے ہیں کہ مزید معلومات حاصل ہوں۔واقعہ کی تفصیلات تک پہنچنے کا کام اخبار یا صحافت ہی انجام دیتی ہے۔آج کے انسان کے پاس اتنی فرصت نہیں کہ وہ وقت نکال کر کھیل کے

میدان میں جائے اور کھیل کو ہوتے دیکھے یا بازار جائے اشیا کا نرخ معلوم کرے یا یہ جانے کہ مارکیٹ میں کیا حال ہے۔ اگر کوئی فیکٹری لگانی ہے تو ضروری ہے کہ پہلے یہ اندازہ کرلیا جائے کہ کچا مال کہاں میسر ہوگا اور کارخانے میں جو اشیا ضرورت ہونگی ان کے لئے مارکیٹ کہاں ہوگی۔ اس کام کو فیکٹری والوں نے خود کرنا ہے۔ فیکٹری لگانے سے پہلے انہیں معلومات جمع کرنے کے لئے لاکھوں روپے صرف کرنا ہونگے۔ لیکن اخبار ہر علاقے کے حالات کے بارے میں خبر وغیرہ شائع کرتے رہتے ہیں جن سے گھر بیٹھے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ کسی علاقے میں کیا کچھ پیدا ہوتا ہے اور وہاں کی ضروریات کیا ہیں۔ یہی نہیں عملی اور ادبی دلچسپیوں کے لئے بھی اخباروں میں کالم شائع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ادب سے دلچسپی رکھنے والے بھی اس کے ذریعے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ آج کے انسان کا صحافت سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ خصوصاً ہمارے اس دور میں علم کے میدان میں جتنی دھماکہ خیز پیش رفت ہورہی ہے اسے ہر کسی تک پہنچانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ موجودہ دور تیز رفتار تبدیلیوں، سائنسی ترقی اور اطلاعاتی انقلاب کا دور ہے۔ انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، مصنوعی ذہانت اور جدید مواصلاتی ذرائع نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں کی شکل دے دی ہے۔ اس بدلتے ہوئے ماحول میں صحافت کا کردار پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہوگیا ہے۔ آج صحافت صرف خبروں کی ترسیل کا ذریعہ نہیں بلکہ عوامی شعور کی بیداری، سماجی اصلاح، جمہوری اقدار کے فروغ اور عالمی رابطوں کا ایک مؤثر وسیلہ بھی ہے۔

بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت نے اپنی روایتی حدود سے نکل کر نئی جہتیں اختیار کی ہیں۔ ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا کی آمد نے صحافت کے دائرۂ اثر کو وسیع کر دیا ہے۔ اب معلومات چند لمحوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس صورتِ حال نے صحافت کے مواقع میں اضافہ کیا ہے، تاہم اس کے ساتھ کئی نئے چیلنجز بھی پیدا ہوئے ہیں۔

ڈیجیٹل میڈیا اور صحافت: ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے صحافت کے انداز اور طریقۂ کار میں بنیادی تبدیلی پیدا کی ہے۔ اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن اب انٹرنیٹ کے ذریعے بھی دستیاب ہیں۔ آن لائن صحافت نے معلومات تک رسائی کو آسان، تیز اور وسیع بنا دیا ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا کے ذریعے خبر کی فوری اشاعت اور عالمی سطح پر ترسیل ممکن ہوگئی ہے۔ اس نے صحافیوں اور قارئین کے درمیان براہِ راست رابطے کو بھی فروغ دیا ہے اور معلومات کے تبادلے کو زیادہ مؤثر بنایا ہے۔

سوشل میڈیا کا اثر: سوشل میڈیا نے جدید صحافت پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ فیس بک، ایکس (سابقہ ٹوئٹر)، انسٹاگرام، یوٹیوب اور دیگر پلیٹ فارمز کے ذریعے خبریں تیزی سے پھیلتی ہیں اور عوام فوری طور پر اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ اگرچہ سوشل میڈیا نے معلومات کی ترسیل کو آسان بنایا ہے، لیکن اس کے ساتھ جھوٹی خبروں، افواہوں اور غیر مصدقہ اطلاعات کے پھیلاؤ کا مسئلہ بھی پیدا ہوا ہے۔ اس لیے جدید

صحافت میں معلومات کی تصدیق اور ذمہ دارانہ رویہ پہلے سے زیادہ اہم ہوگیا ہے۔

عوامی شعور اور صحافت: صحافت عوامی شعور کی بیداری میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ یہ عوام کو قومی اور بین الاقوامی حالات، سماجی مسائل، معاشی تبدیلیوں اور حکومتی پالیسیوں سے آگاہ کرتی ہے۔ ایک باشعور معاشرے کی تشکیل میں صحافت کی اہمیت مسلمہ ہے۔ صحافت مختلف مسائل پر عوامی توجہ مرکوز کرتی ہے اور لوگوں کو اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ کرتی ہے۔ اسی لیے صحافت کو معاشرتی اصلاح اور ترقی کا ایک اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

جمہوری اقدار کے فروغ میں صحافت کا کردار: جمہوری معاشروں میں صحافت کو چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے۔ یہ حکومت، عوام اور مختلف اداروں کے درمیان رابطے کا کام انجام دیتی ہے۔ صحافت عوام کو حکومتی پالیسیوں اور فیصلوں سے آگاہ رکھتی ہے اور شفافیت کے فروغ میں مدد دیتی ہے۔ آزاد اور ذمہ دار صحافت جمہوری اقدار، اظہارِ رائے کی آزادی اور عوامی احتساب کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مضبوط جمہوری نظام کے لیے آزاد صحافت کو ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

عصری چیلنجز اور صحافت: جدید دور میں صحافت کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے۔ جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ، معلومات کی بہتات، تجارتی دباؤ، سیاسی مداخلت اور سوشل میڈیا کی تیز رفتار فضا صحافت کے لیے نئے مسائل پیدا کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ صحافیوں کی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں۔ انہیں خبر کی صداقت، غیر جانبداری اور اخلاقی اصولوں کو برقرار رکھتے ہوئے عوام تک درست معلومات پہنچانی ہوتی ہیں۔

مستقبل کی صحافت: مستقبل میں صحافت مزید ٹیکنالوجی پر مبنی ہوگی۔ مصنوعی ذہانت، ڈیٹا جرنلزم، موبائل جرنلزم اور ملٹی میڈیا رپورٹنگ صحافت کے نئے رجحانات کے طور پر سامنے آ رہے ہیں۔ ان تبدیلیوں کے باوجود صحافت کا بنیادی مقصد یعنی درست، مستند اور بروقت معلومات کی فراہمی برقرار رہے گا۔ مستقبل کا صحافی نہ صرف روایتی صحافتی مہارتوں کا حامل ہوگا بلکہ جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل ذرائع سے بھی واقف ہوگا۔ اسی صورت میں وہ بدلتے ہوئے ابلاغی ماحول کے تقاضوں کو پورا کر سکے گا۔

18.3.2 سرگرمی:2 آؤ اپنی معلومات جانچیں

مندرجہ ذیل جملوں کے آگے صحیح یا غلط لکھیے:

1۔ عالمگیریت نے دنیا کے مختلف معاشروں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا ہے۔

2۔ ڈیجیٹل میڈیا نے صحافت کی رفتار اور رسائی میں اضافہ کیا ہے۔

3۔ سوشل میڈیا پر موجود تمام خبریں ہمیشہ مستند ہوتی ہیں۔

4۔ صحافت عوامی شعور کی بیداری میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

5۔ جمہوری معاشروں میں صحافت کو چوتھا ستون کہا جاتا ہے۔

6۔ جھوٹی خبروں کا پھیلاؤ جدید صحافت کا ایک چیلنج ہے۔

7۔ مستقبل کی صحافت میں مصنوعی ذہانت اور ڈیٹا جرنلزم کی اہمیت بڑھ رہی ہے۔

8۔ جدید دور میں صحافت کا کردار صرف خبر رسانی تک محدود ہے۔

18.4 عمومی جائزہ

اس سبق میں صحافت میں زبان کی اہمیت اور بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کے کردار کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ ابتدا میں زبان کے مفہوم، اس کی اہمیت اور صحافت کے ساتھ اس کے گہرے تعلق کو واضح کیا گیا۔ اس کے ساتھ صحافتی زبان کی خصوصیات، سادگی، اختصار، وضاحت اور معیاری اسلوب کی ضرورت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔ مزید برآں ابلاغِ عامہ میں زبان کے کردار اور صحافتی زبان کو درپیش مسائل و چیلنجز کا جائزہ لیا گیا۔ سبق کے دوسرے حصے میں بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کے کردار کو موضوعِ بحث بنایا گیا۔ عالمگیریت، ڈیجیٹل میڈیا، سوشل میڈیا، عوامی شعور کی بیداری اور جمہوری اقدار کے فروغ میں صحافت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ اس کے علاوہ جدید صحافت کو درپیش چیلنجز اور مستقبل میں صحافت کے ممکنہ رجحانات کا بھی جائزہ پیش کیا گیا۔ اس مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ صحافت آج بھی معاشرتی شعور، معلومات کی ترسیل اور جمہوری اقدار کے استحکام کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

18.5 فرہنگ

1۔	زبان	: اظہارِ خیال کا ذریعہ
2۔	ابلاغ	: معلومات اور خیالات کی ترسیل
3۔	صحافت	: خبروں اور اطلاعات کی ترسیل کا فن
4۔	صحافتی زبان	: ذرائع ابلاغ میں استعمال ہونے والی زبان
5۔	معروضیت	: غیر جانبداری اور حقیقت پسندی
6۔	اختصار	: کم الفاظ میں مؤثر اظہار
7۔	وضاحت	: صاف اور قابلِ فہم اندازِ بیان
8۔	روانی	: زبان کا فطری بہاؤ
9۔	ابلاغِ عامہ	: عوام تک معلومات پہنچانے کا عمل
10۔	ذرائع ابلاغ	: اطلاعات پہنچانے کے وسائل
11۔	خبر	: اہم اور تازہ اطلاع
12۔	رپورٹنگ	: واقعات کی خبر رسانی
13۔	اداریہ	: ادارے کے نقط ؟ نظر کی نمائندہ تحریر
14۔	کالم	: مخصوص موضوع پر مستقل تحریر
15۔	رائے عامہ	: عوام کی اجتماعی سوچ
16۔	عوامی شعور	: عوام میں آگاہی
17۔	عالمگیریت	: دنیا کا باہمی ربط
18۔	ڈیجیٹل میڈیا	: جدید الیکٹرانک ذرائع ابلاغ

19۔ سوشل میڈیا : آن لائن سماجی رابطے کے پلیٹ فارم

20۔ آن لائن صحافت : انٹرنیٹ کے ذریعے صحافت

21۔ موبائل جرنلزم : موبائل آلات کے ذریعے صحافت

22۔ ڈیٹا جرنلزم : اعداد و شمار پر مبنی صحافت

23۔ مصنوعی ذہانت : IntelligenceArtificial

24۔ ملٹی میڈیا : مختلف ابلاغی ذرائع کا امتزاج

25۔ اطلاعاتی انقلاب : معلوماتی ٹیکنالوجی کی تیز ترقی

26۔ جمہوریت : عوامی حکمرانی کا نظام

27۔ اظہارِ رائے : خیالات کا اظہار

28۔ شفافیت : کھلا اور واضح نظام

29۔ احتساب : جواب دہی کا عمل

30۔ صداقت : سچائی

31۔ مستند معلومات : قابلِ اعتماد معلومات

32۔ سنسنی خیزی : غیر معمولی انداز میں خبر پیش کرنا

33۔ افواہ : غیر مصدقہ اطلاع

34۔ تصدیق : خبر کی جانچ

35۔ پیشہ ورانہ اخلاقیات : صحافتی اخلاقی اصول

36۔ عالمی رابطہ : بین الاقوامی تعلق و ابلاغ

37۔ معلوماتی معاشرہ : علم اور معلومات پر مبنی معاشرہ

38۔ میڈیا ہاؤس : صحافتی ادارہ

39۔ نشریات : پروگراموں کی ترسیل

40۔ مواصلات : رابطے کا نظام

41۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارم : آن لائن ابلاغی ذریعہ

42۔ فکری بیداری : شعور اور فکر کی وسعت

43۔ سماجی تبدیلی : معاشرتی تبدیلی کا عمل

44۔ اطلاعات : معلومات

45۔ ابلاغی عمل : پیغام کی ترسیل کا عمل

18.6 نمونہ برائے امتحانی سوالات

1۔ صحافت میں زبان کی اہمیت پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

2۔ صحافتی زبان کی خصوصیات اور تقاضوں پر روشنی ڈالیے۔

3۔ زبان اور ابلاغِ عامہ کے باہمی تعلق کا جائزہ لیجیے۔

4۔ صحافت کے فروغ میں زبان کے کردار کو واضح کیجیے۔

5۔ صحافتی زبان کو درپیش مسائل اور چیلنجز پر بحث کیجیے۔

6۔ عالمگیریت نے صحافت کے کردار میں کیا تبدیلیاں پیدا کی ہیں؟

7۔ ڈیجیٹل میڈیا کے اثرات کا صحافت کے تناظر میں جائزہ لیجیے۔

8۔ سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی اثرات پر تنقیدی گفتگو کیجیے۔

9۔ عوامی شعور کی بیداری میں صحافت کے کردار کو واضح کیجیے۔

10۔ جمہوری اقدار کے فروغ میں صحافت کی اہمیت بیان کیجیے۔

11۔ جدید صحافت کو درپیش چیلنجز پر تفصیلی نوٹ لکھیے۔

12۔ مستقبل کی صحافت کے امکانات اور رجحانات کا جائزہ لیجیے۔

13۔ مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے صحافت پر اثرات بیان کیجیے۔

14۔ بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کی سماجی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالیے۔

15۔ موجودہ دور میں صحافت کی افادیت اور اہمیت کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

16 بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کے کردار پر روشنی ڈالیے۔

17 صحافت نے کس طرح بدلتے نظام کی ترجمانی کی۔ وضاحت کیجئے؟

18.7 مشقی سوالات

1۔ صحافتی زبان سے کیا مراد ہے؟

2۔ صحافتی زبان کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

3۔ ابلاغِ عامہ کیا ہے؟

4۔ عالمگیریت سے کیا مراد ہے؟

5۔ ڈیجیٹل میڈیا کیا ہے؟

6۔ سوشل میڈیا کی ایک اہم خصوصیت بیان کیجیے۔

7۔ عوامی شعور سے کیا مراد ہے؟

8۔ جمہوری اقدار کے فروغ میں صحافت کا کیا کردار ہے؟

9۔ ڈیٹا جرنلزم کیا ہے؟

10۔ مصنوعی ذہانت سے کیا مراد ہے؟

18.8 مشقی سوالات کے جوابات/جوابات سرگرمی

سرگرمی 1 کے جوابات

1

۔ابلاغ	2۔مرکزی	3۔اختصار	4۔پیچیدگی
5۔فروغ	6۔وقار	7۔زبان	8۔زبان

سرگرمی 2 کے جوابات

1۔صحیح	2۔صحیح	3۔غلط	4۔صحیح
5۔صحیح	6۔صحیح	7۔صحیح	8۔غلط

مشقی سوالات کے جوابات

1۔ صحافتی زبان سے کیا مراد ہے؟

جواب: ذرائع ابلاغ میں معلومات اور خبروں کی ترسیل کے لیے استعمال ہونے والی زبان۔

2۔ صحافتی زبان کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔

جواب: سادگی اور وضاحت۔

3۔ ابلاغِ عامہ کیا ہے؟

جواب: عوام تک معلومات اور پیغامات پہنچانے کا عمل۔

4۔ عالمگیریت سے کیا مراد ہے؟

جواب: دنیا کے مختلف ممالک اور معاشروں کا باہمی ربط اور قربت۔

5۔ ڈیجیٹل میڈیا کیا ہے؟

جواب: انٹرنیٹ اور جدید ٹیکنالوجی پر مبنی ذرائع ابلاغ۔

6۔ سوشل میڈیا کی ایک اہم خصوصیت بیان کیجیے۔

جواب: معلومات کی فوری ترسیل۔

7۔ عوامی شعور سے کیا مراد ہے؟

جواب: عوام میں آگاہی، فہم اور بیداری پیدا ہونا۔

8۔ جمہوری اقدار کے فروغ میں صحافت کا کیا کردار ہے؟

جواب: صحافت عوامی آگاہی، شفافیت اور احتساب کو فروغ دیتی ہے۔

9۔ ڈیٹا جرنلزم کیا ہے؟

جواب: اعداد و شمار اور معلومات کے تجزیے پر مبنی صحافت۔

10۔ مصنوعی ذہانت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسی ٹیکنالوجی جو انسانی ذہانت سے مشابہ کام انجام دے سکے۔

18.9 امدادی کتب

۱۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ نادر علی خاں۔ ایجوکیشنل بُک ہاؤس علی گڑھ

۲۔ اُردو صحافت کی تاریخ۔ عماد صابری

۳۔ فنِ صحافت۔ پروفیسر ظہور الدین۔ انٹرنیشنل اُردو پبلی کیشنز

۴۔ اُردو صحافت کا سفر۔ گربچن چندن۔ ایجوکیشنل بُک ہاؤس دہلی

۵۔ صحافت کا فن۔ ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

۶۔ ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں۔ ڈاکٹر محمد عمیق صدیقی

۷۔ صحافت پاکستان اور ہند میں۔ عبدالسلام خورشید

۸۔ اُردو صحافت، صداقت اور آزادی رائے۔ ڈاکٹر عشرت علی صدیقی

۹۔ اُردو صحافت اور جنگ آزادی 1857ء۔ ڈاکٹر معصوم مرادآبادی

۱۰۔ میڈیا روپ بہروپ۔ ڈاکٹر سہیل انجم

۱۱۔ ریڈیواور ٹیلی ویژن میں ترسیل وابلاغ کی زبان۔ڈاکٹر کمال احمد صدیقی

۱۲۔ اُردو صحافت (سمت ورفتار) ڈاکٹر اعجاز حسین شاہ

۱۳۔ انتخابِ الہلال۔ابوالکلام آزاد

۱۴۔ ریڈیو نشریات۔ڈاکٹر زبیر شاداب

۱۵۔ Mass Communication and Journalism in India D.S.Mehta.

MODEL QUESTION PAPER
FOR
M.A.URDU

Semester :- II

Session :-2025 Onwards

COURSE-NO.URD - 206
(Urdu Journalism)

Marks:-70Maximum hoursAllowed:- 2½Time

نوٹ: تمام سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔نمبروں کی تفصیل سامنے درج ہے۔

سوال نمبر1۔ رپورٹنگ کی تعریف کرتے ہوئے اس کی اہمیت اور بنیادی اقسام پر روشنی ڈالیے۔

یا

خبر کے بنیادی عناصر اور ان کی افادیت بیان کیجیے۔ (7)

سوال نمبر2۔ خبر رساں ایجنسیوں کی خدمات اور صحافت میں ان کے کردار کا جائزہ لیجیے۔

یا

خبری اقدار کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی صحافتی اہمیت بیان کیجیے۔ (7)

سوال نمبر3۔ صحافت اور انسانی حقوق کے باہمی تعلق پر مختصر نوٹ لکھیے۔

یا

صحافتی قوانین اور اخلاقیات کی اہمیت بیان کیجیے۔ (7)

سوال نمبر4۔ اخبار کی خبروں اور ریڈیو کی پیشکش میں فرق واضح کیجیے۔

یا

ٹیلی ویژن صحافت کی خصوصیات اور تکنیکی تقاضوں پر روشنی ڈالیے۔ (7)

سوال نمبر 5۔ خبروں کے اصول، اطلاعاتی پس منظر اور پیشگی تیاریوں کی اہمیت پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

یا

سیاسی، پارلیمانی، عدالتی، تحقیقی اور جنگی رپورٹنگ کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔ (14)

سوال نمبر 6۔ اردو کی ادبی صحافت میں رسائل و جرائد کے کردار کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے تہذیب الاخلاق، الہلال، ہمدرد، زمیندار، مخزن اور نگار کی خدمات پر روشنی ڈالیے۔

یا

صحافت میں زبان کی اہمیت اور بدلتی ہوئی دنیا میں صحافت کے کردار کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔ (14)

سوال نمبر 7۔ ذیل میں شامل معروضی سوالوں کے درست جواب کا انتخاب کیجیے۔ (14)

1۔ جامِ جہاں نما کب جاری ہوا تھا؟

الف۔1820 ب۔1822 ج۔1830 د۔1857

2۔ خبر کا کون سا عنصر وقت کی نشاندہی کرتا ہے؟

الف۔Who ب۔Why ج۔When د۔How

3۔ پارلیمانی رپورٹنگ کا تعلق کس ادارے سے ہوتا ہے؟

الف۔عدالت ب۔پولیس ج۔پارلیمنٹ د۔بلدیہ

4۔ الہلال کے مدیر کون تھے؟

الف۔سرسید احمد خاں ب۔محمد علی جوہر ج۔مولانا ابوالکلام آزاد د۔شبلی نعمانی

5۔ تہذیب الاخلاق کس نے جاری کیا؟

الف۔حالی ب۔شبلی نعمانی ج۔سرسید احمد خاں د۔محمد حسین آزاد

6۔ عدالتی رپورٹنگ میں کس علم کی ضرورت ہوتی ہے؟

الف۔معاشیات ب۔قانون ج۔نفسیات د۔ جغرافیہ

7۔ تحقیقی رپورٹنگ کی بنیادی خصوصیت کیا ہے؟

الف۔تفریح ب۔اشتہار نویسی ج۔گہری تحقیق د۔تبصرہ نگاری

8۔ ریڈیو صحافت کا بنیادی ذریعہ کیا ہے؟

الف۔تصویر ب۔آواز ج۔تحریر د۔خاکہ

9۔ ٹیلی ویژن صحافت کی نمایاں خصوصیت کیا ہے؟

الف۔صرف تحریر ب۔صرف آواز ج۔تصویر اور آواز کا امتزاج د۔صرف گرافکس

10۔ شب خون کس ادبی رجحان سے وابستہ رسالہ تھا؟

الف۔کلاسیکیت ب۔جدیدیت ج۔ترقی پسندی د۔رومانویت

11۔ خبر رساں ایجنسی AP کا مکمل نام کیا ہے؟

الف۔PressAssociated ب۔PressAsian

ج۔PressPakistanAll د۔PublishingAmerican

12۔ صحافتی اخلاقیات کا بنیادی اصول کیا ہے؟

الف۔جانبداری ب۔غیر جانبداری ج۔مبالغہ آرائی د۔پروپیگنڈا

13۔ ڈیجیٹل میڈیا کی مثال کون سی ہے؟

الف۔کتاب ب۔رسالہ ج۔ویب سائٹ د۔پوسٹر

14۔ IntelligenceArtificial کا اردو متبادل کیا ہے؟

الف۔ابلاغِ عامہ ب۔مصنوعی ذہانت ج۔ڈیٹا جرنلزم د۔ڈیجیٹل صحافت

جوابات

1۔ب 2۔ج 3۔ج 4۔ج 5۔ج 6۔ب 7۔ج

8۔ب 9۔ج 10۔ب 11۔الف 12۔ب 13۔ج 14۔ب

Course Contributors and Content Editing:

1. **Dr. Abdul Rashid Minhas**
Associate Professor,
Department of Urdu, University of Jammu

2. **Dr. Parshotam Paul Singh**
Assistant Professor in Urdu.
CDOE, Jammu

Content Editing/ Proof reading:

Dr. Parshotam Paul Singh
Assistant Professor in Urdu. CDOE, Jammu
CDOE, University of Jammu, Jammu 2025

© Centre for Distance & online Education, University of Jammu, 2026

* All rights reserved. No part of this work may be reproduced in any form, by mimeograph or any other means, without permission in writing from the CDOE, University of Jammu.
* The script writer shall be responsible for the lesson/script submitted to the CDOE and any plagiarism shall be his/her entire responsibility.

Printed By : Classic Printers/ 2026/50

CENTRE FOR DISTANCE & ONLINE EDUCATION
UNIVERSITY OF JAMMU

SELF LEARNING MATERIAL
FOR
M.A. URDU
SEMESTER - II
SESSION - 2025 ON WARDS

SUBJECT: URDU JOURNALISM — UNIT I-IV
COURSE CODE URD - 206 — LESSON: 1-18

PROF. (DR.) SHOHAB INAYAT MALIK
COORDINATOR P.G. URDU

DR. PARSHOTAM PAUL SINGH
TEACHER INCHARGE

http:/www.distanceeducationju.in
Printed and published on behalf of the centre for Distance & Online Education, University of Jammu by the Director, CDOE, University of Jammu.